

عوضنا عکرم کا فضل سلاز وزما
بن سنج بین ن ول ق بین ن

دیوان فصاحت نشان بلاغت عنوان شعر مضامین و محاورات بی نظیر معنی

کلام بقی

من کلام بلبل دستان سرای گلشن قدس شک صائب و نظیر کمال الشعراء بقی صاحب

پنا پند نوکشور و ما کا پور و طبع
طبع می مسمی نوکشور و ما کا پور و طبع

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست
مطلوب ہر ایک شائق کو بچا پہنچا دے گی جس کے ملاحظہ سے شایقان اصلی حالات کتب معلوم ہوا کریں
ہیں قیمت بھی ارزان ہو اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحوں سادے ہیں اور نہیں لکھیں کتب
دوا وین و ثنویات و دوا سوخت آرد و و غیرہ درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی
اور کتب بھی موجودہ کارخانہ سے قدر و انون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو فقط۔

کلیات دوا وین	کلیات صنعت	دیوان غافل سوز خان صاحب
کلیات ظفر ہر چار جلد کامل۔	کلیات شاہ تراب۔	دیوان مرغوب جہان
انتخاب کلیات ظفر۔	کلیات نظیر اکبر آبادی۔	سید جمال حسین خالص صاحب۔
کلیات مومن۔	کلیات وہبی کاغذ سفید چکنا۔	دیوان نیاز۔
کلیات ناسخ۔	ایضاً کاغذ رسمی	دیوان لغت سروری۔
کلیات آتش۔	دیوان ذوق۔	بہارستان اشعار۔
کلیات لغت مجید۔	دیوان فدا جلد ثانی نسبی برہن	دیوان شہید می۔
کلیات نظام رعنا۔	گلشن۔	دیوان جبار کلام مرزا حسین جبار
کلیات امیر الدلیم۔	دیوان رند سہمی گلدستہ عشق	دیوان واسطی۔
کلیات میر تقی۔	دیوان غالب دہلوی۔	دیوان گویا تقطیع کمان۔
کلیات سودا۔	دیوان سخن دہلوی جلد تسلیم	ایضاً تقطیع حرر۔
کلیات انشا الدخان۔	کاغذ سفید گندہ۔	دیوان عاشق
کلیات نسلخ۔	ایضاً کاغذ رسمی۔	دیوان صناسن
شاید عشرت۔	دیوان قلق سہمی نظم عشق	دیوان مخزن شوق۔
سخن شعرا	دیوان خواجہ میر درد۔	دیوان شایستہ پاسخ۔
کنج تواریخ۔	دیوان بہار عرب	دیوان چہستان جوش۔
زبان ریختہ۔	دیوان لطف	دیوان حمد ایزدی۔
قطرہ منتخب۔	دیوان امیر موسوم برآة الغیب	دیوان لغتہ۔

عوضتاء مکرم کا فضل و کمالات
بین شمع بین لعل و بین ن

دیوان فصاحت نشان بلاغت عنوان شعر مضامین و محاورات بی نظیر اعنی

کلیاتی

من کلام بلبل دستان سرای گلشن قدس رشک صائب و ظہیر ملک الشعراء میر تقی صاحب

نہ ناپائیدار نوک شورش و ما کا پورہ طبع
نہ طبع می می شورش و ما کا پورہ طبع

کو کجی سست سست پری بر بزرگوں کی عزت زار
مطلبی ثانی

کونکے نام سے جان کر اس کے سوا
مطلبی ثانی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصائد در منقبت وغیرہ

زنگ گل جھمکے پر ہر پات ہری کی اوچھل
خوبی دلکش گل دیکھنے کو ہوا خول
لالہ زنگ گل سہریں بھر دشت جبل
سبزہ غلطان ہر لب جو کہ خیاں غفل
زنگ او گئی ہر جہان لی تھی ہفتان
خشک بھی شاخ ذاب سبز کھالی کوئل
دو دنون نکلی ہر خاک سے اب دست بغل

جیسے نور شید ہوا ہر چمن افروز حمل
وقت دم ہو کہ زبس شوق سے چشم بلب
جوش گل یہ ہر جہانک کر ہو کام نظر
لطف و بندگی مت بوجہ کہین چمن ہون
چشم رکھتا ہر تو چل فضا کو نکات دیکھ
سیر کرتا زنگی و خرمی شادابی
خون خمیازہ کش عاشقی و نیچہ گل

کلیات
۲

کونکے نام سے جان کر اس کے سوا
مطلبی ثانی

کونکے نام سے جان کر اس کے سوا
مطلبی ثانی

بہارِ عشق جان کر کے کہتا ہے کہ عشق کی آواز سن کر ہر دل میں
 ایک نئی دنیا کھلتی ہے جس میں ہر لمحہ ایک نیا رنگ ہے
 جس کو دیکھ کر ہر دل میں ایک نیا عالم کھلتا ہے
 جس کو سنا کر ہر دل میں ایک نیا گیت گونجتا ہے

وقت ہوا اپنی نصیری کی مدد کا یا شاہ

روز و شب ہتی ہوا اس موزی سے جب کہ

مطلع ثالث

ایک اک تو ہی ہوا عالم اسرار ازل	ایک سو جان سو عاشق ہو ترا حسن گل
تیری ذات مقدس ہو کہ تیرا ہو نام	نغمہ سوتا خواستہ بھی صل علی جاو گل
تیری درگاہ میں جہیز مل کی پر کیوں نہیں	بہیں ہی نور جلالی خدا غر دل
دور از لب کہ کھینچا عشق سے رتبہ تیرا	حرف تیرا ہی تری شیون کی وحی منزل
مرحبا شاہی تری صل علی جاہ تیرا	کہ ہوا تخت ترا دوش نئی مرسل
فرش ہونا تری نثار کا سعاد تھی وے	کیا کر و چادر مہتاب کہ تھی مستعمل
وہ نخستین خرواہ عالم اسرار الہ	مانتے جسکو گئے دہر کو کامل المل
آخرا ب کے تری درس میں یہ نکتہ کھلا	ناقص محض چلا جاتا عقل اول
جہین گزری بھی تو کھلی ہو تر درس کی بج	معنی تازہ سے بدلا ہوا لفظ مہمل
رفیع بدعت پہ جب آد تری طبع اقدس	کیا عجب شعلہ آواز سے جل جانزل
تقدیم ظلم نہیں پچھا عدا میں تری	بازنگلی ہوئی چریا کو تین دیو اور گل
حالت نزع میں گر نام زبان پر ہوتا	یک منق جان حیات بدی ہو ہو بدل
بسکہ غالب ہو ترا سعد ستارا ہر عجب	پہوئے گر حشر ملک تویت شاہی بزل

مطلع رابع

ایک طاقوت و زمامے میں نری فرما

پنجہ در سے آئے نرسے پہنچ

ایک دین میں سدا زلف زب بند کوا
 کی زبان کی میت کی زبان کی
 کی زبان کی میت کی زبان کی
 کی زبان کی میت کی زبان کی

ایک دین میں سدا زلف زب بند کوا
 کی زبان کی میت کی زبان کی
 کی زبان کی میت کی زبان کی
 کی زبان کی میت کی زبان کی

[illegible]

مفتی علی قلی

کر کر گشتی ہے پوچھتے ہیں بھاگ رہوئے
 یہ ہر یا خالی ہو میدان مگر اسکی تیغ
 کیا بیان کیجیے اب لشکر اعدا کی معاش
 چھوٹے ہر زخم سے ہر ایک کو فوارہ ہو
 سرخ تر ختم شجاعان نظر آتی ہے
 آتی ہر غیب سے آواز ہوا وہ فیصل
 اتر رہا تھے کہ گئے خلق کو یکدم بنگل
 منجھ خون ہو وہاں زخم کا ہیگا بدل
 ہر طرف دشب میں جا رہی ہر سو کی جدو
 خون سے مسلح قصاب کی خاکِ شقیقل

[illegible]

کیا لکھوں! سپ بکیر کی اوس کے تعریف
 جب عنان اسکی اوچک بستا ہوا سکاڑا
 اس فلک سیر کا میدان مقرر ہو گیا
 اگیا اس میں نظر جاتا کسو شخص کو تو
 قابو پانیکے لیے اس کے سوار اوپر سدا
 را کب افسکارے ہو سکے تبسم یہ بات
 جان یہ ہر ترے گھوڑے میں کہ تار و زار
 لے مصور ذرا سے دیکھے ڈھریاں
 سر دسینہ کو کمز تک تو نبایا رکھ ہاتھ

۲
 کے بھلاؤ کی محکوم بنیں پھوڑے غوال
 نو جوان تو میرے ار خا ط ملا
 زار دہ ہو کر پھر بھی سے کھولا
 اب تو کسی کی عین غرق
 اب تو کسی کی عین غرق
 اب تو کسی کی عین غرق

[illegible]

بہشت کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے
 جہنم کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے
 جہنم کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے

بہشت کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے
 جہنم کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے
 جہنم کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے

کب تک صفت تیری خدا تو خوف کر
 پڑھ منقبت نہ شاہ کی جس سے نجات ہو
 بخشش سے جسکی حرف طلب مجھ ہو گیا
 ہر سن اسکی مٹن عالی کا کا سہ لیس
 آوے اگر عطا و کرم پر وہ ایک دم
 کتنا ہوں اب میں مطلع ثانی کہ ہوں بہ

مطلع ثانی

ای نائب مصاحب دادار بھال
 تو ہر کہ تیرے عدل کی نظم و نسق کو سن
 وہی مشورت شریک خداوند لائزال
 اٹھ جائے دفعہ ہر فراجون سے اختلاف

چاہی خدا نخواستہ اسکا اگر تو زعم
 شاہا ترا غلام ہو ایک اور ایک طرف
 تیر و کمان کو ہاتھ میں لے جیت ہو سامنے
 جس دم کہ زور بازو سے اگر لگا دے تیر
 چھکی سے اسکی ہو کے جدا تیر پر لگا

تو خوف مقام سے ہو خط اعتدال
 سنگین ہو فوج دشمن اگر کوہ کی مثال
 ہو اسکو اپنے زور شجاعت سے یہ کمال
 پھوٹیں دسار ہو دین اگر آہن جبال
 جو اسکے سامنے ہو اسو ارکا لاکھ جبال

بہشت کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے
 جہنم کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے
 جہنم کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے

بہشت کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے
 جہنم کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے
 جہنم کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے

بہشت کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے
 جہنم کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے
 جہنم کی جگہ ہے میں نے اس کے لیے تیار کیا ہے

پہاڑ میں کھون ہونے کی نظر کے مانیوں
 دوسرا سامان پر جانے کی غلام کی جھلکی کی گلاب
 دوسرا سامان پر جانے کی غلام کی جھلکی کی گلاب
 دوسرا سامان پر جانے کی غلام کی جھلکی کی گلاب

جسم طبع کو سی سے ہوا تو کہ جیتے جی	سر مر ہو سے ہین بسکہ الم سو مری عظام
ای طرح اتنی ہرزہ درانی جرس کی طرز	اس گفتگو کا فائدہ کدہ حاصل کلام
یعنی امیر شاہ بخت کی صفت پر آ	وہ شاہ جس پہ ساری کمالات ہیں تمام
وہ شاہ ہو کہ بعد بنی کو وہی ہو پھر	وہ شاہ ہو کہ حق ہو وہی اولین امام
گر چاہی دل گرفت جہان میں ہو کوئی	کر دے یہ تنگ غنچہ پیکان کو اقسام
ورنہ شگفتگی پہ بلائے عظیم ہے	چھوڑے نہ زخم سینہ عاشق تک التیام

مطلع ثانی

شاہا ترے گدا کا ہو مشور احتشام	شاہان سرفراز سب دے کے ہین پر نام
--------------------------------	----------------------------------

قطعہ

ہوا سپ پر سوار کری عزم جنگ اگر	میدان کارزار میں ادے تر اغلام
جولان کری جدھر کور ہو او سطرف خاک	اگر جای خاک و دھڑ کی جدھر کو پھر دم
پامال مستدر ہوں کہ معلوم بھی نہوں	اگر ایسا بکون ہو رستم ہی بیان کلام

قطعہ

شمیر اسکے خرس ادا کی ہو جو برق	آوی کر اسکے ہاتھ میں یک سخطہ بر نیام
ہل جای اور تک صف ادا کی اور کو	بر سر ہین پھر تو مد نظر تک بدن تمام

قطعہ

جس پانی کی اس سنگ بھی اعانت زنی تویم	تکڑا شیب دھاری اس طرح
--------------------------------------	-----------------------

مطلع ثالث

ای بعد فوت ختم میل صاحب انعام
 دوسرا اولین امام و سرفراز و اہتمام

چند باتیں

از بسکہ ہم نے ہر وقت کی ہر بات
 ہر بات کی ہر بات کی ہر بات
 ہر بات کی ہر بات کی ہر بات
 ہر بات کی ہر بات کی ہر بات

بسم الله الرحمن الرحيم

بکرم جوشی مسر باد و سختی کسار
 بلوچ مشید عاشق لبوز شمع مزار
 کہ اسکو کج قفس ہی رہے ہر باد بہار
 بدلتوازی ساقی با بر دریا بار
 بسینہ کاوی دشنہ بزخم دامن دار
 بسعی باطل ناخن بعقدہ دل کار
 پستی می ناب و بخاطر ہشیار
 بکرم زبانی صبر و بیدہ بیدار
 بشیخ و مسجد و تسبیح و رشتہ زناز
 بجر کہ جر کہ غزالان بیدہ خونبار
 بقطرہ قطرہ شراب و بجام دست یار
 بجان عاشق سکین کہ یار پر ہر شمار
 نہیں دکھاتی اسے بعد مرگ کو چہ یار
 بخاطر دل آخر کہ اوس سے ہر ہزار
 باعث از اجابت بخلقہ اذکار

کون ہے؟ فلک ہوئی بکر
میں سے سال بھر
کے دل کے کلفت کا ایک کاروان
تو آئیں بھائی بھائی
زبان میں ہی آتا ہے

یہ شادی خدوہ تھا در پیش فیض کو کہ ناظر
ایں احوال کا رنگ رو بس ہاں شاہد
اد سے قصد اب تک مرانم خان ہے
رقن ایک جی ہے سو ایک آدم کا
یہ مفلوک ایسے سا کہ ایمان ہے
مجام فون ہے جو بچا ہون ہے
وادش کا ترس دن کا سینہ نشان ہے
عجب قصہ میں ہون جو نشان ہے
یہ قہری دل کی کڑو جہان ہے

نہجے مچک کیا ہے جہان کا
 زار و ست ہے زرق و گلان کا
 زار و ست ہے زرق و گلان کا
 زار و ست ہے زرق و گلان کا

مطلع رابع
 زار و ست ہے زرق و گلان کا
 زار و ست ہے زرق و گلان کا
 زار و ست ہے زرق و گلان کا

بہت ہرزہ خوانا ہیگا اور میر تو بھی
 جو مر کو ز خاطر ہو او سپر بھی آجا
 سن اور ہنشین شخص غائب کی خاطر
 یہ مطلع کہ مطلب ہے جو تو امان ہے

مطلع ثالث

قلم چل بھی چلتی تیری زبان ہے
 و لیکن تجا و زخم و ادب سے
 دماغ اب نہیں ہو جو تہید کرے
 بھٹی تیری کیجے پیل چاہتا ہے
 ترا عہد کی سر خوشی ہو جو ہو بھی
 تری یان ہو سب راستی و درستی
 زیارت کی صدق آتا ہو جسکی
 لکھے کیا شہا کوئی بہت کو تیرے
 زیادہ ہو یہ وسعت رزق تیری
 کر دہری کیا وہ خورشید اور
 تری ہاتھ کی ریزش جو آگے

کہ پھر بات کہو کی فرصت کہاں ہے
 کہ مدوح اب شاہ ہندوستان ہے
 کہ گل رات ہو اور یہ داستان ہے
 قرعہ شکر نعمت میں قاصر زبان ہے
 گنگا رسایک غم موشان ہے
 مگر مصدق سچ کا یہ خاندان ہے
 ترا جہتہ راستان آستان ہے
 جہان صبح اس خوان پر سہماں ہے
 کہ مشرق و تا غرب ستا خوان ہے
 فلک پاس کیا ہی جہی یکناں ہے
 خجالت ہو یہ ابر قطرہ زمان ہے

قلم چل بھی چلتی تیری زبان ہے
 و لیکن تجا و زخم و ادب سے
 دماغ اب نہیں ہو جو تہید کرے
 بھٹی تیری کیجے پیل چاہتا ہے

۱۱
 جہان صبح اس خوان پر سہماں ہے
 کہ مشرق و تا غرب ستا خوان ہے
 فلک پاس کیا ہی جہی یکناں ہے
 خجالت ہو یہ ابر قطرہ زمان ہے

۹
 کہ پھر بات کہو کی فرصت کہاں ہے
 کہ مدوح اب شاہ ہندوستان ہے
 کہ گل رات ہو اور یہ داستان ہے
 قرعہ شکر نعمت میں قاصر زبان ہے

انہوں نے ہم پر ہونے والی بات کو دیکھ کر ہنس کر دیکھا
 انہوں نے ہم پر ہونے والی بات کو دیکھ کر ہنس کر دیکھا
 انہوں نے ہم پر ہونے والی بات کو دیکھ کر ہنس کر دیکھا

جوسیدان میں جنگ کی ہوشیہ	تو گھوڑا نہ کیونکہ ہیل دمان ہے
گلی گرہین شاپ بلیق زمین پر	فلک صدمے سے آنسو لاسکان ہے
دعا پر کروں خستم اب یہ قصیدہ	کہا شک کہوں تو چنین ہو چنان ہے
رہی وقت ایسا ہی روز جزا تک	کہ جو دوست تیرا ہو تو شادمان ہے
تری عمر موہی طول امل سے	کرم کا سا سرشتہ اک تیری ہان ہے

قصیدہ در مدح آصف الدولہ بہادر

رات کو مطلق نہ تھی بیان جی کو تباہ	آشنا ہوتا نہ تھا آنکھوں نے خواب
لوٹتا تھا سوز غم سے آگ میں	دل جگر کتنے تھے دونوں بے تاب
ہر زمان بھی ساتھ اپنی گفتگو	کیا کروں شہر اور میں دونوں خراب
تھام کر شیوا جھنکا اوٹھ گئے	بیٹھے بیٹھے کھینچتے کب تک غدا
جائیے کسکے در اوپر کون ہے	لیے کس سے کون ملے گا ہر باب
لے جوانی سے پھر پیری تلک	امتحان میں آگئے سب شیخ و شاہ
ناگمان مجھے لگا کتنے سروش	رہنڈر سے لطف کی کر کر خطاب
ہو کریم اب بھی وزیر ابن وزیر	آصف الدولہ فلک قدر جناب
آسمان زینہ ہو جس کا آستان	ناز کر طالع پہ جو ہو بار یاب

انہوں نے ہم پر ہونے والی بات کو دیکھ کر ہنس کر دیکھا
 انہوں نے ہم پر ہونے والی بات کو دیکھ کر ہنس کر دیکھا
 انہوں نے ہم پر ہونے والی بات کو دیکھ کر ہنس کر دیکھا

۱۲

انہوں نے ہم پر ہونے والی بات کو دیکھ کر ہنس کر دیکھا
 انہوں نے ہم پر ہونے والی بات کو دیکھ کر ہنس کر دیکھا
 انہوں نے ہم پر ہونے والی بات کو دیکھ کر ہنس کر دیکھا

انہوں نے ہم پر ہونے والی بات کو دیکھ کر ہنس کر دیکھا
 انہوں نے ہم پر ہونے والی بات کو دیکھ کر ہنس کر دیکھا
 انہوں نے ہم پر ہونے والی بات کو دیکھ کر ہنس کر دیکھا

گرد اس کے گریہ ہو دی بلند
 جاوے دشمن چون سگ پا سوختہ
 داور سی و منصفی سسین دلبران
 رفیع بدعت چاہی تو پھر کیا مجال
 منح می ہووے تو پھر قدرت ہو کیا
 بحر کیا ہو جو کرے نہ سے سوال
 خوبیان ہیں خوبیان ستراقدم
 لطیف طبع صاحب مجلس کون
 نکلی ستمل نہایت در نہ شب
 گر نہ ہو مروج علم ظاہری
 جو کے تو چاہیے وہ لکھ رکھیں
 کردعا پر مٹیر اب ختم سخن
 زبردست اسکے رہیں گردن کشان
 دوست اسکا جوش زن جیسے محیط

پھر زمین و آسمان میں ہر حجاب
 وقت گرگ و میش و منہ پر نقاب
 چھوڑ دین عشاق پر کرنا غتاب
 اٹھ سکے جو نغمہ چنک و رباب
 جو گلے سے شیشے کی اوتار شرب
 کوہ یزدی علم کا کیا دی جواب
 تب کیا صلح نے مجھ کو انتخاب
 یا لکھون پاکیزہ اس صحبت کا ادب
 چاندنی کی جاے بھتی ماہتاب
 پر نہیں ہوتی یہ راے صواب
 حرف ہر یک تیری منہ کا ہی کتاب
 تو کے جو کچھ کرے حق مستجاب
 تاقیامت وہ رہو مالک قباب
 خاک بر سر مدعی جیسے سراب

قصائد تمام شد

طیبات

۱۳

سید

کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک
 کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک
 کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک
 کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خورشید من بھی دس ہی کاؤرہ نکلتا تھا پیدا ہوا ایک نالے کی شور و نشور تھا معلوم اب ہوا کہ بہت میں بھی اوتھا ایک شعلہ برق خرمین صد کوہ طور تھا کیا شمع کیا تپنگ سر اک عصفور تھا اوس ند کی بھی ات گزر گئی جو غور تھا اوس شوخ کو بھی راہ پہ لا نافر تھا	تھا استعار حسن سے اوس کے جو نور تھا چمکا سہ گرم کون جو دل نا صبور تھا پہونچا جو آپ کو تو میں پہونچا خدا کی تئیں آتش بلند لگی نہ تھی ورنہ ای کلیم مجلس میں ات ایک سے پر تو دغیر منعم کو پاس قائم و سنجاب تھا تو کیا ہم خاک میں ملے تو ملو لیکن اسی پھر
--	---

کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک
 کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک
 کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک
 کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک

کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک
 کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک
 کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک
 کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک

کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک
 کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک
 کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک
 کجی بیاؤن ایلک کارا سیرا یو ایلک

کبھی کبھی سب سے بہتر ہے کہ سب سے پہلے
 کبھی کبھی سب سے بہتر ہے کہ سب سے پہلے
 کبھی کبھی سب سے بہتر ہے کہ سب سے پہلے

نقش کا سا ہر سما میری بھی جبرانی کا	اسکا منہ دیکھ رہا ہوں دہی کچھوٹ
بت پرستی کو تو اسلام نہیں کہتے ہیں	مستحقہ کون ہو میرا ایسی مسلمان کا
داسن ترکا مر جو دریا ہی کا سا پھر تھا	جائے مستی عشق اپنا لگ کر کم کھیر تھا
راہ سے بھاڑ کی وں ساہ مین کچھ پھر تھا	دیر مین کبھی کیا مین خافہ سو ابکی بار
دور سے آیا نظر تو پھو لو نکا اک ڈھیر تھا	بلیوں کو کیا گل افشان میرے کا مرقد کیا
چھوڑا دف کو اوں نے مروت کو کیا ہوا	اسی عہد مین الہی محبت کو کیا ہوا
آئے ہی آنے یار و قیامت کو کیا ہوا	امید وار وعدہ دیدار مر چلے
کچھ پیش آیا واقعہ رحمت کو کیا ہوا	کسب شک نہ ظلم آہ بھلا مرگ کو تین
معلوم بھی ہوا نہ کہ طاقت کو کیا ہوا	اسکی گئے پر ایسے گھوڑ دل سہو ہنشین
ای چشم جوشا شک نہ است کو کیا ہوا	بخشنش نے مجھ کو ابر کرم کو کیا بخل
ای کشتہ ستم تری غیرت کو کیا ہوا	جاتا ہے یا تیغ بکف غیر کی طرف
تھی صعب عاشقی کی ہدایت ہو میرے	کیا جانے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

کلیات

۱۵

کبھی کبھی سب سے بہتر ہے کہ سب سے پہلے
 کبھی کبھی سب سے بہتر ہے کہ سب سے پہلے
 کبھی کبھی سب سے بہتر ہے کہ سب سے پہلے

کبھی کبھی سب سے بہتر ہے کہ سب سے پہلے
 کبھی کبھی سب سے بہتر ہے کہ سب سے پہلے
 کبھی کبھی سب سے بہتر ہے کہ سب سے پہلے

لام

تھی عشق کی وہ ابتدا جو مجھ کو تھی کھو	آبدیدہ تر کو جو تم دیکھو تو ہر گرداب سا
بہو جو تم مست آگے سو یا رجب سو دھکا	واعظ کو ماری خون کو کل لگ گیا جلاب سا

رکھ ہاتھ دل پر میرے دریافت کر گیا حال	
رہتا ہر اکثر یہ جوان کچھ اندنوں بیتاب سا	

مر رہتے جو گل بن تو سارا خلیل جاتا	نکلا ہی نہ جی ورنہ کاٹنا سا نکل جاتا
پیدا ہو کہ نہان تھی آتش نفسی میری	مین ضبط نہ کرتا تو سب شہر یہ جل جاتا
مین گرینہ خونی کو رو کر ہی رہا ورنہ	یکدم مین زما نیکایاں نگ بدل جاتا
بن پوچھے کرم سو وہ جوش نہ دیتا تو	پرستش مین ہماری ہی ن شرکا دل جاتا
استاد وہ جہان میں تھا میدان محبت مین	وان رستم اگر آتا تو دیکھنے تل جاتا
وہ سیر کا وادی کو مائل نہواوڑ	انکھو نکو غزالو کی پاؤں تلے مل جاتا
بیتاب تو ان یوں مین کا ہیکو تلف ہوتا	یا قوتی ترے لب کی ملتی تو سنبھل جاتا
اوس سیم بند کو تھی کتب تاب تعب اتنی	وہ چاندنی مین شب کی ہوتا تو گھل جاتا

ما را گیا تب گذرا بوسے سو ترے لب کو	
کیا میر بھی لڑکا تھا باتو نہیں بہل جاتا	
مشیو جب وہ کھو سوار ہوا	تاہر وح الایم شکار ہوا

شادی و طلاق مین ہر قسم کی باتوں کو نہ لے کر
 ہر آدمی کو ہر قسم کی باتوں کو نہ لے کر
 ہر آدمی کو ہر قسم کی باتوں کو نہ لے کر
 ہر آدمی کو ہر قسم کی باتوں کو نہ لے کر

چاہے کون سا کون سا کون سا کون سا کون سا
 چاہے کون سا کون سا کون سا کون سا کون سا
 چاہے کون سا کون سا کون سا کون سا کون سا
 چاہے کون سا کون سا کون سا کون سا کون سا

19
 کی اس عبارت میں بیان کیا گیا ہے کہ
 جس جہان میں اگر کوئی آدمی اس کو قرار دیکھا
 انہوں نے کہا کہ یہ جہان ہی جہان ہے
 دان جہاں میں جہاں میں جہاں میں جہاں میں
 مارا زمین میں جہاں میں جہاں میں جہاں میں
 اسی دل سے جہاں میں جہاں میں جہاں میں
 اوس کی زمین میں جہاں میں جہاں میں جہاں میں
 سنی میں جہاں میں جہاں میں جہاں میں جہاں میں
 لیکن جہاں میں جہاں میں جہاں میں جہاں میں
 ہر آدمی کو ہر قسم کی باتوں کو نہ لے کر

۱۱۱

[illegible]

کبر در بیان سے دغدہ دیدار جاری رکھا
 یقیناً جو بین نفس سے توبہ دیدار جاری رکھا
 دینی کی کوئی تار بس دیدار جاری رکھا
 جو کی زمین زخم دیدار جاری رکھا
 آدمی کی اس سزا کی تار جاری رکھا
 زلف کیسے کا دوسرا تار جاری رکھا
 باہر نہ آتا چاہے سدا تار جاری رکھا
 کے کاروان اس سبب تار جاری رکھا
 جانے کی تار جاری رکھا

بیت

44

اب جان کی کیا فدا کر جاؤں
 کہ وہ جان سے اوکے رہے
 کہ وہ جان سے اوکے رہے
 کہ وہ جان سے اوکے رہے

کیا کہوں کیا کہوں
 فافاد جانا رہا میں صبح ہو
 بیسی موت ملک برسا کی اپنی
 ہو ہمارے خط نام کی

قطر

یون سنا جاو کہ کرتا ہر سفر کا عزم جزم
شعر صائب کا مناسب ہر ہماری رسو
تا بیان ہر ہم و تا بنزل دیگر ان

ساتھ اب بیگانہ چنھو نکلے ہمارا آشنا
سامنے اوکے پڑھو گریہ کیوں جا آشنا
فرق باشد جان ما از آشنا نا آشنا

داغ ہوتا بان علیہ الرحمان کا چھاتی پیسہ
ہو نجات او سکو بچارا ہے بھی تھا آشنا

گل کو محبوب ہم قیاس کیا
 دل در ہموں شال آئینہ
 کچھ نہیں جھٹتا ہمیں! و میں
 عشق میں ہم بوجہ دیوانے
 دور در چرخ کرانگل نہ کے
 صبح تک شمع سر کو دھنستی ہی

فرق نکلا بہت جو پاس کیا
ایک عالم کار و شناس کیا
شوق فرہنگ و ہوا اس کیا
قیس کی آبرو کا پاس کیا
ضعف فرہنگ و ہوا اس کیا
کیا تنگے ذرا تھاس کیا

ایسے وحشی کمان بہین اور خوبان
میر کو تھم عبث اوداس کیا

مفت آبرو کے زراہد غلامہ لیگیا

اک سیفچہ اوتار کے عمامہ لے گیا

ایک عالم کہ سودہ پایا نہیں جاتا نہ کھریا
مرعاجو ہے راہ و اوس راہ پر جو نہیں گزرا
کیا کہون کیا سنم چچ پور کے گنڈاریو
فافلہ جانار ملین صبح پور کی اپنی گلزار سے
بیکسی موت ملک برسا کی اپنی گلزار سے
جی خاک کی طرح عشق میں نہیں گزرا
سپ گیاروہ راہ و اوس راہ پر جو نہیں گزرا
ایک عالم کہ سودہ پایا نہیں جاتا نہ کھریا
مرعاجو ہے راہ و اوس راہ پر جو نہیں گزرا
کیا کہون کیا سنم چچ پور کے گنڈاریو
فافلہ جانار ملین صبح پور کی اپنی گلزار سے
بیکسی موت ملک برسا کی اپنی گلزار سے

دل سے مٹ جا کر جیت اوس کا وقت
 اوسکی شیریں لہی کی حسرت میں
 جو کوئی اوس مکان سے نکلا
 شہر پانی ہو شان سے نکلا
 نامرادی کی رسم میر سے ہی
 طور یہ اس جوان سے نکلا
 راتوں کو روتی روتی چن شمع گل گیا
 تیوری چڑھائی تو نہ کہ بیان خبی گل گیا
 میں وہ نہال تھا کہ اوگا اور جل گیا
 لغزش بڑی ہوئی تھی لیکن سنجھ گیا
 چل ب کہ دخت تاک کلبوین تو چل گیا
 یان کونسا ستمزدہ مائی میں ل گیا
 گرمی سے میں تو آتش غم کی گچھل گیا
 ہم خست دل میں تجھے بھی ملازک مزاج تر
 گرمی عشق مانع نشو و نس ہوئی
 سنی میں چھوڑ دیر کو کبے چلا تھا میں
 سانی فشر میں تجھے اڑھا شیشہ شرب
 چوڑہ خاک تیر گلی کی ہے بقیار
 عریان تنی کی شوخی سو دیو انگلی میں میر
 بجنون کی دشت خار کا وہن بھی چل گیا
 سناہی حال نری کشت گمان بچارہ کا
 ہزار رنگ کھلے گل حمن کہ ہیں شاہ
 ملاہی خاک میں کس کس طرح کا عالم یان
 ہوا نہ گور گرٹھا اول ستم کو مارو کا
 کہ روزگار کے سرخون ہی ہزاروں کا
 کھل کے شہر ٹنگ سیر کر مراد کا

دل سے مٹ جا کر جیت اوس کا وقت
 اوسکی شیریں لہی کی حسرت میں
 جو کوئی اوس مکان سے نکلا
 شہر پانی ہو شان سے نکلا
 نامرادی کی رسم میر سے ہی
 طور یہ اس جوان سے نکلا
 راتوں کو روتی روتی چن شمع گل گیا
 تیوری چڑھائی تو نہ کہ بیان خبی گل گیا
 میں وہ نہال تھا کہ اوگا اور جل گیا
 لغزش بڑی ہوئی تھی لیکن سنجھ گیا
 چل ب کہ دخت تاک کلبوین تو چل گیا
 یان کونسا ستمزدہ مائی میں ل گیا
 گرمی سے میں تو آتش غم کی گچھل گیا
 ہم خست دل میں تجھے بھی ملازک مزاج تر
 گرمی عشق مانع نشو و نس ہوئی
 سنی میں چھوڑ دیر کو کبے چلا تھا میں
 سانی فشر میں تجھے اڑھا شیشہ شرب
 چوڑہ خاک تیر گلی کی ہے بقیار
 عریان تنی کی شوخی سو دیو انگلی میں میر
 بجنون کی دشت خار کا وہن بھی چل گیا
 سناہی حال نری کشت گمان بچارہ کا
 ہزار رنگ کھلے گل حمن کہ ہیں شاہ
 ملاہی خاک میں کس کس طرح کا عالم یان
 ہوا نہ گور گرٹھا اول ستم کو مارو کا
 کہ روزگار کے سرخون ہی ہزاروں کا
 کھل کے شہر ٹنگ سیر کر مراد کا

۲۴
 دل سے مٹ جا کر جیت اوس کا وقت
 اوسکی شیریں لہی کی حسرت میں
 جو کوئی اوس مکان سے نکلا
 شہر پانی ہو شان سے نکلا
 نامرادی کی رسم میر سے ہی
 طور یہ اس جوان سے نکلا
 راتوں کو روتی روتی چن شمع گل گیا
 تیوری چڑھائی تو نہ کہ بیان خبی گل گیا
 میں وہ نہال تھا کہ اوگا اور جل گیا
 لغزش بڑی ہوئی تھی لیکن سنجھ گیا
 چل ب کہ دخت تاک کلبوین تو چل گیا
 یان کونسا ستمزدہ مائی میں ل گیا
 گرمی سے میں تو آتش غم کی گچھل گیا
 ہم خست دل میں تجھے بھی ملازک مزاج تر
 گرمی عشق مانع نشو و نس ہوئی
 سنی میں چھوڑ دیر کو کبے چلا تھا میں
 سانی فشر میں تجھے اڑھا شیشہ شرب
 چوڑہ خاک تیر گلی کی ہے بقیار
 عریان تنی کی شوخی سو دیو انگلی میں میر
 بجنون کی دشت خار کا وہن بھی چل گیا
 سناہی حال نری کشت گمان بچارہ کا
 ہزار رنگ کھلے گل حمن کہ ہیں شاہ
 ملاہی خاک میں کس کس طرح کا عالم یان
 ہوا نہ گور گرٹھا اول ستم کو مارو کا
 کہ روزگار کے سرخون ہی ہزاروں کا
 کھل کے شہر ٹنگ سیر کر مراد کا

دل سے مٹ جا کر جیت اوس کا وقت
 اوسکی شیریں لہی کی حسرت میں
 جو کوئی اوس مکان سے نکلا
 شہر پانی ہو شان سے نکلا
 نامرادی کی رسم میر سے ہی
 طور یہ اس جوان سے نکلا
 راتوں کو روتی روتی چن شمع گل گیا
 تیوری چڑھائی تو نہ کہ بیان خبی گل گیا
 میں وہ نہال تھا کہ اوگا اور جل گیا
 لغزش بڑی ہوئی تھی لیکن سنجھ گیا
 چل ب کہ دخت تاک کلبوین تو چل گیا
 یان کونسا ستمزدہ مائی میں ل گیا
 گرمی سے میں تو آتش غم کی گچھل گیا
 ہم خست دل میں تجھے بھی ملازک مزاج تر
 گرمی عشق مانع نشو و نس ہوئی
 سنی میں چھوڑ دیر کو کبے چلا تھا میں
 سانی فشر میں تجھے اڑھا شیشہ شرب
 چوڑہ خاک تیر گلی کی ہے بقیار
 عریان تنی کی شوخی سو دیو انگلی میں میر
 بجنون کی دشت خار کا وہن بھی چل گیا
 سناہی حال نری کشت گمان بچارہ کا
 ہزار رنگ کھلے گل حمن کہ ہیں شاہ
 ملاہی خاک میں کس کس طرح کا عالم یان
 ہوا نہ گور گرٹھا اول ستم کو مارو کا
 کہ روزگار کے سرخون ہی ہزاروں کا
 کھل کے شہر ٹنگ سیر کر مراد کا

بہارِ عالم بولا بہ روزِ سب بے شک
 اپنے دل کے غبارِ دین کو تیرے
 سب سے پہلے دل کا سرِ درِ دریا کا رین
 سب سے پہلے دل کا سرِ درِ دریا کا رین

ملواریا زنا تو تھیں کھیل کر دے بدنام و خوار و زار و زار و شکستہ حال ظالم زمین سے لوٹنا دامنِ ٹٹھا کر چل امی تلج شہ نہ سر کو فرو لاؤں شیر پاس	جاتا رہا نہ جان کو بگینا ہ کا احوال کچھ نہ پوچھے اس رو سیاہ کا ہو گا کمین میں ہاتھ کو سودا و خواہ کا ہے معتقد فقیرِ زند کی کلاہ کا
---	---

بیمار تو نہ ہو دے اجی جب تک کہ میر سونے ندے گا شور تری آہ آہ کا
--

دل سے شوقِ رخ نکو نہ گیا ہر قدم پر تھی اس کی منزل ایک سب گئی ہوشِ صبر و تاب و توان دل میں کتنے مسودے تھے دے	بھانکنا تاکنا کچھ نہ گیا سر سے سوداے جستجو نہ گیا لیکن ای دماغِ دل سے تو نہ گیا ایک پیش اس کے روبرو نہ گیا
--	---

سجہ گردان ہے میرِ ہم تور ہے دست کوتاہ تا سب نہ گیا

گل و بلبل بہار میں دیکھا جل گیا دل سفید میں نکھٹیں آبلے کا بھی ہوتا دیکھ کر	ایک تج کو نہرا میں دیکھا یہ تو کچھ اشتطار میں دیکھا تری کوچہ کے خار میں دیکھا
---	---

بہارِ عالم بولا بہ روزِ سب بے شک
 اپنے دل کے غبارِ دین کو تیرے
 سب سے پہلے دل کا سرِ درِ دریا کا رین
 سب سے پہلے دل کا سرِ درِ دریا کا رین

بہارِ عالم بولا بہ روزِ سب بے شک
 اپنے دل کے غبارِ دین کو تیرے
 سب سے پہلے دل کا سرِ درِ دریا کا رین
 سب سے پہلے دل کا سرِ درِ دریا کا رین

بہارِ عالم بولا بہ روزِ سب بے شک
 اپنے دل کے غبارِ دین کو تیرے
 سب سے پہلے دل کا سرِ درِ دریا کا رین
 سب سے پہلے دل کا سرِ درِ دریا کا رین

Handwritten Persian text in a triangular frame:

اینها همه اسمی است که از ان مخفی تصور را بر
کسب سنون کوهان اسباب بین ایام بنظر
دادا سیاهی غریب منیر میسر به کلای باغی بهر حال
نادان هم بدی به کلای باغی بهر حال

رہی خیال تنک ہم ہی روسیا ہوں کا
 نہیں سنا کر اسو راج پڑ گئے ہیں تمام
 کالی میں اسکو پھڑک پڑوں پر مہرت جا
 تمام زلف کو چسپے ہیں پاریچ او سکے
 اسی جو خوبی سولائی تجھے قیامت میں
 تمام عمر میں خاک زیر پا او سکے
 کہانے تکرین پیدا کرنا ظلمان حال
 حساب کا ہیکار و فر شمار میں مجھے

لگے ہون خون بہت کر لی بیگنا ہوں کا
 فلک حریف ہوا تھا ہماری ہوں کا
 لباس فقر و دان فخر بادشاہوں کا
 بھگی کو آویں دلا چلنا ایسی امون کا
 تو حرف کن کی گشت ادواہوں کا
 جو زور کچھ چلے ہم عجز و سنگا ہوں کا
 کہ پوچ بانی ہی ہو کام ان جلاہوں کا
 شمار ہی نہیں ہو کچھ مر و گناہوں کا

تری جو آنکھیں میں تلوار کی تلی بھی ادھر
فریب خوردہ ہو تو میرے گن گناہوں کا

اسکا خرام دیکھ کے جابانہ جائیکا
ہم کشتگان عشق ہیں ابرو و چشم بار
ہم رہروان راہ فنا ہیں بزرگ عمر
پھوٹا سا سار جی ات جو بکتا رہ گیا دل
اپنی شہیناز سوسلیں ہاتھ اٹھاکہ پھر

اگر کبک بھر جال بھی آیا نہ جائیگا
سر سے ہماری تیغ کا سایہ نہ جائیگا
جاوینگے ایسے کھوج بھی پایا نہ جائیگا
تو صبح تک تو ہاتھ لگایا نہ جائیگا
دیوانِ حشر میں اسر لایا نہ جائیگا

بہارِ حق ہے یہاں سے جہانِ کیا
نہ لے میں اگر کسی کہان تھیں گے
میرزا و مراد و ساری رات گزرتی ہوگی
آؤں نے آؤں کے چکر چوڑھے ہوئے
جہانِ زمین نہ کیوں کر اپنے دیکھے
اب

سختی سے سب کو سزا دے گا
 سب کو سزا دے گا سب کو سزا دے گا
 سب کو سزا دے گا سب کو سزا دے گا
 سب کو سزا دے گا سب کو سزا دے گا

اب سہی کر سپہر کہ میری موی گئے	اسکا مزاج مہر پہ آیا تو کیا ہوا
مست رنجہ کر سیکو کہ اپنی تو اعتقاد	دل ڈھائی بکرو کہ جبہ بنا یا تو کیا ہوا
مین صید ناتوان بھی تھی کیا کر دنگا یاد	ظالم اک اور تیر لگایا تو کیا ہوا
کیا کیا دعائیں مانگی ہیں تین شیخ یون	ظاہر حبان سے ہاتھ اٹھایا تو کیا ہوا
وہ فکر کر کہ چاک جگر یادے التیام	ناصح جو تو نے جمار سلا یا تو کیا ہوا

جیتے تو میرا ون نے مجھے داغ ہی کھا
بہر گور پر چہ راغ جلا یا تو کیا ہوا

گرچہ سردار فرون کا ہو اسیری کا فرا	چھوڑ لذات کرتین و تو فقیری کا فرا
ایک آزاد ہی شک چکھ نکم مرغ کباب	تا تو جانے کہ یہ ہوتا ہو اسیری کا فرا

ہمتو کمرہ جوانی کے فرون پرہین میر
حضرت خضر کو ارزانی ہو اسیری کا فرا

دل جو تھا اک بلہ پھوٹا گیا	رانکو سینہ بہت کٹا گیا
ظاہر رنگ خاکی سی طرح	دل نہ اسکو ہاتھ سو چھوٹا گیا
مین کہتا تھا کہ نہ کرو لگی ور	اب کہاں مجھ آئینہ ٹوٹا گیا
دلکی ویرانی کا کیا اندکورو	یہ نگر سو مرتبہ ٹوٹا گیا

۲۷

طہات

دل کہنے فرمایا میں آبادی نہ کر منہ
 ہرگز نہ کرنا ہوں یہاں سے اٹھ کر
 ہرگز نہ کرنا ہوں یہاں سے اٹھ کر
 ہرگز نہ کرنا ہوں یہاں سے اٹھ کر

نورانی سے نورانی سے نورانی سے
 نورانی سے نورانی سے نورانی سے
 نورانی سے نورانی سے نورانی سے
 نورانی سے نورانی سے نورانی سے

دل سنا بے زاری کی آواز
 دل سنا بے زاری کی آواز
 دل سنا بے زاری کی آواز
 دل سنا بے زاری کی آواز

سورج پر سینے میں ہر اک شخص کو تجھ سے	کس دل کے ترانہ نگار یا رنپا یا
مربوط ہیں تجھ سے بھی یہی ناکس و ناہل	اس باغ میں ہنسنے گل بخارنپا یا
دم بعد خون مجھ میں نہ محسوس تھا یعنی	جامو میں مری یاروں کی اک رنپا یا
ایک نہ بھی حیرت سے محبت کی ہو کر ہم	پرسیر ہوا اس شخص کا دیدارنپا یا

وہ کھینچے شمشیر ستم رہ گیا جو میر
 خون ریزی کا بیان کو کی سزاوارنپا یا

کیا مری آنے پہ تو ادھر بت مغرور گیا	کبھی اس راہ سے نکلا تو تجھے کھو گیا
لیگیا صبح کو نزدیک تجھ خواب کو ادھر	انکھ او سوقت کھلی قافلہ حبیب گیا
گور سونا لے نہیں اٹھتے تو ڈاگتھی ہی	جی گیا پر نہ ہمارا سر پر شور گیا
پشتم خون بستہ سر کل رات لہو چھڑکا	ہنسنے جانا تھا کہ اس اب یہ ناسور گیا
نا تو ان ہم ہیں کہ چین کی گلی کو اسکو	اتو بی طافتی سودا کا بھی مقدور گیا
لے کہیں منہ پہ نقاب اپنے کہ ادھر غیرت آ	شمع کی چہرہ رخشان سے تو اب نور گیا

نالہ میر نہیں رات سے سنتی ہم لوگ
 کیا ترے کو چور کی شوخ وہ رنجور گیا

خواہ مجھے را گیا اب خواہ تجھ سے مل گیا	کیا کمون کی ہنشین میں شجرہ چال گیا
--	------------------------------------

دل سنا بے زاری کی آواز
 دل سنا بے زاری کی آواز
 دل سنا بے زاری کی آواز
 دل سنا بے زاری کی آواز

ابن سیرین سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا میں نے اپنے دل میں ایک چیز کو چھپا رکھا ہے جس سے میری زندگی بچ رہی ہے۔

خاندان سے اب کی کیا بڑی تشریف آوری ہے۔

وہ دن گو کہ آنکھیں پانی سے بہتی تھیں
 باہم ہوا کرین میں جنرات سیچے اوپر
 ان صحبتیں میں آج خربانیں چلی تھیں
 ہر چند ناتوان ہیں پر گیا جو جی میں
 منہ دھو تو وقت اس کے اکثر دکھائی دے
 اب شہر ہر طرف سے میدان کیا ہے
 سوکھا پڑا ہوا تو مدت سے یہ دو آیا
 یہ نرم شانے لوٹ کر ہیں مغل و خباب
 نے عشق کو ہر طرف سے سن کو تھا با
 دینگے لازمین سے تیرا فلک قلابا
 خوشیدے رہا ہوا کہ روز آفتاب
 پھیلا تھا اس طرح کا کا بیگیاں خباب

دل نشنگی کی اپنی حیران میں شرح کیا دن
 چھاتی تو میر میری جھلک سولی پر تبا

دکھ اب فراق کا ہوس سنا نہیں جاتا
 ہوئی پڑتی تری عکس لہن کی حیران
 نہیں گد رتی گھڑی کوئی ٹھہرا ہوا
 ستم کچھ آج گلی میں شہر نہیں پھر
 پھر اس پشلم سے ہے کچھ کہ نہیں جاتا
 کہ موج بحر سے مطلق بہا نہیں جاتا
 کہ حسین غم سے تری جی ہما نہیں جاتا
 کہا کہ خونیں ہیں تان نہا نہیں جاتا

خواب بھگولیا اضطراب دل و میر
 کہ شک بھی اوس کنی اوس پر ہا نہیں جاتا

سمجھے تھے میر سچ کہ یہ سار کرم ہوا
 پھر اندھوں میں دیدہ خونبار کرم ہوا

آئی نظر جو سر سبز کی ایک روز
 کہ چہ بیاو سسر سے نہاں میں چھپا تھا ہم بھی
 کہے کہ ان جہان میں چھپا تھا ہم بھی
 پابان کار و باری کی فتنہ

۲۹
 غزل

قطرہ

انہوں کی جی پشیمانی اسے طاق عقل
 بار علاقہ سے تو بیت پرش
 بادل جہان میں سار ساز و ساز
 پوچھنا جی نہ بات جہان تو نہ جی
 کی ایک لہر دودست سے نہا نہیں جاتا
 تار ان یسار کو کمال کی فتنہ

میر ہونے کی دیکھائی دے گی
 کہ اس کی دیکھائی دے گی
 کہ اس کی دیکھائی دے گی
 کہ اس کی دیکھائی دے گی

آج رہتی نہیں خامو کی زبان رکھو معاف
حرف کا طوف بھی جو میر گنٹایا نہ گیا

گلی میں اسکی سو جو بولی تو آیا نہ گیا	ہم کو بن دوش ہوا باغ سولایا نہ گیا
آہ جو نکلی مر و منہم تو اندلاک کو پاس	اسکی آشوب کو عمدی سو برایا نہ گیا
گل زہر چند کسا باغ میں ہر اوس بن	جی جو اوٹھا تو کسی طرح لگایا نہ گیا
سرسنیں ہر میخانہ ہون میں کیا جانو	رسم سجد کے نہیں شیخ کہ آیا نہ گیا
حیف بھی جنگی وہ سوخت میں پناہ جست	ان کنی حال شارون سو بتایا نہ گیا
خطر راہ محبت کین جو حرف سٹے	جس آوس طرف تو قاصد بھی بلایا نہ گیا
خوف آشوب سو عفو قیامت کے لیے	خون خوابیدہ عشاق جگایا نہ گیا

میرت عذر گریبان کے پھر رہنے کا کر
زخم دل چاک جگر تھا کہ سلا یا نہ گیا

ادھر اگر شکار افکن ہمارا	میشک کر گیا ہون ہمارا
گریبان سو رہا کوتہ تو پھر	ہماری ہاتھ میں اس ہمارا
گئے جون شمع اس مجلس میں	ہم کو پر حال ہر روشن ہمارا
بلا جس چشم کو کہتے ہیں مہر دم	وہ ہر چین بلا سکھ ہمارا

پیارے دل سے راز و نیاز
بہت چاہتا ہوں تیرے ساتھ
میرت عذر گریبان کے پھر رہنے کا کر
زخم دل چاک جگر تھا کہ سلا یا نہ گیا
ادھر اگر شکار افکن ہمارا
گریبان سو رہا کوتہ تو پھر
گئے جون شمع اس مجلس میں
بلا جس چشم کو کہتے ہیں مہر دم
میشک کر گیا ہون ہمارا
ہماری ہاتھ میں اس ہمارا
ہم کو پر حال ہر روشن ہمارا
وہ ہر چین بلا سکھ ہمارا

درخت آتش از آتش سبزه ریخته کی
 سبزه زنی آتش از آتش سبزه ریخته کی
 آتش از آتش سبزه ریخته کی
 آتش از آتش سبزه ریخته کی

درخت آتش از آتش سبزه ریخته کی
 سبزه زنی آتش از آتش سبزه ریخته کی
 آتش از آتش سبزه ریخته کی
 آتش از آتش سبزه ریخته کی

که پیر این مین سو جاگر رفته که بچو کا باو کا کچھ شک بون تھا	مگر دیوانہ تھا گل بھی سو کا کہیں کیا بال تیری گل کو تھے
ندیکھا میسر آوارہ کہ لیکن غبار اک ناتوان سا کو بون تھا	
آگے آگے دیکھے ہوتا ہوا کیا یعنی غافل ہم چلے سوتا ہوا کیا تخم خواہش دل میں نو بونا ہوا کیا دماغ چھاتی کے عبث صوتا ہوا کیا	راہ درو عشق میں روتا ہوا کیا قافلے میں صبح کو اک شور ہے بہر ہوئی ہے نہیں یہ سرزمین بہ نشان عشق میں جاتے نہیں
غیرت یوسف ہے یہ وقت غریز میسر او سکورا یگان کہ تار ہوا کیا	
دس دن رہی یہاں میں ہم سو ہوا کیا شاید کہ مر گئے یہ بھی خا طین کچھ ہوا انسو جو آتے آتے رہی تو لہو ہوا سواہ اسطر حصے چل لو ہو میں نہا	رونامک اک تھا تو غم بیکر ان ہوا پہلو میں اک گرو سونہ خاک ساتھ ہوا آنکھوں ذرا زواری محبت کی خوب ہوا آگے تھے ایک امید تیری گل میں ہم
کس کس طرح میسر نے کاٹا ہوا کس کس طرح میسر نے کاٹا ہوا	

درخت آتش از آتش سبزه ریخته کی
 سبزه زنی آتش از آتش سبزه ریخته کی
 آتش از آتش سبزه ریخته کی
 آتش از آتش سبزه ریخته کی

درخت آتش از آتش سبزه ریخته کی
 سبزه زنی آتش از آتش سبزه ریخته کی
 آتش از آتش سبزه ریخته کی
 آتش از آتش سبزه ریخته کی

کلفت تری زبان کی ہر سخن جس سے شوخ

یک حرف نیم گفتہ نے دل پر اثر کیا

بے شرم شخص پر وہ گستاخ جن نے میر
ابراہیم کے سامنے دامن ترکیا

ناکسی سو پاس میرے یار کا آنا گیا
 کچھ نہ دیکھا پھر بجز یک شعلہ پریم تو لب
 ایک ہی خیمک تھی فرصتِ اجاب کی
 گل کھلا صدنگ تو کیا بوزرچی اسیم

بس گیا میں جان اب سے یہ جانا گیا
 شمع تک ہنو تو دیکھا تھا کہ پروانا گیا
 دیدہ ترساتیم لمجھل سے پیمانہ گیا
 مدین گزیرین کہ وہ گلزار کا جانا گیا

اور تجھے میرے ایسا تعجب کھینچا کہ شوخ
کل جو زمین دیکھا اس سے مطلق نہ پہچانا گیا

ہاتھ سے تیری اگر میں تاتوان مارا گیا
 اک نگہ سحر بخش کچھ نقصان آیا اس کی تین
 جہل و حیران وجود و منزل میں عشق
 دل فرس کھینچا دیا عشق میں ای بوہر

سب کہیں گے یہ کہ کیا اگر سچے مارا گیا
اور میں بیچارہ نو اے مہربان مارا گیا
دل غریب انہیں خدا جاکے کہاں مارا گیا
وہ سراپا آرزو آخر جو ان مارا گیا

کب نیاز عشق نازِ حسن سے کہیںچے ہے ہاتھ
آخرِ عمر سرِ بر آستان مارا گیا

غافل

[illegible]

<p> غافل ز سویر گز نادان و ناع دل سو مر ز پیاپی مت جاساک طالبین است عمر عزیز ساری دل بی کو غم من گذری و مدار کا تو و عده محشر من چکر کو </p>	<p> جگر کو کا جب یہ شعلہ تب گھر جلا رہیگا گو سر کو کو بر مہیگا پر اس کو پار مہیگا بیمار عاشقی یہ کس دن بھلا رہیگا بیمار غم من تیرے تب تک تو کیار رہیگا </p>
---	--

کیا ہے جو اوروں کو گمراہ کیا ہے پرستہ و فاسے
قید حیات میں ہے تو میرا رہ گیا

<p> تو کیا سدا انجام ہوگا مراجی تو آنکھوں میں آیا یہ سُنتے نہوگا وہ دیکھا ہے کبک تو نے نہ نکلا کراشا بھی ہے پر وہ گھر سے ہزاروں کی یاں لگ گئیں چھت سے نکلے </p>	<p> تہ خاک بھی خاک آرام ہوگا کہ دیدار بھی ایک دن عام ہوگا وہ اک باغ کا سرو اندام ہوگا بہت اسمیں ظالم تو بدنام ہوگا تو اے ماہ کس شب لب یام ہوگا </p>
---	---

جگر جا کی ناکامی دینا ہے آخر
نہیں آتے جو میرے کچھ کام ہوگا

خواب میں تو نقطہ جمال پڑا	پر مے جی ہی کے خیال پڑا
وہ نہانے لگا تو سایہ زلف	بحر میں تو کہے کہ جمال پڑا

[illegible]

طیبات

۴۴

اس شخص میں ہر جہت فکر نہیں اور ان کا
 ہر طرف سے دیکھ کر وہ کی جان جلوہ گاہ
 ہر طرف سے دیکھ کر وہ کی جان جلوہ گاہ
 ہر طرف سے دیکھ کر وہ کی جان جلوہ گاہ

بار ہا گور دل ٹھکانا لایا	اب کی شہر و فوج لایا
قدر رکھتی تھی متاع دل	سارے عالم میں میں دکھ لایا
دل کہ یک قطرہ خون نہیں ہریش	ایک عالم کی سر بلال لایا
سب چہرین ہر گز گرائی کی	اوسکو یہ ناتوان ڈھک لایا
دل چھو اوس گلی میں لیجا کر	اور بھی خاک میں ملا لایا
ابتدا ہی میں مر گز سب یا	عشق کی کون انتہا لایا

اب تو جاتے ہیں تیکہ سے میتر
 پھر بلنگے اگر خدا لایا

کیا عجب بل میں اگر ترک ہوا دی جانکا	ہو جو زخمی کسو بر تہر دن مرگان کا
اچھتری بلکونگر گریڑتے ہیں لاکھوں تنو	ڈول الا ہو مری آنکھوں کے طوفان کا
جلوہ ماہ تہ ابریشم بھول گیا	ان فرسوں میں پتے سے جو سٹھ دھکا
لو لگتا ہے ٹپکنے جو پلٹ روں ہوں	اب تو یہ رنگ ہر اس میں شہر نشا کا
اٹھ گیا ایک تو اک مرنیکو اٹھ چو ہر	قاعدہ ہر سی مدت سے ہمارے پانکا
کار اسلام ہر شکل تری خال خال	رہن چن ہر کوئی دزد کوئی ایمان کا

چارہ عشق بجز مرگ نہیں کچھ اسے میتر

۳۵

۳۵

دل بوی نہیں ہے پھر اس میں جا رہا ہے
 دل بوی نہیں ہے پھر اس میں جا رہا ہے
 دل بوی نہیں ہے پھر اس میں جا رہا ہے
 دل بوی نہیں ہے پھر اس میں جا رہا ہے

دل بوی نہیں ہے پھر اس میں جا رہا ہے
 دل بوی نہیں ہے پھر اس میں جا رہا ہے
 دل بوی نہیں ہے پھر اس میں جا رہا ہے
 دل بوی نہیں ہے پھر اس میں جا رہا ہے

ہم سپہ اسرار کی ہر مہم کی کوشش جہاد سے ہم ہم وہ استان پناہ
 دیں دوسرا دھرم دہی کا سرکار ہر گز نہ ہونے والا
 ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا
 ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا

جو تو بازار میں ہوگا تو یوسف کی سی ہوگا کوئی گالی بھی دے تو کہ بھلا بھالی بھلا گمان رکھو تھے ہم بھی یہ کہ ہمیں آشنا ہوگا وہ اوس کو چھین ایک آشوب سنا یہ ہوگا محبت و گریہ کوئی کہ ہم اس سے جیسا ہوگا لہو و خشاک پر کرن کرن غریب کا گرا ہوگا کبھو تنہ بھی میرا شورنا لو کا سنا ہوگا قفس سے تن کو مرغ روح میرا جیسا ہوگا	دکانیں جن کی آواز نہ تھنہ ہوئی ہوگی میشت ہم فقیر دہلی سی خوان مان کر خیال اس بیونا کا ہنشین انہا نہیں اچھا قیامت کر کو اب تعبیر ہو کر تی خلعت عجب کیا ہی ہلاک عشق میں فرما دو مجھ کو نہو کیون غیرت گلزار وہ کوچہ خدا اجا بہت ہے اس گلشن کو زنجیر و رہا ہون نہیں خبر عشق جاگہ راہ میں لہو کو دم اسکی
--	--

کہیں ہیں میر کو مارا گیا شب او کو چھین
 کہیں دشت میں یاد بیٹھے بیٹھے او کھلیا ہوگا

پر مطلقا کہیں ہم اور کجا نشان پنا نیو تا کسو سے ہم وہ ابرو کمان پنا یوں تو جہان میں، اسکو کمان پنا وہ کوئی جگہ تھی او کسو جہان پنا لیکن کہہ کو اسکی ہم در میان پنا	یان نام یا کرس کا درو زبان پنا وضع کشیدہ او کی کھتی پردان سب پایا نہ یوں کہ کر لے او کی طرف اشارہ یہ دل کہ خون ہو کر جانتھا و کرنہ فتنے گر کر بہ ہشت آفاق میں ہی تھے
--	--

ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا
 ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا
 ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا
 ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا

۱۳۶

ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا
 ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا
 ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا
 ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا

ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا
 ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا
 ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا
 ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا ہر گز نہ ہونے والا

شیرین گوشت را با تمام تر اسهال
 و اسهال را با تمام تر اسهال
 و اسهال را با تمام تر اسهال

پند گوشت و گوشت پند کی تدبیرین تیرا کوچه ہے سنگار وہ کافر جاگہ سرور باندھا ہو کفن عشق میں تیرے لینے کیونکہ پرتی ہو ترے پاؤں نسیم سحری تو بھی رو نیکو بلادل ہو ہمار بھی بھرا	آہ ثابت بھی نہ نکلا یہ گریبان یکجا کہ جہان مارو گئے کتنے مسلمان یکجا جمع ہئے بھی کیا ہو سرور سامان یکجا اوسکو کوچرین ہو صد گنج شہیدان یکجا ہو جی ادا برسیا بان میں گریان یکجا
---	---

بیچہ کر میسر جہان خوب فرویا ہو
 ایسا کو چہ نہیں بر تیرا ہی جہانان یکجا

فلک کا منہ نہیں اس فتور کے اٹھانیکا ہمار ضعف کی لخت سے دل فوی کھینو ترے ہی راہ میں بارو گئے بھی آخر بسان شمع جو مجلس سے ہم کو تو گئے جہن میں دیکھ نہیں سکتو ملک کہ چھتا ہو طمک آتو تا سر بالین نہ کر تعلل کیا	ستم شریک ترا تار ہے زمانیکا کہیں خیال نہیں یہاں لال آئیکا سفر تو ہلکو ہو در پیش جیسو جانیکا سراغ کچھ نہ پھوسے تو نشان پائیکا جگر میں برق کو کاٹنا مجھ آشیانیکا تجھے بھی شوخ سی قوت ہو بہانیکا
--	--

سراٹا اول و ترا تا حن و دیکھا زخم
 شہید ہو نہیں تری تیغ کے لگانیکا

آوازہ ہوا دلی سے بویا دند
 آوازہ ہوا دلی سے بویا دند
 آوازہ ہوا دلی سے بویا دند

ظلمات کیا

۳۷

فرساکہ سے مارا دن سنا ہلکا
 فرساکہ سے مارا دن سنا ہلکا
 فرساکہ سے مارا دن سنا ہلکا

کوئی دن اور باد کی زبوسا
 کوئی دن اور باد کی زبوسا
 کوئی دن اور باد کی زبوسا
 کوئی دن اور باد کی زبوسا
 کوئی دن اور باد کی زبوسا
 کوئی دن اور باد کی زبوسا
 کوئی دن اور باد کی زبوسا
 کوئی دن اور باد کی زبوسا

لبریز شکوہ تھے ہم لیکن حضور میرے بے جسم غم رسیدہ پانی جوانی کوئی یہ نجات سبز دیکھو باغ زمانہ میں ہر	کھار شکایت اپنا گفتار تک نہ پہونچا وقتِ اخیر اوسکے بیمار ملک پہونچا پڑمردہ گل بھی اپنی دستار تک پہونچا
---	--

قطعہ

مستوری خوب روئی دونوں جمع ہوینا دوست لیکے ناگل پھر گل سے لیکر تانم	خوبی کا کام کسکی اظہار تک پہونچا یہ سن کسکو لیکر بازار تک نہ پہونچا
---	--

قطعہ

قلم کار
 حسن

افسوس میرے جو ہونے شہید پھر کام ان کا اوسکی تلوار تک نہ پہونچا

اسکا خیال چشم سے شب خواب لیگیا کہن نیندوں اب تو سوتی ہوا چشم گریزا آوے جو مصطفیٰ میں توں لو کہ راہ نے دل رہا بجا ہونے صبر و حوصلہ میرے حضور شمع نہ گریہ جو سر کیا احوال اس شکار زبون کا ہر جامی رحم	فتنے کہ عشق جی سو مری تاب لیگیا شرکان تو کھول شہ کو سیلاب لیگیا واعظ کو ایک جام سحر تاب لیگیا آیا جو سیل عشق سب اسباب لیگیا رویا میں اس قدر کہ مجھے اب لیگیا جس ناتوان کو سفت نہ قصار لیگیا
--	--

آنکھ کی جھلک سربار کے ہر ہوش ہو گئے

شکرست شمع و شمع کی جگہ
 کہ بے دردی کی جگہ
 اپنی دیرہ انیش نے میں جگہ
 دل پہونچا ہلاکی کو بیگم
 لے بار میں دل کی پریشانی کا باعث
 کچھ میں نہیں اس کے ہاتھ لگا تھا یہ رسالا
 باجم سے کیا ہونے کی سبب دیر نہ والا
 بہت دیر نہ میں چھوڑا ہوا دھڑکا
 مجھ کو نہ دیر نہ میں چھوڑا ہوا دھڑکا

قطعہ

شبنم

[illegible]

<p>دہسن نہ کدورت ہی مری سامنہ جو ہو</p> <p>ناموس مجھ صافی طہیت کی ہو ورنہ</p>	<p>تلوار کے لڑکے مرے کیجو حوالا</p> <p>رستم نے مرے تیغ کا حملہ نہ سنبھالا</p>
---	---

دیکھے ہے مجھے دیدہ پر شرم سے وہ میر
میر کے ہی نصیبوں میں تھایا ہر کا پیالا

بل میں جہاں کو دیکھتے میرے دل بچکا
 افسوس میرے مرد پر اتنا نگر کہ اب
 لگتی نہیں پلک سے پلک انتظار میں
 ایک چشمک پیالہ ہے ساقی بہار عمر
 ممکن نہیں کہ گل کرے دسی شگفتگی
 پایا نہ دل بہایا ہوا سیل اشک کا
 اک وقت میں یہ دیدہ بھی طوفان بچکا
 پچھتا نا یوں ہی سا ہی جو ہونا تھا ہو چکا
 آنکھیں اگر ہی میں تو بھر نیند سو چکا
 جھپکی لگی کہ دور یہ آخر ہی ہو چکا
 اس سحر میں میں تخم محبت میں ہو چکا
 میں نیچہ فرہ سے سمندر بلو چکا

بر جمیع حادثے سے یہ کہتا ہے آسمان
دی جام خون میر کو گرنے وہ دھوکا

<p>دید در حرم کو گذر و اب دل پر کفر سہارا بلکون تیرو ہما کو کیا چشم داشت یہ تھی</p>	<p>ہو ختم اس آبلو پر سیر و سفر سہارا ان بر چھین نے بانٹا با ہم جگر سہارا</p>
<p>دنیا و دین کو جانب میلان ہو تو کمتر کیا جانی کہ اوس بن دل ہو کہ دھر سہارا</p>	

[illegible]

کتاب

۳۹

غم راه بهر بند که دامن
 دل سبب طعنه سازد
 حسن حدیث بر لب زان
 خط آن سینه را بهست
 دل نه پویش با علی اگر
 نظر او چون غنچه
 سینه یمنی دل سبب
 الی یمن غنچه
 جامه را بر سر
 تکرار این یک نام
 غم راه بهر بند که دامن

[illegible]

دل نہایت صدمہ سے تھکا ہوا ہے
 دل نہایت صدمہ سے تھکا ہوا ہے
 دل نہایت صدمہ سے تھکا ہوا ہے
 دل نہایت صدمہ سے تھکا ہوا ہے

ایسی بیت بزم سے ملتا ہر کوئی بھی
 دل میر کو بھاری تھا جو پتھر لگایا

دل جو زیر غبار اکثر تھا	کچھ مزاج اندولن مکدر تھا
اوپر تکیہ کیا تو تھا لیکن	رات دن ہم تھے اور بستر تھا
سر سری تم جہان گذرے	ورنہ ہر جا جہان دیگر تھا
دل کی کچھ قدر کرتے رہو تم	یہ صہارا بھی نماز پرور تھا
بعد ایک عمر جو ہوا معلوم	دل اوس آئینہ رو کا پتھر تھا
بار عجبہ ادا کیا تیغ	کب کر یہ بوجھ میر کی سر پر تھا
کیون نہ ابر سیہ سفید ہوا	جب تلک عمد دیدہ تر تھا
اب خرابا ہوا جہان آباد	ورنہ ہر ایک قدم پر پل گھر تھا

قطعہ

بے زری کانکر گل غافل	رہ تسلی کہ یون مقدر تھا
اتر منہم جہان میں گذرے	وقت حلت کر کے زرخا
صاحب جاہ و شوکت قبل	اک ازان جلا ب سکندر تھا
نہی یہ سب کائنات زیر نگین	سانچہ سو روخ سال شکر تھا

دل نہایت صدمہ سے تھکا ہوا ہے
 دل نہایت صدمہ سے تھکا ہوا ہے
 دل نہایت صدمہ سے تھکا ہوا ہے
 دل نہایت صدمہ سے تھکا ہوا ہے

مناجات

اے خداوند عالم
 اے خداوند عالم
 اے خداوند عالم
 اے خداوند عالم

اے خداوند عالم
 اے خداوند عالم
 اے خداوند عالم
 اے خداوند عالم

کھلا بنے میں جو پکڑی کچھ اور کے میسر
 سمندر مار یہ ایک اور تاز زمانہ ہوا
 کیا دل تجھ کو کہ بیان بھی دل آ رہا تھا
 قاصد جو وہ آن آیا تو شرمندہ میں ہوا
 اک وقت ہلکو تھا سر گر یہ کہ دشت میں
 جس صید گاہ عشق میں یار و سکاچی گیا
 ست بوجھ کس طرح سے کٹی رات ہجر کی
 حاصل ہو چھ گلشن مشد کا بولہوس
 دل بفرار گر یہ خونین تھارات میسر
 آیا نظر تو بسمل درخون طہیدہ تھا
 کثرت دماغ سو دل شک گلستان نہوا
 جی تو ایسے کیو صدقے کیے تجھ پر لکین
 آدمین کب کہ سرمایہ دوزخ سوئے
 سیر ادلخواہ جو کچھ تھا وہ کچھ بیان نہوا
 حیف یہ ہر کہ تنک تو بھی لپٹیاں نہوا
 کون اشک مرا منبج طوفان نہوا
 کو توجہ سے زمانیکی جہان میں مجھ کو
 جاہ و ثروت کا میسر و سامان نہوا

کھلا بنے میں جو پکڑی کچھ اور کے میسر
 سمندر مار یہ ایک اور تاز زمانہ ہوا
 کیا دل تجھ کو کہ بیان بھی دل آ رہا تھا
 قاصد جو وہ آن آیا تو شرمندہ میں ہوا
 اک وقت ہلکو تھا سر گر یہ کہ دشت میں
 جس صید گاہ عشق میں یار و سکاچی گیا
 ست بوجھ کس طرح سے کٹی رات ہجر کی
 حاصل ہو چھ گلشن مشد کا بولہوس
 دل بفرار گر یہ خونین تھارات میسر
 آیا نظر تو بسمل درخون طہیدہ تھا
 کثرت دماغ سو دل شک گلستان نہوا
 جی تو ایسے کیو صدقے کیے تجھ پر لکین
 آدمین کب کہ سرمایہ دوزخ سوئے
 سیر ادلخواہ جو کچھ تھا وہ کچھ بیان نہوا
 حیف یہ ہر کہ تنک تو بھی لپٹیاں نہوا
 کون اشک مرا منبج طوفان نہوا
 کو توجہ سے زمانیکی جہان میں مجھ کو
 جاہ و ثروت کا میسر و سامان نہوا

کھلا بنے میں جو پکڑی کچھ اور کے میسر
 سمندر مار یہ ایک اور تاز زمانہ ہوا
 کیا دل تجھ کو کہ بیان بھی دل آ رہا تھا
 قاصد جو وہ آن آیا تو شرمندہ میں ہوا
 اک وقت ہلکو تھا سر گر یہ کہ دشت میں
 جس صید گاہ عشق میں یار و سکاچی گیا
 ست بوجھ کس طرح سے کٹی رات ہجر کی
 حاصل ہو چھ گلشن مشد کا بولہوس
 دل بفرار گر یہ خونین تھارات میسر
 آیا نظر تو بسمل درخون طہیدہ تھا
 کثرت دماغ سو دل شک گلستان نہوا
 جی تو ایسے کیو صدقے کیے تجھ پر لکین
 آدمین کب کہ سرمایہ دوزخ سوئے
 سیر ادلخواہ جو کچھ تھا وہ کچھ بیان نہوا
 حیف یہ ہر کہ تنک تو بھی لپٹیاں نہوا
 کون اشک مرا منبج طوفان نہوا
 کو توجہ سے زمانیکی جہان میں مجھ کو
 جاہ و ثروت کا میسر و سامان نہوا

کھلا بنے میں جو پکڑی کچھ اور کے میسر	
سمندر مار یہ ایک اور تاز زمانہ ہوا	
کیا دل تجھ کو کہ بیان بھی دل آ رہا تھا	قاصد جو وہ آن آیا تو شرمندہ میں ہوا
اک وقت ہلکو تھا سر گر یہ کہ دشت میں	جس صید گاہ عشق میں یار و سکاچی گیا
ست بوجھ کس طرح سے کٹی رات ہجر کی	حاصل ہو چھ گلشن مشد کا بولہوس
دل بفرار گر یہ خونین تھارات میسر	
آیا نظر تو بسمل درخون طہیدہ تھا	
کثرت دماغ سو دل شک گلستان نہوا	جی تو ایسے کیو صدقے کیے تجھ پر لکین
آدمین کب کہ سرمایہ دوزخ سوئے	سیر ادلخواہ جو کچھ تھا وہ کچھ بیان نہوا
حیف یہ ہر کہ تنک تو بھی لپٹیاں نہوا	کون اشک مرا منبج طوفان نہوا
کو توجہ سے زمانیکی جہان میں مجھ کو	
جاہ و ثروت کا میسر و سامان نہوا	

کھلا بنے میں جو پکڑی کچھ اور کے میسر
 سمندر مار یہ ایک اور تاز زمانہ ہوا
 کیا دل تجھ کو کہ بیان بھی دل آ رہا تھا
 قاصد جو وہ آن آیا تو شرمندہ میں ہوا
 اک وقت ہلکو تھا سر گر یہ کہ دشت میں
 جس صید گاہ عشق میں یار و سکاچی گیا
 ست بوجھ کس طرح سے کٹی رات ہجر کی
 حاصل ہو چھ گلشن مشد کا بولہوس
 دل بفرار گر یہ خونین تھارات میسر
 آیا نظر تو بسمل درخون طہیدہ تھا
 کثرت دماغ سو دل شک گلستان نہوا
 جی تو ایسے کیو صدقے کیے تجھ پر لکین
 آدمین کب کہ سرمایہ دوزخ سوئے
 سیر ادلخواہ جو کچھ تھا وہ کچھ بیان نہوا
 حیف یہ ہر کہ تنک تو بھی لپٹیاں نہوا
 کون اشک مرا منبج طوفان نہوا
 کو توجہ سے زمانیکی جہان میں مجھ کو
 جاہ و ثروت کا میسر و سامان نہوا

کہیں نہ کہیں ہوا کہ جس نے ہر
 دیکھ کر اس کی ہر بات کو
 کہیں نہ کہیں ہوا کہ جس نے ہر
 دیکھ کر اس کی ہر بات کو

سرسبز ملک ہند میں ایسا ہوا کہ میر
 پر رنجیت لکھا ہوا تیرا دکن گیا

سخت جگر تو اپنی یک سخت رو چکا تھا دامن میں آج دیکھا پھر سخت میں آ یا اس قید حبس میں چھوڑا جتنی دلت مٹ نہک کی خاطر اسو اسو ہون چرا اسی گرد باد مست دہر آن عرض حشمت بن کچھ کو سنا ہر عالم میں نے کیا کیا روتی ہے شمع ایشا ہر شب کہ کچھ نہو چھو	اشک فقط کا چھمکا آنکھوں لگت ہاتھا ٹکڑا کوئی جگر کا بلکون میں رہ گیا تھا ورنہ گلا یہ میرا جوتن میں چھنسا تھا گل زخم دل نہایت دکھ مرے لگا تھا میں بھی کسوز مالو اس کام میں بلا تھا پر تو نے یہ بچانا اسے بیوفا کہ گیا تھا میں سوز دل کو اپنی مجلس میں نہ لکھا تھا
--	---

قطعہ

سر مار کر ہوا تھا میں خاک اس گلی میں سوخت تیرے سہول پامالی صبا میں	سینے پر مجھ کو اوسکا نذر کو نقش پاتھا اس دن کیواسطی میں کیا خاک میں ملا تھا
---	--

قطعہ

یہ سرگزشت میری افسانہ جو ہوئی ہے شکر کسی نے وہ بھی کہنے لگا تھا کچھ کچھ	مذکور اسکا اوسکو کوچر میں جا بجا تھا بیدار کہنے بولے ہاں اوسکو کیا ہوا تھا
--	---

کہیں نہ کہیں ہوا کہ جس نے ہر
 دیکھ کر اس کی ہر بات کو
 کہیں نہ کہیں ہوا کہ جس نے ہر
 دیکھ کر اس کی ہر بات کو

کلمات
 ۴۴

کہیں نہ کہیں ہوا کہ جس نے ہر
 دیکھ کر اس کی ہر بات کو
 کہیں نہ کہیں ہوا کہ جس نے ہر
 دیکھ کر اس کی ہر بات کو

کہیں نہ کہیں ہوا کہ جس نے ہر
 دیکھ کر اس کی ہر بات کو
 کہیں نہ کہیں ہوا کہ جس نے ہر
 دیکھ کر اس کی ہر بات کو

خانہ بدوشی کا یہ حال ہے کہ ہر شخص کو اپنا گھر بنانا پڑتا ہے۔
 لیکن اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کا گھر برباد ہو جاتا ہے۔
 اس لیے ہر شخص کو اپنا گھر بنانا چاہیے اور گناہ سے بچنا چاہیے۔
 لیکن اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کا گھر برباد ہو جاتا ہے۔
 اس لیے ہر شخص کو اپنا گھر بنانا چاہیے اور گناہ سے بچنا چاہیے۔

مرارنگ اور کیا جوت سنگ تھکے	بغل سے گر پڑا مینا و ساغر جو رہو چھوٹا
مرا وعدہ ہی پہونچا ترے آنکے وعدے تک	ہوا مین موت سے تیار بنا اوشوخ تو چھوٹا

سکھ جانان سے کیا امکان ہائی میرے کوئی ہو	
اچھ بھائی جو او کے ہاتھ سے رنگ چھوٹا	

برقع اوٹھا تھلخ سے مرے بگمان کا	دیکھا تو اور رنگ ہر سا کر جان کا
ست مانیو کہ ہو گا یہ بہیدر دہل بن	گر آوی شیخ بہن کر جامہ قرآن کا
خوبی کو او کی چہری کی کیا پہونچے آفتاب	ہر اسمین و سمین فرق زمین آسمان کا
آبلہ ہر وہ جو ہو دے خریدار گل خان	اس سودی میں صبح ہر نقصان بن کا
کچھ اور گانہ ہیں جو قریب اسکے ہو ویر	دشمن ہیں میری جان کر یہ جی تہون کا
تسکین اسکی تبت لی جب چپ چھو لگی	ست پوچھ کچھ سلوک مری بد زبان کا

یاں بلبل اور گل یہ تو عبرت آنکھ کھول	گلگشت سرسری نہیں اس گلستان کا
گل یادگار چہرہ خوبان ہر بے خبر	مرغ چین نشان ہر کسو خوش زبان کا
تو برسوں میں کسے ہر ملو نگا مین میرے	
یاں کچھ کا کچھ ہر حال ابھی اوں جوان کا	

ہر شخص کو اپنا گھر بنانا چاہیے اور گناہ سے بچنا چاہیے۔
 لیکن اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کا گھر برباد ہو جاتا ہے۔
 اس لیے ہر شخص کو اپنا گھر بنانا چاہیے اور گناہ سے بچنا چاہیے۔
 لیکن اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کا گھر برباد ہو جاتا ہے۔
 اس لیے ہر شخص کو اپنا گھر بنانا چاہیے اور گناہ سے بچنا چاہیے۔

خانہ بدوشی کا یہ حال ہے کہ ہر شخص کو اپنا گھر بنانا پڑتا ہے۔
 لیکن اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کا گھر برباد ہو جاتا ہے۔
 اس لیے ہر شخص کو اپنا گھر بنانا چاہیے اور گناہ سے بچنا چاہیے۔
 لیکن اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کا گھر برباد ہو جاتا ہے۔
 اس لیے ہر شخص کو اپنا گھر بنانا چاہیے اور گناہ سے بچنا چاہیے۔

گلستان
 ۳۶

ہر شخص کو اپنا گھر بنانا چاہیے اور گناہ سے بچنا چاہیے۔
 لیکن اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کا گھر برباد ہو جاتا ہے۔
 اس لیے ہر شخص کو اپنا گھر بنانا چاہیے اور گناہ سے بچنا چاہیے۔
 لیکن اگر کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کا گھر برباد ہو جاتا ہے۔
 اس لیے ہر شخص کو اپنا گھر بنانا چاہیے اور گناہ سے بچنا چاہیے۔

قطرہ

درد نے قطعہ پسام کی	ہو گیا دل مرا تبرک جب
کام عشاق کا تسام کی	دلی کے کج کلاہ لڑکون نے
ٹوپی والوں نے قتل عام کی	کوئی عاشق نظر نہیں آتا

عشق خوبان کو شیریں اپنا
قبیلہ و کعبہ و امام کی

ہوں دو آنہ ترے سک کو کا	رات پیاسا تھا میرے لو ہو کا
فکر ہے اپنے حسرتیں سو کا	شعلہ آہ جون توں اب مجھ کو
کشتہ ہوں سبز لب جو کا	ہے مرے پار کی مسون کا شکر
ہے و غیفہ سی دعا گو کا	بوسہ دینا مجھے نہ کر موقوف
ریش قضا فی پر رات میں تھو کا	شور قفل کی ہوتی تھی مانع
کھل گیا پچ زلف خوشبو کا	عطر آگین ہے باد صبح مگر
کارخانہ ہے دان تو جادو کا	اک دو ہوں تو بحر حشریم کہوں

قطرہ

نہ چپ عشق طفل بد خو کا	میرے ہر خد میں نے چاہا ایک
------------------------	----------------------------

[illegible]

اب دود نہیں کہ اکھیں بھین اب دود
اک وقت رو کر کاتھا ہین بھی نیال سا
ادس کوئی نہ پھر نے تھر ہم خاک چھاتے
قدرت تو دیکھ عشق کی مجھ پر ضعیف کو
سجڑا اوس کی شان نہیں ان ہوا نصیب
اب رسم رابا اوکھ ہی گئی رہ نہ پڑا نہیں

چکا کر دی ہر آنکھوں سے خون ناپ روزِ شیب
 آتے تھے آنکھوں سے چار سیلاب روزِ شیب
 رہتا تھا پاس وہ دُریا یاب روزِ شیب
 رکھتا ہر شاد و غم و بچو اب روزِ شیب
 رگڑا ہر سرِ میانہ محراب روزِ شیب
 بیٹھے ہی رہتے تھے ہم جہاں روزِ شیب

دل کے رومو سے لگایا ہر صبر نے
پاتے ہیں اس جوان کو بتایا ہے رو بہ شب

رویا کیے ہیں غم جو ترسے ہم تہاں شب
رکنے سو رہے آج بچا ہوں تو اب حیا
یہ اتصال شک جگر سوز کا کہان

پڑتی رہی ہر دور سے تینم تمام شب
چھاتی ہی میں رہا ہر دم شب
روتی ہر یون تو شمع بھی کم کم تمام شب

قطعه

لذرا کہے جہان میں خوشی و تمام روز

کسی کٹی زما فی بین بنیم تمام شب

شکوه عیث هر میسر که کرطه هین سار دن
یاد دل کا حال ریتا هر در هجم تمام شب

کلمات

50

[illegible]

ذراع من عقیقہ زراعی کہ در درختی من
 جامه در ابر درین او را و در میان شراب
 عرب درین بنجدوان شامالی که چنان
 است و هکله ننگا که اب دوا که شکلی
 درختین جانی که بی ای تو کی کی
 دور که دریا نظر آید کی کی
 در آن که در آن کی کی

بن کر کھلائیے دامانِ شتِ مشرق
چرخِ جانِ آفرینِ کمانِ خورشید
قدسِ دهرِ بادِ اودری و عاقبتِ بی کس
آودہ کیا پودہ نصیبِ کمال
چرخِ آفرینِ کمانِ خورشید
آودہ کیا پودہ نصیبِ کمال
چرخِ آفرینِ کمانِ خورشید
آودہ کیا پودہ نصیبِ کمال

آئے گنغان سے باد مہر کے	نہ گئے تا بکلیبہ یعقوب
بن عصا شیخ یک قدم نہ رکھے	راہ چلتا نہیں یہ خرابے چوب
اے لیے عشق میں نے چھڑا تھا	تو بھی کہنے لگا برا کیا خوب
پی ہو مے تو لہو سپا ہوں میں	مختب آنکھوں پر کچھ آشوب

میں نے شاعر بھی زور کوئی تھا
دیکھتے ہو نہ بات کا اسلوب

روغن سما

روز راند ملون یار یا شب ہو ملاقات
 فی جنبت کی یاری ہر نہ کچھ جذب ہے ہر کمال
 دوری میں گردن لہ و فریاد کسنا تک
 جاتی ہر غشی بھی کبھو آتی ہیں بخود بھی

و حشمت ہر بہت میر کو مل آئیے چلے
کیا جانے پھر یا نہ گئے کب ملاقات

سب ہونے نامد م کی تدبیر ہو جانان سمیت	تیر تو لکلامری سنو سے لیکن جان سمیت
شنگ ہو جاو یگا غوغا گکان خاک پر	گر زمین زیر زمین سو نہاد زان لان سمیت

[illegible]

علاء الدين

51

لائی سبوا سنی کی خبر
گدڑی میں ساری سب خبر
سوزن کی خبر
ایا ہو گئی زکون میں ہمد
صفت یہ ہائی بان ہمد
کشت ہائی بان ہمد
کشت ہمد ہمد ہمد
دن دقین کی خبر
سجدائی کی خبر
کشت ہمد ہمد ہمد

کرم و سبک و آستان زمین پامال ہو سبک
 لڑی مکان و آب و ہوا از ایک طرف
 قطعہ

میں نہیں دیکھتا ہوں دوست کی
 ہوتا ہے عافی بن کوئی غار ایک طرف
 روایت دال میں

باز خواہوں ہر سیر کو ابھی نبی کی	ساتھ ہوا کی بیکی کے عالم ہستی کو بچ
اوج دولت کا ساہو بیاں کی ہستی کو بچ	عرش پر ہر ہم بند پوشان الفت کا مانع
ہم سپہ کار و نکا ہنسنا وہ ہر میناؤ کے اور	
آگے ہیں میرے سجد میں چلے ہستی کی	

روایت حامی حطی

رہنے لگا ہر دلو اب آزار بڑا طح	ہونے لگا گذار غم بار بے طح
کہنے لگا ہر منہ سے تمکار بے طح	اب کچھ طح نہیں ہو کہ ہم غمزدی ہو
رکھنے لگے ہو ہاتھ میں تلوار بے طح	جان پر تھاری ہاتھ سے ہو گانا کوئی
بیٹھے ہیں آگے طالب یدار بے طح	فتنہ اوٹھیکا ورنہ کل گھر سے توشتا

لو ہو میں شور بھر ہے دامن جب میر
 پھر ہی آج دیدہ خونبار بے طح

کرتا ہر چرخ مجھے نیو یار ایک طح	خاطر کری ہر چھ وہ ہر بار ایک طح
ماری گئے ہیں سب یہ گنہگار ایک طح	میں اور قیس کوہ کس لچ زبان میں
کس سے ہوا دو چار وہ عیار ایک طح	منظور او سکھو پردی میں ہیں با حجابان
پر ہم بھی ہو گئے ہیں گرفتار ایک طح	سب جان او سکھ اپنی نظر میں تھیں کھین

کی بڑی دگر بختی ہے اندھی کوئی زور
 بیکو لاس کوئی سمجھتا ہے ہر زور
 ہر دم ہر دم ہر دم ہر دم ہر دم ہر دم
 ہر دم ہر دم ہر دم ہر دم ہر دم ہر دم

کلیات میر

۵۴

مار کھا باطن میں تھیں کس نے شہنشاہ
 لکھا اوس سب کچھ میں کوئی نہ دیکھتا
 ایک شب میں آواز میر کے کہو
 رات کو رات کو آواز میر کے کہو
 میر کی میری میری میری میری میری
 میری میری میری میری میری میری

میں نے دیکھا ہے کہ میر کی
 میر کی میر کی میر کی میر کی میر کی
 میر کی میر کی میر کی میر کی میر کی
 میر کی میر کی میر کی میر کی میر کی

نہ پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد
 کوئی پہونچا نہ خط مراد
 سر نوشت بون کے زمرہ خاک
 گر پڑا خط تو تجھ پہ حرف نہیں
 یہ نور و نا ہمیشہ ہے مجھ کو
 اب غرض خاشی ہی بہتر ہے
 شب کتابت کیوت کر دین
 کہ نہ قصہ لکھا کر دن تاکے
 ہے طلسمات و سکا کوچہ تو
 باور پر حریرات جس کا جو اب

آخر کار کیا کس قاصد
 میری طالع ہیں نار ساقاصد
 راہ کھولی نہ تو جی قاصد
 یہ بھی میری تھا لکھا قاصد
 پھر کچھ پھر کچھ بھلا قاصد
 کیا کہوں مجھے ماہر قاصد
 جو لکھا خط سو بہ گیا قاصد
 بھیجا کب تک کروں قاصد
 جو گیا سو وہیں رہا قاصد
 اوس کو گزری وہیں سا قاصد

نامہ میر کو اڈراتا ہے
 کاغذ باد گر گیا قاصد

ہوں رگنزدین میر نقش پادشاہ	اڈنی ہو خاک میری باد صبا شاہ
طوف حرم میں بھی میں بھولا تھکاوت	آنا تھا یا تو ہی میرا خدا ہے شاہ
شرمندہ از کچھ باطن مرا نہیں ہے	وقت سحر ہے شاہ دست عا ہر شاہ

جان لکھنا ہے دل کی ناز
 ہوا کی لہریں لکھنا ہے ناز
 ہوا کی لہریں لکھنا ہے ناز
 ہوا کی لہریں لکھنا ہے ناز

طالع میر

ہوا کی لہریں لکھنا ہے ناز
 ہوا کی لہریں لکھنا ہے ناز
 ہوا کی لہریں لکھنا ہے ناز
 ہوا کی لہریں لکھنا ہے ناز

[illegible][illegible]

کون سے کس کے جی میں ہے
کیوں کہ جس کی خاطر ہے
دن کی دیکھیں مہبت
دیکھنا اور بھی کی
نزدیکین خدا خدا
اللهم صل علی محمد و آل محمد

اک لطف کی نگاہ بھی، خوشی بخائی اوس
 گھر میں، اس کو آخر کار

موند آنکھیں سفرِ عدم کا کر
 فکرِ تعمیرِ بین نہ رہ سہم
 خاک بھی سر پہ ڈالو کو نہیں
 سنتے ہو ملک سنو کہ پھر مجھ بعد
 لگتی ہو کچھ سموم سی تو نسیم
 بھولا جا ہو غمِ تباہِ بینِ جی
 ترے قیدِ نفس کا کیا شکوہ
 ہر طرف ہیں اسیرِ ہم آواز
 ہلکو مزاج ہے کہ کب ہویر
 ایسا وہ شوخ ہے اوتھی صبح
 نہیں صورت پذیرِ نقشِ او سکا

بس ہے دیکھا نہ عالمِ ایجاد
 زندگانی کی کچھ بھی ہے بنیاد
 کس خرابے میں ہم ہو آباد
 نہ سنو گے یہ نالہ و فریاد
 خاک کس دل جلے کی دی برباد
 غرض آتا ہے پھر خدا ہی یاد
 نالے اپنی سے اپنی سی فریاد
 باغِ ہر گھر ترا تو اسے صیاد
 اپنی قیدِ حیات سے آزاد
 جانا سو جائے او سکی ہی مقدار
 یوں ہی تصدیق پہنچ رہی ہزار

قطعه

<p>خوب ہر خاک سو بزرگون کی نامراد ہوئی ہو جبہ پروانہ پر مردت کہان کی ہر اے میر</p>	<p>چاہتا تو مرے تین ادا وہ جلاتا پھرے چراغ مراد تو ہی مجھ دل جلے کو کر ارشاد</p>
--	--

[illegible]

بیدار کی اور شمع روشن کر کے چھوڑ دینا
 بیدار کی اور شمع روشن کر کے چھوڑ دینا
 بیدار کی اور شمع روشن کر کے چھوڑ دینا

مین رخ میر جھکا کر تانا تھا ہمیشہ
 کھولی نہ جان تو فو دل کو اگا لگا کر

نہیں اس قفا میں اہل ضبط نفس بہتر
 نظر ای ابر تر آپ ہی نہ اوگیا برس بہتر
 سمجھ اے عند لب اس غم سر کفر نفس بہتر
 شہاد نگاہ میں لعل سیانی ملبوس بہتر
 جلا آتش میں سیر کشان کو خار چمن بہتر
 یہ سینہ ہیکو بھی ایسا ہی تھا درکار بہتر
 مرد حق میں جو نہا ہی تھا یا شک تر بہتر

نہو ہرزہ ورا انسان خوشی و جرس بہتر
 نہو ناہی بھلا تھا سنا اور شمع گریہ بہتر
 سدا ہو خار خار باغبان گل کا جہان بہتر
 برا ہوا سحران لیکر شمع تو کوا کر بہتر
 یہ کرد و گنگا گلشن و دود پانچان میں بھی
 کیا داغ و نسو شک باغ اے صد فرقت
 قدم تیر چھوڑی تھی جسے اب ہاتھ دے سہ

عبث پوچھے ہر مجھ سے میر من صحر اکو جاتا ہوں
 خرابی ہر یہ دل رکھا جو تو فو تو پس بہتر

بلکو کو صدف سے چھ گیس بنجھ کو ٹوٹو
 سنتے ہی تم آنکھ سے آنسو گرے کر ڈر
 اب ضبط گریہ سے اودھری کو شب
 برسوں رہی جو جانکو گم کی پانچ

اشوب دیکھ چشم تری سر سے ہین جوڑ
 لاکھوں جتن کی نہو اضطراب گر لیک
 زخم دون سے میر و شک بخیر رہو
 گرمی سے بزرگال کی پروا ہو کیا کہیں

۵۷
 کھاتہ
 دست جهان کی چوڑی اور ام عایت ہم
 اسود کی اسط سے بہت گریہ نہا ہم
 یہاں کی دل کی دہلیز میں بار بار
 یہاں کی دل کی دہلیز میں بار بار
 یہاں کی دل کی دہلیز میں بار بار

لاکھوں آدمیوں کی ہوا میں
 لاکھوں آدمیوں کی ہوا میں
 لاکھوں آدمیوں کی ہوا میں

لہذا ہر ایک کی ہمت سے
 لہذا ہر ایک کی ہمت سے
 لہذا ہر ایک کی ہمت سے

لہذا ہر ایک کی ہمت سے
 لہذا ہر ایک کی ہمت سے
 لہذا ہر ایک کی ہمت سے

گداز عاشقی کا میر کر سب ذکر آیا تھا
 جو دیکھا شمع مجلس کو تو پانی ہو گئی گھل کر

اک سینہ خنجر سیکڑوں کی جان آزار تھا
 میں رکھا خوابان بیان وہ مجھ پر اس قدر
 یکسر قدم میں آئے پھر راہ پر خارا تھا
 کر جم ٹھک اپنی اوپر پست ہوئی آزار تھا
 یہ برفضا ہی اک نفس ہم میں گرفتار تھا

کر جم ٹھک کبتک ستم مجھ پر جفا کا ر تھا
 بھاگو مری صورت و عیش میں اوس کی شکل پر
 منزل پہنچا اک طرف و صبر ہو کر ہو سکوں
 ہو جا ہر دل میں ترا اور گزر کر ہو جا
 جز کشمکش ہو تو کیا عالم ہو سکوں فائدہ

قطعہ

غم باریوں یوں عمر و خوش میں رہا
 غم باریوں یوں عمر و خوش میں رہا

غم باریوں یوں عمر و خوش میں رہا
 غم باریوں یوں عمر و خوش میں رہا

طاقت نہیں بربات کی گستاخا نعر و مات
 کیا جانتا تھا میر ہو جاو گیا بیمار اس قدر

کہ تلوار میں چلین ابرو کی چین پر
 نظر سے بھی نگاہ واپسین پر
 دماغ نالہ چسپخ ہفتین پر
 کہ داغ خون بہت ہو آستین پر

قیامت تھا اوس خشمگین پر
 ندیکھا آخر اوس آئینہ رو کو
 گئے دن عجز و نالے کہ اب ہو
 ہو اسے ہاتھ گلہ ستہ ہمارا

لہذا ہر ایک کی ہمت سے
 لہذا ہر ایک کی ہمت سے
 لہذا ہر ایک کی ہمت سے

لہذا ہر ایک کی ہمت سے
 لہذا ہر ایک کی ہمت سے
 لہذا ہر ایک کی ہمت سے

بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ
 بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ

ہر سر لگ چلی تو ہے تو سیم	اگر سید مست ناز ملک ہشتیار
شاخ نشانے ہزار نکھٹنگے	جو گیا او سکی زلف کا اک تار

قطعہ

واجب القتل استعد تو ہوں	کہ مجھے دیکھ کر کے ہر ہیکار
یہ تو آیا نہ سامنے میرے	لاؤ میرے بیان سپر تلوار

قطعہ

آزیارت کو قبر عاشق پر	اک طرح کا ہریان بھی جوش بہار
نکلے ہر پیری خاک سے زگرے	یعنی اب تک ہر حسرت دیدار

قطعہ

میرے صاحب زمانہ نازک ہر	دونوں ہاتھوں سے تھا سحر و شہار
سہل سی زندگی یہ کام کرتی تھیں	اپنے اوپر کیجئے دشوار
چاروں کا ہے جملہ یہ سب	سب سو رکھے سلوک سے ناچا
کوئی ایسا گناہ اور نہیں	یہ کہ کیجئے ستم کسی پر یار

قطعہ

و ان جہان خاک کہ برابر ہے	اقد رفعت آسمان ظلم شعار
---------------------------	-------------------------

بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ
 بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ
 بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ
 بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ

بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ
 بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ
 بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ
 بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ

بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ
 بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ
 بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ
 بھاری ہواست پائے زور سے ہر گھبراہٹ

باز ایشان همی در نام ادبی که لازم
دردی بین و بیچاره ای که لازم

<p>تسکین دیکر بیٹھے رہیوں پاؤں کا کر آئے ہیں آج دور سی ہم تمہکا تار کر تنکے کو جو دکھاوی جو مل میں بہا کر کچھ دھیر کر چلیں میں لڑا کر اگھا کر</p>	<p>یارب سہ طلب میں کوئی کب تلک پہ منظور ہو نہ پاس بہار التوحیف ہو غالب کہ دیو کی قوت دل اس ضعیف کو نکلیں گے کام و لکڑی پہ اہل ریش ہو</p>
--	---

اس فن کے پہلوانوں کشتی رہی جو میر
بہنوں کو ہنے زیر کیا ہے سچا کر

<p> مرنے ہیں تیرے زگرین بہار دیکھ کر افسوس کی منتظر اک عمر تک رہو ناخواندہ خط شوق لگو چاک کرنے تو کوئی جو دم رہا ہو سوا نکمہ نہیں ہو پھر دیکھیں جدھر وہ رشک پی پیش خیم ہو جاتا ہو آسمان لگو کو جو سے بار کے تیر و خرام ناز پہ جاتی ہیں جی چلے طالع زخیم پوشی کی یا شک کہ ہمنشین </p>	<p> جاتی ہیں جی سے کس قدر زار دیکھ کر پھر مر گئے تری تین یکبار دیکھ کر قاصد تو کیوٹھک کہ جفا کار دیکھ کر کر یوٹھک ایک وعدہ دیدار دیکھ کر حیران رہ گئے ہیں یہ اسرار دیکھ کر آتا ہے جی بھر ادرد و دوبار دیکھ کر رکھ ٹھک قدم زمین پہ شمع کار دیکھ کر چھتا ہے مجھ کو دور سے اب بار دیکھ کر </p>
---	--

جی میں تھا اوس سہیلے تو کیا کیا نہ ہو میر

[illegible]

یاقوت در زمین چون موتیون کو بر
 ناساز بگوری ایسے طالع کی کیا
 زبیا بھویان میں بھی بھینکے
 اپنے مزاج کے اوٹھنے کے لئے
 پھر مری کے آنکھ بیاں نہیں
 لٹا ہے کون پیکر دل میں
 پوچھو کہ اک دن دامن سے
 وہ تنگ پوش ایل دے
 نھی میں جانبازین ایل دے
 قصہ دیکھی ہے

ایکون

ایکونکی کھال کھینچی ایکون کو دار کھینچی	اسرار عاشقی کا پچنا سے یار لہر
طاعت کوئی کر رہی جب ابر کے جھوٹے	گر ہو سکے تو زار اہر اس وقت میں گنہ
کیون تو نے آخر آخر اس وقت منہ دکھایا	
دی جان میری فوج حسرت سے اک نگہ کر	
یشتی کا اب کمال ہے کچھ اور	حال ہی اور قال ہے کچھ اور
وعدے برسوں کر کتنے دیکھو ہیں	دم میں عاشق کا حال ہے کچھ اور
سہل مت بوجھ پلاسہر جہان	ہر جگہ بان خیال ہے کچھ اور

41

ایکونکی کھال کھینچی ایکون کو دار کھینچی	اسرار عاشقی کا پچناے یار کہہ کر
طاعت کوئی کر رہی جب اس کے محبوبے	گر ہو سکے تو زار ہر اس وقت میں گنہ گار

کیون تو نے آخر آخر اس وقت منہ دکھایا
دی جان میسر نہ ہو جس سے اک نہ کہہ کر

شیخی کا اب کمال ہے کچھ اور
 وعدے برسوں کو کئے دیکھو میں
 سہل مت بوجھ یہ طلسمِ جہان
 تورکِ جان سمجھو ہو کی انیسم
 یہ یلین گو کہ بحر میں مرجائیں
 کوزِ رشتی پہ شیخ کے مت جاؤ
 اسمین اوسمین ٹبری تفاوت ہو
 حال ہی اور قال ہے کچھ اور
 دم میں عاشق کا حال ہے کچھ اور
 ہر جگہ بیان خیال ہے کچھ اور
 اوسکے گیسو کا بال ہے کچھ اور
 عاشقوں کا وصال ہے کچھ اور
 اوس پہ بھی احتمال ہے کچھ اور
 کبک کی چال و حال ہے کچھ اور

مید سر نلوار چلتی ہے تو چلے
خوش خراموں کی چال ہے کچھ اور

جو دل اپنا ہوا تھا زخمی چور
صبح اوس سرد مہر کے آگے

ضبط گریب سے پڑ گئے ہا سورا
فرص خورشید ہو گیا کافور

یار دامن بی تو نیست بهر جا که می روم
خاک کربلاست این کربلا کیست بهر جا که می روم
ناموس می آید در کربلاست بهر جا که می روم
معنی آید در کربلاست بهر جا که می روم
فلک می آید در کربلاست بهر جا که می روم
مشت

در دین ممد جرمی / بختی با سبیل جان / دل به لب / لا صنف بان / کز چرخ /
 در دین ممد جرمی / بختی با سبیل جان / دل به لب / لا صنف بان / کز چرخ /
 در دین ممد جرمی / بختی با سبیل جان / دل به لب / لا صنف بان / کز چرخ /

سر کو کھینچے گا فلک نکت غبار آخر کار آنکھوں سے جاتی رسیگی یہ سہارا آخر کار	مشت خاک اپنی جو پامال ہو یاں سپنجا چشمہ دار کھلے اس باغ میں کچھ بگرس
---	---

اول کار محبت تو بہت سہل ہے میٹر جی سے جاتا ہے دل صبر و قرار آخر کار
--

خط میں ہے کیا سمان پسینے پر کوئی ہوتا ہے دل طیش سے برا دل سے میری شکستیں الجھی ہیں چاک سینے سے کھل گئی ٹھانکے	موتی گویا جڑے ہیں سینے پر ایک دم کے لہو نہ چپنے پر سنگ باران ہے آگینے پر کیا رفو کم ہوا ہے سینے پر
--	---

جو رد لبر سے کیا ہوں آزرہ میٹر اس چار دن کی جینے پر
--

ہم بھی پھر تیرے ہیں یک چشم لیکر دست کش نالہ پیش رو گریہ مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے اور سکو اور پر کہ دل سے تھانزو یک بار ہا صید گہ سے اوسکے گئے	دستہ داغ و فوج غم لیکر آہ چلتی ہو یاں علم لیکر یعنی آگے چلینگے دم لیکر غم دوری جلی ہیں ہم لیکر داغ یاس آہو سرم لیکر
---	---

جی ہاں میں چہ شہری / بختی با سبیل جان / دل به لب / لا صنف بان / کز چرخ /
 جی ہاں میں چہ شہری / بختی با سبیل جان / دل به لب / لا صنف بان / کز چرخ /
 جی ہاں میں چہ شہری / بختی با سبیل جان / دل به لب / لا صنف بان / کز چرخ /

جی ہاں میں چہ شہری / بختی با سبیل جان / دل به لب / لا صنف بان / کز چرخ /
 جی ہاں میں چہ شہری / بختی با سبیل جان / دل به لب / لا صنف بان / کز چرخ /
 جی ہاں میں چہ شہری / بختی با سبیل جان / دل به لب / لا صنف بان / کز چرخ /

۲۲
 جی ہاں میں چہ شہری

جی ہاں میں چہ شہری / بختی با سبیل جان / دل به لب / لا صنف بان / کز چرخ /
 جی ہاں میں چہ شہری / بختی با سبیل جان / دل به لب / لا صنف بان / کز چرخ /
 جی ہاں میں چہ شہری / بختی با سبیل جان / دل به لب / لا صنف بان / کز چرخ /

کھنسا بھنسا ۲۰ ذریعہ کھنسا بھنسا ۲۰
 کھنسا بھنسا ۲۰ ذریعہ کھنسا بھنسا ۲۰
 کھنسا بھنسا ۲۰ ذریعہ کھنسا بھنسا ۲۰
 کھنسا بھنسا ۲۰ ذریعہ کھنسا بھنسا ۲۰

ترہین سب سر کھنسا بھنسا ۲۰ جی سی جانی سی نہیں حسرت دیدار سنو لمبو برسا رہے ہیں بدھ تو بنار سنو بہ ہو اکوئی بھی اس درد کا بہار سنو تو نہیں چھوڑنا اس طرز کی قیاس سنو ہن غم دلی اسیری میں گرفتار سنو ڈوب رہی جا رہی ہو میں سر خار سنو جیتا مرنے کو رہا یہ گنگار سنو باز آئے نہیں پر تیرے ہو اوار سنو	مکیا میں پر رہی باقی ہن آثار سنو دل بھی پر دماغ چمن ہو رہی کیا سنو بگٹی عمر ہوئے ابر سباری گووے بد نہ لیجا بیو پوچھوں ہوں تجھی طیب بار ہا چل چکی تلوار تری چال شیخ ایک دن بال نشان ملک ہو خوش کوئی تو آبلہ پادشت جنون سو گذرا منتظر قتل کو دھک کا ہوں اپنے اٹھ گئے خاک ہو کتنی ہی تری کوچرے
--	---

قطعہ

کوئی دیتا ہر سنا دلی کو آزار سنو میان نہ نکلی ٹپڑی تری تلوار سنو	ایک بھی زخم کی جا جسکو نہوتن کہیں ملک تو انصاف کرا دی دشمن جان عشق
---	---

قطعہ

ہے تجھے کوئی گھڑی قوت گفتار سنو درد دل کیوں نہیں کرتا ہی تو طار سنو	مہر کو ضعف میں میں کچھ کہا کچھ کہئے ابھی اکدم میں بان چلتی ہو رہی جانی ہو
--	--

۴۳
 کھنسا بھنسا

کھنسا بھنسا ۲۰ ذریعہ کھنسا بھنسا ۲۰
 کھنسا بھنسا ۲۰ ذریعہ کھنسا بھنسا ۲۰
 کھنسا بھنسا ۲۰ ذریعہ کھنسا بھنسا ۲۰
 کھنسا بھنسا ۲۰ ذریعہ کھنسا بھنسا ۲۰

کھنسا بھنسا ۲۰ ذریعہ کھنسا بھنسا ۲۰
 کھنسا بھنسا ۲۰ ذریعہ کھنسا بھنسا ۲۰
 کھنسا بھنسا ۲۰ ذریعہ کھنسا بھنسا ۲۰
 کھنسا بھنسا ۲۰ ذریعہ کھنسا بھنسا ۲۰

خاک پر پڑی ہوئی ہوتی ہے جس پر چھوڑ دینا چاہیے
 دل کو اس کا راز ہے جس کا راز ہے جس کا راز ہے
 دل کو اس کا راز ہے جس کا راز ہے جس کا راز ہے
 دل کو اس کا راز ہے جس کا راز ہے جس کا راز ہے

کجا ہر از عین باب کجا ہر از عین باب
 کجا ہر از عین باب کجا ہر از عین باب
 کجا ہر از عین باب کجا ہر از عین باب
 کجا ہر از عین باب کجا ہر از عین باب

کجا ہر از عین باب کجا ہر از عین باب
 کجا ہر از عین باب کجا ہر از عین باب
 کجا ہر از عین باب کجا ہر از عین باب
 کجا ہر از عین باب کجا ہر از عین باب

<p>حیران ہوں میرے نزع میں اب کیا کروں بھلا احوال دل بہت ہی مجھے فرصت اک نفس</p>	
<p>کیونکہ نکلا جاؤ بحر غم سے مجھ بیدل کو پاس ہو پریشان شت میں کس کا غبار تون گرم ہو گا حشر کو ہنگامہ دعوی بہت دور اس سے چون ہو اول پر بلا ہر مضطر بوی خون آتی ہو یاد صبح گاہی سو تجھے</p>	<p>اگر وہ بی جانی ہو کشتی مری ساحل کو پاس گرد گچہ گستاخ آتی ہو چلی نمل کو پاس کاشکی تھکونی لیا دین مری قاتل کو پاس اس طرح تڑپا نہیں جاتا کسو بل کو پاس بھکی ہو بیدر و شاید ہو کسی کھیل کو پاس</p>
<p>آہ نملی مت کیا کر اس قدر بیتاب ہو اسو تھکش میرے ظالم ہو جگر بھی دکھو پاس</p>	
<p>مر گیا میں ملانہ یار افسوس ہم تو ملتے تھے جب ایا ما یوں گنوا تا ہو دل کوئی مجھ کو قتل کر تو ہمیں کرے گا خوشی رخصت سیر باغ ملک نہو لی خوب بد عہد تونہ مل کیسکن</p>	<p>ہاے افسوس صد ہزار افسوس نہ ہا وہ بھی روزگار افسوس یہی آتا ہے بار بار افسوس یہ توقع تھی تجھ سے یار افسوس یوں ہی جاتی رہی بہار افسوس میرے تیرے تھا یہ قرار افسوس</p>

کجا ہر از عین باب کجا ہر از عین باب
 کجا ہر از عین باب کجا ہر از عین باب
 کجا ہر از عین باب کجا ہر از عین باب
 کجا ہر از عین باب کجا ہر از عین باب

دلیفت کاف فارسی

ریت کا فاختہ فار
 جب کہ خط پر سب باہ خال کر تھانک
 سب سے ٹٹنی پر خند چارون دانک
 بات اہل کی علی ہی چاہی
 ہے عمر عجب بن عشق کی دہانک
 بن جو کھن بن سکے جوانی
 رات کو چھوڑی جا بہت پرانک
 عشق کا شور کو کی چھپتا ہے
 نالہ عند کلب ہے گلابانک*

حی

49

[illegible]

یہی دردِ جدائی ہو جو اس شب
دکھائی دینگے ہم سیت کو رنگوں

تو آتا ہے جگرِ مریگان کے نزدیک
اگر رہ جائیگے جیتے سحر تک

کمان پھر شور شیون جب گیا میر
یہ ہنگامہ ہی اوس ہی نوحہ گزرتا

دوست و پارو وقت سہل تک
 کعبہ پہونچا تو کیا ہوا اے شیخ
 درپٹے محمل او سکے جیسی جس
 بجھ گئے ہم چراغ سے باہر
 ہاتھ پہونچا نہ پائے قاتل تک
 سچی کڑا لکٹ شیخ کسی دل تک
 مین بھی نالان ہوں ساتھ منزل تک
 اکیسواے باد شمع محفل تک

گنگیا میں اپنی کشتی سے
ایک بھی تختہ پارہ ساحل تک

<p>جانی ہن لہو خرابی کو سیل آسمان تلک شاید کہ دیو و رخصت گلشن بیون بہار قید نفس سے چھوٹ کر دیکھا جلا ہوا اتنا ہوں ناتوان کہ در دل سوا بکلمہ مین ترک عشق کر کر ہوا گوشہ گیر میر</p>	<p>طوفان ہر سیر کشک نہ راستے تلک میر و نفس کو تو جلو باغبان تلک پہونچے نہ تو کا سکے ہم آشیان تلک اتنا ہر ایک عمر میں میر سی بان تلک ہوتا پھر دن خراب جانین کہان تلک</p>
--	---

جی بی بی کی والدہ کی طرف سے لکھا ہوا خط

مفتوح

روزگار و دنیا و آخرت
 و دنیا و آخرت و دنیا و آخرت
 و دنیا و آخرت و دنیا و آخرت

روزگار و دنیا و آخرت
 و دنیا و آخرت و دنیا و آخرت
 و دنیا و آخرت و دنیا و آخرت

<p>مشرطیہ ابرین ہمین ہو کہ روئیگی کل آج آوارہ ہوا کی بال سیران قفس</p>	<p>جسکے اوختی ہی عالم کو دبوئیگی کل یوکل باغ دنیا بان نووئیگی کل</p>
<p>غدر و وصل رہا ہر شب آئندہ ہمیں بخت جو اسیدہ جو کج گئی سووئیگی کل</p>	
<p>منہ ہوا اختلاط کا بازار آج کل اس مہلت دور روزہ میں خطر نہیں او با شون سگی گھر نچر پانگے ہیں روز ملنے کی رات داخل یا مکیا نہیں گلزار ہو رہی ہو مری دم کوئی یار تا شام اپنا کام کھینچے کیونکہ دیکھے کہتے ملک تو سنتے ہیں پرانہ و خراب ٹھوکر دلوں کو لگنی لگی ہو خرام میں ایسا ہو بچوں میں جو آتا ہو شیخ جی حیران میں ہیال کی تدبیر میں نہیں اچھا نہیں ہو میرے کاحوال اندولوں</p>	<p>لگتا نہیں ہر دل کا خریدار آج کل اچھا ہر رہ سکو جو خبر دار آج کل مارا پیرے گا کوئی طلبگار آج کل برسوں ہو کر کہاں تھیں اسی آج کل اک رنگ پر ہو دیدہ خوبا آج کل پڑتی نہیں ہو جیکو جفا کا آج کل آباد ہے سو خانہ خمار آج کل لاویگی اک بلا تری رقا آج کل تو جبار ہو ہیں جبہ و دستار آج کل ہر اک کو شہر میں ہو یہ آزار آج کل غالب کہ ہو چکیگا یہ بیمار آج کل</p>

روزگار و دنیا و آخرت
 و دنیا و آخرت و دنیا و آخرت
 و دنیا و آخرت و دنیا و آخرت

روزگار و دنیا و آخرت
 و دنیا و آخرت و دنیا و آخرت
 و دنیا و آخرت و دنیا و آخرت

روزگار و دنیا و آخرت
 و دنیا و آخرت و دنیا و آخرت
 و دنیا و آخرت و دنیا و آخرت

ایک آدمی کو تو بیان بھی سحر کر دے
 دلوں میں ہر اور اگر آنکھوں میں کھر کر دے
 کسکو کسوں کہ و اشک میری خبر کر دے
 ان دو ہی منہ لو نہیں سون سفر کر دے
 سو گندھ تھیں اب جو در گذر کر دے
 ہم بھی تو آدمی ہیں ملک منہ دھر کر دے

این کتاب در بیان
 احوال و سیرت
 ائمه اطهار علیهم السلام
 و فضائل ایشان
 و مناقب و شهادت
 و غیره از کتب معتبره
 و مشهوره گردیده
 و در این کتاب
 از کتب معتبره
 و مشهوره گردیده
 و در این کتاب
 از کتب معتبره
 و مشهوره گردیده

خطبات میر

۷۲

جون برق تیرا کھمبہ کی طرح ہے
 مانہذا ابر کی قفس ہے جاں ہم
 دست بوی کی کھلی کو دل جاں ہم
 دیکھ لارے ہیں تیری یہ کیا ہم
 دیکھنے کے لئے تیرا کیا ہم
 دیکھنے کے لئے تیرا کیا ہم

ہو عاشقوں نہیں اس کی تو آؤ میرے صاحب
 گردن کو ان پی مونسو باریک کر دتم
 کیا لطافت ہے دگر نہ جسم و قیغ کھینچے
 سینہ سپر کرین ہم قطع نظر کر دتم

<p> جانا کہ شغل رکھو ہو تیر و کمان سونم ہم اپنی چاک جیب کو سی رہو نہیں اب دیکھو میں خوب تو وہ بات نہیں تنگی بھی تم ٹھہرو کہیں دیکھو میں تنگ جاؤ نہ دل ہو نظر تن میں ہر جا ہی </p>	<p> پر مل چلا کر دیکھی کسوختہ جان سونم پھاڑو میں بانوٹن نہ کو آؤ کہان سونم کیا کیا ورنہ کہتے تھو اپنی زبان سونم چشم و رخسار کھونہ خسان جہاں سونم پچھاؤ گی اوٹھو گی اگر اس مکان سونم </p>
---	--

[illegible]

وہ زبان اس قدر نفاہت سے کہ جہاں سے کہیں جاتا ہے وہاں سے کہیں جاتا ہے
 اس قدر نفاہت سے کہ جہاں سے کہیں جاتا ہے وہاں سے کہیں جاتا ہے

وہ زبان اس قدر نفاہت سے کہ جہاں سے کہیں جاتا ہے وہاں سے کہیں جاتا ہے
 اس قدر نفاہت سے کہ جہاں سے کہیں جاتا ہے وہاں سے کہیں جاتا ہے

وہ زبان اس قدر نفاہت سے کہ جہاں سے کہیں جاتا ہے وہاں سے کہیں جاتا ہے
 اس قدر نفاہت سے کہ جہاں سے کہیں جاتا ہے وہاں سے کہیں جاتا ہے

کب آگے کوئی مڑا تھا کسی پر	جہاں رکھ گئے رسم و فاسم
تعارف کیا رہا اہل چین سے	ہوئے اک عمر کے چھپے رہا رسم
سو اچکے لیے اوس کو نہ دیکھا	نہ سمجھے میسر کا کچھ مدعا رسم
اگر راہ میں اوس کے رکھا ہو گام	کئے گذر سے خضر علیہ السلام
دہن یار کا دیکھ پیپ لگ گئی	سخن یاں ہوا ختم حاصل کلام
مجھے دیکھ منہ پر پریشان کی زلف	غرض یہ کہ جاتو ہوئی اتبوشام
سرخام سے رہتی ہیں کاشین	ہمیں شوق اوس کا ہوتا تمام
قطعہ	
قیامت ہی یاں چشم و دل سے رہی	چلے بس تو دان جا کر یہ قیام
نہ دیکھے جہاں کوئی آنکھوں کی اور	نہ لیو کوئی جس جگہ دل کا نام
جہاں میسر وزیر و زبر ہو گیا	خرا مان ہوا تھا وہ محشر تمام
گرچہ آوارہ جون صبا میں ہم	لیک لگ چلن میں بلا میں رسم
کام کیا آتے سینکے معلومات	یہ تو سمجھے ہے نہ کہ کیا میں رسم

وہ زبان اس قدر نفاہت سے کہ جہاں سے کہیں جاتا ہے وہاں سے کہیں جاتا ہے
 اس قدر نفاہت سے کہ جہاں سے کہیں جاتا ہے وہاں سے کہیں جاتا ہے

دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا

عشق آتش بھی جو دیو و تونہ دم رہیں ہم جاؤ دے نہ مرض دل تو نہیں اسکا علاج اوس کا کوڑ میں نہ کر شور قیامت کا ذکر بڑی سی تو تری زہم میں ہم بہرے رخصت جنبش لب عشق کی حیرت نہیں تو پری شیشو سوزناک ہو کر دعویٰ مر تجھے لگ جا کر یہ یوں جا رہیں مجھ سے رخصت خواب نہیں نہ کرتاں میں بیکو مجلس حال میں زون حرکت شیش کی دیکھ یہ زمانہ نہیں ایسا کہ کوئی نیست کرے محض ناکارہ بھی مت جان ہمیں کہ کہیں تیرے جان مصیبت وہ غم دیرہ ہم	شمع تصویر میں خاموش جلا کر تو ہیں اپنی مقدور ملک ہم تو دوا کر تو ہیں شمع یاں اسی تو ہنگام ہو کر تو ہیں نیکت ہو کوئی کہو جیسے سنا کر تو ہیں مدین گذری کہ ہم چپ ہی ہا کر تو ہیں دل ہیں تیرے کو اونھو کی جو دفا کر تو ہیں ویدہ و دل نہ بھانا کہ دفا کر تو ہیں رات دن رام کہانی سے کسا کر تو ہیں غیر شرعی بھی وہم قص مرا کر تو ہیں چاہتے ہیں جو برا اپنا بھلا کر تو ہیں ایسے ناکام بھی بیکار پھر کر تو ہیں کچھ نہیں کر تو افسوس کیا کر تو ہیں
---	--

کیا کہیں میری ہم سے معاش اپنی غرض
 غم کو کھایا کرے ہیں لو ہو بیا کرتے ہیں

مستوجب ظلم و ستم و جور و جفا ہوں
 ہر خند کہ چلتا ہوں پہ سر گرم فہم ہوں

دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا

۷۶
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا

دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا
 دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا دل کو تیرا

<p>جواد سکر اور کو جانا ملے تو ہم بھی ضعیف ہو اے مسکدہ یہ ہے توفیق و نصرت ہم ظلم ہمیشہ کون تکلف ہو خوب دیون کا گراؤ ٹھینکے اسی حال سے تو کیسے تو بڑی بلا ہیں ستم کشہ محبت ہم</p>	<p>ہزار بجدی سہراک کام سہراہ کرین نماز چور دین اب کوئی دنگناہ کرین گذارنا ز سزا بدھ بھی گاہ گاہ کرین جو روز حشر تجھی کو نہ غدر خواہ کرین جو تیغ برسی تو سر کو نہ کچھ پناہ کرین</p>
<p>اگرچہ سہل ہیں پردید فی ہیں ہم بھی میر ادھر کو پار تامل سے آنگاہ کرین</p>	

[illegible]

<p> جو اداسی اور کوجانا ملی تو ہم بھی ضعیف ہوا اسی سببکہ یہ ہر توفیق و نصرتِ ظلم ہمیشہ کون تکلف ہر خوب و یوں کا گرا و ٹھینکے اسی حال ہو تو کیسے تو بڑی بلا بہین ستم کشہ محبت ہم </p>	<p> ہزار سجد و سہراک کام سربراہ کرین نماز چھوڑ دینا بکولی دینا کرین گذازنماز سے ایدھر بھی گاہ گاہ کرین جو روزِ حشر تجھی کو نہ غدر خواہ کرین جو تیغ برسی تو سر کو نہ کچھ پناہ کرین </p>
--	--

اگرچہ سہل بین پر دید فی بین ہم بھی میر
ادھر کو پار سہل سے آنگاہ کریں

راضی ہوں گو کہ اجازت سال و ماہ دیکھو
 جی انتظار کش ہو آنکھیں نہیں بکھڑ پر
 آنکھیں جو کھل رہی ہیں مریں بعد مری
 بول ہ جا جو حسین کیا تھا تجھ کا سحر
 دیکھو ان کو جاندا اب گندہ در در تجھ کو
 چشم ددل و جگر یہ سار ہو دیریشان
 آنکھیں تو تو زدی ہیں ای جرم بخش عالم
 اکثر نہیں تو تجھ کو میں گاہ گاہ دیکھوں
 آجیا نظر کہ کینک میں تیری را دیکھوں
 حسرت یہ تھی کہ او سکوں میں ان گاہ دیکھوں
 کہ آنکھوں سے اب اُڑا اس لہر کو آہ دیکھوں
 دل ہو کہ تیرے سحر پڑ مڑ مڑا دیکھوں
 کس کس کی تیرے غم میں لب تباہ دیکھوں
 کیا تیری حسرت اگر ایو گناہ دیکھوں

قطعه

دکتر احمد علی صاحب الزمان علیه السلام
ان صوفیوں کو مرنے کے وقت تک یہ دعا پڑھانی چاہئے کہ
اے خداوند عالم! میں نے تجھے پہچان لیا ہے اور تیرے
پیشانی پر درخشاں ہوئی ہے۔ اے خداوند عالم!
میں نے تجھے پہچان لیا ہے اور تیرے پیشانی پر
درخشاں ہوئی ہے۔ اے خداوند عالم!

غم آنکس در دامن کی چو چو زبان بین
 بلک غم آنکس در دامن کی چو چو زبان بین
 غم آنکس در دامن کی چو چو زبان بین
 غم آنکس در دامن کی چو چو زبان بین

ماتم کو سون زمین یہ خرمن تو کیا محب سرست حمزہ کی کھوئی دیکھو سیو یار کو	ہوتا ہو نیل چرخ کو اس سبکشت میں کب یہ نشہ ہو دختر زرتجہ پاشت میں
نامے کو چاک کر کے نامہ بر کو قتل کیا یہ لکھا تھا میری سر نوشت میں	رنگ و جھکا بھی نہ چڑھائیں ہی ہوں کیوں ہنستا بھی بھلا سب میں ہی ہوں
در دوا ندوہ میں ٹھہرا جو رہا میں ہی ہوں بدکھائیں نے رقیب کو تو قصیر ہوئی	وہ جگر سوختہ و سینہ جلا میں ہی ہوں اس تیغ بان میں آبلہ پائیں ہی ہوں
اپنی کوچ میں فغان جسکی سنو ہو ہرات خار کو جن کی لڑی ہوئی کی کر دکھلا	اتنا عالم ہی میں جاؤ نہ کیا میں ہی ہوں

اس ادا کو تو ٹیک اک سیر کر اٹھا کرو میں یہ کہتا تھا کہ دل چن لیا کون ہو	وہ براہیگا بھلا دوستو پائیں ہی ہوں کیسکے لٹ لٹھا اس طرف پائیں ہی ہوں
جب کہا میں نے کہ تو ہی ہو تو پھر کسوں گنا سنتے ہی ہنسے ٹک اک سوچو کیا تو ہی تھا	کیا کر لگا تو مراد کیوں توجہ پائیں ہی ہوں جس نے شب و کربس احوال کہا میں ہی ہوں
میرا وارہ عالم جو سنا ہے تو نے خاک آلودہ ہاوی باد صبا میں ہی ہوں	خاک آلودہ ہاوی باد صبا میں ہی ہوں

غم آنکس در دامن کی چو چو زبان بین
 بلک غم آنکس در دامن کی چو چو زبان بین
 غم آنکس در دامن کی چو چو زبان بین
 غم آنکس در دامن کی چو چو زبان بین

زبان چلا جائے میں غم جو ہے میں غم جو ہے
 زبان چلا جائے میں غم جو ہے میں غم جو ہے
 زبان چلا جائے میں غم جو ہے میں غم جو ہے
 زبان چلا جائے میں غم جو ہے میں غم جو ہے

بجائے ہیں جنہوں نے اپنے دل میں
 جگہ بنائی ہے اپنے لیے
 جس کو دیکھ کر دل میں آواز آئے
 کہ یہ تو میری جگہ ہے

کسان کے شمع و پرواز گئے دم	بہت آتش بجان تھی اس چمن میں
کسان عاجز سخن قادر سخن ہوں	ہمیں ہر شبہ یاروں کو سخن میں

گداز عشق میں یہ بھی کیا میسر
یہی دھوکا سا ہوا بس پیرہن میں

جنگے لیو اپنی تو لیون جان نکلتی ہیں	اس آہ میں دی جیسے انجان نکلتی ہیں
کیا تیرے دم اوکلی سنی میں بھی ٹوٹتی ہے	جس قسم کو چیر و تن پیکان نکلتی ہیں
مت سہل ہیں جانو پھر ناہر فلک سون	تب خاک کو پر دیے انسان نکلتی ہیں
کسا ہوتا شالیا گود پھر رہی ہے	دیکھو نہ جو گونگ و دیوان نکلتے ہیں

کہہ لو ہوشیارتا ہر کہ تخت دل آنکھوں سے	یا مگر و جگر ہی کہ ہر آن نکلتی ہیں
کر دے تو گد کس سو جیسی تھی ہمیں ش	اب دسو ہی یہ کہ اربان نکلتی ہیں

جاگہ سے بھی سجا ہو منہ سو بھی خشن ہو کر	دو حرف نہیں ہیں جو شایان نکلتے ہیں
سو کا ہیکل اپنی توجہ کی کسی پھری ہو	برسو نہیں ہیں کچھ بدھرم ان نکلتی ہیں

ان آئینہ رویوں کے کیا میسر بھی عاشق ہیں

کلیات

۷۹

دل میں آواز آئے کہ یہ تو میری جگہ ہے
 جس کو دیکھ کر دل میں آواز آئے
 کہ یہ تو میری جگہ ہے
 جس کو دیکھ کر دل میں آواز آئے

دل میں آواز آئے کہ یہ تو میری جگہ ہے
 جس کو دیکھ کر دل میں آواز آئے
 کہ یہ تو میری جگہ ہے
 جس کو دیکھ کر دل میں آواز آئے

اس دم خاکی بانی یوم
 یارب کے نام سے
 راہ دہانہ کو ہم
 یہ خط سارے نام
 ہر کس فیضیوں کو
 کیا جائے اور
 جس کے دربار
 میں رہے
 جس کی ہمت
 جی کی زبان کو
 سود جائے

جلد اول

A.

۱
 ملا از غرق شدن در آب کھین ایان بین
 کھین فوجی کبک پسر که کیا
 کھین پنجه پسر دید که ایان بین
 عجب لولعاب بین بهر چو کرا
 در پرده شونخیان بین آسمان بین
 چای در آن عکس بین ایان بین
 دکه مرچ بین بهی گرا پر
 و هر دو ایان بین
 آخر ایان بین

جو جبر ری نہیں اوس ایمان پر نہیں
وہ ترک صید پیشہ مرا قصد کیا کرے
خال خط ایسے فتنے نگاہیں یہ آفتین
ہیں جزو خاک ہم تو غبار ضعیف ہوں
دیکھی ہو جو صورت نکوش وہ ایک آن
خوشی نہ ماہ و گل بھی او دھری ہیں چھ
یکساں ہو تیری اوج و دل و آری
سجدہ اوس آستانہ کا جسکی نصیب

کیا تجھ کو بھی تھا کہ جاو میں تیرے میر
سب کچھ بچا ہو ایک گریبان نہین

دل سے دھڑکیا خرابیاں
 جی بھر دی دل کی کیا خرابیاں
 خانہ خراب بنوین کیا خرابیاں
 مہمان ہمسرہ نہ ہو خرابیاں
 خالی ہمسرہ نہ ہو خرابیاں
 سن سب کو یہ کہو خرابیاں
 اب اس طرح خرابیاں
 عاقلانہ خرابیاں
 عاقلانہ خرابیاں

اس زمانہ کی طرف سے جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب
 اس زمانہ کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ اس زمانہ کی
 طرف سے لکھا گیا ہے۔ اس زمانہ کی طرف سے
 لکھا گیا ہے۔ اس زمانہ کی طرف سے لکھا گیا
 ہے۔ اس زمانہ کی طرف سے لکھا گیا ہے۔

کچھ کہو نگار و زیہ کہتا تھا دلہن میں
 سوکل ملا مجھے وہ بیا بان کی سمت
 لگ چل کر میں بزرگ صبا یہ وہی کہا
 آشفۃ جا بجا جو پھر سر و دشت میں
 خون بستہ اپنی کھول شرہ پوچھتا بھی
 آسودگی سے جنس کو کرنا ہر کون خست
 سولی سے تیرا شک میں سلطان کو
 تاک رہ دشت گردی کتبک پختگی
 کہنے لگا وہ ہو کر پر آشفۃ یکبیک
 آوارہ گونا گشت ہو سنا نصیحتیں
 تعین جا کو بھول گیا ہوں پہ پہ یاد
 بیٹھے اگرچہ نقش تر تو بھی دل اٹھا

اشفتہ طبع میسر کو پایا اگر کہیں *
جاناتھا اضطراب وہ ساودھرین
کاسی خان مان خراب بھی ہو کہیں
جاگہ نہیں ہر شہر میں جھگو لگ کہیں
رکھ ٹھک تو اپنی حال کو نظر کہیں
جانی ہر نفع کوئی بھی جی کا ضرر کہیں
یا قوت کو سڑکڑی میں نخت چکر کہیں
اس زندگی کو کچھ بچہ و حال بھی کہیں
مسکن کرے ہر دھرم میں مجھسا بش کہیں
مست کیو ایسی بات تو بارگ کہیں
کستاتھا ایک وزیر اہل نظر کہیں
کرنا ہی جای باش کوئی رکند کہیں

کتنے ہی آئے گئے سر پر خیال میر

اپنے گئے کہ کچھ نہیں اونکا اثر کمین

اب کچھ ہماری حال پہ تمکو نظر نہیں

یعنی تمھاری مہر و سوا نکھیں نہیں ہیں

جانی نہ کوئی دیو
وان بیان سیر و لہریان
کیا تملو اچھا ہر دل شکر مقصد
و شوری ہو نا ہر دل شکر مقصد
نوطہ جانان سیر و لہریان
بیرون کی سیر و لہریان
سب ہو بیان ہیں سب شکر مقصد
ہر ایک جیلہ سازی ہر دلی شکر مقصد

[illegible]

ہر ایک کو تو کوفت ہے ہر ایک کو کوفت ہے ہر ایک کو کوفت ہے
 ہر ایک کو کوفت ہے ہر ایک کو کوفت ہے ہر ایک کو کوفت ہے
 ہر ایک کو کوفت ہے ہر ایک کو کوفت ہے ہر ایک کو کوفت ہے
 ہر ایک کو کوفت ہے ہر ایک کو کوفت ہے ہر ایک کو کوفت ہے

[illegible]

دل اوس ستم کو یہ مستعار لایا ہوں کہ دلوں کو تجہ تئیں بے اختیار لایا ہوں تری گلے کو لیے میں یہ ہمار لایا ہوں	نہ تنگ کر اسی فکر و زگار کہ میں پھر اختیار ہو آگے ترایہ ہی مجبور یہ جی جو میری گلے کا ہو ہمار تو ہی لے
---	--

جلانہ اٹھکے وہیں چکے چکر پھر تو میر
ابھی تو اوسکر گلی سے بھاگ لایا ہوں

جفا میں دیکھ لیاں ہوں فائیاں دیکھیں
 تری گلی سے سدا کی کشتہ عالم
 کیا نظر جو وہ گرم طفل آتش باز
 تری وصال کی ہم شوق میں ہو آوار
 ہمیشہ نامل آئینہ ہے تجھے پایا
 شہان کہ محل جو ابر تھر خاک یا جگر

بھلا ہوا کہ تری سب بُرائیاں دیکھیں
 ہزاروں آلموں کی چار پائیاں دیکھیں
 ہم اپنی چہرہ پہ اڑتی ہوئیاں دیکھیں
 عزیز دوست سمجھو کی جدائیاں دیکھیں
 جو دیکھیں ہم بھی تو خود نمایاں دیکھیں
 اونچین کی آنکھوں میں پھر سلائییاں دیکھیں

بنی نہ اپنی تو اوں جنگجو سے سرگز میسر
نظر آئین حبس ہم نکھین لڑا ایاں دیکھین

خوش قدان جب سوار ہوتا ہیں	سرو قمری شکار ہوتے ہیں
تیرے بالوں کے وصف میں میرے	شعر سب پیدا رہتے ہیں

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

طبع
 ۶۲
 بن
 گلزارے روزگار غنیمتیں
 گلزارے لال رہنمائی
 دین تیرے سب سے
 آرزو دل تیرا
 ایل کسی مثال
 آئینے آدھری
 خاک کو ہم
 باد کو ہم
 راز کو ہم

کلی که کلاه سبزه بپوشد و زینت کند
و در آن روزی که از این دنیا برود
و در آن روزی که از این دنیا برود
و در آن روزی که از این دنیا برود

[illegible]

قطعه
 زین پی دی کوه بکین به زمین اری سے
 در کوه غلک پور کے کتبے کی بخت میں
 کتبے کی بخت میں غنما پر پائے پائے

ششالی آوے اعلیٰ مہر جادو کے پادشاہ
 وصال یار یاروں کو کرنا ہوں
 اب کربوں
 کربوں کربوں
 عامر کو کیا بستی
 غضب کو کیا بستی
 نورہ ای دنیا کے
 اب کربوں
 کربوں کربوں

مین ورنه دپی تعلولی را ز بهمان چون
 صد بگ مری موج بی مین طبع و زبان چون
 میشان نه صفت سایه روز رفت تیان چون
 مین باعث آشفته گئی طبع جهان چون
 مین صد سخن آغشته بخون ز زبان چون
 این بانغ خزان بدین مین گن خزان چون
 در آنهوا سوخت خدا جا کسان چون
 اسپر بھی تری خاطر نازک گر آن چون

لایا ہر مرا شوق مجھ پر دی سے باہر
 جلوہ ہر مجھ کی لب وریا کی سخن پر
 پنجہ ہر مرا پنجہ انور شیدین اس صبح
 دیکھا ہر مجھے جن کی سودیوانہ ہر میل
 تکلیف نہ کر آہ مجھے جنبش لب کی
 ہوں زرد و غم نازہ نہ سالان چمن کی
 رکھتی ہر مجھ کو خواہش دل بسکہ پریشان
 اک دم نہیں پیش مر رہا تھی سو ہوم

خوش باشی و تنزیہ و تقدس تھی مجھو میر
اسباب پر یوں کہ کئی روزے یاں ہوں

نہ بوجھو جو کچھ رنگ ہم دیکھتے ہیں
 ہمیں آکے اور قدم دیکھتے ہیں
 ان آنکھوں سے کیا کیا ستم دیکھتے ہیں
 ابھی اور بھی کوئی دم دیکھتے ہیں
 گے کاغذ و گہ قلم دیکھتے ہیں

اب آنکھوں میں خون بہہ دم دیکھتی ہیں
جو بڑا اختیار می یہی ہے تو قاصد
گئے داغ رہتا ہے دل کہ جگر خون
اگر جان آنکھوں میں اوس بن ہے پر ہم
لکھیں حال کیا او سکویت سے ہم تو

[illegible]

نظر ای ابراب است آسب باد
کمین بری بھی آسب باد
قد مگر بزیاده ملک
نظر ای ابراب است آسب باد

وکیل عالم بم جان بھی
چلے گئے دنیا سے جاوین
رہ جائے کہ تو تو اے جان الہیہ
سے غم نہ ہو کہ غم نہ ہو

ایک کتا ہو نہیں تو سنہ پر رقیب	ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہیں
	تیری پشتی سے سوساتے ہیں

دیدہ و دل شتاب کم ہوں میر
سہ پہر آفت ہمیشہ لائے ہیں

آتا ہو دلمین حال بد اپنا بھلا کہوں
پروانہ پھر نہ شمع کی خاطر جلا کر دے
مت کر خرام سر پہ اوٹھائیگا خلق کو
دل اور دیدہ باعث ایذا و توہین
اوی سموم جہاں نہ باغ ہو سدا
پھر آئی آپسچ کو گستاہوں کیا کہوں
گر زمین یہ اپنا ترا ما جہرا کہوں
بیٹھا اگر گلی میں تر نقش پا کہوں
کسے تین بر اکہوں کس کو بھلا کہوں
گر شمع اپنی سوز جگر کا میں جہا کہوں

جاتا ہوں میرے دشت جنوں کو ہنایت کہ
مجنون کمین ملے تو تری بھی دعا کہوں

مرے آگے نہ شاغرم پادین	قیامت کو مگر عرصے میں آوین
پری سمجھے تجھے دھم و گمان سر	کسانک اور ہم اب کجلاوین
مزان اپنا غیور از بس بڑا ہے	تر و غم میں کسی خاطر میں لاوین
پھر رہیں شیخ مجلس ہی میں قصداً	اور آئے انکلے تو ہم بھی بچاوین

از این کتابی که در میان ماست
بسیار است و بی یابی نامش
چون می بینیم که این کتاب
در میان ماست و بی یابی نامش

گل

جلالت قدور سے
زمین بھٹ جائے یارب
نیال سایہ محبت میں جال اپنا ہوں
تھاری ساتھ گرفتار ہوں چو پر دم
مشک مستح کو جانا ہوں اپنا ہوں
لو کا پیاسا علی اللہ اتصال اپنا ہوں
اگر تیرے ہوں سب میں ہم جہانیں
بزنگ مر غرق انفصال اپنا ہوں

[illegible]

کمالی سوا مجھ سے محبت کیا کر د
 اچھی لگی مین مجھ کو تری بد زبانیان
 اوس حرف ناشنوی ہماری نیان
 جان کا ہیان رہی بہت سہل جان

کمالی سوا مجھ سے محبت کیا کر د
 اچھی لگی مین مجھ کو تری بد زبانیان
 اوس حرف ناشنوی ہماری نیان
 جان کا ہیان رہی بہت سہل جان

مارا مجھے بھی سانک غیروں مین اوس کے میر
 کیا خاک مین ملائیں مری جانفشیان

تاپھونکے نہ خرقہ طامات کرتیں
 کینیتیں! دھچی مین یہ کتب نقاہ مین
 اور یہ خرام ناز سو خواباں ہمنشین
 ہم جہاں مین یا کہ دل آشنا زوہ
 خوبی کو اوسکی ساعی مین کی دھیکر
 اتنی بھی حرف ناشنوی غیر کرے
 سید جویا چار ہوا سجا و فاجہ شرط
 آخر کر سلوک ہم اب تیری لکھکر
 حسن قبول کیا ہوں مناجات کرتیں
 بدنام کر رکھا ہو خرابات کرتیں
 ٹھوکر سے یہ دھکا مین ات کرتیں
 کیسے سوکسے عشق کو حالات کرتیں
 صورت گردن دکھین رکھات کرتیں
 رکھ کمان ہک منابھی کرو بات کرتیں
 کب عاشقی مین پوچھتے مین ات کرتیں
 کر تو مین یاد پہلی ملاقات کرتیں

آنکھوں نے میر صاحب قبلہ ورم کیا
 حضرت بکا کیا نکرورات کرتیں

کمالی سوا مجھ سے محبت کیا کر د
 اچھی لگی مین مجھ کو تری بد زبانیان
 اوس حرف ناشنوی ہماری نیان
 جان کا ہیان رہی بہت سہل جان

کمالی سوا مجھ سے محبت کیا کر د
 اچھی لگی مین مجھ کو تری بد زبانیان
 اوس حرف ناشنوی ہماری نیان
 جان کا ہیان رہی بہت سہل جان

کمالی سوا مجھ سے محبت کیا کر د
 اچھی لگی مین مجھ کو تری بد زبانیان
 اوس حرف ناشنوی ہماری نیان
 جان کا ہیان رہی بہت سہل جان

کمالی سوا مجھ سے محبت کیا کر د
 اچھی لگی مین مجھ کو تری بد زبانیان
 اوس حرف ناشنوی ہماری نیان
 جان کا ہیان رہی بہت سہل جان

آئینہ بین بے بین بے بین بے بین
 آئینہ بین بے بین بے بین بے بین
 آئینہ بین بے بین بے بین بے بین

شکوہ کردن ہون کا آنو غضب بتا ناک کیا نکر سنا فوج مرد پر غنڈ لیب چشم سقید اشک سنج اول حریک یان ایک فقط ہر سادگی تپہ بلا جان ہو آب ہوا ملک عشق تجربہ کی ہی بہت ہو ویرانہ کچھ کچھ چھوڑی بادل لگا	تجھ کو خدا نخواستہ مسو تو کچھ کلا سب بات میں بات عیب ہو میں کچھ کہیں شیشہ نہیں ہر دہ نہیں انہیں ہو این عشوہ کرشمہ کچھ نہیں آن نہیں انہیں کر دوا و درود دل کوئی پھر حیا نہیں شوخ کسی ہی آن میں تجھ کو حین این
--	---

ناز تباں اوٹھا چکا دیر کو میر ترک کر کبے میں جا کر بیٹھ میاں سے بکڑ خدہ میں
--

تجھ عشق میں تو مرنا کو طیار بہت میں اک زخم کو میں ریزہ الماس چیرا کچھ انکھریاں میں اسکی نہیں اک بلا اکبر بیگانہ خور قیب سو سو اس کچھ کر	یہ جرم ہو تو ایسے گنہگار بہت میں دل پر ابھی جرات تو کار بہت میں دل زہیا رو کچھ خبر دار بہت میں فرماؤ ملک بابل سے تو پھر بار بہت میں
--	--

کوئی تو زمرہ کرے میر آسا و خراش یوں تو نفس میں او گر فتار بہت میں
--

خبر و سب کی جان ہوتی ہیں آرزوئے جہاں ہوتے ہیں
--

آئینہ بین بے بین بے بین بے بین
 آئینہ بین بے بین بے بین بے بین
 آئینہ بین بے بین بے بین بے بین

آئینہ بین بے بین بے بین بے بین
 آئینہ بین بے بین بے بین بے بین
 آئینہ بین بے بین بے بین بے بین

آئینہ بین بے بین بے بین بے بین
 آئینہ بین بے بین بے بین بے بین
 آئینہ بین بے بین بے بین بے بین

کسان تک یہ کجالت مالا لیا طاق
خط و کا کل و زلف و انداز ناز
کیا درد و غم نے مجھے نا امید
تری آشنائی سے ہی حد ہوئی

ہوئی مدتوں ناز بردار بیان
ہوئیں دام رہ صد گرفتار بیان
کہ محزون کو لڑی تھیں بہاریاں
بہت کی تھیں دنیا میں ہم یاریاں

نہ بھائی ہمساری تو قدرت نہیں
کھینچیں میرے تجھے ہی پڑ خواریاں

دن نہیں ات نہیں صبح نہیں شام نہیں
مثل عفا تجھ کو تم دور سے سلو ورنہ
خطر راہ و فابک بہت دور کھینچا
راز پوشی محبت کی تھیں سچا ضبط

وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہیں
نگہ ہستی ہوں کی جا بجز نام نہیں
عمر گزری کہ ہم نامہ و پیغام نہیں
سو تو بیابی دل بن مجھ آرام نہیں

بیقراری جو کوئی دیکھے سو کشتا ہے
کچھ تو ہی میرے کہ اک دم تجھ آرام نہیں

کیا ظلم کیا تعدی کیا جور کیا جفا تین
دیکھا کسان نہ نسخہ اک روگ میں کیا
اک رنگ گل در ہتھایاں یوں نہیں کیا

اس چرخ فر کیاں ہیں جسے بہت این
جی بھر کبھی نہ پینا بہتری کی دہن
اس گلشن جہان میں ہیں مختلف این

۹۳

کلیات

کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن
 کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن

کرون کیون که انکار عشق آه مین
 بیرون با جلا کیا هر که کچه نسین

کمر او سکی رشک رگ جان هر میر
 غرض او سے بار یک تر کچه نسین

ناله قید نفس سو چو طاب یکدم نسین
 هم کچه نسین تیغ تو غیر ز ملک لکن نسین
 گوش گل سو گنج تو جاگو سووه نسین
 و اگر موزیک اسکے در بیان تو نسین

بت برهن کوئی نامحرم نسین التذکا
 هر حرم مین شیخ لیکن مسروده محرم نسین

تری بر دوش تیغ و نیز تو هم مین دوزن
 نه کچه کاغذ مین بر تو فکرم کو در دنا تو کا
 کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن
 جراحات مین اگر و دوزن مین مین
 ہمارے دیدہ نمیدہ کیا کچه مین دوزن
 اگر چه بجو آن مین لیکن سم مین دوزن
 ہمارے کشت خون مین متفق با ہم مین دوزن
 چمن مین مہر و زری کو گل شبنم مین دوزن
 غم بحر انیس چنی کی ہمارے چمن دوزن

کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن
 کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن
 کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن
 کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن

۹۴

کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن
 کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن
 کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن

کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن
 کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن
 کجاست که دینا من بین دین و دنیا
 ملک تو میم صاحب شهره عالم این دوزن

کب کب ای سواری کنعان کو
 کب کب ای سواری کنعان کو
 کب کب ای سواری کنعان کو
 کب کب ای سواری کنعان کو

ہوا ز ابرین گرمی نہیں جو تو نوسانی
 جلیں میں کب کب تر گالی نوسانی گرمی
 غور نیاز تو نکھیں نکھیں لہجہ جونی
 نہ ہی چشم طمع نہ ان فلک خام ستی
 بنو واقف شادی گرمی نرم عشرتین
 نہیں یک و ان لکی بقیاری
 کسکو واسطی سوائی عالم سو پہ جی میں کج
 گرمی پرتی ہر بجلی ہی تھی سو خرمن کج
 غور نیاز قاتل کو یو جاہر کو لی پوچھو
 وہ تم سوختہ تھی ہم کہ سر سبزی نکی حاصل
 ہوا ہون غنچہ تر پردہ آخر فصل کاتجرب
 غم داندہ بیابالی الم بطاقتی حرمان
 بہت سو جو ہم آستین کھنچہ پوچھ جلی

دم افسردہ کردی منجھد رشحات باران کو
 اس آج چشم کی جوشش و آتش دہشتگان کو
 ملا پائون تو جب تک چشم صد غزالان کو
 کہ جام خون دی ہر ہر سرخ زانیہ مہمان کو
 رہاں خم دل سمجھو جو دیکھا روختہ انکو
 کیا ہر مضطرب ہر ذرہ گرد بیابان کو
 کہ مارا جاو جو ظاہر کر دی اس ازنیہان کو
 کہ کاک سنس سیر و زہر کہ دیکھو شریذ انکو
 چلا تو سو پکر کے تین اس صید بجان کو
 ملا یا خاک میں از نہ مطاحت و دھانکو
 مذی بر باد حسرت کشتہ سر گر بیان کو
 کہوں ای ہنشین تا چند غم ہائے فراوان کو
 نہ چشم کم سو کچھ اسرا دگا چشم گرمانکو

فرج اس وقت ہوا کہ مطلع تازہ پہ کچھ مائل
 کہ یو فکر سخن بنتی نہیں ہرگز سخندان کو

صدای زور و جیغ و آواز
 صدای زور و جیغ و آواز
 صدای زور و جیغ و آواز
 صدای زور و جیغ و آواز

کلیات

زنی کی جوتی کہ پوسا کہ لہان لہو کیا
 جلاؤں کی شہر دل آزدہ ہم ادب غنچہ لہو کیا
 کہتے ہیں کہ اس جوتی تو دہر دہر لہو کیا
 کہتے ہیں کہ اس جوتی تو دہر دہر لہو کیا
 کہتے ہیں کہ اس جوتی تو دہر دہر لہو کیا
 کہتے ہیں کہ اس جوتی تو دہر دہر لہو کیا

تھلائی تھلائی تھلائی تھلائی
 تھلائی تھلائی تھلائی تھلائی
 تھلائی تھلائی تھلائی تھلائی
 تھلائی تھلائی تھلائی تھلائی

نام ادا نہ کرے گا کہ جس کو دیکھ کر
 دل میں آئے گی کہ اس کو دیکھ کر
 دل میں آئے گی کہ اس کو دیکھ کر
 دل میں آئے گی کہ اس کو دیکھ کر

بیوشی سی آتی ہر تہے اوسکی کلی مین
 گریو سکے اے میر تو اوس راہ نجاتو

خط لکھ کے کوئی سادہ نہ اسکو ملول ہو چاہوں تو بھر کر کوئی اٹھا لون بھی نہیں سر نہ جو نور پختہ ہو آنکھوں کو خلق کی جاوین شہار ہونو کو ہم کس بساط پر ہم ان نوین لک نہیں تین زمین صفا دل لیکر ٹوڑی تی کی کب پچا گئی	ہمتو ہوں بد گمان جو قاصد رسول ہو کیسے ہی بجاری ہو مرگ تو پھول ہو شاید کہ راہ یار کی ہر خاک ہول ہو اک نیم جان بھیں ہیں وہ قبیل ہو ورنہ دعا کرین تو جو چاہیں حصول ہو اب انہی کھائی پی سونی شکر کیا حصول ہو
--	---

ناکام اس لیے ہو کہ چاہو ہو سب کچھ آج
 تم بھی تو میر صاحب قبلہ عجل ہو

کہتے ہو اتحاد ہو ہم کو شوق ہی شوق ہو نہیں معلوم خط سونکھلے ہے ہون فانی حسن آہ کس دھب سے روئی کم کم شیخ پیر معان کی خدمت میں	مان کہو اعناد ہو ہم کو اوسے کیا دل نہاد ہو ہم کو اسقدر تو سواد ہے ہم کو شوق حد سے زیادہ ہو ہم کو دل سواک اعتقاد ہو ہم کو
---	--

ہمارے لیے کیا ہے کہ اس کو دیکھ کر
 دل میں آئے گی کہ اس کو دیکھ کر
 دل میں آئے گی کہ اس کو دیکھ کر
 دل میں آئے گی کہ اس کو دیکھ کر

۹۶

ہمارے لیے کیا ہے کہ اس کو دیکھ کر
 دل میں آئے گی کہ اس کو دیکھ کر
 دل میں آئے گی کہ اس کو دیکھ کر
 دل میں آئے گی کہ اس کو دیکھ کر

ہمارے لیے کیا ہے کہ اس کو دیکھ کر
 دل میں آئے گی کہ اس کو دیکھ کر
 دل میں آئے گی کہ اس کو دیکھ کر
 دل میں آئے گی کہ اس کو دیکھ کر

<p> نزدیک سوز سینه کو رکھ اپنی قلب کو ہر فرق ہی میں خیر نگر آرزو وصل چون تون کی وکی چاہ کا پڑا کیا تیرے چون چشم بسملی نہ مندی آویگی نظر </p>	<p> وہ دل ہی کیمیا ہے جو گرم گداز ہو مل بیٹھے جو او سے تو شکوہ داز ہو اے چشم گر یہ ناک نہ افشای راز ہو جو آنکھ میری خوبی کی چہرہ پہ بار ہو </p>
---	--

مہمے نہ غیر عجز کھو کچھ بنانہ میر
خوش حال وہ فقیر کہ جو بے نیاز ہو

نالہ اگر مر اس سبب شور و شر ہو
دل پر ہوا سواہ کو صدی ہو چکا
برجھی سو پار عرش کو گذری نہ عبات
سمجھا ہون کی آنکھ چھپا سو خوش گاہ

پھر مر بھی جبار تو کسو کو خب نہ ہو
ڈرتا ہوں یہ کہ اب کہیں ٹکڑی جگر نہ ہو
آہ سحر میں میری کہنا تک اتر نہ ہو
تد نظر یہ ہے کہ کسی نظر نہ ہو

قطعه

کھینچے پرد لکوزلف سیر کا ہونگہ سیر گاہ
سودا سبھی کام حلیا او سکر عشق مین

حیران نہو کوئی تو اس طرز نہو
اک دل کھو نہیں تو کدھر ہو کدھر نہو

قطعه

جس را ہوں کراہ میں پہنچا ہوں تلک
کافر کا بھی گزارا لہی اودھنہو

[illegible]

٥٠

99

فيا

کون کتا ہے نہ خیر و نہ بد
 ہن یہاں مجھے فانی نہ بیدار کرو
 ایسے ہم پیشہ کھان تو میں آغز دکان
 اسے اسیران تہ دام نہ تر پواتنا
 گو کہ حیرانی دیدار ہی آہ سر شک
 کیا ہوا ہے ابھی تو ہستی ہو کچھ بولی ہو

ہاتھ میں جام کو تو آپ کو بدنام کرو
 ایک تو صبح گلستان میں بھی شام کرو
 رات تو ساری گئی ہستے پریشان کوئی
 میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو
 ہم فراموش ہوؤ نکو بھی کچھ یاد کرو
 نہ کرو ایسا کہ پھر میری تین یاد کرو
 مرگ مجنون پہ کتر ہو ماتم فریاد کرو
 تانہ بدنام کہیں جھگل صیاد کرو
 کوئی روشن کرو آنکھیں کوئی دشا کرو
 آخر کار محبت کو تک اک یاد کرو

اول عشق ہی میں میر جی تم رونے لگے
 خاک ابھی منہ کو ملو نالہ و فریاد کرو
 آئینہ ہو تو قابل دیدار کیوں ہوں
 وہ ناز پیشہ ایک ہی عیار کیوں ہوں
 عاشق کو فکر عاقبت کار کیوں ہوں

دل صاف ہو تو جلوہ گہاں کیوں ہوں
 عالم تمام او سکا گرفتار کیوں ہوں
 مستغیانہ تو جو کمری پہلی ہو سکوت
 عیش و شادی کیوں ہوں

کون کتا ہے نہ خیر و نہ بد
 ہن یہاں مجھے فانی نہ بیدار کرو
 ایسے ہم پیشہ کھان تو میں آغز دکان
 اسے اسیران تہ دام نہ تر پواتنا
 گو کہ حیرانی دیدار ہی آہ سر شک
 کیا ہوا ہے ابھی تو ہستی ہو کچھ بولی ہو

کون کتا ہے نہ خیر و نہ بد
 ہن یہاں مجھے فانی نہ بیدار کرو
 ایسے ہم پیشہ کھان تو میں آغز دکان
 اسے اسیران تہ دام نہ تر پواتنا
 گو کہ حیرانی دیدار ہی آہ سر شک
 کیا ہوا ہے ابھی تو ہستی ہو کچھ بولی ہو

ہاتھ میں جام کو تو آپ کو بدنام کرو
 ایک تو صبح گلستان میں بھی شام کرو
 رات تو ساری گئی ہستے پریشان کوئی
 میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو
 ہم فراموش ہوؤ نکو بھی کچھ یاد کرو
 نہ کرو ایسا کہ پھر میری تین یاد کرو
 مرگ مجنون پہ کتر ہو ماتم فریاد کرو
 تانہ بدنام کہیں جھگل صیاد کرو
 کوئی روشن کرو آنکھیں کوئی دشا کرو
 آخر کار محبت کو تک اک یاد کرو

اول عشق ہی میں میر جی تم رونے لگے
 خاک ابھی منہ کو ملو نالہ و فریاد کرو
 آئینہ ہو تو قابل دیدار کیوں ہوں
 وہ ناز پیشہ ایک ہی عیار کیوں ہوں
 عاشق کو فکر عاقبت کار کیوں ہوں

[illegible]

۱۰۲
 جو بیدمانی بھی ہو توین چکیا ہی
 دماغ چاہئے ہر اک سے ساز کرے کو
 وہ کہ تم تازہ ہو تو خلق پیر کرے کو
 پکارے آپ اجل اختیار کرے کو
 جو آتساوین تو پی جا کہ تار ہے پیرہ
 ملا جو چشم ترا فشاے از کرے کو
 کہ بخت ہی وہ صفت ہے کہ
 از کرے کو

جو بیدار ہو کر
 دماغ چاہیے ہر کر
 وہ گرم ناز ہو تو خلق تیرے کو
 پکارے آپ اجل اختیار کرے
 جو آتش و آہن ٹوپی جا کہ تار ہے پودہ
 ملا جو چشم ترافتا ہے از کر
 سمندر ناز ہی میرے بہشتی علم
 تیرے نور کے کریش کی تار کرے
 لبسان نہ لکھو دیکھو ہر جا
 شمع نہ خام ہو

قدحیات قید کوئی سخت ہو کہ روڑ	مر رہتے ہیں گے او سکی گرفتار ایک دو
کس کسچ اسکو ہو و نظریان ہر ایک شب	جی پین اسکی چشم کے بیمار ایک دو
تو تو و و چار ہو گیا کب یہاں ہنوز	گزرین ہیں اپنی جاکت ناچار ایک دو
اہر و تیغ زن کی تمھاری تو کیا جلی	کہ دی ہو جس کالا کتی ہو دار ایک دو
ٹک چشم میں بھی سر کا ونبالہ کھینچے	اس مست کو بھی ہاتھ میں تلوار ایک دو

کیا کیا عزیز دوست ملے میر خاک میں
کچھ اس گلی میں ہم سی نہیں خوار ایک دو

حال دل میر کا اہل وفات پوچھو	اس ستم گشتہ پہ جو گزری جفا مت پوچھو
صبح سو اور بھی پاتا ہوں آو شام تو تند	کام کرتی ہو جو کچھ میری دعا مت پوچھو
استخوان توڑی مری اسکی گلی کو گسٹے	جس خرابی میں و ان رت رات مت پوچھو
ہوش و صبر خرد و دین حواس دل و تاب	اوسکے آئی ہیں کیا کیا نگاست پوچھو
اشتعالک کی محبت نہ کہ رست پھینکا	شہر دل کیا لوں کس جو ر جلا مت پوچھو
وقت قتل آرزو دل جو لوگوں چھو لوگ	میں اشارت کی اودھراؤں کما مت پوچھو

خواند انہیں فی میر کو خواہ آپ موا
جانی دو یار و جو ہونا تھا ہوا مت پوچھو

جی ہا جی جانے ہے آہ مت پوچھو
سین پوچھو نہ کی بی رستہ میں جی
کر بان یوں ابیراہ مت پوچھو
جی ہا جی جانے ہے آہ مت پوچھو
سین پوچھو نہ کی بی رستہ میں جی
کر بان یوں ابیراہ مت پوچھو

۱۰۳
نور فخر دام لطف اسکا
سجالی رو سیاہ مت پوچھو
میں گشتہ و صاف مرگان
پھر کئی ہستہ سیاہ مت پوچھو

قطع
حق کرم پیر ایسا شرب مدام
میر سے اعمال آہ مت پوچھو
میں گشتہ و صاف مرگان
پھر کئی ہستہ سیاہ مت پوچھو

میں گشتہ و صاف مرگان
پھر کئی ہستہ سیاہ مت پوچھو
میں گشتہ و صاف مرگان
پھر کئی ہستہ سیاہ مت پوچھو

معلوم ہے کہ یہ کتاب ایک ایسی ہے جو تو بخیر
 و اماندی سے مارا اٹھا رہے ہو۔ لیکن
 اس کتاب میں ایک ایسی بات ہے جو
 سب کو بخیر و امانت سے دیکھنی
 چاہیے۔ لیکن اس کتاب میں ایک
 ایسی بات ہے جو تو بخیر و امانت
 سے دیکھنی چاہیے۔ لیکن اس کتاب
 میں ایک ایسی بات ہے جو تو بخیر
 و امانت سے دیکھنی چاہیے۔ لیکن

لب پہ شادیون مژہ پرخون نگین کپاس
 دن گیا پھر کل پھر گنگ سب مت پوچھو

میر صاحب نئی یہ طرز ہوا سکی تو کمون
 موجب آزر دگی کا وجہ غضب مت پوچھو

کیا آفت آگئی مرے اس کی تاب کو
 پھر تاتھا ور نہ ابر تو محتاج آب کو
 آنکھیں لگا کر اونس میں تر سو ہو خواب کو
 قاصد مرا خراب پھر ہے ہی جواب کو
 پیتا ہوں رکھ کی آنکھوں چم جام شراب کو
 شرمندہ سار دن تو کیا آفتاب کو
 فرصت نہیں تنک بھی کہیں اضطراب کو
 میری ہی چشم ترک کی کرامات ہی سب
 گزری ہو شب خیال میں جگہ جاگتو
 خط آگیا پیراوسکا تغافل نہ کم ہوا
 میٹور میں جب دیکھو ہیں قی خمار کی
 اب تو نقاب منہ پہ لڑکا کم کہ شب کوئی

کہنے سے میرا اور بھی ہوتا ہے مضطرب
 سمجھاؤں کب تک اس ل خانہ خراب کو

کیا ہو اگر بدنامی حالت تباہی بھی ہو
 لطف کیا آزر دہ ہو کر آپ منو کر بیچ
 چاہتا ہی جی کہ ہم تو ایک جانتا ملیں
 مجمع ترکان ہو کوئی دیکھو جا کر کہیں
 عشق کیسا جسمیں اتنی رو سیاہی بھی ہو
 ٹک تر جی جانب سے جب تک غلہ رخاوی بھی ہو
 ناز بیسی بھی نہ ہو کم نگاہی بھی ہو
 جس کا میں کشتہ ہوا وہیں سیاہی بھی ہو

ادیف ہای ہوز

۱۰۴

سو ظلم کو رشتہ میں سزاوار ہمیشہ
 بزم گیند اسکے میں گنگا رہی ہمیشہ
 ایک آن گزر جائی تو کنی کیچہ
 ویشی بیان مردن و شوار ہمیشہ
 ویشی کو کیوں شرب بلدم آدمی ہمیشہ
 ویشی کو کیوں شرب بلدم آدمی ہمیشہ
 ویشی کو کیوں شرب بلدم آدمی ہمیشہ
 ویشی کو کیوں شرب بلدم آدمی ہمیشہ

کیا ہو اگر بدنامی حالت تباہی بھی ہو
 لطف کیا آزر دہ ہو کر آپ منو کر بیچ
 چاہتا ہی جی کہ ہم تو ایک جانتا ملیں
 مجمع ترکان ہو کوئی دیکھو جا کر کہیں
 عشق کیسا جسمیں اتنی رو سیاہی بھی ہو
 ٹک تر جی جانب سے جب تک غلہ رخاوی بھی ہو
 ناز بیسی بھی نہ ہو کم نگاہی بھی ہو
 جس کا میں کشتہ ہوا وہیں سیاہی بھی ہو

جو تو گھر سے کھو گیا تو رکھو بالکل ہمت
 بھلا میں رُزون دور یا بسم کرو تو ہمت
 سراپا دل کی صورت جسکی ہو وہ کیا ہوتے
 ہر طاؤس سینہ ہر تمامی دست مگر تے

تیرے کو چہ میں یکسر عشق و خار مرگامین
 مرے آگے نہیں ہستا تو اک صلح کرتا ہوں
 تعجب ہر مجھے یہ سرو کو آواز دکتے ہیں
 تیری گلگشت کو خاطر نیا ہی باغ و اغوشی

بچا ہے گرفتار پر فخر سے پھینکے کلاہ اپنی
 کہو جو اس زمین میں میرے کب مصرعِ حیرتہ

ہم ہیں مجروح ماجرا ہی یہ
 آگ تھے ابتداء عشق میں ہم

بود آدم نمود شب ہم ہے
 شکر او سکی جفا کا ہونہ سکا

شور سے اپنے ہتھ ہے پر وہ
 بس ہوانا ز ہو چکا اغماض

نشین او تھتی میں آج یارو کی
 دیکھ بیدم مجھے لگا کہنے

میں تو چپ ہوں وہ ہونے چاہتے
 کیا کہوں رکھنے کی جا ہے یہ

وہ نمک چھڑ کے ہے مزاج ہے یہ
 اب جو میں خاک انتہا ہے یہ

ایک دو دم میں پھر ہوا ہے یہ
 دل سے اپنے سین گلا ہے یہ

یوں نہیں جانتا کہ کیا ہے یہ
 ہر گھڑی ہمسے کیا ادا ہے یہ

۱۰۵
 ہاں پوچھا جو میں یہ کار گہ میں
 دل کو صورت کا بھی اویش گراں ہوتے
 کہنے لگی کہ ہر پھر تار برکائی ہست
 ہر طرح کا جو تو دیکھو کہ بان ویش
 دل و سار ساری یہ کدق میں ہو کہ کد
 شکل ویش کی بنائی کہ کمان ویش
 جھلکی دیکھ دین میرا وی ہست
 چشم بد و در طردار جوان ویش

دل کی باتوں کی باتوں کی باتوں
 دل کی باتوں کی باتوں کی باتوں
 دل کی باتوں کی باتوں کی باتوں
 دل کی باتوں کی باتوں کی باتوں

کوئی ایک ملک سے اور ایک ملک سے
 فائدہ دل سے زبانی
 تھکے اور تھکے
 کوئی ایک ملک سے اور ایک ملک سے
 فائدہ دل سے زبانی
 تھکے اور تھکے
 کوئی ایک ملک سے اور ایک ملک سے
 فائدہ دل سے زبانی
 تھکے اور تھکے

بجلی اسکی نہ ظاہر تھی جو تو اے بے بس
 دم کش میسر ہوئی اس لب گفتار کو ساتھ

کچھ سنی سو خفگان تم خبر پروانہ اسی جگر تفتگی بے اثر پروانہ پاؤں پر شمع پاتے ہیں سر پروانہ کس قدر داغ ہوا تھا جگر پروانہ	کہتے ہیں اڑ بھی گئی جل پر پروانہ سعی اتنی یہ ضروری ہر اوٹھی بزم کس گنہ کا ہو پس از مرگت غدر جانسوز آہ آگ میں اسی شمع ہیں تو سمجھ
--	---

بزم دنیا کی تو دلسوزی سنی ہو گی میسر
 کس طرح شام ہو می یان سحر پروانہ

روایت یامی تختانی

اس زمانی میں گئی ہی رکت غم سے بھی صبح عید اپنی ہی بدتر شب تا تم سے بھی ایتو دیکھا نہیں جاتا یہ ستم ہم سے بھی سینہ چاک و دل پڑ مردہ مژدہ ہم سے بھی عشق کا راز تو کہتے نہیں محرم سے بھی کام گذرا ہی مرا گریہ آدم سے بھی	دل کو تسکین نہیں اشک و مادہ ہم بھی ہمنشین کیا کہوں اس شک تلبان بن کاش ایسا نہ لہنا کھل جاوے تو آخر کار محبت میں نہ نکلا کچھ کام آہ ہر غیر سے تاجند کہوں جی کی بات دوزیے کو چور میں آخرت فردوس تر
--	---

شہزاد اک آسمان کو دلتا ہے
 لڑائی سے اسکی چشم شوقی جہان
 ایک آشوب وان سے اوٹتا ہے
 سدا کھسکی بھی شعلہ آواز
 دوپٹے کی نشان کو دلتا ہے
 بیٹھنے کوں دست پھر اسکو
 جو ترسے آستان سے اوٹتا ہے
 یوں اوٹے آہ اس گلی سے ہم
 جیسے کوئی جہان سے اوٹتا ہے

۱۰۸

عشق اک میسر بجاری تنہا ہے
 کب یہ بخت نہ آتوان سے اوٹتا ہے
 کب یہ بخت میں اسکا ساوہن ہے
 تھی کہنے میں اسکا سحر ہے
 نہ کہنے میں بھی اس سحر ہے
 نہ کہنے میں اس سحر ہے
 نہ کہنے میں اس سحر ہے
 نہ کہنے میں اس سحر ہے

کوئی ایک ملک سے اور ایک ملک سے
 فائدہ دل سے زبانی
 تھکے اور تھکے
 کوئی ایک ملک سے اور ایک ملک سے
 فائدہ دل سے زبانی
 تھکے اور تھکے
 کوئی ایک ملک سے اور ایک ملک سے
 فائدہ دل سے زبانی
 تھکے اور تھکے

که اینست که بر این خاکی صاحب جمالوسن
 این خاکی اندر کس نصیحه دل کجا محبت من
 جگر کز روی به جفا اندر لب کمالوسن
 بهین بهین ای بی بدین کاف و کالوسن
 حقیقت عافیت کی او سلی کز زور کالوسن
 به کمال شاکر او دل کز بار معلوم مونی
 دلی کز این تا چهار سال شالوسن
 شاکر نیست بود و بدین شرار
 کیل و سباند

درون کو جو جلتی حالت میں ہے
 بہرہ خورشید میں جلتی حالت میں ہے
 بہرہ خورشید میں جلتی حالت میں ہے
 بہرہ خورشید میں جلتی حالت میں ہے
 بہرہ خورشید میں جلتی حالت میں ہے
 بہرہ خورشید میں جلتی حالت میں ہے
 بہرہ خورشید میں جلتی حالت میں ہے
 بہرہ خورشید میں جلتی حالت میں ہے
 بہرہ خورشید میں جلتی حالت میں ہے
 بہرہ خورشید میں جلتی حالت میں ہے

کہ چراغ صبا بک سیر کرنے نیندہ کر دیا
 سر ابا آرزو ہونے سے بچتا ہوتا
 ورنہ ہم خدا کے گردل بچتا ہوتا
 خاک ایشی کاش بکھو خاک ایشی کاش
 غبار راہ ہوئے ہیں جنہیں کی غبار
 آج کی ہے ہوئے ہیں جنہیں کی غبار
 بین تو شمس دانگ سیر تھی غبار

۱۱۱
 جو غلط فہم ہوئے ہیں جنہیں کی غبار
 کہین چہ یہ لامنت گریبا کی میر کی جانت
 انھیں معلوم بت ہوتا کہ دیکھ کر جدا ہوتا
 چمن یار تیرا ہوا خواہ ہے
 گل ملک دل ہے جسمین تری جاہ ہے

کہ زمرہ سے بن عشق کی راہوں
 کہ زمرہ سے بن عشق کی راہوں
 کہ زمرہ سے بن عشق کی راہوں
 کہ زمرہ سے بن عشق کی راہوں
 کہ زمرہ سے بن عشق کی راہوں
 کہ زمرہ سے بن عشق کی راہوں
 کہ زمرہ سے بن عشق کی راہوں
 کہ زمرہ سے بن عشق کی راہوں
 کہ زمرہ سے بن عشق کی راہوں
 کہ زمرہ سے بن عشق کی راہوں

شست و شو کا اداسی پانی جمع ہو کر رہتا	اور منہ ہونی کی چھٹیوں جگستار دیکھتے
رہ گئے سوتے کہ سوتے کاروان جاتا رہا	ہم تو صیر اس رہ کے خوابیدہ بین ہار دیکھتے
بہ چشم آئینہ دار رو تھی کسو کی سحر پائی گل پیو دی ہم کو آئی یہہ گشتہ جتیک ہا اس چمن میں نہ ٹھہری تک اک جان برب رسیدہ جلایا شب اک شعلہ دل نے ہم کو نہ تھے تجھے نازک میانان گلشن	نظر اس طرف بھی کبھو تھی کسو کی کہ اوس شست پیمان میں بکھو کی بزرگ صبا جستجو تھی کسو کی ہمیں مدعا گفتگو تھی کسو کی کہ اوس تند سرکش میں جوتھی کسو کی بہت تو کمر حبیبہ مو تھی کسو کی
دم مرگ و شواردی جان آنے	مگر صیر کو آرزو تھی کسو کے
کس طور میں کوئی فریبندہ کبھا کے سو ظلم اوٹھا تو کبھو دوسرے دیکھا اس شوخ کی سرتیر پلک میں کہ وہ کاٹھا عشق آنکھ سے جو یار کو اپنے دم رفتن	آخر میں تری آنکھوں کے دیکھنے والے ہرگز نہ ہوا ایسہ کہ ہمیں پاس لے گزرا اگر آنکھ میں سر دل سو نکالے کرتے نہیں غیرت و خدا کو بھی حوالے

شایہ کہ غم کو نہ بھولے
 کہ جو غم کو نہ بھولے
 کہ جو غم کو نہ بھولے
 کہ جو غم کو نہ بھولے
 کہ جو غم کو نہ بھولے
 کہ جو غم کو نہ بھولے
 کہ جو غم کو نہ بھولے
 کہ جو غم کو نہ بھولے

دل میں کوئی غم نہ ہوا ہے
 ہر وقت کا نہیں ہے ہم
 خاک مٹی موج نہ لگا جہا نہیں اور
 ہم قفس زاد قیدی ہیں ورنہ
 اوسکی شمشیر تیز سے ہمد
 غم و سنج والہم نکویاں لے
 یان ہوئے قیس و تم برابر خاک
 وان وہی ناز و سرگرافی ہے

اسی تقریب اوس گل میں ہے
 دل میں اوس شمس پانی کی ہے
 آہ نے آہ ناز کی ہے
 کاسہ پہنچ گیا ہے
 بھنے دیدار کی گدائی کی
 کہ نہ دیکھ نہت کو نہ سہا
 کہ نہ دیکھ نہت کو نہ سہا
 کہ نہ دیکھ نہت کو نہ سہا
 کہ نہ دیکھ نہت کو نہ سہا

دل میں کوئی غم نہ ہوا ہے
 ہر وقت کا نہیں ہے ہم
 خاک مٹی موج نہ لگا جہا نہیں اور
 ہم قفس زاد قیدی ہیں ورنہ
 اوسکی شمشیر تیز سے ہمد
 غم و سنج والہم نکویاں لے

یان ہوئے قیس و تم برابر خاک
 وان وہی ناز و سرگرافی ہے

قیامت میں یہ چسپان جامی والے
 وہ کالا چور ہے خال رخ یار
 سینہ او ٹھتا دل مجزون کا ماتم
 کما تک دور بیٹھے بیٹھے کہتے
 دلا بازی نکر اون کیسودن سے
 طیش نے دل جگر کی مار ڈالا
 مگر بوئی گل آئے کاش یکچند
 کے قید قفس میں یا و گل کی
 گلون میں جنکے خاطر خرقی ڈالے
 کہ سو آنکھوں میں دل ہو تو چرا لے
 خدا ہی اس مصیبت سزا کا لے
 کہسو تو پاس بھی ہمو بلا لے
 نہیں اسان کھلا نرساںپ کا لے
 بغل میں دشمن اپنی ہمنے پا لے
 ابھی زخم جگر سارے ہیں آ لے
 پڑے ہیں اہم تو جینے ہی کے لا لے

اسی تقریب اوس گل میں ہے
 دل میں اوس شمس پانی کی ہے
 آہ نے آہ ناز کی ہے
 کاسہ پہنچ گیا ہے
 بھنے دیدار کی گدائی کی
 کہ نہ دیکھ نہت کو نہ سہا
 کہ نہ دیکھ نہت کو نہ سہا
 کہ نہ دیکھ نہت کو نہ سہا
 کہ نہ دیکھ نہت کو نہ سہا

بہت بڑی بات ہے کہ جو لوگ اس قدر غور سے
 دیکھیں تو جو زبان کتبک روار کینکے
 شہامی ماہ چند کی جھکو چھپا رکینکے
 ان آفتونسے دل ہم کیونکر بچا رکینکے

بہت بڑی بات ہے کہ جو لوگ اس قدر غور سے
 دیکھیں تو جو زبان کتبک روار کینکے
 شہامی ماہ چند کی جھکو چھپا رکینکے
 ان آفتونسے دل ہم کیونکر بچا رکینکے

بہت بڑی بات ہے کہ جو لوگ اس قدر غور سے
 دیکھیں تو جو زبان کتبک روار کینکے
 شہامی ماہ چند کی جھکو چھپا رکینکے
 ان آفتونسے دل ہم کیونکر بچا رکینکے

جیتے ہیں جیتلک ہم آنکھیں کھولتیاں ہوں
 اب چاند بھی لگا ہوتا ہے جھکو کرنے
 مڑگان چشم و ابرو سب میں ستم کو مائل

دیوان میر صاحب ہریک کے ہے نعل میں
 دو چار شعر انکے ہم بھی لکھا رکینکے

بچہ سے دو چار ہو گا جو کوئی راہ جاتے
 گرد لکی بقراری ہوتی بھی جواب ہو
 دکن گو کہ اونٹنہ کہ جاتی تھو اس گلی میں
 کب تھی ہمیں تمنا اضعف یہ کہ تیر میں
 گر جانتے کہ یوں ہی بڑا دجائینگے تو
 شاید کہ خون دل کا پہونچا ہر وقت آخر
 اس بہت کو بپشتی تیری نگہ تو ساقی
 جی دینا دلہی سے بہتر تھا صد مرتب

شب کو تہ اور قصہ انکا دراز ورنہ
 احوال میر صاحب ہم جھکو سب سنا تے

بہت بڑی بات ہے کہ جو لوگ اس قدر غور سے
 دیکھیں تو جو زبان کتبک روار کینکے
 شہامی ماہ چند کی جھکو چھپا رکینکے
 ان آفتونسے دل ہم کیونکر بچا رکینکے

پایان

ہوتی ہے کہ اس کی طرف سے ہر ایک کو
 اس کی طرف سے ہر ایک کو اس کی طرف سے
 اس کی طرف سے ہر ایک کو اس کی طرف سے
 اس کی طرف سے ہر ایک کو اس کی طرف سے

گے دست و پا گم جو میرا گیا
 وفا پیشہ مجلس اوسے پا گئی

ہم چھوڑیں ہر اس کی کاش اس کو ہووین بھی
 بننے نہ رکھی منہ پر ای ابرا ستین بھی
 گزری ہو پار دل کے اک نالہ حزین بھی
 جاتا ہو در غافل پھر دم تو واپس بھی
 پیر ساتھوں ساتھ اس کی ایک آفرین بھی
 آگے ہوا ہے اب تک ایسا ستم کہیں بھی
 آئینہ نہیں دلوں کے جو بھی پھر نہیں بھی
 میں برق خرمین گل رخسار آتشیں بھی
 رنجیدہ راہ چلتے آزر دہ سمبھشیں بھی
 رخصت طلب ہو جان بھی ایمان اور دین بھی

کیسو کشادہ روئی پر چین نہیں چین بھی
 آنسو تو میرے دامن پر کچھے ہو وقت گریہ
 کرتا نہیں عبث تو پارہ گلو فغان سے
 ہوں احتضار میں میں آئینہ رو شتاب آ
 پہنے سی تیرا دسکا جی کو تو لیتا نکلا
 ہر شب تیری گلی میں عالم کی جان جا
 شوخی جلوہ اس کی تسکین کیوں کی بختے
 کیسو کچھ نہیں ہو سنبھل کر آفت اسکا
 تکلیف نالہ مت کراؤ درد دل کہ ہونگے
 کس کس کا داغ دیکھیں یاد بزم تباہیں

زیر فلک جہان تک آسودہ قہر سر ہو
 ایسا نظر نہ آیا ایک قطعہ زمین بھی

گئی جھانڈن اوس تیغ کی سری جھکی
 جلے دہوپ میں یان ملک ہم کہ جھکی

ہر ایک کو اس کی طرف سے ہر ایک کو
 اس کی طرف سے ہر ایک کو اس کی طرف سے
 اس کی طرف سے ہر ایک کو اس کی طرف سے
 اس کی طرف سے ہر ایک کو اس کی طرف سے

ہر ایک کو اس کی طرف سے ہر ایک کو
 اس کی طرف سے ہر ایک کو اس کی طرف سے
 اس کی طرف سے ہر ایک کو اس کی طرف سے
 اس کی طرف سے ہر ایک کو اس کی طرف سے

五

میت تمنحن باغ ہوای غیرت گلزار
چمن پریلک بر کوئی نگار نظر آید
ملکین چنین آرام دیو پرتابی جلالت

جنتی ملک ہو کوئی غلام نظر
 مت تمنی باغ ہو او غیرت گلزار
 گل کیا کہ جسے اس کے ترسا ہاں کر دے
 کھلنے دین تو دیکھ کی گل پہ چار دیوستان
 ہلنے میں ترسے ہو نوٹ کے گلبرگ تو اس
 ہم ایسے کی جانے رہیں ذوق بفرین
 اسے جان بلب آئندہ رہ تا بفراس
 کہتے زمین ترسا کو چہ ہے مہرانی کی
 جب جانے وہ خانہ خراب باغی گھر اس

سید شمس الدین

12.

۱۲۰
 ہے جی میں غزل و منزل اور طبع پر مبنی
 شاید کہ نظیر کا کر بھی ممکن ہو بر آوے
 جب نام کر لے لے جیسے شب پریم بکراوے
 اس زندگی کو نیکو کہانے جگہ آوے
 تمکو ار کا بھی مارا خدا رکھے رہنے ظالم
 کوئی گورنریاں میں درویش
 ہو ہو کہ ہر صبح جہان میں
 پہچانہ وہ منتظر ہے کہ ہر صبح
 نور خورشید کا مستی ہی سر آوے
 کیا جاننا وہ سرخاں کہ ہر صبح
 ہر صبح کہ ہر صبح

ان دنوں نکلے ہو آغشته بخون راتوں کو
عشق میں تیر گزرتی نہیں بن سگے

ومن ہوتا لی کو کسودل میں اثر کر نیکی
صورت اک یہ ہی ہواب عمر سیر کر نیکی

کاروانی ہو جہان عمر عزیز اپنی میسر
 رہے در پیش سدا اسکو سفر کر نیکی

لکوائے پتھر اور برابھی کما کے
 کھینچی تھا آہ شعلہ فشان ز جگر سو سر
 غنچے نے سارے طرز ہمارے ہی اخذ کے
 تدبیر عشق میں بھی نگر تو قصو یار
 جون نے تیری کشتی کے لبے رہو فغان
 کیا صرف دل نشین ہو مر احسن خط ام
 پھر شام آشنائے کھو نکلے گلرخان
 بے عیبات ہو گی خدا ہی کی امیتان

تمنے حقوق دوستی کو سب داکئے
 برسوں تین بڑی ہوئی جنگل چلائے
 ہم جوہن میں برسوں گرفتہ رہا کے
 جو اس مرض میں ہوئے بھلے ہم دوا کے
 ہر چند بند بند بھی اوسکے جدا کے
 اغیار رو سیاہ ترے منہ لگا کے
 ہر صبح انسی برسوں تین ہم ملا کے
 تم لوگ جو برو کے بے وفا کے

ابن خاک سی اور ہی ہنہ اوپر و گرنہ میسر
اس چشم گرنہ ناک سے دریا بہا کے

برقع کو اوٹھا چہرہ ہی وہ بت اگر آوے | اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آوے

[illegible]

ہر گاہ کہ تو بیٹھا ہی سر راہ پہ زہار
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے

صنایع میں سب سے نوازا از بخیر سو نہیں بھی
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے

قطعه

ای وہ کہ تو بیٹھا ہی سر راہ پہ زہار
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے

ست دشت محبت میں قدم رکھ کہ خضر کو
 ہر گاہ پہ اس رہ میں سفر سے حذر آوے

کروں جو آہ زمین و زمان جل جاوے دی آگ دلو محبت تو جگے جلتا ہوں دوا پذیر نہیں امیر طبیب تب غم کی بنہ آویں سوز جگر منہ پہ شمع سان لیکاش ہماری نالے بھی آتش ہی کو دین پر کالے ہزار حیف کہ دل خار خوش باندھو کوئی متاع سینہ سب آتش ہو فائدہ کسکا نہ بوجھ کچھ لبت سا بچو کی کیفیت	پھر نیلی کا یہ سائبان جل جاوے میں جس طرح کسو کا خانما جل جاوے بد نہیں تک رہی تو استخوان جل جاوے بیان کرنے سے آگے زبان جل جاوے سنے تو بلبل نالان کی جان جل جاوے عزان میں برق گری آشیان جل جاوے خیال یہ ہو مبادا دکان جل جاوے کسوں تو دختر زر کی دکان جل جاوے
--	--

نہ بول مے سے مظلوم عشق ہو وہ غریب
 مبادا آہ کرے سب جہان جل جاوے

بیان میں غبار و عجز کی
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے

۱۲۱
 ہر گاہ کہ تو بیٹھا ہی سر راہ پہ زہار
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے

ہر گاہ کہ تو بیٹھا ہی سر راہ پہ زہار
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے
 مے کیب بڑا او مہین جس کی مہر آوے

[illegible]

دوسری طرف سے دیکھو کہ یہ کون سا عالم ہے جس نے اس قدر بڑا کام کیا ہے۔
 یہ تو ایک عظیم الشان کام ہے جس کا کوئی اور نہیں کر سکتا۔
 یہ تو ایک عظیم الشان کام ہے جس کا کوئی اور نہیں کر سکتا۔

ہر لخت جگر رشک عشیق مینی ہو

پکڑی ہو نیٹ میسر طیش اور جگر مین
 شاید کہ مرے جی ہی پر اب ان بنی ہے

اب کر کے فراموش تو نشاد کرو گے
 زہنہار اگر خستہ دلان بیستون جاو
 پر ہم جو ہونو گے تو بہت یاد کرو گے
 تمک پاس ہنر خدی فرماؤ کرو گے
 غیروں پہ اگر کھینچو گے شمشیر تو خوں بان
 اک اور مری جان پہ پیدا کرو گے

قطعه

جاگہ نہیں بان دیکھے جیتہ کڑی ہو
 اس دشت میں امراہ روان ہر قدم پر
 کچھ شور سی شریر توجھے یاد کرو گے
 مانند جس نالہ و فریاد کرو گے

گردیکھو گے تم لہرز کلام او سکے نظر کر
 اے اہل سخن میسر کو استاد کرو گے

خوش سر انجام تھو دمی جلد جوشیار ہو
 جنس دل دونوں جہا جسکے بہا بھی ہو
 ہم تو امی ہنفسان دیر خیر وار ہو
 یک نگہ مول ہو اتم نہ خریدار ہو
 عشق وہ ہو کہ جو تھی جلوئی منزل قدر
 وکھی رسوائی سر کو چہ بازار ہو
 سیر گلزار مبارک ہو صبا کو ہم تو
 ایک پرواز کی تھی کہ گرفتار ہو

۱۲۳

گاہ گاہ پیش کا کل کا تھیں یوں لگا گئے
 تو بانی فصد کر جلدی کہ تھکے میسر ہو گئے
 گداز ابراب بھی جب کھوید صحر کو ہو تار
 ہمدانی بیکی پر زار باران دیر و تار
 بواہر کو نام او ساکال السنو پہ ہا منھ پر
 ہمدانی بیکی پر زار باران دیر و تار
 بواہر کو نام او ساکال السنو پہ ہا منھ پر
 ہمدانی بیکی پر زار باران دیر و تار

دوسری طرف سے دیکھو کہ یہ کون سا عالم ہے جس نے اس قدر بڑا کام کیا ہے۔
 یہ تو ایک عظیم الشان کام ہے جس کا کوئی اور نہیں کر سکتا۔
 یہ تو ایک عظیم الشان کام ہے جس کا کوئی اور نہیں کر سکتا۔

در دین بینم آن خود یک نگار
که خشم من در پیشگاهش

نرگھوکان نظم شاعرانِ حال پر اشنی
جیلو تک میسر سے کو موتی سحر پر و تا ہے

ہمتوا اسکے ظلم سے ہمد م چلے
 ٹوٹے جون لالہ ستان سے ایک پھول
 جنبش ابرو تو وہاں رشتی نہیں
 تم جگر کے آیا آخر ہو گئے
 دیکھئے بخت زبون کیا کیا دکھائے
 بھاگنے پر شبھے تھے گویا غزال
 رہ سکے ہو تو رویاں ہم چلے
 ہم نے یاں سے داغ ایک عالم چلے
 کبتلک تلواریاں ہم دم چلے
 اشک خوفی کچھ مژدہ پر جسم چلے
 تم تو خوبان ہمسے ہو برہم چلے
 تیری آنکھیں دیکھتے ہی رم چلے

مجھ سے ناشائستہ کیا دیکھا کہ میرے
آنے آتے کچھ جو انس و تنہم چلے

<p> غیر فرہنگوں کی کیا فطرت ہوئی یا رہا ہے باغ کو تجھ بن اپنی بھائیں آتش دے دیں جب تجھ بن لکھا ہے تڑپ رہی جاوے کلا باغوں سے راہ حدیث جو تک بھی لگی کون سکھائے ہو پھر کام اسکا بے خون افشانی ہر دم تیری قوت میں </p>	<p> اس کشتہ کی کر کے دایرہ صید کم کو مارا ہے ہر غنچہ انکھری ہو ہو گل ایک انکارا ہے یہ جو گرہ سینے میں اسکو دل کہی یا پارا ہے رو سخن پر کسکو دودھ شوخ بڑا عیارا ہے چشم کو میری اگر دیکھ لے لو ہو کا فوارا ہے </p>
---	--

[illegible]

ایک دم تھی نمود بود اپنی	یا سفیدی کی یا اخیر ہوئے
یعنے مانند صبح و شب امین	ہم جو پیدا ہوئے سو پیر ہوئے
ست مل اہل دل کے لڑکون سے	میر جی ان سے مل فقیر ہوئے
تو جہ تیری ای حیرت مری آنکھوں پہ کیا کم	جو میں ہر ایک مژدہ دیکھوں کہ یہ ترہ کی ہے
کری ہو پریشان غم و فاقہ تو غریبہ تو تو	جیا کر حق صحبت کی کہ اس بیکس کا ماتم ہے
دورنگی دہر کی پیدا ہو یاں دل و ٹھاپنا	کسو کو گھر میں شادی کہیں نہ گمانہ غم ہے
کہیں آشفنگان سی میر مقصد ہو دہر حاصل	جوزلفین اسکی درہم میں مرا بھی کام برہم ہے
جب کہ پہلو سے یار اوٹھتا ہے	در دے اختیار اوٹھتا ہے
اب تلک بھی مزار مجنون سے	نالو ان اک غبار اوٹھتا ہے
ہے بگولا غبار کس کا میر	کہ جو ہو بقرار اوٹھتا ہے
کیا سرور و انکا کوئی مال ایک ہی	سیکڑوں ہم خون گرفتہ ہیں قاتل ایک ہی
راہ سبکو ہر خدا سی جان اگر ہو نچا ہو تو	ہو طریقے مختلف کتنی ہی منزل ایک ہی

ایک دم تھی نمود بود اپنی
یعنے مانند صبح و شب امین
ست مل اہل دل کے لڑکون سے
میر جی ان سے مل فقیر ہوئے
تو جہ تیری ای حیرت مری آنکھوں پہ کیا کم
کری ہو پریشان غم و فاقہ تو غریبہ تو تو
دورنگی دہر کی پیدا ہو یاں دل و ٹھاپنا
کہیں آشفنگان سی میر مقصد ہو دہر حاصل
جوزلفین اسکی درہم میں مرا بھی کام برہم ہے
جب کہ پہلو سے یار اوٹھتا ہے
در دے اختیار اوٹھتا ہے
نالو ان اک غبار اوٹھتا ہے
ہے بگولا غبار کس کا میر
کہ جو ہو بقرار اوٹھتا ہے
کیا سرور و انکا کوئی مال ایک ہی
سیکڑوں ہم خون گرفتہ ہیں قاتل ایک ہی
راہ سبکو ہر خدا سی جان اگر ہو نچا ہو تو
ہو طریقے مختلف کتنی ہی منزل ایک ہی

ایک ایک سخت بات پر ہون لڑو رہے
ایک ایک بے خبر دکانوں میں تاب
ایک ایک میں اٹھ پریشاں رہے
میں اس گلی میں اٹھ پریشاں رہے
وہ کون جو کتبہ تھی میں اسکو دو تین
بیس سوچ باغ میں جگہ پر رہے

۱۲۵
تو نادو پیش ہاتھ داس کی پالنے
دیکھیں بناہ کیو تو اب ہم پر رہے
کلیاتین نصیب کی فانی ہوئی
ہم سے سزاروں دس لگی ہیں گروہی
برسون تلک آنکھ کی ہم سے پار کی
پھر گو کہ ہم بصورت ظاہر اسارے
یعنے کہ ایت عشق کی ہم ان کا میر
دیوار سے نقش در اوپر کمر

ایک دم تھی نمود بود اپنی
یعنے مانند صبح و شب امین
ست مل اہل دل کے لڑکون سے
میر جی ان سے مل فقیر ہوئے
تو جہ تیری ای حیرت مری آنکھوں پہ کیا کم
کری ہو پریشان غم و فاقہ تو غریبہ تو تو
دورنگی دہر کی پیدا ہو یاں دل و ٹھاپنا
کہیں آشفنگان سی میر مقصد ہو دہر حاصل
جوزلفین اسکی درہم میں مرا بھی کام برہم ہے
جب کہ پہلو سے یار اوٹھتا ہے
در دے اختیار اوٹھتا ہے
نالو ان اک غبار اوٹھتا ہے
ہے بگولا غبار کس کا میر
کہ جو ہو بقرار اوٹھتا ہے
کیا سرور و انکا کوئی مال ایک ہی
سیکڑوں ہم خون گرفتہ ہیں قاتل ایک ہی
راہ سبکو ہر خدا سی جان اگر ہو نچا ہو تو
ہو طریقے مختلف کتنی ہی منزل ایک ہی

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے

کیا خراب تغافل سے اوسکی دروہ میر ہر ایک بات پہ دشنام و سنگ تھا آگے	
بجھ بن خراب غصہ زبون خوار ہو گئے	کیا آرو تھی بھوکہ بیا رہو گئے
خوبی بخت دیکھ کہ خوبان بے وفا	بے بیچ میرے دوپٹے آزار ہو گئے
ہنسنے بھی سیر کی تھی حین کی پراگندہ	اوتھتے ہی آشیان سے گرفتار ہو گئے
وہ تو گلے لگا ہوا سوتا تھا خواب میں	بخت اپنے سو گئے کہ جو پیدا ہو گئے
اپنی گمانگی ہی کیا کرتے ہیں بیان	اغیار رو سیاہ بہت یار ہو گئے
لائی تھی شیخون پر بھی خرابی تری گاہ	بیٹالعی سے اپنی وہ ہشیار ہو گئے
کیسے ہیں دے کہ جیتے ہیں صد سال ہمتو میر اس چارون کی رست میں ہزار ہو گئے	
سنگ آئی بن دال س جی اٹھا بیٹھ گئے	بھوکھوں مرقی ہن کچھ مار بھی کھا بیٹھ گئے
ایک بکری کی اگر اون کو اس شہر سے جا	کسو دیر پانے میں تیکہ ہی بنا بیٹھ گئے
معرکہ گرم تو تک ہٹو و خونریزی کا	پہلے تلوار کے نیچے ہمیں جا بیٹھ گئے
ہو گا ایسا بھی کوئی روز کہ مجلس کہو	ہمتو ایک دہ گھر ہی اوتھ کر جا بیٹھ گئے
جانہ اٹھا رنجیت پہ ہوسنا کون کی	وقت کو وقت پر سب کو چپا بیٹھ گئے

میں نے اس کو دیکھا ہے
 میں نے اس کو دیکھا ہے
 میں نے اس کو دیکھا ہے

میں نے اس کو دیکھا ہے
 میں نے اس کو دیکھا ہے
 میں نے اس کو دیکھا ہے

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے

اب رہا ہے اس کی صورت تو فیض کی ہے
 دیکھو اس کی صورت تو فیض کی ہے
 دیکھو اس کی صورت تو فیض کی ہے
 دیکھو اس کی صورت تو فیض کی ہے

<p>واشد کچھ آگ آہ سے ہوتی تھی کو تین گرمی تو دیکھ سحر میں اس کے جلا دیا خط نے نکل کر نقش لون کے اوٹھا دیے</p>	<p>اقیم عاشقی کی ہو اب بگڑ گئی شاید کہ احتیاط سے یہ تپ بگڑ گئی صورت بتوں کی ابھی جو تھی سب بگڑ گئی</p>
<p>باہم سلوک تھا تو اوٹھا تو تھے بزم گرم کا بیس کوئی کوئی دیکھ بگڑ گئی</p>	
<p>جب وہ بیٹھتا ہوتا کیا کسری ہے آہ سحر کی میری بر چھی کر دسو سے اگر تو رہی ہو اس کی طرز رہ دروس سے ان روزوں اتنی غفلت چھی نہیں ہے اب حیات کی سی ساری دوش ہو اس کی تلوار اب لگا ہی بیڈول پاس کھنٹے ڈر سے کبھو جوتا تو دکھائی دین اس کو آخر کہاں تلک سم اک وز ہو چکین گی</p>	<p>رو مال دو دو ونگٹن اب تر رہے خوشید کر منہ اوپر اکثر سپر رہے آنکلی اوکے لیکن کسکو خبر رہے اب خط اب بھکو دو دو پھر رہے پر جب وہ اوٹھ چلا تو ایک دہ مر رہے خون آن کل کسکو کا وہ شوق کر رہے تب سوا دہری اکثر میری نظر رہے برسوں وعدہ شب ہر صبح بے رہے</p>
<p>میرا اب بہار آئی صحرایں چل جنون کر کوئی بھی فصل گل میں ناوان گھر رہے</p>	

اب رہا ہے اس کی صورت تو فیض کی ہے
 دیکھو اس کی صورت تو فیض کی ہے
 دیکھو اس کی صورت تو فیض کی ہے
 دیکھو اس کی صورت تو فیض کی ہے

اب رہا ہے اس کی صورت تو فیض کی ہے
 دیکھو اس کی صورت تو فیض کی ہے
 دیکھو اس کی صورت تو فیض کی ہے
 دیکھو اس کی صورت تو فیض کی ہے

...

کسی کو جان بڑا دانا ہے
 جس کو جان بڑا دانا ہے
 جس کو جان بڑا دانا ہے
 جس کو جان بڑا دانا ہے

کسین گرد سفر سی جلد بھی صبح وطن نکلے	کمان نام زبرداری کروں شام غم پیرانی
مین ضامن ہوں اگر ثابت بدک پرین نکلے	جنون ان شور شون پر ماتھ کی چال لکیرانی

حرم میں میسر جتنا بخت پرستی پر ہے تو مائل	خدا ہی ہو تو اتنا بخت کردی میں برہمن نکلے
---	---

اب تلک نیم جان ہے پیارے	قصہ کراستان ہے پیارے
سو ترا آستان ہے پیارے	سجدہ کرنی میں سر کئے ہے جہان
یہ ہماری زبان ہے پیارے	گفتگو رنجیتی میں ہمسے نہ کر
ابتلاک مجھ میں نجا ہے پیارے	کام میں قتل کو مرے تن دے
یکھ ہمارا نشان سے پیارے	چھوڑ جاتا میں دل کو تیری پاس
یکھ وہی آسمان ہے پیارے	نکسلیں کیا کیا کمان میں جنگی خاک

کیا اب اسکا بیان ہے پیارے	چاچکا دل تو کچھ یقینی ہے
گنج لب پر گمان ہے پیارے	پر تبسم کے کرنے سے تیرے

میسر عدا بھی کوئی مرتا ہے	جان ہے تو جہان ہے پیارے
---------------------------	-------------------------

ایک تہاں ہوا دانا ہے
 ایک تہاں ہوا دانا ہے
 ایک تہاں ہوا دانا ہے
 ایک تہاں ہوا دانا ہے

پہلی بار میں جو محبوب جلوہ ارغے
 پہلی بار میں جو محبوب جلوہ ارغے
 پہلی بار میں جو محبوب جلوہ ارغے
 پہلی بار میں جو محبوب جلوہ ارغے

۱۳۱
 کمان نام

پہلی بار میں جو محبوب جلوہ ارغے
 پہلی بار میں جو محبوب جلوہ ارغے
 پہلی بار میں جو محبوب جلوہ ارغے
 پہلی بار میں جو محبوب جلوہ ارغے

[illegible]

[illegible][illegible]

پڑ مروہ اس قدر میں کہ وہ شہر کو موم
تن پینے عار جان کبھی تھی بھی پانی تھی
جب تک کہ ترا کڑ نہ ہو وے
سروہ مری گا کو رہ پد نہ ہو وے
کے بیچ و سپر کو تو جد ہر ہو
نور شہید کا منہ او دم نہ ہو وے
روئے کی بجائے آہ کہ ہے
سردبین ترے اندر نہ ہو وے
بجاری میں اور نہ ہو وے
کھینچ کر نہ ہو وے

<p> بیقرار ہی کو جانی تب کوئی صبر مرحوم تھا عجب کوئی بات کہتے ہیں تیری لب کوئی سو پایا تھا ورنہ کب کوئی آہ و نالہ کرے نہ اب کوئی </p>	<p> مجھ سا بیتاب ہو کب کوئی بان خدا مغفرت کرے اس کو جان دی گوئی پر اس سے بعد میری ہو گیا سنسان اوسکے کوچہ حشر تھی مجھ تک </p>
---	---

قطر

کہ تلفظ طرک کا بنسکے کہے
شخص ہو گا کہیں طرک کوئی

اور محزون بھی ہم سنے تھے ولے
میر سا ہو سکے ہے کب کوئی

<p> تڑپنا بھی دیکھنا نہ لے بل کا اپنے بنو چھو کہ احوال ناگفتہ یہ ہے دل زخم خوردہ کی اور اک لگائے شک ابرو کو میری طرف کیجے مایل ہوا دفتر قیس خسرا بھی یاں بنائیں رکھیں مین فی عالم مین کیا کیا </p>	<p> مین کشتہ ہون انداز قاتل کا اپنے مصیبت کو مار می ہونے دل کا اپنے مدد کیا خوب گھائل کا اپنے کہ بھو دل بھی رکھ لیجے مانل کا اپنے سخن می جنون کہ اوائل کا اپنے ہون بندہ خیالات باطل کا اپنے </p>
---	---

[illegible]

بطور اول مراد بابل کمالی
 ملک قوی و دین
 بیدارین اگر دوزخ
 پادشاه و بیابان
 ای نامه بر کوه
 قصور کلاه
 کمان ای کوه
 موری جان
 کوه کوه
 او ایسان
 صم کوه

<p> کے ساتھ ایک غیر جاسوسی کو لے کر گلا آؤ مکے جاتا ہے جی اندری اندر آج گرمی ہے ترا آنا ہی اب مرکز ہے بلکہ دم آخر بھرم آمد و رفت یا عشق تازہ ہے اسیری و حین میری دل گرمی کو ڈالا امید رحم نسرت نافرستی ہو عاشق کی یہ دن عشق و آؤ اسی طینت میں جلی ہو ہمارے دلمین آنی سو نکاح غم کو بیاہر </p>	<p> الہی اس بلا میں ناگمان پر بھی بلاؤ بلا سے چاک ہی ہو جاؤ نسیہ نک ہو آؤ یہ جی صدقے کیا تھا پھر آؤن میں پاؤ ہنسی وہ جا میری اور رونالوں چلاؤ وگرنہ برق جا کر آشیان میرا چلاؤ یہ بیت سنگین بنی اپنی نچھوڑیں گے خداؤ تو زاہد پیر نابالغ ہو رہے تھکواؤ یہ دولت خانہ ہو اوسکا وہ چاہو حکلاؤ </p>
--	--

بزنک بگو پنجه عمر ایک ہی رنگ میں گذری
سیر صبر صاحب گردل بید عا آوے

گوئیگ اسکو آویجی عاشق کو نام و	ہے میر کام میر تین اپنے کام سے
ور و صفر و خوب پین حسین صاف نے	کیا میکشون کو اول ماہ صیام سے

پڑتے نہیں نماز گزارے پر اوسکے میسر
ولمیں غبار جسکے ہو خاک ہو امام سے

چنبھا ہو اگر چہ پکار رہوں مجھ پر عتاب دی
وگر قصہ کہوں اپنا تو سننے او سکے خواہی

[illegible]

<p> سدا افگون ہو ملنے کی تدبیر کر نیگے فریاد اسیران محبت نہیں بلو پہنچ دیوانگی کی شور شراب کھلاؤں گی بلبلی وہ اس سے سرخ و تلو ہو گو کہ یہ سر جا رسوائی عاشق سے تسلی نہیں جوان یار ب وہ بھی دن ہو میگا چوہے چلے شب تکھی ہر زلف اسکی بجز دام اسیری غصے میں تو ہو دیگی توجہ تری ایدھر غلام نہ بنا جاتیوں کو کام گچھا پنا </p>	<p> اس دل کو چین بیشکش تر کر نیگے یہ ناکے کسو دلمین بھی تاثیر کر نیگے آتی ہی ہمارا اب ہمچین زنجیر کر نیگے ہم حلق بریدہ ہی سے تغیر کر نیگے مر جاوے گا تو نعلش کو شمع کر نیگے کنعان کی طرف قافلہ شبگیر کر نیگے کیا یار اب اس خواب کی تعبیر کر نیگے ہر کام میں ہم جانکے تقصیر کر نیگے اب کوئی خرابا باقی جوان پیر کر نیگے </p>
--	---

باز یہی نہیں قیصر کے احوال کا لکھنا
اس قصہ کو ہم کرتے ہی تحریر کریں گے

<p> دل کی طرف کچھ آہ و دل کا لگاؤ ہے اونگستا نہیں ہر ماتھہ ترا میخ جو سے باغ نظر و چشم کی منظر سب جہان تقریب ہمنو ذالی ہر اسی جگہ کی اب </p>	<p> ٹھک آپ بھی تو آؤ یہاں زور باؤ ہے ناحق کشی کہاں تین یہ کیا سہاؤ ہے ٹھک ٹھرو یاں تو جاتو کہ کیا دکھاؤ جو بن پڑی ہو ٹھک تو ہمارا ہی داؤ ہے </p>
---	---

بیدار فگنوں سے ملنے کی تدبیر کر نیلے
 یاد اسیران محبت نہیں بلکہ پیچ
 والگی کی شور شین کھلائیں گی بلبل
 اس سے سرخوف تو ہو گو کہ یہ سر جا
 وائی عاشق سے تسلی نہیں جو بان
 رب وہ بھی دن ہو گیا چو سحر چکر
 دیکھی ہر زلف اسکی زکمر دام اسیری
 یہ کام سر ہو جانے قصہ کر نیلے
 اس دل کو تین بیشکش تر کر نیلے
 یہ نالے کسود لہیں بھی تاثر کر نیلے
 آتی ہی ہمارا اب ہمیں زبیر کر نیلے
 ہم حلق بریدہ ہی سے تقریر کر نیلے
 مر جاو گیا تو نقش کو نشیر کر نیلے
 کنعان کی طرف قافلہ شبگیر کر نیلے
 کیا یا راباں خواب کی تعبیر کر نیلے
 یہ کام سر ہو جانے قصہ کر نیلے

بھلا کی بات نہ کہ دو تفریق میں آنے
 سخن کر دیا ہو جس نے غم غماری از غمت
 ایمر زاد و نیکو کی دل نہ نامقدور
 کہ ہم فیروز ہو سن بن او اینس کی دویت
 یہ جہل دیکھ کہ ان کے سین اوٹھارایا
 گو ان وہ بار ہو تھا پیش اپنی طاقت
 رہا نہ گاہا بد صانع ازل بھی بہت
 بنایا ہو گا جب اس منہ کو دست قدر
 کہ یہ ساری بات یاد دیکھنے کی ہو
 کا یہ عروت سے

تو که در این عالم می باشی
بگو به هر کس که از تو بپرسد
که من کی بمیرم و کی زنده میشوم
تا بداند که تو کی بمیری و کی زنده میشوی

ابو جث کی یاد میں

<p> اب گریبان میں مگر رہ گئو بین تار کئی ہر جگہ راہ عدم میں ملے گے یار کئی جان واحد ہر مری اور بین آزار کئی تیر بین پار کئی وار بین سو فار کئی </p>	<p> وہی چالاکیان ہاتھوں کی تھیں جج اول تھیں خون نہالی نہیں کرتو جہان سے تو سفر اضطراب و قلق و ضعف میں کسٹھو چین کون نہون جستہ بجلا میں کہ ستم کی تیرے </p>
--	---

اپنے کو چرمین نکلیو تو سبھا لے وامن
یادگار مژہ قیسرین وان خلد کنی

ہمسایہ چمن پہ نیپٹ زار کون ہو
نار جو آج سنتے ہیں سوہن جگر خراش
نالاں و مضطرب پس دیوار کون ہے
آہانہ آسانہ بلبل میں کام بھی
دکھ دروین سوائے خدایا کون ہے
مچھ ساتھ خار باغ میں بیکار کون ہے
کیا جانے نفیس میں گرفتار کون ہے

بازار دہرین ہے عیش میسر عرض محمد
یان ایسی جنس کا تو خسریا رکون ہے

مجھ سوز بعد مرگ سے آگاہ کون ہے
 بیکسوں منضطر پہن سافروں کا بیوٹن
 لبرز جس کے حسن سے مسجد سے اور دیر
 شمع مزار میر کی جزا کون ہے
 وورنی راہ بن مرے ہمراہ کون ہے
 ایسا بتو کے بیچ وہ اللہ کون ہے

[illegible]

ان درون کی ولولہ دہا حیرت
 بجائے کہ ہم آدمی کو کون سا
 بھلائی کی بات کہیں کہیں
 بھلائی کی بات کہیں کہیں

ہم در کی بات سے
 نہ لگی انکس اندھیرا پاک
 روشنی کی بات سے

<p>آوارہ حیرت شاید دان خاک ہو گیا ہو</p>	<p>یک گرد اوٹھ جلی ہر گاہ اسکی رہ گزری</p>
<p>دل کی معامت ہی کیا کوئی خوار ہو کس آرزو پہ کوئی تیرا شکار ہو تربت ہی میری شاید حشر بہار ہو گر سنگ شیشہ میرا سنگ خزار ہو</p>	<p>وعدہ وعید پیاری کچھ تو قرار ہو فراق کی نہ باند ہی دیکھے نہ تو ترپنا از بس لہو پیاری میں تیرے غم میں کلر میں مست مر گیا ہوں کتنا عجیب سا</p>
<p>ای غیر میر تجھ کو گریہ تیاں نہ مارے سید نہ وہی پھر تو کوئی چار ہو دے</p>	<p>رہی دیکھنگی عالم میں دور خامی ہے نہ اوٹھ تو گھر سے اگر چاہتا ہی ہوں شہو</p>
<p>ہزار حیف کیہ نہیں کاہ رخ حافی ہے لگین جو ٹھیکہ گھر کر تو کیسا نامی ہے</p>	<p>سوئی ہیں فکرین پریشان میرا رونا کی حواس خمسہ کرے جمع سو نظانی ہے</p>
<p>کیا جانتے کیا ہو گا آخر کو خدا جانے گزرے جو کچھ ہم میرا سو اسکی ہلا جانے ہر حق بطرف اسکے چکے تو مزا جانے</p>	<p>انجام دل غم کش کوئی عشق میں کیا جانے واں آری ہو وہ بیان سنگ بر چھاتی ہو ناصح کو خبر کیا ہر لذت سے غم دلکی</p>

تم کو دیکھنا وہ خلق ہو ہم کو
دشمنی ہے تمام عالم سے
در ہی آگئی مزا خون میں
آخر ان کیسواں در ہم سے
بس نے جانا کین یہ عاشق ہے
ہر گے اشک دیدہ غم سے

مفت یوں باغ سے کھجور
کدین پیدا بھی ہوتے ہیں ہر
قطعہ

اکثر آلات چور اس سے ہوا
رفتہ رفتہ آئین اس کے مقدم سے
دیکھو اسے پکین بر چھیاں چلیاں
نہیں نکلی اس ابرو سے ہم سے
قطعہ

سوئی ہیں فکرین پریشان میرا رونا کی
حواس خمسہ کرے جمع سو نظانی ہے

میری پرستش تری طبع اگر آدمی کی
 محو اسکا نہیں ایسا کہ جو جیتے گانتاب
 کتنی پیغام چین کو میں ولیمین میں گره
 ابرست گور غریبان پہ برس غافل آہ

صورت حال تجھ آہی نظر آدمی کی
 اسکے پیوند کی بہت دیر خبر آدمی کی
 کسوٹن سم تین بھی باد سحر آدمی کی
 ان ل آرزو دیکھے جہین بھی لہر آدمی کی

میر من جیتو نہیں آؤ گکاسی دن جسدن
 دل نہ تری گامرا چشم نہ بھر آدمی کی

ناز چین وہی ہر بلبل سو گونہ ان ہے
 گر اس چین میں بھی اک ہی لب نہان ہے
 ہنگام جلوہ اوکے مشکل ہو ٹھہری رہنا
 پتھر سی توڑنے کی قابل ہو آرسی تو
 باغ و بہار ہر وہ میں کشت زعفران ہے
 ہر چہ ضبط کرنے چھپتا ہو عشق کوئی
 اس فن کو کوئی بڑے کیا ہو مرا معارض
 عالم میں آج کل کا ٹھہرو کس طرح ہو
 چہ چار ہو گا اس کا تا حشر میکشائین

شہنی جو زرد بھی ہو سوشاخ زعفران ہے
 لیکن سخن کا تجھے غنچے کو منہ کمان ہے
 چتون ہو دل کی آفت چٹک بکاجان ہے
 پر کیا کریں کہ پیار ہو منہ تیر اور میان ہے
 جو لطف اک دھڑکی تو یان بھی اک سمان ہے
 گزری ہو دل پہ جو کچھ چہرے ہی عیان ہے
 اول تو میں سندھوں پھر میری یہ بان ہے
 گر خاک ہی اوڑھی ہو اور آب ہی روان ہے
 خونریزی کی ہماری نکمیں داستان ہے

میر من جیتو نہیں آؤ گکاسی دن جسدن
 دل نہ تری گامرا چشم نہ بھر آدمی کی
 صورت حال تجھ آہی نظر آدمی کی
 اسکے پیوند کی بہت دیر خبر آدمی کی
 کسوٹن سم تین بھی باد سحر آدمی کی
 ان ل آرزو دیکھے جہین بھی لہر آدمی کی

ناز چین وہی ہر بلبل سو گونہ ان ہے
 گر اس چین میں بھی اک ہی لب نہان ہے
 ہنگام جلوہ اوکے مشکل ہو ٹھہری رہنا
 پتھر سی توڑنے کی قابل ہو آرسی تو
 باغ و بہار ہر وہ میں کشت زعفران ہے
 ہر چہ ضبط کرنے چھپتا ہو عشق کوئی
 اس فن کو کوئی بڑے کیا ہو مرا معارض
 عالم میں آج کل کا ٹھہرو کس طرح ہو
 چہ چار ہو گا اس کا تا حشر میکشائین

میر من جیتو نہیں آؤ گکاسی دن جسدن
 دل نہ تری گامرا چشم نہ بھر آدمی کی
 صورت حال تجھ آہی نظر آدمی کی
 اسکے پیوند کی بہت دیر خبر آدمی کی
 کسوٹن سم تین بھی باد سحر آدمی کی
 ان ل آرزو دیکھے جہین بھی لہر آدمی کی

卷之四

卷之四

قطعه

بدلوں کا اس غزل کو بھی مین قافیہ کو میر

<p>کیا غم میں ویسی خاک فتادہ ہو چکے ہم ساری ساری باتیں گریہ ناک لگ رونا تو ابیر کا سا نہیں یا ر جانتے برسوں ہی منتظر ہر راہ پر چین ہو</p>	<p>و امن پکڑ کر یار کا جو ٹک نہ ہو سکے مانند شمع داغ جگر کا نہ دہو سکے اتنا تور و نیلکہ جہان کو ڈبو سکے اس قسم کا تو صبر کسوسی نہ ہو سکے</p>
--	---

نالہ رہے تو کوئی محلے میں سو سکے

11/10 18 6 1900

لیکن ہندوستان میں جو لوگ تھاکرے اور
ہندوستان میں جو لوگ تھاکرے اور

قطعه

۱۳۳
 نیک واد میری ایل غیبه سے چاہیو
 بکھن تو اب لکے رہی من یہ بے چہ
 طوفان بجای اشک پستے طے جو
 ای ابر تر دلی غمخوار وینکا جب
 و حرف ایسا منہ دکھائیو نشا
 قاصد چلای چھوڑ کر توجان بلب
 و

طمانينه

طوفان بجای اشک شد
 ای ابر تر دامن غم
 دو حرف ایسا منتهی
 قاصد بجای چو زک

میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی
 میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی
 میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی
 میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی

قطعه

چھوڑ مت نقد وقت نسیم پر	آج جو کچھ ہے سو کمان گل پر
بند ہو تجھ سے یہ کھلا نہ کہو	دل ہر یا خانہ مقفل ہے
سینہ چاکی بھی کام رکھتی ہے	یہی کر جیتلک معطل ہے

قطعه

ابکی ہاتھو نمین شوق کتر ہے	دامن باد یہ کا انچل ہے
ٹک کر یا نمین سر کو ڈال کر	دل بھی کیا لوق دق جنگل ہے

قطعه

ہجر باعث ہی بد گمانی کا	غیرت عشق ہی نو کب گل ہے
-------------------------	-------------------------

مر گیا کو بہن اسی غم میں	آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل ہے
--------------------------	--------------------------

جاگداز اتنی کمان آواز عود و چنگ ہے	دل کی سرنالوں کا ان پر دو نمین کچھ ہے
رو و خال زلف ہر مین سنبل و سبز گل	آنکھیں ہوں تو چہین آئینہ نیرنگ ہے
میتون کھو لے کر کیا آخر ہو سب کا عشق	بعد از ان ام کو بہن سر پر تر اور سنگ ہے
اے ان خوش قامتوں کو کیونکہ میں لایے	جنگے ہاتھو نسو قیامت پر بھی عرصہ تنگ ہے
عشق میں وہ گھر اپنا جسمیں مجنون ہے	ناخلف سار قبیلہ کا ہمارے رنگ ہے

میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی
 میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی
 میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی
 میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی

۱۳۹

میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی
 میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی
 میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی
 میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی

میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی
 میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی
 میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی
 میرزا جلال الدین خاں صاحب دہلی

دل و فون کی الگ الگ سر
 جی دھماکا ہے تم سے
 رات گزری کی کوئی خبر
 کھنکھاتی ہے کوئی خبر
 اس کی آنکھوں کی غم فانی ہے
 بس تو اولیٰ ہی چاند سا نکلا
 دانہ ہون اس کی زجانی سے
 کام لے رہی ہیں بہت دور
 ہمیں فانی ہو رہی ہے
 دن دوری چمن بن ہویم شام کی رینا

رہ آشنا و لطف حقیقت کی بھر کا
 ہر رشک لطف و چشم جو موج جہاں ہے

آتش ہو سوز سینه ہمارا مگر کہ میسر
 نامے سے عاشقوں کو کہو تر کباب ہے

چپکے باتیں اوشماں گویا گویا جب نکلی اس سے ہو کر منہ تم سمجھا گئی تم ہو یونہی چلا گئی وہی تلو وہی کیا کیا فتنی سر جوڑی ملو گویا آنکھیں سے ملائی گئی پھر خاکین ہو گئی یعنی بنان شعلہ رخو کو خوب ہی ہم بھی تار گئی کشتے اس کی تیغ ستم کو گور تین کباب گئی کھو گئی اس راہ کو ورنہ کاہیکو پھر پاؤ گئی	کیا کیا میٹھی بکری گزرتی ہے بنائی گئی اوشماں نقاب جہاں سواری ہو کھنکھاتی ہے کب کب تمہیں سچ نہیں مانی جھوٹی باتیں گئی صبح وہ آفت اٹھ بیٹھا تھا تمہیں دیکھا افسوس التدری یہ دیدہ ورائی ہو نہ مگر کیونکر ہم آگ میں غم کی ہو گدازان جسم ہوا سب پانی مگر وہی مگر ہی کر دی بھی حد کیا خر ہوئی ہو خضر حول جاتا ہو گاؤں آجکو ہوا خوب نہیں
---	--

مرنے کی میسر جی صاحب ہو پش تو کیا کریے
 جی سے ماتھے اوشماں گئی پر اسو دل نہ اوشماں گئی

اوسر سے ابراوٹھ کر جو گیا ہے مصائب اور تھر پر دل کا جانا	ہمارے خاک پر بھی رو گیا ہے عجب اک سانچہ سا ہو گیا ہے
---	---

نالوں کی مری دل میں آج
 اک روز جی دل میں آج
 گریہ کی ہوئی منظر کا
 غم کی ہوئی منظر کا
 نالوں کی مری دل میں آج
 اک روز جی دل میں آج
 گریہ کی ہوئی منظر کا
 غم کی ہوئی منظر کا

کلیات
 ۱۵
 نا صبح دو صد نالہ سر انجام کرے
 ہو گا ستم جو روزی ہے ابام کرے
 شخص جہاں شکوہ ہے وہی
 وہ شخص جہاں تیغ ہے وہی
 آمیزش بچا ہے تیغ میں کہیں
 آگ سے کوئی غافل نہ رہے
 دس کوئی رات کوئی کام کرے
 نالوں کی مری دل میں آج
 اک روز جی دل میں آج
 گریہ کی ہوئی منظر کا
 غم کی ہوئی منظر کا

کیا بعد مرگ یاد کرونگا و فاکتھے | ستار با جفا میں مین جب تک جیا کیا

اب وہ جگر طیش سے تڑپتا ہی شہ لب
مدت تلک جو میر کا لو ہو پیا کیا

بنیا بیونکے جور سے مین جبکہ مر گیا | ہو کر فقیر صبر مری گور پر گیا
ای آہ سر و عرصہ محشر میں تیغ جما | جلتا ہو نہیں سنون کہ جہنم ٹھہر گیا

تیری ہی رہ گذر میں یہ جی جا رہا ہی شوخ
سنیو کہ میر آج ہی کل میں گذر گیا

کیا خط لکھو نہیں روزی و فرصت نہیں ہے | لکھتا ہوں تو پھر ہی کتابت ہی ہے
سب کو خط لکھو شاید قاصد اج جاتا ہے | چلا ہی یار کو کوچ کو پھر تجھ ہی چھپاتا ہے

تمام شد دیوان اول میر تقی

—————
—————
—————

maablib.com

کب خضر و مسیحی فرمے گا مزا جانا
 خاتم کو سیاحان کی انگشتری پا جانا
 منہ صبح دکھا جانا پھر شام چھپا جانا
 جانے سے خدا اسکو میں تجھ کو خدا جانا
 آخر وہ ہر انکلا ہم جسکو کھسکا جانا
 اس وقت میں سرگاز مر جوں سیل جانا
 اچھا نہیں چہری پر لوسو کا بسا جانا
 عاشق کو حقوق اگر ناحق بھی سا جانا

رکھنا قدم پہاڑ کو قدم کب ملک سے ہو
 شخصیت ایسی کسکی تھی ختم رسل کو بعد
 تو راہبتوں کو دوش نبی پر قدم کو رکھ
 راہ خدا میں اوڑ دیا اپنے بھی تین
 نسبت نہ بندگی کی ہوئی جبکی وان دور
 فکر نجات میسر کو کیا میں نواں ہے وہ
 اولاد کا علی کے محمد کے آل کا

لذت سے نہیں خالی جانوں کا کھپا جانا
 ہم جاہ و چشم یا کیا کہنوں کی کیا جانا
 یہ بھی ہوا کوئی خورشید غم پیار سے
 کب بندگی میری سونیدہ کر گیا کوئی
 نمانا زہت جھکو دانست پر انچا بھی
 گردن کشی کیا حاصل ہاتھ بگولہ کے
 اس گریہ خونین کا بوسہ تو بہتر ہے
 یہ نقش و لون پر سیاہی کا نہیں اسکو

مخلوق آدمی نہ ہوا ایسی چال کا
 تنہا مشورت شریک حق لایزال کا
 چھوڑا نہ نام کعبے میں کفر و ضلال کا
 یہ جو دمنہ تو دیکھو کسوا شمال کا
 رونما مجھے ہر حشر میں دسویں چال کا

کب خضر و مسیحی فرمے گا مزا جانا
 خاتم کو سیاحان کی انگشتری پا جانا
 منہ صبح دکھا جانا پھر شام چھپا جانا
 جانے سے خدا اسکو میں تجھ کو خدا جانا
 آخر وہ ہر انکلا ہم جسکو کھسکا جانا
 اس وقت میں سرگاز مر جوں سیل جانا
 اچھا نہیں چہری پر لوسو کا بسا جانا
 عاشق کو حقوق اگر ناحق بھی سا جانا

کب خضر و مسیحی فرمے گا مزا جانا
 خاتم کو سیاحان کی انگشتری پا جانا
 منہ صبح دکھا جانا پھر شام چھپا جانا
 جانے سے خدا اسکو میں تجھ کو خدا جانا
 آخر وہ ہر انکلا ہم جسکو کھسکا جانا
 اس وقت میں سرگاز مر جوں سیل جانا
 اچھا نہیں چہری پر لوسو کا بسا جانا
 عاشق کو حقوق اگر ناحق بھی سا جانا

کب خضر و مسیحی فرمے گا مزا جانا
 خاتم کو سیاحان کی انگشتری پا جانا
 منہ صبح دکھا جانا پھر شام چھپا جانا
 جانے سے خدا اسکو میں تجھ کو خدا جانا
 آخر وہ ہر انکلا ہم جسکو کھسکا جانا
 اس وقت میں سرگاز مر جوں سیل جانا
 اچھا نہیں چہری پر لوسو کا بسا جانا
 عاشق کو حقوق اگر ناحق بھی سا جانا

کب خضر و مسیحی فرمے گا مزا جانا
 خاتم کو سیاحان کی انگشتری پا جانا
 منہ صبح دکھا جانا پھر شام چھپا جانا
 جانے سے خدا اسکو میں تجھ کو خدا جانا
 آخر وہ ہر انکلا ہم جسکو کھسکا جانا
 اس وقت میں سرگاز مر جوں سیل جانا
 اچھا نہیں چہری پر لوسو کا بسا جانا
 عاشق کو حقوق اگر ناحق بھی سا جانا

کب خضر و مسیحی فرمے گا مزا جانا
 خاتم کو سیاحان کی انگشتری پا جانا
 منہ صبح دکھا جانا پھر شام چھپا جانا
 جانے سے خدا اسکو میں تجھ کو خدا جانا
 آخر وہ ہر انکلا ہم جسکو کھسکا جانا
 اس وقت میں سرگاز مر جوں سیل جانا
 اچھا نہیں چہری پر لوسو کا بسا جانا
 عاشق کو حقوق اگر ناحق بھی سا جانا

کب او سکا نام سے خوش آئی بھلا
دل سمنزدہ کن وقت اس میں جان نہ
ملانا اٹکے کا ہر دم فربہ تھا ویک
پھر ایک دم میں وہ بے دید آشنائے
موت تو ہم یہ دل پر کو خوب خالی
ہزار شکر کسوی ہمیں گلا نہ
اودھر کھی مری چھاتی اودھر غلب
بجراحت اسکو دکھائے نکاب مزا نہ
ہوا ہون تنگ بہت کوئی دین میں پوچھ
فہ اوٹھا کردہ اوٹھا گیا نہ

قطعه

بجائون مگر کیوں ایسا ہے پر کا
موت نہ ہے یہ آشوب و بلا کا
کہ دونوں ہی سے رخصت درہم بجا
نہ سوئے و لا شور اس بھو کا
وہ نزلت مست کسی کی نہیں رہتا
کیونکہ تھکا رہیوں ہوں جگہ نہیں رہتا
بلا کی آگ بھڑکی ہو اسی دل بجا
ہمارا حال تو مد نظر نہیں رکھتا

۱۶۲

کلیات

یہ کہ کیونکہ یہ دل باختہ نہ تھا
کہ کوئی آواز سکھان میں نہ تھا
جنون کے دم میں تو تاثیر رکھتا
ہمارا نالہ جائز کا ہر نہیں رکھتا
کہیں ہیں ابکی بہت رنگ اور چاکل
مزار حریف کہ میں بال و پر نہ تھا
جو کوئی زور نہ تھا یہ نہیں رکھتا
کہ کلیم عشق میں ہر غم نہیں رکھتا
خدا کی اور سے یہ غم نہیں رکھتا

طرفہ آتش خیر سنگستان ہے دل

قطعه

مرگئے پر خاک ہے سب کبر و نار
ٹھیکرے کو قدر ہے اسکو نہیں

قطعه

ہو کھڑا وہ تو پری سی ہو کھڑی
دیکھو اوس کیونکہ ملک بھی چاک ہو

چشم بہنے سے کھو رہتی مہین
کچھ علاج اسے پیر اس ناسور کا

نظر میں طور رکھ اوس کم نما کا
گلوں کے پیر میں چاک سارے
پرستش اب اسی بت کی ہر برسو
بلا میں قادر انداز اسکو آنکھیں
بجائے عمر سے اب ایک حسرت
مدا و اخاطرون سے تھا و گرنہ

مفتبس پان سو ہے شعلہ طور کا

مت جھکو سر گو کسو مغرور کا
ٹوٹے جب کا سہ سر غفور کا

منہ کھلے تو جیسے چہرہ حور کا
آنکھ کے آگے یہ بکا نور کا

بھروسا کیا ہے عمر بیوفا کا
گھلا تھا کیا کہیں بند اوس قبا کا
رہا ہو گا کوئی بندہ خدا کا
کیا یکہ جنازہ جکوتا کا
گیا وہ شور سرد کا زور پا کا
ہدایت مرتبہ تھا انتہا کا

یہ کہ کیونکہ یہ دل باختہ نہ تھا
کہ کوئی آواز سکھان میں نہ تھا
جنون کے دم میں تو تاثیر رکھتا
ہمارا نالہ جائز کا ہر نہیں رکھتا
کہیں ہیں ابکی بہت رنگ اور چاکل
مزار حریف کہ میں بال و پر نہ تھا
جو کوئی زور نہ تھا یہ نہیں رکھتا
کہ کلیم عشق میں ہر غم نہیں رکھتا
خدا کی اور سے یہ غم نہیں رکھتا

یہ کہ کیونکہ یہ دل باختہ نہ تھا
کہ کوئی آواز سکھان میں نہ تھا
جنون کے دم میں تو تاثیر رکھتا
ہمارا نالہ جائز کا ہر نہیں رکھتا
کہیں ہیں ابکی بہت رنگ اور چاکل
مزار حریف کہ میں بال و پر نہ تھا
جو کوئی زور نہ تھا یہ نہیں رکھتا
کہ کلیم عشق میں ہر غم نہیں رکھتا
خدا کی اور سے یہ غم نہیں رکھتا

کون سے نیکو بندے کو کبھی دنیا کی دولتیں نہیں ملتی ہیں
 جو دنیا کی دولتیں سے بے نیاز رہیں اور اللہ کی رضا سے
 کھینچیں۔ یہی وہ نیکو بندے ہیں جو دنیا کی دولتیں
 سے بے نیاز رہیں اور اللہ کی رضا سے کھینچیں۔

ہوئی آخر کو ساری کام ضائع ناشکیبی سے	کوئی دن اور تاب بھر دل لاتا تو کیا ہوتا
دم بسمل ہماری زیر لب کچھ کہہ سب نے	جو وہ درجہ بھی کچھ سے فرماتا تو کیا ہوتا
کوئی غیر کردہ توڑ بیٹھا وہیں یاروں سے	یہ جاتا اگر تک چاہے کاتا تو کیا ہوتا
کچھ سو گرم بازو ہمدردی سے مان بھتی جاتا	بہمن کچھ اگر وہ اور بھلاتا تو کیا ہوتا

گئے لے میٹر کو کل قتل کرنا اسکے درپر سے	جو وہ بھی گھر سے باہر اپنی ناک آتا تو کیا ہوتا
---	--

میں غش کیا جو خط لڑا دھڑنا مہر چلا	یعنی کہ فرط شوق سے جی بھی ادھر چلا
سردہ لڑ گئی تری بھی کوئی زلف مشکبو	گیسو سے پیچدار جو منہ پر بکھر چلا
لڑکا ہی تھا نہ قاتل نا کردہ خون ہنوز	کپڑے گلو کر ساری مری خون میں بھر چلا
اسی مایہ حیات گیا جس کئے سے تو	آفت رسیدہ پھر وہ کوئی دم میں چلا
طیاری آج رات کہیں رہنی کی سی ہی	کس خانہ خراب کو اچھے تو گھر چلا
دیکھو کہ کوئی گوشہ نشین ہو چکا غریب	تیر مڑا اوس ابرو کمان کا اگر چلا
بڑے رہا بہار میں ساری ہزار حریف	لطف ہوا میں شیخ بہت بڑا خبر چلا

تسے تکلف اسکا چلا جا رہی ہے وہی	کل راہ میں ملا تھیں سوتھوڑے معانپ کر چلا
---------------------------------	--

اس معنی خیز شعر میں تو یہ عالم ہے کہ جب وہ
 کچھ دین کے لیے دیکھتا ہے تو اس کا دل
 بے چین ہوتا ہے اور اس کا دل
 اس کے لیے تڑپتا ہے۔

۱۶۳

دل رہا گیا ہے سینے میں جلا کر کیا بس
 اس عمر میں یہ ہوش کہ کہنے کو نرم گرم
 بگڑا ہے دھڑکتے مست شراب سے
 ہسیہ فریب شوق کہ جاؤں میں خطیہ
 دانے و گرنہ بک کا ہوا ہے جواب
 کی سطر موج اشک روانی کو ساتھ
 مشاق گریہ ابرو سے چہنچہاں

دل نہ ہوا ہے میر میں اس کا ہوا ہے
 کوڑوں کوڑوں کوڑوں کوڑوں کوڑوں
 دل نہ ہوا ہے میر میں اس کا ہوا ہے
 کوڑوں کوڑوں کوڑوں کوڑوں کوڑوں
 دل نہ ہوا ہے میر میں اس کا ہوا ہے
 کوڑوں کوڑوں کوڑوں کوڑوں کوڑوں

بیک آن این ناله دین به دل نوا بوا
 کی جاست که میرزا مارکو کی بوا
 و کهار تو کی بوا دوست من کی بوا
 ما خون درین تنهار و بخت بوا
 سوزن بی طغی چغانی دین ارغما بوا
 اچھا بوا و دل بوا بک با و نوار بوا
 مری تو باری هم اک با و نوار بوا
 مادران ناز باری بوا بوا
 غلام کو کو در دست رکھا بوا
 دل کا رکھا کو کن رکھا بوا
 از خونین رفتن بی نہیں اسکا بوا
 آنا نہیں دی بھل سکا بوا

دل کا لگاؤ کوئی ریا بیجا تھا ہوا
از خود پیش رفتہ میں ہی نہیں اس کا راز ہوا
یوں پھر اوجھڑا جائیگا ایسا بدشت کی
گر کوئی روئی نہ ہو گی دل بھر اہوا
کیا جاسے نہ نوشتہ میں کیا کی لکھا ہوا
گو میں مارے ہند کی زنگون فلک و
چھوڑ نہ اس کی اس کا لگاؤ باندھا ہوا

طیور

۱۹۲

۱۹۴
 اولیٰ لعنہ فراق کو جی و کسان ملک
 دل جو بجا رہا نہ ہمارا بجا ہوا
 وامن می منہ چھپا ہی جنوں کب پا چھپا
 سو جائے سامنی و گریہ بیان بھٹا ہوا
 ویکجا نہ ایک کھل کو بھی بکشت فی من ہا
 جب کہ پھر رہا نہ غمین نب میں رہا ہوا
 کیا جائے ملاپ کو کہے پین یہ کو
 برسوں ہو کر ہے تو وہ ہی لڑا ہوا
 کھیلے کوئی نکلتا مرا جہ
 کما ز خدا کے

<p> اس مرغ کو بھی جہین کیا شوق ہے کہ کاٹھا رونا ہمیں اول ہی اس تیرے چمن کا تھا ہر چند کہ ہر اک کا ڈھلکا ہوا منکا منک دریا میں کہیں شاید عکس اس کا بدھکا تھا معشوق جو اپنا تھا یا شہدہ دکن کا تھا اوس دن ہی تمہیں دیکھو ماتھا مر اٹھکا تھا </p>	<p> بلبل کو مو ایا یا کل پھولوں کی دوکان پر بیڈول قدم تیرا پڑتا تھا لڑکپن میں مرغان فقس سارے شہر میں تھو گل کے سب سطح پر مانی کا آئینہ کا سا تختہ خوگر ہنیں ہم یوں ہی کچھ رختہ کہنے کی بھوون تین تم جسم سج نکلو تھو اک بیجا </p>
---	---

رہ میری غریبانہ جاتا تھا چلا روتا
 ہر گام گلاب پر یاران وطن کا تھا

<p>یہ روش ہو دلوں کی نہ کسوٹی ساز کرنا کوئی عاشق بتا کر کرے نقل کیا معیشت رہیں بند میری آنکھیں شب و ضعف ہی یہ بھی طرفہ ماجرہ کہ اوسی کو چاہتا ہوں نہیں کچھ رہا تو لڑکا تجھ پر ضرور ہوا ب کوئی عاشق توئی کھپٹ کھنوں اور کھالی ہو یہی میرے کھنچے مشتقہ دروید پر تھو ساجد</p>	<p>کوئی خاک ہو ہو کیساں جی دنگو ناز کرنا انہیں ناز کر تو رہنا اونہیں جی نیاز کرنا منہوا مجھے میسر کس جو چشم باز کرنا مجھے چاہی ہو جسے بہت اعتراف کرنا بوساں و عاشقی میں نکال اک امتیاز کرنا انہیں بات ہو جو تھوڑی سی بھی دراز کرنا نہیں اعتماد قابل نہوں کا غماز کرنا</p>
--	---

[illegible]

ہرگز نہ ہو شہر ہر ذوق عقل و شہدین
 اوتکتا ہی میری دلسی کی جو خوش ساتو پھر
 جون صید نیم کشتہ تڑپتا ہی ایک سا
 خط آئے پر جو گروہ پر کار مل چلا
 ہم تو لگے کنارے ہوئے غیر ہمکنار
 جون برق مجھ کو ہستی نہ کیا کسو ذرا
 جس شعر پر سماع تھا کل خانقاہ میں
 پایا مجھ رفیب ذرا ادسکی زیرینخ

اتنا ہی اسکے پاس سو عاشق لٹا ہوا
 جاتا ہی دونوں آنکھوں لسنو دریا بہا ہوا
 کیا جانے کہ دل کو مری کیا بلا ہوا
 میں سادگی سو جانا کہ اب آشنا ہوا
 اکیونکی عید اکیونکی گھر میں دہا ہوا
 پایا تو ابرسا کہ میں روتا کھڑا ہوا
 وہ آج میں سنا تو ہی میرا کسا ہوا
 دلخواہ باری مدعی کا دعا ہوا

زبیر نہ ہو شہر ہر ذوق عقل و شہدین
 اوتکتا ہی میری دلسی کی جو خوش ساتو پھر
 جون صید نیم کشتہ تڑپتا ہی ایک سا
 خط آئے پر جو گروہ پر کار مل چلا
 ہم تو لگے کنارے ہوئے غیر ہمکنار
 جون برق مجھ کو ہستی نہ کیا کسو ذرا
 جس شعر پر سماع تھا کل خانقاہ میں
 پایا مجھ رفیب ذرا ادسکی زیرینخ

بیمار مرگ سالو نہیں روز اب بتر
 دیکھا تھا ہنسی میر کو کچھ تو بھلا ہوا

کل دل آزر وہ گستان کو گزر رہی کیا
 کر گئے خواب کی سیدار تھیں صبح کی باد
 سید ہر تلوار کے منہ پر تر ہی ہم آہی چلے
 پنجہ پاتھ میں مستی کی لہری آنکھیں
 بانو کو بچہ کی مٹی بھی نہو کی ہنسی

گل کو کہنے کہو منہ شاد و دھڑکنے کیا
 بیدار اتنی جو ہو ہم پہ مگر تھے کیا
 کیا کریں اس دل خستہ کو سپرہنے کیا
 سچ تری دیکھ کر اے شوخ حذر رہنے کیا
 کیا کہیں عمر کو اس طرح بسر رہنے کیا

ہرگز نہ ہو شہر ہر ذوق عقل و شہدین
 اوتکتا ہی میری دلسی کی جو خوش ساتو پھر
 جون صید نیم کشتہ تڑپتا ہی ایک سا
 خط آئے پر جو گروہ پر کار مل چلا
 ہم تو لگے کنارے ہوئے غیر ہمکنار
 جون برق مجھ کو ہستی نہ کیا کسو ذرا
 جس شعر پر سماع تھا کل خانقاہ میں
 پایا مجھ رفیب ذرا ادسکی زیرینخ

۱۶۵
 بے یار و نیاز بہ فنا پکار گزاری
 چھوڑ کر اس مروت میں کیا سر غفور کیا
 لطف کا حرف و کفن بہا تو طہر فریب
 مدینہ جانی یمن اون باتو کتاب مذکور کیا
 دیکھ لیتے آنکھ مری ہنسنا بولال وہ شوخ
 بہ اینیں اینک ہووا منہ کا تر و ناسور کیا
 میں تو دیکھوں ہون تھا دھڑکنے کو کیا
 مگر تجھ کو یہ تیرا کتر مجلسو نہیں گھور کیا

ہرگز نہ ہو شہر ہر ذوق عقل و شہدین
 اوتکتا ہی میری دلسی کی جو خوش ساتو پھر
 جون صید نیم کشتہ تڑپتا ہی ایک سا
 خط آئے پر جو گروہ پر کار مل چلا
 ہم تو لگے کنارے ہوئے غیر ہمکنار
 جون برق مجھ کو ہستی نہ کیا کسو ذرا
 جس شعر پر سماع تھا کل خانقاہ میں
 پایا مجھ رفیب ذرا ادسکی زیرینخ

چاہیے کہ ان کی حالت کو دیکھ کر ہر ایک کو ہمت ملے
 کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کچھ برداشت کر لیں
 اور ان کی بات کو دل سے سمجھ لیں کہ ان کی بات
 میں کتنا درد ہے اور ان کی بات کو دل سے
 سمجھ لیں کہ ان کی بات میں کتنا درد ہے

چاہیے کہ ان کی حالت کو دیکھ کر ہر ایک کو ہمت ملے
 کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کچھ برداشت کر لیں
 اور ان کی بات کو دل سے سمجھ لیں کہ ان کی بات
 میں کتنا درد ہے اور ان کی بات کو دل سے
 سمجھ لیں کہ ان کی بات میں کتنا درد ہے

چاہیے کہ ان کی حالت کو دیکھ کر ہر ایک کو ہمت ملے
 کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کچھ برداشت کر لیں
 اور ان کی بات کو دل سے سمجھ لیں کہ ان کی بات
 میں کتنا درد ہے اور ان کی بات کو دل سے
 سمجھ لیں کہ ان کی بات میں کتنا درد ہے

چاہیے کہ ان کی حالت کو دیکھ کر ہر ایک کو ہمت ملے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کچھ برداشت کر لیں اور ان کی بات کو دل سے سمجھ لیں کہ ان کی بات میں کتنا درد ہے اور ان کی بات کو دل سے سمجھ لیں کہ ان کی بات میں کتنا درد ہے	چاہیے کہ ان کی حالت کو دیکھ کر ہر ایک کو ہمت ملے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کچھ برداشت کر لیں اور ان کی بات کو دل سے سمجھ لیں کہ ان کی بات میں کتنا درد ہے اور ان کی بات کو دل سے سمجھ لیں کہ ان کی بات میں کتنا درد ہے
--	--

وہی شور مزاج شیب مین ہے
 میرا بتک جوان ہے گویا

بالین کی جامی ہر شب یان سنگ پر رہتا تیغ و سناں کو منہ پر اکثر مرا جگر رہتا یک عمر درخشاں جاں پر یوں ہی کا گذر رہتا اپنی تو ناخوشو نہیں اس طور کا ہنر رہتا لغزش ہونی جو مجھ کو کیا عیب میں رہتا وہ جیسے برق خالط مین جیسے ابتر رہتا مرغ چمن اگرچہ اک مشت بال پر رہتا	ان سختیوں میں کس کا میلان خواب پر رہتا اون ابرو و مژہ کو کب میری جبین پر رہتا ان خوبصورتوں کا کچھ لطف کم ہو مجھ پر رہتا تیشے سے کوہکن کو کیا طرفہ کام نکلا عصمت کو اپنی دان تو رو ملک پھر ہو رہتا گل ہم وہ دونوں یکجا ناگاہ ہو گئے تھے ہوش اور گویا سحر و شور سحر سے اسکے
---	---

چاہیے کہ ان کی حالت کو دیکھ کر ہر ایک کو ہمت ملے
 کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب کچھ برداشت کر لیں
 اور ان کی بات کو دل سے سمجھ لیں کہ ان کی بات
 میں کتنا درد ہے اور ان کی بات کو دل سے
 سمجھ لیں کہ ان کی بات میں کتنا درد ہے

کجوبی اوسکو نہ دل دے پکار ہوا
 او کو نکالنا دیکھ رہا تھا کہ ہوا
 اوج سے اربابِ انیسب اختیار ہوا
 دھاری خال پر کھلی رہی ہوا
 بزمِ انیسب چلا سوچا
 تمھاری آنکھ میں گھاسی رہی ہوا
 کل شبنامی کی آنکھ میں گھاسی رہی ہوا
 چمن میں جا بون گھاسی رہی ہوا
 رات سننے پر دین باغ غل سا
 ٹوٹی زنجیر پاس چھڑا ہوا

ہمک چیتو تو ہم پوچھین کیا بے خبر آیا
 اس نخل میں ماتم کر کیا خوب ثمر آیا
 سج ایسی تری دیکھی بکلو بھی خطر آیا
 یوں اپنا زمانا تو بن یا رہسرا آیا
 جسے کجھو وہ ملتا ایسا نہ ہنر آیا

بالفضل تو ہر قاصد محو اس خط و کھسو کا
 تابوت پہ بھی میری شہر پڑی لیجائے
 ہے حق بطرف اسکے یوں جا گیا ہو تو
 کیا کہنی کہ تپسوی سر مار تہ سم گذرے
 صنعت گراں ہنر کیں سیکڑوں مالکین

وہی کہتے ہیں کہ پتھر اگستین آنکھیں تو
وہ عالم سنگین دل کب قیصر کے گھر آیا

کہ سحر نالہ کش ہو بیل سا
 دان وہی ہو سو ہی تساہل سا
 یہ بھی پہنچ اب ہی کا کل سا
 یان چلا جاؤ ہو تسلسل سا
 تم لی بھی کچھ کیا تغافل سا
 اسمین بھی تمکو ہو تامل سا
 وہی کچھ محاسب کا منہ جھلسا
 خط ہوا شوق سی ترسل سا

یار ہے میر کا مگر گل سا
یاں کوں اپنی جان وود شوار
وود دل کو ہمارے شک ویکھو
شوق ان کے لیے بالون کا
کب تھی حیرت قریب کی اتنی
ان کی ایک شک ایک سخن
بار و مستون فرموشیاری کی
شہر آئی و پہونچتی او دھر

کہ جو بچی اوسکا دل کے پتے پر بار ہو
 فریب تھا وہ کوئی دن جو ہم سے بار ہو
 بہت دنوں کو دوسری من اضطراب تھا
 جو کہ تمام ہوا خون بن فرار ہوا
 شکیب ہم جو کرتا تو دفر رو جاتا
 آدم کو جاکے بٹ یہ عیب خوار ہوا
 ایک دل کو ہزار دل نہ لگا
 اندرونی زمین سے بن لگا

طیات
 ۱۶۸
 اوس سے کہیں گل نوز گلیک بکیر
 چمن سے چلے کہیں خیر سے
 نوبت خوابان سے
 کہیں چلے کہیں چلے
 قطب باد میں کہیں
 نیاؤں دامن میں
 کہیں کہیں کہیں کہیں
 کہیں کہیں کہیں کہیں
 کہیں کہیں کہیں کہیں

وہ الیہ
نہیں ہو گیا
میرے لئے
اس کے لئے
کہ اس نے
میرے لئے
کہ اس نے
میرے لئے

جو راجہ سمجھتا تھا کہ وہ ایک اور شخص کا
 جو راجہ سمجھتا تھا کہ وہ ایک اور شخص کا
 جو راجہ سمجھتا تھا کہ وہ ایک اور شخص کا
 جو راجہ سمجھتا تھا کہ وہ ایک اور شخص کا

رات الی...
دیکھنے آئے دم نہ چ...
آخری وقت مری منہ کا چھپا کر لیا تھا
جب نب مزیکو لیا رہی عشق میں ہم
جی کہ تین اپنے کہ بھوئے نہ جانا کیا تھا
مدعی ہوئی ہیں اک آن میں ابودلدار
محبز رسم تھی یارب وہ زمانہ کیا تھا

یوں تو کہتا تھا کوئی دوسرے کو باندھ کر رکھے
پروہ پسند نہا سا جو آیا میر بھی پسند لا گیا

کہ دلو گنوا یا ہے یا رنج اوٹھایا ہے
امیر تجھے ہم نے کچھ آج خفا دیکھا

وینکته بی دیکته
بمیزانی برادر
تو کار اس
خاک بر می دوری
کس دلی لطیف
مخاکین
بجو تو
الکامیر
قوارت احوال

ہمارے دل میں کتنی باتیں ہیں
 کہ وہ شکر ہے یا تمہارے حسن و حسنات
 جو ایک دن میری جگہ لے جائیں گے
 طالع بھگت سا بہر بھگت بھگت
 ہندو سادہ رشک ماہویم کی جدا بھرا
 بدست ملک کی لڑکی اس وقت میں تلاش
 بار کی وہ ربط و دوستی سب کامرا بھرا
 آئینہ گراں راز جنت کا پاس کر
 میں رہے اب بوسون میں دل بھرا

دل و خون ہو شوق خواب میں بھی کیا بے رنگ	چہرہ نکو غارہ ہوا ہونٹوں کا رنگ پان ہوا
تم جو کل اس راز کو برق سے بستی گئے	ابہر کو دیکھو کہ جب آیا ادھر گریبان ہوا
جی سی جانابن گیا اوس بن ہمیں پل مار تو	کام تو مشکل نظر آتا تھا پر آسان ہوا

جب سی ناموس جنون گردن بند ہا جی تیرا	جیب جان وابستہ رہی تیرا دامن ہوا
--------------------------------------	----------------------------------

آیا ہے ابہر جہ کا قبلہ سے تیرا تیرا	مستی کے ذوق میں ہیں آنکھیں بہتی تیرا
نجات سے اون لبوں کو پانی ہو بہ چلے ہیں	قند و نبات کا بھی نکلا ہے خوب شیرا
مجنون تو حوصلے سے دیوانگی نہیں کی	جاکہ سو اپنے جانا اپنا نہیں ویرا
اس راہزن سے ملکر دل کیونکہ کھو نہ بھین	انداز و نازا و چکے غمزہ اوٹھائی گیرا
کیا کم ہو لٹک صحرای عاشقی کی	شیر و نکو اس جگہ رہتا ہے شکریرا
آئینہ کو بھی دیکھو ہر رنگ ادھر بھی دیکھو	حیران چشم عاشق دیکھے ہو جیسے میرا
نیت پہ سب بنا ہی یان سبھی اک بڑی تھی	پیر منغان مو اسوا سکا بنا خطیرا
ہمراہ خون تلک ہوٹک پاؤں کو چھوڑ کر	ایسا گناہ مجھ سے وہ کیا ہوا کیرا

غیرت سے تیر صاحب سب جذب ہو گئے تھو	نکلانہ لونڈو ہو سینہ جوا نکلا چیرا
------------------------------------	------------------------------------

۱۷۰
 سب صوفیہ و رنگ کو ہم بھی اگر سچو
 تو دیکھو کہ باد و باران سب بچا
 بندہ ہو چکا جو صاحب ہے یہ مانع
 اوس کی غدا میں پھر تیری خوش خدایا
 خانہ خراب تیرے گھر میں جا چلا
 نہ موابدا ویکے کچھ ہوا روکیا
 پھر دیکھو کہ جنون میں تیری سب کچھ
 کام اپنا اس جنون میں تیری سب کچھ

ہمارے دل میں کتنی باتیں ہیں
 کہ وہ شکر ہے یا تمہارے حسن و حسنات
 جو ایک دن میری جگہ لے جائیں گے
 طالع بھگت سا بہر بھگت بھگت
 ہندو سادہ رشک ماہویم کی جدا بھرا
 بدست ملک کی لڑکی اس وقت میں تلاش
 بار کی وہ ربط و دوستی سب کامرا بھرا
 آئینہ گراں راز جنت کا پاس کر
 میں رہے اب بوسون میں دل بھرا

ادام

دل نہ تھا ایسی جگہ کی نہ سہو کی کچھ
 ابوری اس لہجے کو پھر توڑا تہیاب ہوتا
 ۶۰ ہذا وہ دیکھ کر زور زور سے کہتا
 کہم ہمایون کہنوں کو بھول گیا
 ہو وہ نہ تھا تو لوگ ان نام و نشان کی بھول گیا
 دیکھ کر ہمایون کہنوں کو بھول گیا
 دل نہ تھا ایسی جگہ کی نہ سہو کی کچھ
 ابوری اس لہجے کو پھر توڑا تہیاب ہوتا

اوس کام و جان دل تو عالم کا جان مارا بیل کا آئینہ دم و لگو لگا ہمارے خون کچھ نہ تھا ہمارا مگر کوڑا طر او سکو سر شیمہ حسن کا وہ آیا نظر نہ مجھ کو صبر و حواس و انش سب عشق کو زبون پر کیا خون کا مزا ہر اے عشق بچھو لازم ہم عاجز و نپہ اگر یوں کوہ غم گرا ہر کب جی بچہ یار و خوش و دوتان سے	زلف و نکی و ربھی سے برہم جہان مارا ایسا کہنوں کو جیسے چھاتی مین بان مارا لہ اک جہین بھی یوں در میان مارا اس راہ زن و غافل کیا کاروان مارا مین کاوش مژدہ کو عالم چپان مارا ایک ایک دم مین تو تو سو سو جوان مارا جیسے زمین کو اوپر ایک آسمان مارا گر شام بچ گیا تو پھر صبح آن مارا
--	---

کہتے نہ تھے کہ صاحب ناکر ہا نکریے
 اس غم و ہیر تمکو جی سے نہ ان مارا

یہ میر ستم کشتہ کس وقت جوان تھا جادو کی پری ہر چہ ابیات تھا او سکا جس راہ کو وہ دل زدہ دلی مین نکلتا افسردہ نہ تھا ایسا کہ جوان آب زدہ خاک کس مرتبہ تھی حسرت ویدار مری ساتھ	انداز سخن کا سبب شور و فغان تھا مٹھ ٹکے غزل پڑھو عجب سحر بیان تھا ساتھ او سکے قیامت کا سا ہنگامہ وان تھا آندھی تھی بلا تھا کوئی آشوب جہان تھا جو بچھول مری خاک کو کلا نگر ان تھا
---	--

دل نہ تھا ایسی جگہ کی نہ سہو کی کچھ
 ابوری اس لہجے کو پھر توڑا تہیاب ہوتا
 ۶۰ ہذا وہ دیکھ کر زور زور سے کہتا
 کہم ہمایون کہنوں کو بھول گیا
 ہو وہ نہ تھا تو لوگ ان نام و نشان کی بھول گیا
 دیکھ کر ہمایون کہنوں کو بھول گیا
 دل نہ تھا ایسی جگہ کی نہ سہو کی کچھ
 ابوری اس لہجے کو پھر توڑا تہیاب ہوتا
 ۶۰ ہذا وہ دیکھ کر زور زور سے کہتا
 کہم ہمایون کہنوں کو بھول گیا
 ہو وہ نہ تھا تو لوگ ان نام و نشان کی بھول گیا
 دیکھ کر ہمایون کہنوں کو بھول گیا
 دل نہ تھا ایسی جگہ کی نہ سہو کی کچھ
 ابوری اس لہجے کو پھر توڑا تہیاب ہوتا

۱۷۲

کیا کہیں کو یار کی تھی تو کہا کر دم لیا
 دو قدم ساتھ اس جناح کو چلا جاتا ہوں
 لکھ کچھ اپنی ہی اسکے سامنے ہوتی نہیں
 ایک ڈھیری رکھ کی بھی صبح جاؤ میرے
 برسوں کی جلتا تھا شاید رات جل کر رہ گیا

کیا کہیں کو یار کی تھی تو کہا کر دم لیا
 دو قدم ساتھ اس جناح کو چلا جاتا ہوں
 لکھ کچھ اپنی ہی اسکے سامنے ہوتی نہیں
 ایک ڈھیری رکھ کی بھی صبح جاؤ میرے
 برسوں کی جلتا تھا شاید رات جل کر رہ گیا

ایک ڈھیری رکھ کی بھی صبح جاؤ میرے
 برسوں کی جلتا تھا شاید رات جل کر رہ گیا

طریق خوب ہو اسپین آشنائی کا
 ہوا ہر کچھ قفس ہی کی بی پریمین خوب
 بہین میں دیر و حرم اقبویہ حقیقت ہی
 بنو چھ مہندی لگائی کی خوبیاں اپنی
 نہیں جہا نہیں کس طرف گفتگو ویسی
 کو پہاڑ میں جون کو کہن سر بارین
 بجار ہا نہ دل شیخ شور محشر سے
 رکھا ہی باز ہمیں در بدر کو کچھ دے
 لاکھین نو دکھا دیکھو عشق کا جنگل

نہ پیش آوے اگر مرحلہ جدائی کا
 کہ پر کی سال تلک لطف تحار ہائی کا
 دماغ کسکو ہی ہر در کی جہیہ سائی کا
 جگر سے خستہ تری چہ جنائی کا
 یہ ایک قطرہ خون ہر طرف خدائی کا
 خیال ہمکو بھی ہے بخت آدمائی کا
 جگر بھی چاہی ہی کچھ تھا منادائی کا
 سروں پہ اپنی ہی احسان شکنہ پائی کا
 بہت ہی خضر کو غرہ ہے رہنائی کا

کیا کہیں کو یار کی تھی تو کہا کر دم لیا
 دو قدم ساتھ اس جناح کو چلا جاتا ہوں
 لکھ کچھ اپنی ہی اسکے سامنے ہوتی نہیں
 ایک ڈھیری رکھ کی بھی صبح جاؤ میرے
 برسوں کی جلتا تھا شاید رات جل کر رہ گیا

۱۷۳
 ہر گز بھی نہ سمجھو کہ آہ عشق میں
 کیون میں کہا کہ ہنسنا تلک زخم پر چھو
 بے لطف اسکا ہر دین سارا مزا لیا
 آنسو تو ڈر دیے لیکن وہ قطرہ آب
 وقت بفر کیا یہ ادا لکھی کہ عشق میں
 جب آنکھ کوئی بالو عین تھک چھائی
 کیا پوچھتے ہو وہاں کیا مرلہ مہم سزا
 نام و سلاست انہوں کی ہر پیراں
 دل کا لگاؤ یار پوچھنا نہیں چھپایا

جس کے آگے نہ تھکتے تو اس نے اس وقت میں نہایت بڑے کام
کروا کر دیے وہ اسی میں جو میں آپ میں کام
کے بیان جیسا اب مجھ کو جانے کا
سے ان کے اور وہ بھی جانے کا
نہیں رہے وہ بھی وہی تھا
میں مجھ کو ان کے علم کے جانے کا
ان کے اور وہی جانے کا
مطلق نہیں ہے اس لیے
ہے

اولیٰ آنی بنی ہونے کا یہی سبب ہے کہ وہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر لے اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرے۔
 اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر لے اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرے۔
 اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر لے اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرے۔

وان سے تو نامہ بر کو ہر کب کا جواب دے	میں ساوگی سے لاگو ہوں خط کو جواب کا
چکا کرے ہر زہری صرف اوس نگاہ سے	وہ چشم گھر سے غصہ ناز و عتاب کا

الاق تھار بکھنے ہی کے مصراع قدریہ
 میں معتقد ہوں میرے انتخاب کا

خندہ دندان نما کرتا جو وہ سا فر گیا	گو ہر ترچون سر شاک لکھو کیسے کر گیا
کیا گذر کوئی محبت میں سنسی ہر کھیل سے	باؤں رکھا تنو کا و درہر کچھ او کا کر گیا
کیا کوئی زیر فلک و بجا کرے فرق غرور	ایک پتھر جادو کا آگیا سر چر گیا
نیزہ بازار شہرہ میں لگی حالت کیا کہو	ایک نا کبھی سپاہی دیکھو نہیں کر گیا
بعد مدت اس طرف لایا تھا او کو جو جنت	جنت کی بر گشتگی سے آئے آتے پہر گیا
تیز دست آنا نہیں وہ ظلم میں اب فرق سے	یعنی لوہا تھا کڑا تیغ ستم کا کر گیا

سخت ہم کو میر کے مرجانی کا افسوس ہے
 تنے دل پتھر کی وہ جان سے آخر گیا

اس بد زبان و حرف سخن آہ کب کیا	چپکے ہی چپکے اون نے مہین جان باب کیا
طاقت و میر و دل کی خبر تجھ کو کیا تھی	ظالم نگاہ چشم اوھر کی غضب کیا
کیساں کیا نہیں سے مہین خاکہ سوج	ایسا ہی کچھ سلوک کیا اون نے جب کیا

اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر لے اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرے۔
 اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر لے اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرے۔
 اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر لے اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرے۔

۱۷۶
 اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر لے اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرے۔
 اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر لے اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرے۔
 اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر لے اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرے۔

اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر لے اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرے۔
 اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر لے اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرے۔
 اس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر لے اور اپنے آپ کو خدا کے سامنے پیش کرے۔

ابو جیسی اندک بہت ہوئی
 شوق میں برسوں خالی تھان لگی
 کون جی سے بکری لگا اس کا
 جیفہ بہت سے لڑکوں کی

ایک ہزار کی لون بہان لگی
 لکھتے ہیں کہ اس کا
 بنی دینے کوئی اس کا
 کوئی کوئی اس کا

عجب کیا جو اس زلف کا سایہ دار
 پھر راتوں کو بھی پریدار سا

نہیں تھیں مستانہ صحبت کا باب
 مصاحب کرو کوئی ہشیار سا

حیران ہر لحظہ لفظ طرز عجب کا
 کہتی ہیں کوئی صورت بن معنیان نہیں ہے
 نسبت دست جسکی اس دو مو پاؤ
 افسوس ہے نہیں تو انصاف دست نہ
 سودا کی ایک عالم اسکا بنا پھر ہے
 منہ او سکر منہ کو او پر شام کو کھونچن

جو رفتہ محبت واقف ہو اسکے ڈھب کا
 یہ وجہ ہے کہ عارف منہ دیکھتا ہے
 ہر درہم اور ہر ہم حال اسکے روز شب کا
 شایان لطف شمع شایستہ میں غصہ کا
 ہر چند عزیزی ہو وہ خال کنج لب کا
 ابدانہ سودیا ہر سر شستہ میں لب کا

کیا آج کل سو او سکی یہ بڑ تو جی ہے
 منہ اون کی او طرف سے پھر اہر قہر کا

سیکروں بیکیوں کا جان گیا
 واسے احوال اس جفاکش کا
 داغ حرام ہر خاک میں بھی ساتھ
 کل نہ آئی میں ایک یان ترے

پر یہ تیرا نہ امتحان گیا
 عاشق اپنا جی وہ جان گیا
 جی گیا پر نہ یہ نشان گیا
 آج سو سو طرف گمان گیا

کس در و منہ عشق کو ایسا بے بسی
 اس نور میں ہو سب سے پہلے
 بیجا جو دیکھتا ہے اور اشارت کی بان
 سب میں گمان وہ طور کا شعلہ کمان
 دل کو جلیں گے اور اشارت کی بان
 سب میں گمان وہ طور کا شعلہ کمان
 دل کو جلیں گے اور اشارت کی بان
 سب میں گمان وہ طور کا شعلہ کمان

کیا کم تھا شوق کا شعلہ سو طور کے
پتھر بھی وان کو جل گئی جا کر جہان گرا

ڈوب با خیال چاہ زرخندان میں اسکے پتھر
دانستہ کیون کوئین میں بھلا یہ جوان گرا

اتنی ہی اتنی تیری یہ ناکام ہو چکا	وان کام ہی رہا تجھ بیان کام ہو چکا
موسم گیا وہ ترک محبت کا ناصحا	میں اب تو خاص عام میں بدنام ہو چکا
یا خط چلی ہی اتنی تھی یا حرف ہی نہیں	شاید کہ سادگی کا وہ ہنگام ہو چکا
نا اشنای حرف تھا وہ شوخ جب تھی	ہے تو ترک نامہ و پیغام ہو چکا

ٹریے پر جب کہ سینے میں اچھلے ہو دو دو ہاتھ
گر دل بھی ہر مہر تو آرام ہو چکا

سنبھل تمہاری گیسو و کمر میں لٹ گیا	ابرو کی تیغ دیکھو مہ عید کٹ گیا
عالم میں جان کر مجھ کو تنزہ تھا ابتو میں	آنو دگی جسم سے پانی میں اٹ گیا
ظلم و جفا و جور پر اصرار اس قدر	بٹ دیکھ دیکھ تیری دل اپنا بھی بٹ گیا
اب وہ سہاں نہیں ہے کہ وہ کام جان خلق	مغموم ہنکو دیکھ کے دور الپٹ گیا
دشوار جسم ہینگے جو بید بھٹی ہو جیب	بی طور یوں سے اسکے دل بنا پھٹ گیا
وامان جیب نون ہو کر ٹکڑی ایک جا	ابکی یہ کام ہاتھ سے میری سمٹ گیا

نقصیل حال میری غمی بہن کا دل بڑا
بہن کو تو توں نہ آیا ہرگز غلام بڑا

عالم کو تو توں نہ آیا ہرگز غلام بڑا
نقصیل حال میری غمی بہن کا دل بڑا
بہن کو تو توں نہ آیا ہرگز غلام بڑا
نقصیل حال میری غمی بہن کا دل بڑا
بہن کو تو توں نہ آیا ہرگز غلام بڑا
نقصیل حال میری غمی بہن کا دل بڑا
بہن کو تو توں نہ آیا ہرگز غلام بڑا
نقصیل حال میری غمی بہن کا دل بڑا
بہن کو تو توں نہ آیا ہرگز غلام بڑا
نقصیل حال میری غمی بہن کا دل بڑا

۱۷۹
کیا تو تھوڑا کیا ایک کمال بڑا
سنا نقش و ہم آیا کدھر خیال بڑا
کیا بے ہو ہوئی نازن مہ پارس کا ستار
بے داغ جان عالم غلوڑ کا خال بڑا
ایک مغنی بلکہ وہ مہ ناز اس کے اثر
کچھ بھی بھلا گئے مہ ناز اس کے اثر
نقصیل حال میری غمی بہن کا دل بڑا
بہن کو تو توں نہ آیا ہرگز غلام بڑا
نقصیل حال میری غمی بہن کا دل بڑا
بہن کو تو توں نہ آیا ہرگز غلام بڑا
نقصیل حال میری غمی بہن کا دل بڑا
بہن کو تو توں نہ آیا ہرگز غلام بڑا
نقصیل حال میری غمی بہن کا دل بڑا
بہن کو تو توں نہ آیا ہرگز غلام بڑا
نقصیل حال میری غمی بہن کا دل بڑا
بہن کو تو توں نہ آیا ہرگز غلام بڑا
نقصیل حال میری غمی بہن کا دل بڑا

گیارہویں باب میں ہے کہ جو شخص اپنے
 دل میں سے کسی چیز کو نکال دے
 وہ اس چیز سے جدا ہو جاتا ہے
 اور اگر وہ اس چیز کو اپنے
 دل میں سے نہ نکالے تو وہ
 اس چیز سے جدا نہیں ہو سکتا
 اور اگر وہ اس چیز کو اپنے
 دل میں سے نکال دے تو وہ
 اس چیز سے جدا ہو جاتا ہے
 اور اگر وہ اس چیز کو اپنے
 دل میں سے نہ نکالے تو وہ
 اس چیز سے جدا نہیں ہو سکتا

کچھ زور و چہرہ کچھ لاغری بدن میں
 کیا عشق میں ہوا ہوا عیسیٰ حال تیرا

اگرچہ آسمانک شور جاو ہم فقیر و نکا دلوں میں کام کر جا تا ہر بیان جاو تیرا سر زنجیر سر رکھو ہر ہم اسیر و نکا شہید اک میں نہیں ان باندہ جنوں کی سرخ و نکا چمن میں چنچہ ہوا تاکلوں پر ہم عیسیٰ و نکا کوئی اپنا نام بھی لیتا نہیں ان ملک گیر و نکا	فرو آتا نہیں سنا ز سدا کی امیر و نکا قسم سحر ہی جب پاک لب سرخ ہوں اس کی سر کشا اسکے دربان پاس کی شکو بھی کر گئی بہتوں کو سر لڑ کوئی جو یہ باندہ جنوں کی قفس کے چاک سے دیکھوں تو نہیں تنگ آتا ہوں ہمارے دیکھتے زیر نگین تھا ملک سب جن کے
---	--

دل پر کو تو ان پلکوں کی سب چھان مارا تھا
 کیا قہر اون ڈخالی یوں ہی تر کشا پیر و نکا

ہوا وہ بڑا مروت بیوفا بر گز نہ یار اپنا کہ مدت ہو گئی ہم کھینچتے ہیں انتظار اپنا کہ بخشش اس جگہ ہو و جہان ہو اعتبار اپنا و لکھنا نہ خاطر خواہ روز کو غبار اپنا ہوا محبت میں ان لڑ کوئی ضائع روزگار اپنا	ہونے سوا بیان جس کو چھوٹا و یار اپنا خدا جاؤ ہمیں اس سے خود می ڈکھ طرف پھینکا ذلیل و سکی گلی میں سوچ تو ہوا آزادی کیسے اگرچہ خاک اڑائی دیدہ تر فریاد بیان کی کیا وضع لوگوں نے جو دیکھا رات کو ملے
---	---

اس قدر حال ہمارا نہیں ہوتا
 ماضی میں تو یہ ہوا تو تھا کہ ہم
 اپنے ہمت اگر کج گویاں ہوتا
 میری زنجیر کی جھکاؤ نہ کوئی سنتا
 شور جنوں نہ اگر سلسلہ چٹان ہوتا
 ۱۸۰
 ہر آنکہ رہنا ہے ترا منہ نکالتا
 دل کی تعلیم نہ تھی تو نہ حیران ہوتا
 وصل کے دن کی بیل کیوں کہ شب حیران ہوتا
 وصل کے دن میں ایام کا نقصان ہوتا
 شاید اس طور میں ایام کا نقصان ہوتا
 شاید اس طرح جو ہم روز تو چہرے میں
 طور اسچہ ہو جو ہم روز تو چہرے میں
 کہیں کہیں کیا تھا بھاری جو نہ ہو جاتا
 کہیں کہیں کیا تھا بھاری جو نہ ہو جاتا
 کہیں کہیں کیا تھا بھاری جو نہ ہو جاتا
 کہیں کہیں کیا تھا بھاری جو نہ ہو جاتا

انفاق

۱۸۳

دم گزشتگی ای کو زبان کیون دو
 وہ پاس آن بیٹھے تھو کہ حساب کیا
 سو بار اسکے کو چٹک بھائی میں چلا
 دل ہی اگر بجائو یہ راضی کیا
 بس اب نہ منہ کھلاؤ بیمار اڈے رہو
 جھڑ کو ہم سوال کو رین نہ جواب کہ
 دوزخ نہ سوچو نہ کو دوزخ نہیں رہا
 اب وہ ان کی یہ ٹھہری دی کہ عین عذاب
 کا ایک راہ کی وضعی بھی ہو رہا

<p>وہ نے جب ملک تو خیر بدیا رہا تھا کہ چسپان محمدین بھی کہیں پیا رہا تھا کسور افس سے کچھ سروکار تھا</p>	<p>یہی جنس دل کی گران قدر تھی بہت روعی ہم شبنم و گل کو دیکھ مجھے اے دل چاک کیا شانہ سا</p>
---	--

گیا میراں سے کرو گے جو یاد
کہو گے کہ مسکین عجب یار تھا

<p> دل گیا مفت اور دکھ پایا مر گیا نشہ سنگسار کیا یہ شب بھر سر کرے ہے پر می </p>	<p> ہو کے عاشق بہت میں بچپتا یا نخل ماتم مرا یہ پھسل پایا ہو سفیدی کا جس جگہ سایا </p>
--	--

صحن میں میرے گل مہتاب
کیون شگوفہ تو کھیلنے کا لایا

<p>چاک کر سنیہ دل میں پھینک دیا تھکو جیتا رکھے خفا اے بتان سب گئی ہوش و صبر و تاب تو ان</p>	<p>کھینچے ایندا ہمیشہ کسکی بلا مر گئے ہمتو کرتے کرتے و قا دل سے اک داغ ہی جدا ہنوا</p>
---	--

اوٹھ گیا میٹروہ جو بالین سے
پھر مری جان مجھ میں کچھ نہ رہا

[illegible]

رکتا تھا ہاتھ میں سرشتہ بہت سینے کا
 ای طیش لو ہو پئی میرا جو توجھوٹ گئی
 ہمیں حیران ہو کس کسا گلا تیرے گردن
 رہ گیا دیکھ رفوچاک مرو سینے کا
 کس سوہ قاعدہ سیکھا و لو ہو پئیہ کا
 بد کہانی کا تغافل ترے کئے کا

رکتا تھا ہاتھ میں سرشتہ بہت سینے کا
 ای طیش لو ہو پئی میرا جو توجھوٹ گئی
 ہمیں حیران ہو کس کسا گلا تیرے گردن
 رہ گیا دیکھ رفوچاک مرو سینے کا
 کس سوہ قاعدہ سیکھا و لو ہو پئیہ کا
 بد کہانی کا تغافل ترے کئے کا

میر کی بنض یہ رکھ ہاتھ لگا کہنے طبیب
 آج کی رات یہ بیمار نہیں جینے کا

عشق و دل یہ تازہ دماغ جلا
 اس سینہ خسانہ میں چراغ جلا

میر کی گرمی تھے اجڑ چکے
 کس سے ملتا ہے یہ دماغ جلا

روایت پاک

اندوہ کی سوئی نہ رہائی تمام شب
 جب میں شروع قصہ کیا آنکھیں کھولیں
 جہنم چلی گئی تھی ستاروں کی صبح تک
 بخت سیہ زور میں کل یاوری کی
 بہتوی گزری دھند کی شب نہ ابھرا
 سناہی سو دلوں گزرجائیں سو کمان
 مجھ دل زدہ کو نیند نہ آئی تمام شب
 یعنی تھی مجھ کو چشم نہائی تمام شب
 کی آسمان زویدہ درائی تمام شب
 تھی دشمنوں سے اسکے لڑائی تمام شب
 ایذا عجب طرح کی اوٹھائی تمام شب
 بیل نڈگو کہ نالہ سرائی تمام شب

رکتا تھا ہاتھ میں سرشتہ بہت سینے کا
 ای طیش لو ہو پئی میرا جو توجھوٹ گئی
 ہمیں حیران ہو کس کسا گلا تیرے گردن
 رہ گیا دیکھ رفوچاک مرو سینے کا
 کس سوہ قاعدہ سیکھا و لو ہو پئیہ کا
 بد کہانی کا تغافل ترے کئے کا

رکتا تھا ہاتھ میں سرشتہ بہت سینے کا
 ای طیش لو ہو پئی میرا جو توجھوٹ گئی
 ہمیں حیران ہو کس کسا گلا تیرے گردن
 رہ گیا دیکھ رفوچاک مرو سینے کا
 کس سوہ قاعدہ سیکھا و لو ہو پئیہ کا
 بد کہانی کا تغافل ترے کئے کا

رکتا تھا ہاتھ میں سرشتہ بہت سینے کا
 ای طیش لو ہو پئی میرا جو توجھوٹ گئی
 ہمیں حیران ہو کس کسا گلا تیرے گردن
 رہ گیا دیکھ رفوچاک مرو سینے کا
 کس سوہ قاعدہ سیکھا و لو ہو پئیہ کا
 بد کہانی کا تغافل ترے کئے کا

این بر خیز می
۱۸۷
نیم قرن درین دیار پادشاهی
جایای صد و بیست و پنج
اجتاج و بی که مطلق کوئی نیست
جنس و خالگر بیست و یک
محمی جمعیه و دو گایلوکون و گریه یکن
پوتی و بند کوئی تنگ و راه سیلاب
قطعه

کتاب جالب و کتب
محبوبه که در کتابخانه
کنعان موجود است

قطعه

بیل خوش لاله گل دلون سرخ و زر	شمشاد مجھ کی اکن نترن کے بیج
کل ہم بھی سیر باغ میں تھو ساتھ یار	دیکھا تو اور رنگ ہر سار چمن کے بیج

قطعه

یاسا تھ غیر کر تھیں ایسی بات چیت	سو سو طرح لطف ہیں اک اک سخن کے بیج
پاپاس کے لگتی ہے چپ ایسی آن کر	گو یا زبان نہیں پر تھار و دہن کے بیج

فرما دو قیس و میر یہ آوارگان عشق

یونہی گئی ہے سب کے رہی من کی سب بیج

جو تھ ہر جذبہ نہیں یار کی گفتار کو بیج	ویر لکن پر قیامت ابھی دیدار کو بیج
کسی خوبی کو طلبگار بیچ ت طلبان	خرو بگڑ کو چلا آتے ہیں بازار کو بیج
خضر و عیسوی کہ تھیں نام کو جیتا سن نو	جان پر درند کب اسکی کسو بچار کو بیج
اگر کیا بیج تھار تھے بس عاشق کو	بال جو اور گھر سنو لگو دستار کو بیج
عشق پر جسکو ترا اوس سے تو رکھ لکو جہم	زندگی کی نہیں امید اس آزار کو بیج
ہم بھی تب کد فاسی کر نیلے کیا کر دی	جنت مکتبی نہیں آپ کی سرکار کو بیج
دیدنی دشت جنوں پر کچھ چھوڑا پا کر	مین فرمونی سر پر کھین میں رخ کو بیج

۱۹۱

طیحات

یہ ساری باتیں فطرت ہی سے ہیں
 جو دل میں آتی ہیں وہی دل سے ہیں
 جو زبان سے نکلتی ہیں وہی زبان سے ہیں
 جو قلم سے لکھی ہیں وہی قلم سے ہیں
 جو ہاتھ سے لکھی ہیں وہی ہاتھ سے ہیں
 جو دماغ سے لکھی ہیں وہی دماغ سے ہیں
 جو روح سے لکھی ہیں وہی روح سے ہیں
 جو خدا سے لکھی ہیں وہی خدا سے ہیں

یہ ساری باتیں فطرت ہی سے ہیں
 جو دل میں آتی ہیں وہی دل سے ہیں
 جو زبان سے نکلتی ہیں وہی زبان سے ہیں
 جو قلم سے لکھی ہیں وہی قلم سے ہیں
 جو ہاتھ سے لکھی ہیں وہی ہاتھ سے ہیں
 جو دماغ سے لکھی ہیں وہی دماغ سے ہیں
 جو روح سے لکھی ہیں وہی روح سے ہیں
 جو خدا سے لکھی ہیں وہی خدا سے ہیں

مذہب کا نام نہ لیں
 کہ نہ جانے کون سا
 مذہب کا نام نہ لیں
 کہ نہ جانے کون سا

مذہب کا نام نہ لیں
 کہ نہ جانے کون سا
 مذہب کا نام نہ لیں
 کہ نہ جانے کون سا

<p>کچھ اور ہو گئے جو کسوختہ جان کی طرح کہتے ہیں یہ عرش میں اس کی طرح میری غزل پڑھی تھی اب کسوختہ کی طرح ملتے تھے سر باغ میں کچھ ان کی طرح والی چمن میں ہوا اگر آشیان کی طرح</p>	<p>کر تو تو بوسہ نہیں رہو کے جو اس نقشہ الہی دل کا مرو کون لیکھا مرغ چمن کی روئے رو لایا بھونکا تین لگ کر گلو اس کے بہت میں بکا کیا جو کچھ نہیں تو بجلی سے ہے پھول پڑ گیا</p>
---	---

یہ باتیں رنگ رنگ ہماری ہو رہی ہیں
 آجاتی ہو گئی ہیں کچھ اس کی طرح

<p>بھرتا آوین کیونکہ آنکھیں میری ہمارے طرح اوسکی آمد میں ہر ساری نسل کی طرح سیکھتی تھی روئے اس کی آنکھ جھمکائی طرح کوئی تو تیرا او اس کو دام میں لائی طرح اس شجر میں کتنی ہر اس کی لوائی طرح عشق کی مدد سے یان الی پڑائی طرح ہر دل چاک میں بھی رہنے شائستگی طرح دیدنی ہو دروند کی بھی جانی طرح</p>	<p>دور گردون بھولی کچھ اور شائستگی طرح اٹھتا ہے کچھ صفتا تو ہو باغ و بہار شمع انجم میں اتنی دلکشی آگ نہ تھی ہم گرفتار ہو وحشت ہی کر رہو غرا ایک دن بیکھا جوا کی بید کو تو کھ اوٹھا آج کچھ شہر وفا کی کیا خبر آئی ہو نئی پیچ سا کچھ ہو زلف و خط سوا ایسا ہونا کس طرح جیسے گزرتی ہیں آنکھیں موند کر</p>
---	--

۱۹۲

مذہب کا نام نہ لیں

مذہب کا نام نہ لیں
 کہ نہ جانے کون سا
 مذہب کا نام نہ لیں
 کہ نہ جانے کون سا

مذہب کا نام نہ لیں
 کہ نہ جانے کون سا
 مذہب کا نام نہ لیں
 کہ نہ جانے کون سا

یہاں نازم کشتی سے گیا دیکھتا نہیں ہے
جب یہ لوہر سے نکلا جاتا وہ گھر سے نکلا

کج اس چمن من شهر می گلکی کلاه تا چند
رکتا بدو داغ و یکصینچ اشتباه تا چند

ایذا بھی کھینچ چکے جو ہفتے عشرے کی ہو

اس طرح مرتے رہیے اسے قیصر آہ تاجپند

بخت بن اسے تو ہمارے کے مانند
 پہونچی شاید جگر تک آتش عشق
 کو دماغ او سکی رہ سوا دھنسنے کا
 کوئی نکلے کلی تو لالہ کی بہ
 سر و کو دیکھ عشق کیا ہمنے
 ہا کر شب گلے پڑے او سکے
 برق تڑپی بہت دے نہونی

چاک ہو دل انار کے مانند
اشک بین سب شرار کے مانند
بیٹھے اب ہم غبار کے مانند
اس دل داغدار کے مانند
تھا چمن بین وہ یار کے مانند
ہم بھی پھولوں کے ہار کے مانند
اس دل بقیہ دار کے مانند

قطعه

اون نے کہنی تھی حیدر کہ میں تیغ
 دے کے گھوڑی کی آگے سے نہ ملے
 زخم کھا بیٹھیں جو جگر پر مت

برق ابر بہار کے مانند
ہم بھی دبیلے شکار کے مانند
تو بھی مجھ دل نگار کے مانند

نہ ناز سرکشی سے کیا دیکھتا نہیں ہے	گنج اس جہن من ٹھہری گلکی کلاہ تاچند
مہ لودھری نکلا جاتا وہ گھر سے نکلا	رکھتا ہوا غ دیکھیں چ اشتباہ تاچند
ایذا بھی کھینچ چکے جو ہفتے عشرے کی ہو	
اس طرح مرتے رہیے اسے قہر آہ تاچند	
بن اسے نو بہار کے مانند	چاک ہو دل انار کے مانند
وہی شاید جگر تک آتش عشق	اشک بین سب شرار کے مانند
ہوا غا د سکی رہ سو ادٹھنے کا	بیٹھے اب ہم غبار کے مانند

۱۹۳

[illegible]

در دیوانه‌های

ز قاریم نہ نوحی رحم ابھوان زمین پر
 لانا تازہ آفت کدھر زمان زمین پر
 آج کلین لکین پین گی بر سو دین بھون کی
 ہو گا قدم کا یز سب جس جانسان زمین پر
 من مشت خاک یارب بارگراں غم
 کیا کیسے اترے اس ایک آسمان زمین پر
 آج کلین پین چہ ہی پین لوگوں کی تر رہ زمین
 شک دیکھ کر قدم رکھ او کام جان زمین پر
 ۱۹

۱۹۴

پسین نھو کہ وہ نہیں
گنڈا کیا آپ کی زمین پر
جو کوئی بیان کی گنڈا کر دے
پانی ریاکب اوٹنا ہو کہ وہ نہیں
بھیجی اٹھالی سمجھو کہ وہ نہیں
کیا کیا یہ نہیں

اسیر میر منوے اگر زبان رستی
ہوئی ہماری یہ خوش خوانی سحر صیاد

<p> لڑکے پھر آئے ڈر گئے شاید سب پریشان دلی میں شب گزری کچھ خبر ہوتی تو نہوتے خبر میں مکان و سرا و جا خالی آنکھ آئینہ رو چھپاتے ہیں لو ہو آنکھوں میں اب نہیں آتا اب کہیں جنگلوں میں ملتے نہیں بیگلی بھی قفس میں ہے و شوار بگڑے تھے کچھ سنو رگے شاید بال اُسکے بکھر گئے شاید صوفیان بو خبر گئے شاید یار سب کوچ کر گئے شاید دکھو لیکر مگر گئے شاید زخم اب دل کو بھر گئے شاید حضرت خضلہ مر گئے شاید کام سے بال و پر گئے شاید </p>	<p> لڑکے پھر آئے ڈر گئے شاید سب پریشان دلی میں شب گزری کچھ خبر ہوتی تو نہوتے خبر میں مکان و سرا و جا خالی آنکھ آئینہ رو چھپاتے ہیں لو ہو آنکھوں میں اب نہیں آتا اب کہیں جنگلوں میں ملتے نہیں بیگلی بھی قفس میں ہے و شوار بگڑے تھے کچھ سنو رگے شاید بال اُسکے بکھر گئے شاید صوفیان بو خبر گئے شاید یار سب کوچ کر گئے شاید دکھو لیکر مگر گئے شاید زخم اب دل کو بھر گئے شاید حضرت خضلہ مر گئے شاید کام سے بال و پر گئے شاید </p>
--	--

شور بازار سے نہیں اٹھتا
رات کو میر گھر گئے شاید

<p>سو پھر گہری پہلی ہی صحبت کے بعد قیامت تھی ایک ایک ساعت کے بعد یہ راحت ہوئی ایسی محنت کے بعد</p>	<p>بنی تھی مجھ اک اس سو مدت کے بعد جدائی کے حالات میں کیا کہوں موا کو بہن بے سستون کھود کر</p>
--	--

زمین نھو کہ زمین
 جو کوئی یان کو گذر کیا آپ کو
 پانی ریا کیب او تنہا ہو کہ روان زمین پر
 پہنچا کیب او اچھا ہے کہ چو گریان زمین پر
 بہشت بہشت کیب ان تجر و ان کیب
 بقی نظر زمین او اری کہ زمین پر
 قصر جنات و بہشت کیب زمین پر
 شاہ لہو و دی کیب زمین پر
 ان خان کی دی انہوں کی دی کیب زمین پر
 آثارین جن بہشت و کیب زمین پر
 کی

کجا سحر جیکا در هو میر اس غزل کوسکر
 بار می نظر کرد یک ای مهربان زمین پر
 کجا سحر جیکا در هو میر اس غزل کوسکر
 بار می نظر کرد یک ای مهربان زمین پر
 کجا سحر جیکا در هو میر اس غزل کوسکر
 بار می نظر کرد یک ای مهربان زمین پر

کجا سحر جیکا در هو میر اس غزل کوسکر
 بار می نظر کرد یک ای مهربان زمین پر

کجا سحر جیکا در هو میر اس غزل کوسکر بار می نظر کرد یک ای مهربان زمین پر	کجا سحر جیکا در هو میر اس غزل کوسکر بار می نظر کرد یک ای مهربان زمین پر
--	--

کجا سحر جیکا در هو میر اس غزل کوسکر
 بار می نظر کرد یک ای مهربان زمین پر

کجا سحر جیکا در هو میر اس غزل کوسکر بار می نظر کرد یک ای مهربان زمین پر	کجا سحر جیکا در هو میر اس غزل کوسکر بار می نظر کرد یک ای مهربان زمین پر
--	--

کجا سحر جیکا در هو میر اس غزل کوسکر
 بار می نظر کرد یک ای مهربان زمین پر

۱۹۵
 کجا سحر جیکا در هو میر اس غزل کوسکر
 بار می نظر کرد یک ای مهربان زمین پر

کجا سحر جیکا در هو میر اس غزل کوسکر
 بار می نظر کرد یک ای مهربان زمین پر

٢٧

اس بات پر جان دیکھو کہ کیا کلام افشار
 ہر دم کو بڑی رستہ میں ہم جی کو مار کر
 نصیب کی بجائی ہو کہ کام افشار
 اور نہ سب کو نواؤں سے لہجہ افشار
 عدالت افشار ہا ایک ہر دم
 اور نہ سب کو نواؤں سے لہجہ افشار
 اور نہ سب کو نواؤں سے لہجہ افشار
 اور نہ سب کو نواؤں سے لہجہ افشار

مرنے پہ جان دیتی ہیں وارفتگان عشق
 ہے میرا راہ و رسم و یار و خاکچہ اور

چمکی ہو جب برق سحر گلستان کی اور وہ کیا یہ دل لگی ہو فنا میں کہ رفتگان رنگ سخن تو دیکھ کہ حیرت سیلغ میں انگلیں سی کل ہی جاہنگی جو مر کیا کوئی کیا بے خبر ہو رفتن رنگین عمر سے یان تاب سحر کسکو مگر خدب عشق کا یارب ہو کیا مرا سخن تلخ یار میں یاد دل دیدہ تھی جگہ یا کہ تجھ بغیر آیا کسی تکرر خاطر ہے زیر خاک	جی انگس رہا ہو خار خوش آشیان کی اور منہ کر کر بھی نہ سوئی کبھی جہان کی اور رہ جاتا منگے دیکھ کر گل اس مان کی اور دیکھا نہ کر غضب سو کسوختہ جان کی اور جو کہ چین میں دیکھ کر تک ابھران کی اور لاوی اسکو کھینچ کسونا توان کی اور رہتے ہیں کان بکراوسی بذر بان کی اور اب دیکھتا نہیں ہو کوئی اس مکان کی اور جاتا ہو اکثر ایتھو غبار آسمان کی اور
---	---

کیا حال ہو گیا ہے ترے غم میں میرا
 دیکھا گیا نہ ہے تو نکا و س جوان کی اور

نئے طور سیکھے نکالے و صبا اور ادا کچھ ہے انداز کچھ نار کچھ	لکر اور تھے تب ہوں ہوا ب اور تہ دل ہو کچھ اور زیر لب کچھ اور
---	---

۱۹۸
 ہم آپ سے گئے تو گئے پر بیان بخش
 بیچا تو روز شہین انتظار کہ
 کھنکھون دیکھیں گے خزاں کو باغ
 کن آکھوں کھنکھن سحر انبا بار کہ
 گلے پہ پین رخت تین تین بین
 گل تھل تھل تھل تھل تھل تھل
 ہم اور اب راج کے دعو کو کچھ
 اک صبح میری چھائی میں بہار کہ
 بے بچوں گل بھی نہ اس کی کچھ
 مرنے میں میری تیرے کو کچھ

نئے طور سیکھے نکالے و صبا اور
 ادا کچھ ہے انداز کچھ نار کچھ
 لکر اور تھے تب ہوں ہوا ب اور
 تہ دل ہو کچھ اور زیر لب کچھ اور

[illegible]

خندہ چشمک حریف و سخن زیر لہی
 داغ ہونا نظر آتا ہے و لون کا آخر
 خط نمودار ہوئے اور بھی لٹوٹ گئے
 درگزار پہ جانے کے نصیب پر کمان
 کیا رکھا کرتے ہو آئینے سو صحبت ہر دم
 دلوں لیتے ہو کھٹکانہیں بچو پاتا
 مورچہ جیسے لگے تنگ شکر کو اگر
 جطرح کفر بندھا ہر گھلے سلام کمان
 ہم نہ کہتے تھے نہ مل مینچو کے اسرار ہد
 نارسائی بھی نوشتے کی میر دور پہنچے

اقتلاط ایک تمحیص میں میری غم کش ہے نہیں
جب تب یوں تو نظر آتے ہو دو چار کے سپہا

۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲
 ۴۷۳
 ۴۷۴
 ۴۷۵
 ۴۷۶
 ۴۷۷
 ۴۷۸
 ۴۷۹
 ۴۸۰
 ۴۸۱
 ۴۸۲
 ۴۸۳
 ۴۸۴
 ۴۸۵
 ۴۸۶
 ۴۸۷
 ۴۸۸
 ۴۸۹
 ۴۹۰
 ۴۹۱
 ۴۹۲
 ۴۹۳
 ۴۹۴
 ۴۹۵
 ۴۹۶
 ۴۹۷
 ۴۹۸
 ۴۹۹
 ۵۰۰

[illegible]

ہم تو کیا عرض
 کہ جواب ہے جو دیہی ہے تنکا ہی
 ماہنہ بن ہے کچھ فلک بلے پانچ
 شیخ ان لہو کو بے کو اس تیس
 رکھا ہر کون آتش سوزندہ گھاس
 کہنے تو قدر کی ہے شمع وفا کی فوب
 بچنے کے اب پیسے کیوں شام

۲۰۱
 آئندہ کو مستی کو جائے کو جسم کے
 بیشمار رویہ عاریتی ہے کہاں میں
 وحشی ہے میں راہ پر اس کے خلاف عقل
 پرستوں کو جاگے کیا کوئی ایسے او اس میں
 روایت شین
 گل کو

فاک بھی وہ خود کوسا گلزار باد
 شمع ہو تا تر استعار ای گلشن
 سپین راہ سخن گلشنی بھی
 ایسہی جان آخونجا سن والی بھی
 سطح میسر بھی غم نشمار ای گلشن
 ساکد ایسہ دایوین ای گلشن
 یہود و انکم من ای گلشن
 رہی ایک آدھ دن بہار ای گلشن
 ہوتا صبا قرار اسے گلشن

آخروں کے کار سے پروہ چھٹکا کیا
 مقدور تک تو چھاتی کے ہنر چھپائے داغ

دلکی گرہ میں غنچہ لالہ کے رنگ میر
سوز و روت کچھ نہیں ہوا بسوائے داغ

روایت فامی

میلان دل ہے زلف سیہ نام کی طرف
دل پنا عدل اور محشر سے جمع ہو
اس پہلوئے فکر کو بسترے کام کیا
یک شب نظر پڑا تھا کہیں سو اب نام
آنکھیں جنھوں کی زلف مریخ سے لگیں
جون چشم بار بزم میں اگلا ہے آج
خارا اسگاف و سینہ خراشا یک سہ
دل پاک ہے ہین چنانچہ ہے شوق
جاتا ہو صید آپسے اس نام کی طرف
کرتا ہے کون عاشق بنیام کی طرف
مُدت ہوئی کہ چھوٹے ہو آرام کی طرف
رہتی ہو کون چشم تری بام کی طرف
وے دیکھتے نہیں سحر و شام کی طرف
ٹھک دیکھتے شیخ محو کی بھر و خام کی طرف
لیکن نظر نہیں ہو تجھے کام کی طرف
میلان طبع کب ہو کو خام کی طرف

دیکھی ہے جب سواست کا فرکی شکل میں
جاتا نہیں ہر جی تنگ اسلام کی طرف

روایت تمام

[illegible]

دین کیوں آگم بخاسدہ
 خون ہونے ہوتا ہو کئی ایک دم شریک
 بدن جلا کیمیں نہیں ہیں میں شریک
 دلتنگ ہو بے خونے ملے لگے ساتھ
 شاید کہم دشت میں آؤں گے لگے
 کا غزنہ آؤں گے دشت میں آؤں گے
 باں قیام لگے دشت میں آؤں گے
 لکھا خاک لکھا خاک لکھا خاک

میر جی زرد ہوتے جاتے ہو
کیا کہیں تھے بھی کیا ہے عشق

روایت کا ف

<p> ویکھی تھی تیرے کان کے ہوتی کی ایک جھپک یارب اک شہسباز نکلتا ہر چال سے طاقت ہو چکے دل میں وہ دو چار دن کے برسوں ہوئے کہ جان جاتی نہیں خلش </p>	<p> باقی نہیں ہوا شک و خسار کی ڈھنگ ملتے پھر میں ہیں خاک میں لے لے فلک ہم ناتوان عشق تمہارے کہاں تلک شک نہ گئے تھے آگے مرے وہ چہرہ تلک </p>
--	--

آئے نہ تاتھ میہ کے میت پر کل نماز
تا بوت پر تھی اسکے پٹ کثرت ملک

<p> عزت اپنی انہیں ہے یار کو منظور ٹک حال میرا شہرین کہتے رہینگے لوگ دیر بشت پا مار میں شاہی پر گدائی کو عشق چاہنے کا مجھ سے بڑا قدرت کا کیا ہو عبا حق تو سب کچھ تھا ہی حق جان کسوا مگر حسن تبار کیونکر نہوے شیخ شہر </p>	<p> پاس جا تا ہوں تو کتا ہر کہ بیٹھو در ٹک اس فسانے کے زمین ہو تو در مشہور ٹک دیکھو تم یان کا خدا کے واسطے مشہور ٹک عشق کر نیکو کسو کے چاہیے مقدور ٹک وصلے سے مات کرتا کاشکے منصور ٹک حق ہوا کے آگے وہ انکھو سے ہر مندور ٹک </p>
--	---

بوسه معلوم است که یکبار
فایده ای بین کمالی خاکی
در دل این عالم باطنی
با عیار بوی باران
دل جلالت علی بساط
لا غزنه تمام غزل
دست من در دامن گل

[illegible]

خاک پر ہے سدا جبین نیاز اور کوئی ہو جبہ سا کیا خاک

تربت میر پر چلے تم ویر
اسنی مدت میں وان رہا کیا خاک

آج کل کے کچھ نہ طوفانِ ابرو چشمِ گریہ ناک
 یوں نرود تو نرود و دور نہ رود و پیارے
 دل سے آگے خاک قدم رکھو تو پھر بھی لبِ رو
 بے گدازِ دل نہیں ان مکانِ وناہقد
 سو جھٹا اپنا کرے کچھ ابر تو ہر مصلحت
 سبز ہو روئے سحر میرے گوشہ گوشہ شہت کا
 موج زن برسوں سے ہو دریا ہر چشمِ گریہ ناک
 ہر قدم اس شہت میں پیدا ہر چشمِ گریہ ناک
 سیرِ قابل و دیدنی اک جا ہر چشمِ گریہ ناک
 تہ کو پہونچو خوب تو پر واپس چشمِ گریہ ناک
 بوش غم سے جیسے نابینا ہر چشمِ گریہ ناک
 باعث آبادی صحرا ہے چشمِ گریہ ناک

وے خانی پامرتی نکھون ہی مین تے پھر ہین میر
یعنی ہر دم او سکی زیر پا ہر چشم گریہ ناک

سو خوشچکان گلی میں ایک مری باتک
ملنے میں میرے گاہی ٹک تن دیا نہ ادھر
ہر تپدیچ سسر پر اس کی خاک ڈالی
ان بدیوں کا جاننا کوئی سہا سے چھو

[illegible]

تو ہم میں اور آپ میں مت و کسی کو دخل
 مہرے ہیں اسکے واسطے یوں تو بہت لے
 پتے کو اس چمن کے نہیں دیکھتے ہیں گرم
 بت چیز کیا کہ جس کو خدا مانتی ہیں سب
 فردوس کو بھی آنکھ اٹھا دیکھتے نہیں
 کیا سہل جیسے ماتھ اٹھا بیٹھتے ہیں ہا

ہوتے ہیں فتنہ ساز بھی دریا کو لوگ
 کم شہناہیں طور سے اس کام جانکے لوگ
 جو محرم روش ہیں کچھ آسن گمان کوگ
 خوش اتفاق دکتے ہیں ہندوستان کے لوگ
 کس رجبے سیر چشم ہیں کوئی تباہ کو لوگ
 یہ عشق بیشک ان ہیں الہی کہا کو لوگ

ستھہ تکتے ہی رہے ہیں سدا مجلسوں کے بیچ
 گویا کہ میر محو ہیں میری زبان کے لوگ

کیا عشق خانہ سوز کے ولین چھپی ہواگ
 گلشن بھرا ہوا لالہ دگل سے اگرچہ سب
 پائون میں پڑ گئے ہیں بھپھوڑ مے تمام
 جل جل کے سب عمارت د خاک ہوئی
 اب گرم دسڑ دہر سے کیساں نہیں حال
 کیونکہ نہ طبع آتشیں اسکی ہیں طلبے
 کب لگ سکے عشق جہان سوز کو ہوس

اک سارے تن بدن میں مگر چپکے ہو جاگ
 پر اس بغیر اپنے تو بھائی میں لگی ہو جاگ
 ہر کام راہ عشق میں گویا دبی ہو جاگ
 کیسے نگر کو آہ محبت نے دی ہو جاگ
 پانی ہو دل بہارا کبھی تو کبھی ہو جاگ
 ہم شست خسر کا حکم رکھیں ہ پری سے آگ
 ماہی کی زلیست آب سمندر کا جی ہو جاگ

وزیران سے آئینہ بزمی ہو کر
 کیجئے گلشن کی باری کو
 ہرگز نہ چھوڑو گویا
 ہرگز نہ چھوڑو گویا
 ہرگز نہ چھوڑو گویا
 ہرگز نہ چھوڑو گویا

علا ہر اور میر سے شوق سے مری ہو جاگ
 کس کیسے تون میں ترا کر گیا ہو جاگ
 ہونا نہیں ہو سچ نوا بیاخا کا جاگ
 ہو کر شکستہ رنگی فورت کیا عجب
 ہوتا بخار و شہر اہل فنا کا جاگ
 جس میں نہ جاگ کرین کینہ کا جاگ
 سارا بزمین شوق ہوا کی جاگ

اب ہاتھ اٹھا بند کجست میں شوق سفید
 اب از دل لب ہوا ہون یہ ہاتھ کا رنگ
 حال سے دل گون نہ ہو میر سزا ہون
 رگی یہ ہا دیں بہت اس دو کا رنگ
 فونی ہے اسکی ہر تہہ اس سے ہون
 کیا اسکا طو حسن کھون کیا ادا کا رنگ
 پوچھیں یارین وہ کہہ گئے فونین ہو جھوٹ
 کیا دیکھتے ہیں اسکی ہر تہہ اس سے ہون
 مفذ رنگ نہ گزری ای فونین ہو جھوٹ
 ہرگز نہ چھوڑو گویا ہرگز نہ چھوڑو گویا

نظام اسرار
 ہرگز نہ چھوڑو گویا
 ہرگز نہ چھوڑو گویا
 ہرگز نہ چھوڑو گویا
 ہرگز نہ چھوڑو گویا
 ہرگز نہ چھوڑو گویا
 ہرگز نہ چھوڑو گویا

او نہیں کیا میں بولتی ہی جانشان
 کوئی اور شاف تجھ کو لایا ہے جانشان
 اسی ملک میں اویں سا ہے جانشان
 اسی زمین نظر کا ہے جانشان
 کہ یہ علم اس چمن میں ہے جانشان
 کہ یہ دوا ہو ای نہیں ہے جانشان
 اب ہو کھلا سو جیسے ہے جانشان
 اب غنیمت باد کس کا ہو جانشان
 اب اپنی ہی پتی زاد کس کا ہو جانشان
 استوار ہے بنات بہت ہے جانشان
 بان چاہیے و دل سو کمان ہے جانشان
 وہ کون سی ہے جانشان

ایں ابرو کمان پر جو قربان مہین ہم	ہمیں کو نشانا بناتے مہین لوگ
نہ سویا کوئی شور شب سے مرے	قیامت اذیت اٹھاتے مہین لوگ

اُن آنکھوں کے بیمار ہیں میری ہم
بجادی کھینے ہمارے تے ہیں لوگ

روایت لام

مار بھی آسان ہے دشنام سہل
 جون نگین ہین گے جگر کا وہی تبت
 جان دی یار و بچہ تبت آنکھیں لگین
 مددے ہو چشم شوخ یار کا
 یار اگر ہے اہل تو ہے کام سہل
 کیا نکلتا ہے کسو کا نام سہل
 کہنے پایا آہ یاں آرام سہل
 کیا انگا ہوں میں ہو یا دم سہل

تمنے دیکھا ہو گا پکین مسیحا کا
ہم کو تو آیا نظر وہ خام ہل

<p>پوشیدہ کیا رہو ہے قدرت مبادل ہو تیرہ یہ بیا بان گرد و غبار سب اندوہ غم سے اکثر رہتا ہوں میں کمتر پیش آؤے کوئی صورت نہ ہو نہیں کے</p>	<p>دیکھے نہ بیستون میں زو آرزوئے دل وے راہ کب دکھاؤ بے رہنمائے دل کیا خاک میں ملی ہے میری صفائے دل آئینہ سان جنہیں کے کچھ شنائے دل</p>
--	---

هو بن سيد بن قنلى بن ابي طالب بن عبد المطلب
بن هاشم بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة
بن كعب بن لؤي بن غالب بن فهر بن مالك بن نضر
بن كنانه بن خزيمه بن كلاب بن مره بن كاهل
بن صيفيه بن ثعلبه بن عكر بن زهير بن جذع
بن عمرو بن فاسط بن مالعه بن عدنان

غنیمت جان فرصت آج کے دن
اگر یہ ہم نہیں ملنے کے لائق
لیا زائد نے جام بادہ کھن پر
وہی پہونچے تو پہونچے آپ تک
ہو ادل عشق کی سختی سے دیران

سحر کیا جانے کیا ہوش ہر حال
کو طرح تو ہے بھی بھلاں
بمحبہ اللہ کھلا عقد انامل
نہ یان طالع رسا و جذب کمال
ملائم چاہے تھا یان کا حال

پس زدت سفر سے آئے ہیں میر
گئیں وہ اگلی باتین تو ہے جاہل

روحیت میم

کچھ نہ پوچھو بہک ہے ہن ہم
سو کھ غم سے ہوئے ہیں کا تھکا
وقفہ مرگ اب ضروری ہے
کیونکر گرد عسلاقم بیٹھ سکے
کون پہونچے ہے بات کی تھکو
اُسے دینے کما تھا بوسہ لب
نقش پاسے رہی ہیں کھل نکھین

عشق کی جڑ سے جھٹک ہو ہن ہم
پر د لون میں کھٹک ہے ہن ہم
عمر طو کرتے تھک رہے ہن ہم
دامن دل جھٹک ہے ہن ہم
ایک مدت سے بک ہے ہن ہم
اس سخن پر اٹک ہے ہن ہم
کسکی یون راہ تک ہے ہن ہم

یہ سب کچھ کہہ کر میں نے کہا خدا معلوم
جو جانا کہ سبب نہ جانا با
سو جی اس عمر میں ہو رہا ہے
مکہ کیوں نہ کیا معلوم
چہ نہ انداز کیا کہین
گر نہ تو جی کا کیا معلوم
ہم کو تیری نہیں ہے کیا معلوم
عشق کیا تھا مار رہے تھے گام
بند راہین بھی اتنا معلوم

ان کی باتیں
۲۰۹

سختی و فاقہ پر ہر دن سے ہن
طراز کس کی کسوٹی سے ہن
تو علی کا ہے ہن تو علی کا ہے
عشق کیا ہے اور حبیب کی کاہن
دل بجا ہو تو میں نے کہا خدا معلوم
کچھ نہ پوچھو بہک ہے ہن ہم
سو کھ غم سے ہوئے ہیں کا تھکا
وقفہ مرگ اب ضروری ہے
کیونکر گرد عسلاقم بیٹھ سکے
کون پہونچے ہے بات کی تھکو
اُسے دینے کما تھا بوسہ لب
نقش پاسے رہی ہیں کھل نکھین

یہ سب کچھ کہہ کر میں نے کہا خدا معلوم
جو جانا کہ سبب نہ جانا با
سو جی اس عمر میں ہو رہا ہے
مکہ کیوں نہ کیا معلوم
چہ نہ انداز کیا کہین
گر نہ تو جی کا کیا معلوم
ہم کو تیری نہیں ہے کیا معلوم
عشق کیا تھا مار رہے تھے گام
بند راہین بھی اتنا معلوم

کچھ نہ ہی میں میں نہیں لوگ جیب چاک

سب میرے رنجیتوں کا دوا دانا کوں تمام

بخت سیدہ کی نقل کریں کس سے چال ہم
کیونکر نہ اس چمن میں بن اتنو ٹھہال ہم
باہر گلی میں سیکڑوں جس جالیج تھے
گذرے ہو جی میں گہ وہ وہن گاہ وہ گہ
جاتی نہیں اٹھائی یہ اب سرگرا نیان
لو ہو کمان ہو گریہ خونیں کج کج
وہ تو ہی ہو کہ مرتے ہیں سب تیرے طور پر
گذری ہے بسکہ اسکی جدائی لونہ شہ
منظور سجدہ ہو میں اس آفتاب کا
ظاہر ہو آئین بھی ہمارے دم اور پیش
مطلق جہان میں ہو کو جی چاہتا نہیں
نقصان ہو گا آئین ظاہر کمان تلک

منہدی لگی قدم سے ہو پیمان ہم
یان بچوں سو نگہ سو نگہ ہے عیان ہم
یا زلف و خط کو دیکھتے ہیں خال خال ہم
کیا جانیں لوگ رکھتے ہیں کیا کیا ہم
مقدور تک تو اپنی گئے ٹال ٹال ہم
کرتے ہیں منہ کو اپنی طمانچہ لے لے ہم
حور و پری کو جان کے کب میں وان ہم
منہ نوح نوح لے میں علی الاصلان ہم
ظاہر میں یون کریں میں ہمارے زوال ہم
آنکے نہ پھر تھارے گئے ٹک ٹک ہم
اب تم بغیر اتنے ہوئے ہیں باں ہم
ہو ونگے جس نے کھجکھال ہم

تھا کب کمان ملیگا وہ دہن سوار میر

کچھ نہ ہی میں میں نہیں لوگ جیب چاک
سب میرے رنجیتوں کا دوا دانا کوں تمام

بخت سیدہ کی نقل کریں کس سے چال ہم
کیونکر نہ اس چمن میں بن اتنو ٹھہال ہم
باہر گلی میں سیکڑوں جس جالیج تھے
گذرے ہو جی میں گہ وہ وہن گاہ وہ گہ
جاتی نہیں اٹھائی یہ اب سرگرا نیان
لو ہو کمان ہو گریہ خونیں کج کج
وہ تو ہی ہو کہ مرتے ہیں سب تیرے طور پر
گذری ہے بسکہ اسکی جدائی لونہ شہ
منظور سجدہ ہو میں اس آفتاب کا
ظاہر ہو آئین بھی ہمارے دم اور پیش
مطلق جہان میں ہو کو جی چاہتا نہیں
نقصان ہو گا آئین ظاہر کمان تلک

کچھ نہ ہی میں میں نہیں لوگ جیب چاک
سب میرے رنجیتوں کا دوا دانا کوں تمام

کچھ نہ ہی میں میں نہیں لوگ جیب چاک
سب میرے رنجیتوں کا دوا دانا کوں تمام

میرا دل کھول کر دے دوں گا
 اگر تیرا دل کھول کر دے دوں گا
 میرا دل کھول کر دے دوں گا
 اگر تیرا دل کھول کر دے دوں گا

کیا کیا جہان زلفا سوزان نہیں
 کیا کیا جہان زلفا سوزان نہیں
 کیا کیا جہان زلفا سوزان نہیں
 کیا کیا جہان زلفا سوزان نہیں

بھرن آکھیں لو ہو سے رہی گئیں	یہ رنگ اپنا دیکھا صورت سے ہم
دل سے راہ کی امیران سے تو	
ہوئے ہیں فقیران کی دولت سے ہم	

کب تک رہینگے پہلو گناہ زینت ہم	یہ درد اب کہیں گے کس شانہ سے ہم
تکواں کی تہی کھائیں ہیں سجدہ میں سطح	فریاد ہی ہو گئے ملے لہو کو جیروں ہم
خزاں تک یہ میر جو نہ ہو بچا تو یا جب	مدت لگے رہے ترے دامن میں ہم
ہوتا ہو شوق وصل کا ہمارے زیا	کب تھکے دل اٹھا تو ہیں میری تہی ہم
چھابے جو پیش رفتی کرے نور ماہ پر	دیکھے عجب سفید تر سے استیں ہم
یہ شوق صبر ہو گا دیکھو کہ آپ کو	و کھلا یا صبر کہ ہیں بسیار ہم
تکلیف و رول کی نکتہ نگاہ ہو لوگ	یہ بات روز کرتے رہے ہمیشہ ہم
اڑتی ہو خاک شہر کی غلیو میں اب جہاں	سونا لیا ہو گو دین بھر کر وہیں ہم

آوارہ گردی اپنی کھینچی متیہ طوں پر	
اب چاہینگے دعا کو عزت نشیں ہم	

رویت فون	
مدعی مجھ کو کھڑے صاف براکتے ہیں	جھکے تم سنستے ہو میٹھے ہو کیا کہتے ہیں

کیا کیا جہان زلفا سوزان نہیں
 کیا کیا جہان زلفا سوزان نہیں
 کیا کیا جہان زلفا سوزان نہیں
 کیا کیا جہان زلفا سوزان نہیں

۳۱۳

کوئی بجلی کا ٹکڑا اب تک ہے

پھر ہے چھتاہی خاک سے میر
ہوس کیا ہے مزاج آسمان میں

<p> نہیں تخیال لعل دگر با میں غریبا نہ کوئی شب روز گریان اٹھاتے اٹھ کیوں نو سیر ہو کر کے ہے ہر کوئی اللہ میرا کفن میں ہے نہ پتادہ بدن دیکھ ادھر جائیگو آمد ہر تو ہے لیکن بلا تہ وار بحسب عشق نکلا ملے برسوں ڈی بیگانہ ہودہ </p>	<p> گھر پہونچا بہم آب بقا میں ہمیشہ کون رہتا ہے سرا میں اگر پاتے اثر کچھ ہم ذرا میں عجب نسبت ہر بندہ میں پہنچے لو ہو میں بہتر دن کی جا میں سیکپائی ہی ہے باد صبا میں نہ ہمنے انتہائی ابتدا میں ہنر ہے یہ ہمارے شہنا میں </p>
--	---

اگرچہ خشک ہیں جیسے پرکاش
اڑے ہیں میر جی لیکن ہو آہن

مر مر گئے نظر کرا اسکے برہنہ تن میں
گل بھول سے کلباس بن گئی میں انہی کھیز

کپڑے اتارے اول جب پہنچ کر کفن میں
لائی بہار مہکوز در آوری حسین میں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible]

اگلے جواس طوں
 کشتہ انداز کر سکا تھا غلاموں
 لے رہے تھے کچھ ملک کر کے
 تپتم کر سے اشک خونیں
 روضہ صحن میں مردم با قوت
 طائران خون مناش میں
 ایندے ہیں فحش میں ایک

۲۱
وہاں تک سے جانا بیحد اوسطی
میں کہنے پہلے ہیں عیسے زندانی کی پیش
۹۰ کمان بنت لوب کر اٹھی ہیں کہ پیش
پونھوں کے کیا اسکی نسبت ایسے متناظر یہ
دل جو پانی ہو تو آیت ہے دوستے یار
خانہ آبادی کا چھ اس خانہ دیرانی کی
نہ میں میرے نہ آیا پار وہ در ہے طلق
دودن کیا ہی ہمیشہ میں بنی تادی پر
اس نے نہ کیا ہی ہمیشہ میں بنی تادی پر
اس دن کی یاد رہا زبان زد ہر

فیض

کیا جانوں دیکھ کر یہ نہیں کہ ہوا کی آواز میں
 کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تجھے دیکھا ہے
 کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تجھے دیکھا ہے
 کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تجھے دیکھا ہے

دل کو دیا نہ اپنے کسو خوش کس پرستین	خرد دوس ہو نصیب ہے رآوی تھا خوب
ہر دم طیش سر اسے میرے جگر کے تین	کھمک دل کی بھاری میں جاؤں جی چلے
پھر بھی بساؤ گے اس اُتر جو گھر کے تین	تم دل سے جو گئے سو خرابی بہت ہی
کس کس طرح سے باندھتو ہیں مگر کتہ تین	اللہ ری ناز کی نہیں آتی خیال میں
مے اب ملک بھی آئے نہیں کتہ تین	حالت یہ ہو کہ بخبری دم بدم ہو تین

مدت ہوتی کہ اپنی خبر کچھ ہمیں نہیں
 کیا جانے کہ میرے گئے ہم کدھر کے تین

پھر جو یاد آتا ہو وہ چپکسا رہا ہوں	کیا کہوں اول خود تو دیر میں آتا ہوں
بوریا پوشون ہی میں شعلہ جو آتا ہوں	داع ہوں کیونکہ نہ میں دلش یا روجب
جاکے لڑکوں میں ملک انہر د لکھو ہوتا ہوں	بحر میں در طفل بازی کوشش رہا ہوں
دیکھتو پرانے تلواریں کھڑا تھا ہوں	ہوں گر سنہ چشم میں یدار خویا کما بہت
یعنی اس رنگ عدم ہی سہ شہر آتا ہوں	آب سب ہوتا ہوں پا کر اگر کیسیہ جناب
کیونکہ تم آگے ہو آنا آجکل جا ہوں	ایک جاگہ کب ٹھہرنے دوسے جھگڑا دوزگار
جلوہ دیدار کی آفتاب کب آتا ہوں	ہے کمال عشق پر پہلا قتی دلی دلی
دور سے آہ کیسا کیسا گھبراہٹا ہوں	آسمان معلوم ہوتا ہو دوسے کچھ آگیا

کیا جانوں دیکھ کر یہ نہیں کہ ہوا کی آواز میں
 کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تجھے دیکھا ہے
 کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تجھے دیکھا ہے
 کیسے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تجھے دیکھا ہے

۴۱
 کیا کہوں اول خود تو دیر میں آتا ہوں
 داع ہوں کیونکہ نہ میں دلش یا روجب
 بحر میں در طفل بازی کوشش رہا ہوں
 ہوں گر سنہ چشم میں یدار خویا کما بہت
 آب سب ہوتا ہوں پا کر اگر کیسیہ جناب
 ایک جاگہ کب ٹھہرنے دوسے جھگڑا دوزگار
 ہے کمال عشق پر پہلا قتی دلی دلی
 آسمان معلوم ہوتا ہو دوسے کچھ آگیا

کیا کہوں اول خود تو دیر میں آتا ہوں
 داع ہوں کیونکہ نہ میں دلش یا روجب
 بحر میں در طفل بازی کوشش رہا ہوں
 ہوں گر سنہ چشم میں یدار خویا کما بہت
 آب سب ہوتا ہوں پا کر اگر کیسیہ جناب
 ایک جاگہ کب ٹھہرنے دوسے جھگڑا دوزگار
 ہے کمال عشق پر پہلا قتی دلی دلی
 آسمان معلوم ہوتا ہو دوسے کچھ آگیا

<p> یہی تھے سو کسوں صاف کو بہت تو چڑھے آتش عشق نے را دن کو جلا کر مارا جوشِ اشک میں شب ل بھی گیا سینے بر و باری ہی میں کچھ قدر ہو گویا چشم تر ہی میں ہے کاشم ہونے خوشی رو دن تو آتش دل شمع نہ بجھتی نہیں گریہ و راز میں بیتابی دل طرفہ نہیں برگ گل جون کدرا کے آتے ہیں چلے محو گر آپ کو یوں ہستی میں اُسکے جیسے </p>	<p> خوب سا کر لے تال تو اثر پانی میں گرچہ لٹکا ساتھ اس میں یو کا کھڑی میں کچھ نہ معلوم ہوا اسے اثر پانی میں عود پھر لکڑی ہے ڈوبی نہ اگر پانی میں بھول رہتا ہو بہت تازہ و تر پانی میں مجھ کو لیجا کے ڈوبو دیوں گے پانی میں سیکڑون کرتے ہیں پیراں ہر پانی میں رونے سو دھنیں بہری تخت جگر پانی میں بوند پانی کی نہیں آتی نظر پانی میں </p>
--	---

وہ گہرا نکھ سے جاوے تو مٹے انسو میر
آتش رو یا ہون کہ ہون تا بہ مکر یا فی ہین

<p> جوشنل شک ہوئی کھٹھ پر پانی میں ضبط گریہ نے جلایا ہر درد نہ سارا آب شمشیر قیامت ہو برندہ اسکے طبع دریا جو ہو شفته تو بچھڑو نمانے </p>	<p> گرچہ ہوتی ہیں بہت خوف خطر پانی میں دل اپنے بچا ہو کہ ہے سوختہ تر پانی میں یہ گوارا ہو نہیں پاتی ہیں ہر پانی میں آہ بالون کو پر اگندہ نکر پانی میں </p>
---	---

[illegible]

۲۱۵
طهات

عشق کا گھر بسا میرے کمان
 دل پر تیری محبت دھری کمان
 ایک چشمک ہی چلی جاتی ہو گل کی مہری اور
 خوار تو آخر کیا ہو گلیوں میں تو نے مجھے
 خاک اڑاتا شک فشان آن نکلو نہیں تو پھر
 کہے جانے سے نہیں کچھ شیخ مجھ کو ناشوق
 اب کی ہمت صرف کرو اس سے جی اچھے مرا
 پھر دعا ای میرے کرو اگر ایسا کروں
 ترو پا ہزار نوبت لال یکا یک دہن
 یہ کیا عجب ہے ایسے ہوتے ہیں لوگ ہمیں
 آنکھوں کے اندھے ہم تو مدت ہر دم
 اسودگی کا منہ اب کھینچے ہم عام میں
 کرتے ہیں تیرے ملکر و غلط سے جس دم کا
 کیا یہ بھی آگے ہیں اس یوح کو کی دم میں
 عشق میں جی کو صبر تاب کمان
 بیکلی دل ہی کو تما سا تھی
 اس سے آنکھیں لگیں تو خواب کمان
 برق ہیں ایسے فطر اب کمان

عشق کا گھر بسا میرے کمان
 دل پر تیری محبت دھری کمان
 ایک چشمک ہی چلی جاتی ہو گل کی مہری اور
 خوار تو آخر کیا ہو گلیوں میں تو نے مجھے
 خاک اڑاتا شک فشان آن نکلو نہیں تو پھر
 کہے جانے سے نہیں کچھ شیخ مجھ کو ناشوق
 اب کی ہمت صرف کرو اس سے جی اچھے مرا
 پھر دعا ای میرے کرو اگر ایسا کروں
 ترو پا ہزار نوبت لال یکا یک دہن
 یہ کیا عجب ہے ایسے ہوتے ہیں لوگ ہمیں
 آنکھوں کے اندھے ہم تو مدت ہر دم
 اسودگی کا منہ اب کھینچے ہم عام میں
 کرتے ہیں تیرے ملکر و غلط سے جس دم کا
 کیا یہ بھی آگے ہیں اس یوح کو کی دم میں
 عشق میں جی کو صبر تاب کمان
 بیکلی دل ہی کو تما سا تھی
 اس سے آنکھیں لگیں تو خواب کمان
 برق ہیں ایسے فطر اب کمان

۲۱۶

عشق کا گھر بسا میرے کمان
 دل پر تیری محبت دھری کمان
 ایک چشمک ہی چلی جاتی ہو گل کی مہری اور
 خوار تو آخر کیا ہو گلیوں میں تو نے مجھے
 خاک اڑاتا شک فشان آن نکلو نہیں تو پھر
 کہے جانے سے نہیں کچھ شیخ مجھ کو ناشوق
 اب کی ہمت صرف کرو اس سے جی اچھے مرا
 پھر دعا ای میرے کرو اگر ایسا کروں
 ترو پا ہزار نوبت لال یکا یک دہن
 یہ کیا عجب ہے ایسے ہوتے ہیں لوگ ہمیں
 آنکھوں کے اندھے ہم تو مدت ہر دم
 اسودگی کا منہ اب کھینچے ہم عام میں
 کرتے ہیں تیرے ملکر و غلط سے جس دم کا
 کیا یہ بھی آگے ہیں اس یوح کو کی دم میں
 عشق میں جی کو صبر تاب کمان
 بیکلی دل ہی کو تما سا تھی
 اس سے آنکھیں لگیں تو خواب کمان
 برق ہیں ایسے فطر اب کمان

عشق کا گھر بسا میرے کمان
 دل پر تیری محبت دھری کمان
 ایک چشمک ہی چلی جاتی ہو گل کی مہری اور
 خوار تو آخر کیا ہو گلیوں میں تو نے مجھے
 خاک اڑاتا شک فشان آن نکلو نہیں تو پھر
 کہے جانے سے نہیں کچھ شیخ مجھ کو ناشوق
 اب کی ہمت صرف کرو اس سے جی اچھے مرا
 پھر دعا ای میرے کرو اگر ایسا کروں
 ترو پا ہزار نوبت لال یکا یک دہن
 یہ کیا عجب ہے ایسے ہوتے ہیں لوگ ہمیں
 آنکھوں کے اندھے ہم تو مدت ہر دم
 اسودگی کا منہ اب کھینچے ہم عام میں
 کرتے ہیں تیرے ملکر و غلط سے جس دم کا
 کیا یہ بھی آگے ہیں اس یوح کو کی دم میں
 عشق میں جی کو صبر تاب کمان
 بیکلی دل ہی کو تما سا تھی
 اس سے آنکھیں لگیں تو خواب کمان
 برق ہیں ایسے فطر اب کمان

کیا کیا کیا تا مل میں فکر میں گیا گھل
ہوتا ہے گرم کیا تو اے آفتاب خوبی
پیری سے جھکتے جھکتے پہنچا ہوں خاک میں

سمجھانہ آپکو میں کیا جانیے کہ کیا ہوں
 ایک دم میں میں تو شبہ نہ ٹھٹھکا ہوں
 وہ کسی کہان ہر اتو بہت دیا ہوں

مجلو بلا ہے دست امیر و وراس سے
جاگہ سے جب اٹھا ہوں غروب اٹھا ہوں

کوچے میں تیرے میر کا مطلق اثر نہیں
ہر عاشقی کے بیچ ستم دیکھنا ہر طفت
کب شب بیتی زمانے میں جو پھر ہوا نہ روز
ہر خند ہلکو سونے صحبت ہر ہر لیک
گلگشت اپنی طور یہ ہر سو تو خوب بیان
کیا ہو جی حرف نہ گذر دوستی سے آہ
انکھیں تمام خلق کی رستی ہیں سکی اور
کتے ہیں سب خون ہر ہوتا ہر شک و شرم

کیا جائے کہ ہر کو گویا کچھ نہیں
 مر جانا آئیں ہونہ کے کچھ نہیں
 کیا اسے شب فراق بھی کو نہیں
 وامن ہمارا بر کے مانند نہیں
 شاید پریدن گلزار نہیں
 خط لگایا کہ راہ میں پھر نامہ نہیں
 سطلق کو کو حال پر میر نظر نہیں
 زانو تو گر بکلا ہے ہی تو جگر نہیں

جا کر شراب خاتے مین رہتا نہیں تو پھر
یہ کسا کہ میسر جمعہ ہی کی رات گھر نہیں

[illegible]

کہ جس کی طرف
 صدمہ متنبو ہو گیا
 پاس کی کیناں بھی اپنا انگوٹھین
 ہم دور اس سے بیدم و بیدار ہیں
 کیا یہ سارے خانی و عیالے پاس
 ہم بیان مسافرانہ اگر آتے ہیں
 ایسا نو کہ چھڑے کیا بھڑے ہیں
 طے کے کہ اب نہ بھڑے ہیں

ایک کلمہ جو اس کے لیے
۲۱۹
اس سیکڑے میں جسما ہیشا رہا ہے
رحمت ہو ہم کو ہم بھی کیا دہن رہا ہے
گوارا عشق میں ہو نہیں رہا ہے
دوسرا اس کی ہاں ہم دہن رہا ہے
پہلے ہمیں رہا ہے دہن رہا ہے
کے بعد رہا ہے دہن رہا ہے
یونہی رہا ہے دہن رہا ہے

ان

کتابت

[illegible]

تم تو پھر آپ نیکو پھر کہہ چلے ہو گل لیکن
دلکی خواہش ہو کیسکو تو کمی دلکی نہیں
خاک یاں چھانتے ہیں کیوں پھر دلکی لیے
دم زدن مصلحتِ وقت نہیں اے ہدم
شیخ کے آتے ہی کی دیر کا بیخا زمین پھر
ہم سے ناکس تو بہت پھرتے ہیں جی توڑنے
تو نے بھی گردِ رخِ سُرخ نکالا خطِ سبز
خط نے عقل کی سرشت سے کیو مگ سارے
لو کہ گردن نہیں یاں کوئی لہو نہیں

بیکل ایسا ہر رات شب یہ بیمار کمان
 اب بھی جنس بہت ہر پھرید اکمان
 ایسا ہونچے ہر ہم پھر کوئی غمخوار کمان
 جبین کیا کیا ہر مری پر لب اظہار کمان
 سب سجاد کمان جب دوستار کمان
 زخم تیغ اسکے اٹھانے کا سزاوار کمان
 باغ شاداب جہانمین گل نیا کمان
 اب جو ڈھونڈھو تو گریبان کوئی تار کمان
 مائد اٹھاتا ہی چھاسے دہنگار کمان

دُویا لو ہوین پڑا تھا ہمگی پیکر میر
یہ نخباناکہ لگی ظلم کی تلوار کمان

اور مجھے تجکو سولے تھسا ناپا ایکین
عالم کی بین سیر کی مجکو جو خوش آلا سو تو
جو خوش غم ہو بھی ہیں لو این بر روتے بھی ہیں
تھا شکوہ و عود عشق کا لیکن نہ بھر کوئی با

سوسو کہیں تو فرم مجھے منہ پر نہ لایا ایک
سب سے رہا مخطوط تو بکھو نہ بھایا ایک
چشم جهان شوب دریا بہایا ایک
دستہ اپنی جانب سے دلوں اٹھایا ایک

[illegible][illegible]

[illegible]

شب آنکھوں سے دریا سا بتا رہا
 ہمارا نہیں تمکو کچھ پاس رہا
 گلی سر سے جون شمع پاگ گئی
 جلیں پیش و پس جیسے شمع و تیک
 ازل میں ملا کیا نہ عالم کے تئیں

اتھین کے کنارے لگا یاہین
 یہ کیا تنے سمجھا ہے آیا ہین
 سب اس داغ نے آہ کھا یاہین
 جلا وہ بھی جس نے جلا یاہین
 قصا نے یہی دل ولا یاہین

رہا تو تو اک شرمناک سیر
 ترا طور کچھ خوش نہ آیا ہین

کیا بحث جنون پر محمل ہے میان
 قن کا کون اس قدر آمل ہے میان
 بنے یہ مانا کہ وہ خط ہر ملک
 چشم ترک کی خبری ہے سدا
 مرنے کے تیجھے تو رحمت سچ ہو لیک
 دلی پامالی ستم ہے قمر ہے
 آج کیا فرداے محشر کا ہر اس
 دل تڑپتا ہے نہیں کیا جانے

یہ دو انا با و لا قابل ہر میان
 جو جو آن ہو ٹھون ہی کا قائل ہر میان
 آدمی ہونا بہت مشکل ہے میان
 سیل اس دروازے کا سا مل ہر میان
 بیچ میں یہ واقعہ قابل ہے میان
 کوئی یون دلتا ہو آخر دل ہر میان
 صبح دیکھیں کیا ہو شب قابل ہر میان
 کس شکار انداز کا بسمل ہے میان

جیسا کہ شاعر نے بیان کیا ہے کہ وہ ایک ایسا شخص ہے جس نے اپنے دل کو دنیا سے الگ کر رکھا ہے اور وہ اپنے دل کو اپنے آپ سے الگ کر رکھا ہے۔

درد مند کا یہ درد ہے جو کچھ کہے
 حق میں کے دو انا قابل ہے میان
 برسوں ہم روئے چھپے ہیں اب
 ناز و نوا اس کی میں گلی ہے میان
 کہہ سالی میں ہر جیسے نور
 کہنا ملک پر جا میں ہر جا بل ہے میان

۲۲۳

ایک غزل میں دو حروف کا لکھا
 دیکھ کر کہتا ہے کہ اس کا کیا
 ان کا دینا کا یہ حال ہے میان
 مستردون پر کہن ہے میان
 شعر ایسا فن سو کس قابل ہے میان
 کی دیارت میں کی ہے میان
 لا دیا ہے اس کی ہر کان ہے میان

یہاں میں نے دو حروف کا لکھا ہے کہ ان کا دینا کا یہ حال ہے میان۔
 اس کا دینا کا یہ حال ہے میان۔
 اس کا دینا کا یہ حال ہے میان۔
 اس کا دینا کا یہ حال ہے میان۔

۲۲۵

اس فتنہ ازبان کو کوئی چھو تو دیکھو
بیس بھی لگی گئے ہر دم کریم سے نکلے
اس مہینوں کش کی ملک و فدا تو دیکھو
مہینوں عبت کر دے ہوا اس لیے ہر پاس
دوچار دن کے دے دیا کھانا تو دیکھو
ہونا ہر سب سے دشمن ہر کام اپنی جان
کو بچے ہیں دوستی کے ہر کوئی دیکھو
نہوں سے سب سے دوستی کے ہر کوئی دیکھو
تاریخ بنانے کو ہونا ہر کوئی دیکھو

نہ ایک دم صبح تک بھی آنکھ لگنے دیکھا دل جانا
یہی بھر میں ہے۔ ساسر گرم آم سر دھو گاتو

کیا دیکھیں فون شدن دل سیکرین
 دیکھو تو ایسے میں غم جیٹن
 اسون بین جیٹن غم جیٹن
 ہو چکا ہے آدم تین دھڑکن کو
 دھڑکن کو بھی راہ دل پارہ من باس
 جا کہ نہیں بیان درہ نہیں اور غضب
 کیا ہے گنگا راہیں بھی ہو گیا ہیں
 چھوڑ چھوڑ اس شوخی ریل ٹرک
 ۲۲۶

ابھی کیا جاتی یہاں کیا سمان ہو خدا جاسنے ملاپ اس کے کمان ہو وہیں شاید کہ اُسکا آستان ہو اگر ہر موہرے تن پندریان ہو تمھاری کس طرح خاطر نشان ہو خدائی میں اگر ایسا مکان ہو تنہا سے دل و آرام بیان ہو کئے کچھ کوئی گرجی کے امان ہو	نہ میرے باعث شور و فغان ہو یہی مشہور عالم ہیں دو عالم جہان سجدہ میں بہنے غش کیا تھا شو سے صفت آن باون کا مجھے جگر تو چھن گیا تیرون کے مارے نہ دل سے جا خدائے تجھ کو گندہ تم اسے نازک نشان ہو کہ سب کے بے شک اب کہ اسنے مار ڈالا
--	--

قسط

سنا ہے چاہ کا دعوا تمھارا کتا رایون کیا جاتا نہیں بھرا کہو جو کچھ کہ جا ہو مہربان ہو اگر پاتے محبت در بیان ہو	ہوتے ہم پیر سواکت ہیں اب میر تمھاری بات کیا ہے تم جوان ہو
مت سب یا سہو دعوا مساوات کرو صحبت آخر ہو پیارے کرو خیر سوس	اس کئے بیٹھنے پاؤ تو سبات کرو شمس ہو سکے تو سبے ملاقات کرو

در بیان تو ہو سانسے کل
 گریبان نصیب ہوئے رہیں با
 اب دھوان ہوئے رہیں با
 اب دھوان ہوئے رہیں با

جنش بھی اس کے ہونٹوں کو ہولہو
 دو نعرہ دن ہی میں سب کے ہوگا مکان کا
 نام خدا ستم میں تم نامور تو ہوئے
 زلف اور خال خط کا سودا نہیں چھپا
 یاران رفتہ ایسے کیا دور گئے ہیں
 بازاری سارے دھوی کتے ہیں زبیتھے

یون اپنے طور پر تم بایں بہت سبالو
 سن رکھو کان رکھ کر بات سنی الو
 پر ایک دو کو یون ہی لندڑ الو
 یارو بنے تو سر سے جلد اس لگا لو
 ٹک کر کے تیز گامی اس قافلے کو چالو
 جنکو بہن کہا ہے تم منہ سوت نکالو

یون رفتہ اور بنجو د کب تک رنارو گے
 تم اب بھی میر صاحب اپنی تین سنبھالو

اتنا کمانہ ہمسے تھنے کھو کہ آو
 یہ چاند کے سو ٹکڑے چھپتے نہیں چھپا
 دو چار تیر یارو اس بھلی ہے زوری
 ہوشم آنکھ میں تو بجاری حجاز سو
 آتے ہو تو آو ہر لخت جی گھٹے ہے
 تھی سحر یا نگہ تھی ہم ایکو تھے بھولے
 بارے گئی سو گزری جی بھر پھر آتے ہیں کیا

کاہیکو یون کھڑے ہو خوشی بیٹھ جاو
 ہر چند اپنے منہ کو برقع میں تم چھپاؤ
 تم کھینچ کھینچ مچکو اس پلے پر لاؤ
 مت کر کہ شوخ چشمی شوبہ اٹھاؤ
 پھر لطف کیا جو اگر آدھا بھی تم نپاؤ
 اس جادو گر کو گویا پھر بھی نہ دکھاؤ
 آئندہ میر صاحب دل ست کہیں لگاؤ

میر صاحب غلے دیے ان شیش زنگیوں
 زینا غلے تک ہم بھی بیارو زنگیوں
 میرا بازار کھلتا ہے تو تانہ تانہ
 میرا بازار کھلتا ہے تو تانہ تانہ
 میرا بازار کھلتا ہے تو تانہ تانہ
 میرا بازار کھلتا ہے تو تانہ تانہ

پیارے صدا جاک سلائے میں رہو
 نہ سے نہیں مطلق زبان نہ ہو
 جوا شک حباب جالبے رہنے کو
 دیکھا کر رکھ آن کہم ویر ہو
 اس باغ کے ہر گل سے جھلکے گی ہون
 شکستہ بجا ہے آن کے صاب زنگیوں
 آو اب جنون چاہیے ہے کوئی ایچ

دیکھا بہت یاروں کا شفق سر دنگ
 اندیشہ کی جگہ بہت یہی رہا
 داپین غبارا ہے ہم ذوق نہا
 لاف نہیں ٹھیک کہ ہمیں نام نہا
 ہر جا ہمارے ہیں نام نہا
 ہر جا ہمارے ہیں نام نہا
 ہر جا ہمارے ہیں نام نہا
 ہر جا ہمارے ہیں نام نہا

ایک بار تو یارو تھیں من کو
 ایک بار تو یارو تھیں من کو
 ایک بار تو یارو تھیں من کو
 ایک بار تو یارو تھیں من کو

ہر چند ساقی جان
 اس درد لا علاج کی پیو و
 ظالم ہو میری جان پر نا اشنانو
 بے رحمی اتنی عیب نہیں ہو نا
 کرتے ہی عشق بازی کو بڑا کیے وال
 کیا کھیلے وہ جوابے کچھ اشنو
 بچو تیان بین طبع راگنڈو ہی ہا
 کافر بھی اپنے پار سے یارب عذر
 آزار پہنچنے کے لئے عاشقوں
 کیا جانے وہ کہ

ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں

جو ہو کے تو خاقل دنیا پر
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں

۲۳۵
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں

رہتا ہے آبدیدہ یا تباہی کا ترپے جگر ہمیشہ چھاتی چلے ہمیشہ کچھ جا کہیں تو کرنا آ رہا ہے ہمیشہ درپشی درد اکثر غم ہی ملتا ہمیشہ یوں خاک میں گمانک کی رہا ہمیشہ قاصد نیا ادھر کو کتبک چلا ہمیشہ	پھرتی ہیں اکی لکھن کھونٹے ہمیشہ تصدیق ایک دن ہو تو کوئی کچھ اک اس منہ بچے کو وعدہ فاکرنا لب تک فاکر کیا یوں جو صلہ ہمارا اس جسم غامی سے ہم مٹی میں ٹہرنا آئندہ دروندہ باد سحر کبوتر
--	--

مسجد میں چل کے لیے جمعے کے دن بچے تو
 ہوتے ہیں میر صاحبان دن ڈھلے ہمیشہ

جان بلب تہو میں پر تہو نہیں جان کچھ کیسے حاجت اپنی لوگوں جو وہوں کچھ یاس کلی ہو چکی تو پھر نہیں اشک کچھ متصل کبھو رتا کرتے ہیں منہ پر بال کچھ کیا بلاتے جان جو میر تمہارا حال کچھ بیکلی گل بن بہت ہستی ہو ابھی سا کچھ بہ چلی ہے دیکھ کر اسکو تمہاری ال کچھ	آدھ کھنٹے میں رہا ہوں غم سے گرا حال کچھ بے زرگی داغ ہیں لیلین لبوں پر کچھ کام کو شکل دل پر آرزو نے کر دیا دل ترا آیا کسوج میں جو سدا گئی ماہ سے ماہ ہی ملک اس داغ میں رہتا کچھ ایک دن کنج قفس میں ہم کہیں جا کچھ کیا اس آتش باز کے لوند کو کاٹنا شوق کچھ
--	--

ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں

ان کی ہر بات پر ہر طرف سے ہنسنے لگا
 ان کی ہر بات پر ہر طرف سے ہنسنے لگا
 ان کی ہر بات پر ہر طرف سے ہنسنے لگا
 ان کی ہر بات پر ہر طرف سے ہنسنے لگا

بھڑی ایک بھی چمک سباز تھی آنکھوں میں شکل آتے ہو گھر سے چاند سے کیا طرح کپڑی چھبڑا آنگ کر میں کھارو شمار اور بہت دیا نوشتہ پر میں انچو دیکھ قاصد کو	کلیجا جل گیا اس عمر تری تو شبا ہی سے قیامت ہو رہی ایک لڑکے سے جوابی سے کروں کیا تم تو لڑنے لگتی ہو حروت ہی سے کہ ستر الے غریب تاتھا خط کی بھرا جی سے
---	---

مبادا کاروان جا تار ہے تو صبح سوتا ہے
 بہت ڈرتا ہوں میں امیر تیری میر خوابی سے

آنکھیں نہیں بایں کھلتی دھڑکنے لگی گوشہ کل ہوئی کی سرچ سے سین کھینچا اس منزل دلکش کو منزل سمجھے گا مجھ حال شکستہ کی تا چند رہ ہو قری	سدا اپنی نہیں ہلو کچھ کو خبر بھی ہے اور آہ شرفشان کچھ تجھ میں اثر بھی ہے خاطر میں ہے یاک دریش سفر بھی ہے کچھ کسر میں اب میرا شوخ کسر بھی ہے
--	--

یہ کیا کہ منہ نوچے فرچاک کرے سینہ
 کر عرض جو کچھ تجھ میں امیر نہز بھی ہے

دوری میں اسکو گور کتا رہم آ رہا اس آفتاب حسن کے ہم داغ شرم میں اب بیکو حسن خلق پہ چھوچھو رہی لگ	جی رات دن جنوں کی کہیں نہیں کیا ہے ایسے ظہور پر بھی وہ منہ کو تھپا ہے اس بوغاسے ہم بھی بہت اشنا رہا
---	---

لیکن نہیں افسانہ جلت بھلا رہا
 آخر کو ہم اسکا گلے میں جا رہا
 ہم سب بھی ہو دیکھا آخر میں
 ہنسنا ہی کے برابر کوئی نشانی نہیں ہے
 شوق دھل گیا ہی میں جی چپ گیا ہمارا
 یا آنکا ایک دم وہ سے جدا نہیں ہے
 ہر دم اٹھ کے بچے مانگوں ہوں میں تجھی کو
 میرا
 ۲۳۶
 میرا سوا میرا کچھ میرا نہیں ہے
 زہر خاک و رکاب ہے اب جی بہت ہے
 اس بے فضا نفس میں مطلق انوین ہے
 اس بے فضا نفس میں مطلق انوین ہے
 کچھ میں ہمارے کچھ میں ہمارے نہیں ہے
 اب چاہے کس کو کس سے کچھ نہیں ہے
 اب چاہے کس کو کس سے کچھ نہیں ہے
 کچھ میں میرا کچھ میں میرا نہیں ہے
 کچھ میں میرا کچھ میں میرا نہیں ہے
 اس دور عاشقی کی آواز دہل رہی
 عین شبنم شبنم کی آواز دہل رہی
 اب شبنم کی آواز دہل رہی
 اب شبنم کی آواز دہل رہی

ان کی ہر بات پر ہر طرف سے ہنسنے لگا
 ان کی ہر بات پر ہر طرف سے ہنسنے لگا
 ان کی ہر بات پر ہر طرف سے ہنسنے لگا
 ان کی ہر بات پر ہر طرف سے ہنسنے لگا

کسکو لاکے کہ نہ لو ہو مین و بایا ہسکو
جان کے ساتھ ہی آخر مرض عشق گیا
اسنے چوڑی نہ طرح جو روحِ جفا کی ہرگز
سجدہ اک صبح ترے در کا کرون اس خاطر
اگ سی بھکتی ہی نہ ات نام کی تن مین

اسکے شمشیر کی جھلک بھی ہاکیا کی
جی بھلا تک نہواہنے دواکیا کی
ہمتے یوں اپنی طرف تو وفاکیا کی
میں نے محراب میں راتوں کو دعاکیا کی
جان غمناک تھر غم میں جلاکیا کی

میرے ہونٹوں سے اُسکے نہ اٹھایا جی کو
خلق اُنکے تین یہ مسئلے کما کیا کیا کی

کب تک احوال حیب کوئی تیرا نام لے
 ناتوانی سے اگر مجھ میں نہیں ہر جی تو کیا
 پہلوئے عاشق نہ بستر سے لگو تو ہے بجا
 اب نہ لان بھر آس لہ سپید میں جا چکا
 شمع گل تیر ہی طرح جھکتی جو ہر امحسّت ناز
 دلی آسائش نہیں اب کان نہ لہ یار میں
 عورت اور پیر مغان کچھ عاجیوں کی ہر ضرورت
 کیا ملا مفتی کا لونڈا سر چھا ہر اندرون

عاشقِ جمالِ دونوں ہاتھ سواں اٹھالے
عشقِ جوہا ہے تو مر کے بھی نپاکاں لے
دل سے آفت ہو غیل میں جسکو کیا آرام لے
آج یہ بیمار دیکھیں کس طرح سے شام لے
چاہتا ہوں تو بھی میرے ہاتھ سواں اٹھالے
یہ شکارِ مضطرب ہر دم نہ زیرِ آرام لے
آنے ہیں تیرے کہنے ہم حاتمہ احرام لے
آؤ ہے گویا کہ مجھ پر قاضی کا اہلام لے

کیا کہیے مکی سا وہ دین ہے
 اس میں بھی جو سوچے سخن ہے
 اس گل کو لگی ہے شاخ کرب
 ہر شاخ و پند ہے شہنشاہ کی
 دایگی مجھے شہنشاہ کی
 ہر گل کو لگی ہے شاخ کرب

کے گزشتہ سہ ماہی

۲۳۷

کیا سہل گزرتی ہے جنوں سے
تجربہ ہم لوگوں کا چلن سے
لطف اسکا بدن کا چھو نہ پڑے
کیا جانے جان سے کہ نہ
سب بند قبائلی کھلے
مہر چاک لگا لگا

[illegible]

جاننا تھا ہمسایہ کو سیر پیدار ہوتا ہے
 کاروان جاننا رہا ہے ہمسایہ کو سیر پیدار ہوتا ہے
 جاننا تھا ہمسایہ کو سیر پیدار ہوتا ہے
 کاروان جاننا رہا ہے ہمسایہ کو سیر پیدار ہوتا ہے

جوش خروش تھے تب ہم لگے کنارے
 یہ ناز خور دیان بنا ہم تمھارے
 چشمکے فی مین سکو تو کج نہیں ہیں تار
 جی سے گئے ہم آخر ان حسرتوں کو تار
 آرام حیدر و نون مدت ہوئی سہارا
 ہم برسوں رعد آہا بیتاب ہو چکا
 جون ابر کسکے آگے دھن کی پیارا

بیٹھیں ہر جگہ کو تو دریا روٹھیں ہیں
 لاتے نہیں ہو مطلق سہم فرو خدا
 کوئی تو ماہ پارہ اس بھی واقع میں ہے
 لگ کر گلے نہ سکو اس منہ پہ منہ زکھا
 بیتابی ہے دنوں کو بخوابی ہوشیوں کو
 آفاق میں جو ہوتے اہل کم جوتے
 جل ججھے اتنے بہتر ماننا برق طاف

سمنے تو عاشقی میں کھویا ہر جان کو بھی
 صدق میر جی کے دو ڈھونڈھتے ہیں وار

اس باغ بے ثبات میں کیا دل صبا لگو
 حرص ہو سکے باز رہی دل تو خوب ہے
 تلخ اتنا پوچھی کو بھی لگتی ہے اس
 کسکو خبر ہو کشتی تباہوں کو حال کی
 ایسے لگو پھر ہیں بہت سارے رشتہ
 وہ ہر چین فروز تو بلبیل ہو سامنے

کیا کیا نہاں دیکھتے یان پائوں لگے
 ہو قہر اس کلی کے تیس گریہ والے
 جیسے کسے زخم پہ تیرا کدوا لگے
 تختہ مگر کنارے کوئی بیکے جا لگے
 جانے دے ایسے حور پر کی بلا لگے
 گل ایسے منہ کو آگے بھلا کیا بھلا لگے

اس باغ بے ثبات میں کیا دل صبا لگو
 حرص ہو سکے باز رہی دل تو خوب ہے
 تلخ اتنا پوچھی کو بھی لگتی ہے اس
 کسکو خبر ہو کشتی تباہوں کو حال کی
 ایسے لگو پھر ہیں بہت سارے رشتہ
 وہ ہر چین فروز تو بلبیل ہو سامنے

جاننا تھا ہمسایہ کو سیر پیدار ہوتا ہے
 کاروان جاننا رہا ہے ہمسایہ کو سیر پیدار ہوتا ہے
 جاننا تھا ہمسایہ کو سیر پیدار ہوتا ہے
 کاروان جاننا رہا ہے ہمسایہ کو سیر پیدار ہوتا ہے

جگر میں ہونے والی چیزیں
 دل میں ہونے والی چیزیں
 جگر میں ہونے والی چیزیں
 دل میں ہونے والی چیزیں
 جگر میں ہونے والی چیزیں
 دل میں ہونے والی چیزیں
 جگر میں ہونے والی چیزیں
 دل میں ہونے والی چیزیں

اپنی نوبت بجائے جاتا ہے تو وہی منہ چھپائے جاتا ہے اپنی ٹکلی لگائے جاتا ہے جی بھی یان پر تو ملے جاتا ہے خاک ہی مین ملائے جاتا ہے عرق شرم آئے جاتا ہے	ہر کوئی اس مقام میں دروز کھل گئی بات تھی سواک لک پر ان ملتھین نکل گیا وان غیر روتے کہا دل و جگر کے تئیں کیا کہا ہے فلک کا مین کہ مجھے بیخین کچھ ہے انکے تئیں ہر گم
--	---

قطعہ

تو کمان منہ اٹھائے جاتا ہے کیسا سر کو جھکائے جاتا ہے	جاے غیرت ہے خاکدان جہان دیکھ سیلاب اس بیابان کا
---	--

وہ تو بگڑے ہے میرے ہر دم
 اپنی سی یہ بنائے جاتا ہے

آئے ہیں بھر کے بار واکنی خاک کے یان جی کچھ اچٹ گیا ہر ارباب و فغان رکھتے تھے چھیر میری خاک شایان تو تو نہ بول ظالم بوائی ہر دماغ	کہے مین جان بابت ہے ہم دوری تاج تصویر کے سوا ظایر خاموش ہے مین ہم جب کو نہ رھتی ہر بجلی تاج گلستان کیا خوبی ہو سکتی کی اور غنچے نقل کرے
---	--

بار خراب کر کر زلف کی ہر
 زنجیر چپت چرچی جان کی ہر
 صغیرے دل کے مین تصویر کی ہر
 پیپ بھی مری خباہی اس کے خفا کی ہر
 بابا و رب بنائی تھی سر کی ہر
 بس تھے مین تو بنی ہوئی کی ہر
 خونریز کا کو عاری کی ہر

۲۳۹

کی اس طبیب جان ساجی تو زخم کی شوق
 آزار کی مناسب تدبیر کیا نکالی
 دل بند ہے ہمارا سوچ ہوا گل سے
 اب کی خون میں ہم نے زخم کی نکالی
 ناسپہ نہ ہو اور دھواں نکالی
 کس غم میں جھکنا بار یہ مبتلا کیا ہے
 دل ساری رات جیسے کوئی ملا کیا ہے

ان چاروں دنوں سے ہونے لگا ہے
 دل میں ہونے والی چیزیں
 جگر میں ہونے والی چیزیں
 دل میں ہونے والی چیزیں
 جگر میں ہونے والی چیزیں
 دل میں ہونے والی چیزیں
 جگر میں ہونے والی چیزیں
 دل میں ہونے والی چیزیں

کمان یاد دینا بن و دنیا دار
 کھو فزودان و بن و دنیا دار
 طغیان باز داری ساکن لاک
 دی باغ و دریا و دریا و دریا
 پھیلائی پھیلائی پھیلائی پھیلائی
 ہمارا ہمارا ہمارا ہمارا
 اور دنیا اور دنیا اور دنیا
 کنارہ کنارہ کنارہ کنارہ

کون توں پرا لا لکھن میں کون
 اسیر دین کی بیان کون پرا لکھن میں کون
 بنی صورت میں کسی کسی بگاڑین
 خطا نشان کیا فون لکے پودا
 بہت اب تو رنگین انشا کس ہے
 بلاک پیکر کس دست کدو لکھ
 کوئی ذی شعور آہ ایسا کس ہے

چلتا نہیں ہے دل پر کچھ اکریں گرنے	عشر آہ عاجز سوچ اکثر پلا کیا ہے
ہم گوہنوں جہا نہیں آخر جہاں تو ہوگا	تو نے بری تو کی ہر ظالم بھلا کیا ہے

ہے منہ پوس کے کیا گرد ملاں تازہ
یہ خاک میں ہمیشہ تو نہیں رلا کیا ہے

کیا تن مازک ہر جان کو بھی حسین ہے	کیا بدن کارنگ ہر جہ کی لہر سچ ہے
گرد جھٹی ہے اک سر کے رہتے ہیں کچھ	وشتیان شبت کی آنکھ اشک کا رنگ ہے
کثرت پیکان میری ہو گئی بہت ہو	اب شرف دلوں کا پارہ آہن ہے
کون یوں ترک عیاض بیت فراق تھا	خون گل کاری عجب اک زین دہن ہے
سراٹھانے کی نہیں ہے ہم کو فرصت عشق میں	ہر دم اکتیج جفا ہر تازہ یان گردن ہے
نوحہ کر کر مجھ کو دکھلایا غم دل نہ ندن	شیون امی قوت یار و حکام شین ہے
ہو چکا رہنا مرا بستی میں آنکھ تلک	نالہ شب سے قیامت و زمر دوزن ہے
خرمن گل سے لگے ہیں میری سو کوڑو کوڑو	لو ہو روئے سو ہمارے رنگ گلشن ہے
وہ پھری لکپیر الٹ دیتی ہیں اک آمین	اب لڑائی بند میں سب اس سید ہیں

تو تو کہتا ہے کہ میں نے اس طر دیکھا نہیں
خون ناحق میر کا یہ ککے بھر جیون ہے

کڑا اب دار پارتی ہے منہ جانی ہے
 دریا کا جھپکے تھکے ہوئی کب تک
 سار بار بچھے تھکے ہوئی کب تک
 گل شمع کے اب نصیب ہو بھی ازانی ہے
 پلک سے ہم نے کتنے سیریاں ہیں
 گل گمانہ تو نے کبھو یوں کر ہے
 آئے ہیں تنگ جان و قیامت میں
 اس بند سے ہمارے ہیں اب جو ہے
 کہنے لگا کبیرے بہت ہو رہے ہیں

وہ غم خیز ترک خوار کا کھنکھار
 وہ غم خیز ترک خوار کا کھنکھار
 وہ غم خیز ترک خوار کا کھنکھار
 وہ غم خیز ترک خوار کا کھنکھار

ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے
 ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے
 ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے
 ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے

ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے
 ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے
 ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے
 ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے

ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے
 ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے
 ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے
 ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے

مرے ہونے بھی ہلکے صورت نہ آدھائی عورت نشین ہوئے جب دل داغ ہو گیا تب جو کفر جانتے تھے عشق بتان کو وہی شور متاع خوبی اس شوخ کا بلاتھا کیا اپنی اور اس کی اب نقل کرے صحبت کیا جانے تیج اس کی کب ہو بلبل عشق	وقتِ اخیر اچھا منہ کو چھپا کے بیٹھے مینی کہ عاشقی میں ہم گھر حلا کے بیٹھے مسجد کے آگے آخر تشو لگا کر بیٹھے بازار سی سبے کا تین اپنی بڑھاکے بیٹھے مجلس سے اٹھ گیا وہ مک ہم جو اک بیٹھے یوں چاہیے کہ سر کو ہر دم جھکا کے بیٹھے
---	---

ہولو نکی سیج پر سے جو بیدار غم اٹھے کہا غم اسے زمین پر یہ برگ ساز کوئی	مسند پر ناز کی کے جو توری چڑھا کر بیٹھے خار خشک ہی کیوں برسوں بھیا کر بیٹھے
---	--

دادی قیس سے پھر آئے نہ میر صاحب مرشد کے ڈھیر ہر دے شاید کہ جاکر بیٹھے
--

جالے میں قتل کہ سے ترا اختیار ہو ہم آپسے گئے سو اکی کمان گئے بس عدہ وصال سے کم دو مجھ غریب سربانی اس سے طار قدسی نکر کے	پر جانیں جو گئی ہیں سورہ پر غبار ہو مدت ہوئی کہ اپنا ہمیں انتظار ہے آگے ہی مجھ کو تیرا بہت اعتبار ہو اس ترک صید بند کا وہ تو شکار ہے
--	---

ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے
 ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے
 ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے
 ہر کچھ میں جو کچھ ہے وہی ہے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

کیا رنگ بود باد سحر سب مین گرم راه
تو دو قدم جو راه چلا گرم اے نگار

کیا ہو جو اس چمن مین ہی لسی جا چلی
منہ ہی کفک کی اک لہریں لگا چلی

یہ جو روجور کش تھے کہاں گئے عشق مین
تجھ سے بجا مویں سے رسم وفا چلی

گھاڑ دیوین کاش مجھ کو چ مین کرتے
دیکھنے والے مین ہم تو رنگ احر کرتے

اے رو کون جانے والے کس طرح گھر کے ترے
لا رہا گل کیون بھیکے اپنی نکھو نہیں لکھیں
بے پردہ بالی سے ابلی گو کہ بلسل تو جو چپ
آج کا آیا تجھے کیا پاؤں ہم حیران مین
دیکھ سکویف کھا کر سب مجھ کو کئے لگے
تازہ تر ہو مین تو گل سے بھی ہوا ناز نال
شک غیر طبیب کیوں نہ ہو کیا کام ہے
جہیز طاعت کہاں جو مین سمجھلے مین
داغ پیسے جو مین بلسل کے وکبر کو مین
کوئی آب زندگی پتیا ہے یہ زہر اب چھوڑ

یاد مین سکو تین دیو مجھے پر کے ترے
ڈھونڈھو والو جو مین اموشن اکثر کے ترے
دلے تو گھر مین ہی طوار دلبر کے ترے
صبح اٹھتے مین بچے جو پھول شہر کے ترے
ہم دماغ شفتہ مین لہن مغیر کے ترے
اب تھہرتے ہی نہیں مین پاؤں کمر کے ترے
یوں تو او گل مین ہزار دن شمار و کرتے
خضر کو سنتے مین سب مخرج خضر کے ترے

جس کا طوفان کج بخت شہر کو
جس کا طوفان کج بخت شہر کو
جس کا طوفان کج بخت شہر کو
جس کا طوفان کج بخت شہر کو

جس کا طوفان کج بخت شہر کو
جس کا طوفان کج بخت شہر کو
جس کا طوفان کج بخت شہر کو
جس کا طوفان کج بخت شہر کو

جس کا طوفان کج بخت شہر کو
جس کا طوفان کج بخت شہر کو
جس کا طوفان کج بخت شہر کو
جس کا طوفان کج بخت شہر کو

جس کا طوفان کج بخت شہر کو
جس کا طوفان کج بخت شہر کو
جس کا طوفان کج بخت شہر کو
جس کا طوفان کج بخت شہر کو

کل کہتے ہیں اس سببی میں میری شستا مانہ مود
تجھ سے کیا ہو جان کو دشمن و بھی محبت تھے

دل ناتھ جونہ آویں کھا خیال کیا ہے
 کیا جانے ہم صغیر و ثواب کی سال کیا ہے
 کر نامعاشن کیلی اتنا کمال کیا ہے
 کیا جانے عاشقی کا یار و مال کیا ہے
 آئی نہ جب سمجھ میں گرد و نیل کیا ہے
 سو جی گئے تھے صد اک جان مال کیا ہے
 طرز خرام کیا ہے حسن و جمال کیا ہے

قطره

ہر دم صد ایسی تھی مے گذر و مال کیا ہے
پوچھو تو شاہ جی سے نکاسو ال کیا ہے

کہ آپ میں نہیں ہو کہ غفلت کہیں ہو
کچھ میری تمہارا ان روزوں حال کیا ہو

یہ اندوہ محرم عشق کب تک دل لگے

گرچہ سب تنگ و مہیا کے طریق غیبی
ہو بہت شہوار کی یہ گنڈ غیبی دے
ہر قدم پر جی سے جانا ہر دم اور پروردی
نکو لوگ تھے کہ کیا قیامت کے

۲۴۵
کتابخانه

۲۴۵
جس کو جلتے ہیں ایسا انداز میں ایک دم
جب کہ اس قدر ہے کہ میں چھاتی جا
ایک دلو اس بات پر غور کرنے در ہے
کیا کہوں میں او جی کو کام کہن ہے
کس کو کہتے ہیں نہیں میں جانتا اسلام
کیونکہ

[illegible]

مدرسه علمیه

آگاہ نہیں انسان امر میر نوشتے سے
کیا چاہیے ہے پھر جو طالع کا لکھا جانے

کیا چاہیے ہے پھر جو طالع کا لکھا جانے

جیکو بچار کھینکے تو جائینگے عشق میں
ہر چند میر صاحب قباہ میں منکرے

ایک دن تہ کر بساط ناز جایا چاہیے
دل خسر و خاشاک گلشن سے لگایا چاہیے
اینٹ کی خاطر جسے مسجد کوڑھایا چاہیے
سر پر اک دیواری کا اسکو سایا چاہیے
مست ناز ادھر اس کے یکبار لایا چاہیے
ایو ہوتے ابکی موسم گل کا آیا چاہیے
جن سے گڑا چاہیے ان بنایا چاہیے
گرتے پڑتے ضعف میں بھی فرمایا چاہیے
تمکو جسے منہ ہر صورت چھپایا چاہیے

دل شباب میں م عشق سے اٹھایا چاہیے
یہ قیامت اور جی پر کل گئے پائے تیرے
خانہ ساز دین جو ہو وعظ سو یہ نہ خرا
کام کیا بال ہمارے چہرہ سے کیا غرض
التقا پر خائفہ والے بہت مغرور ہیں
کیا ریون ہی میں پر رہ گیا سائے کی روش
یستم تازہ کر اپنی ناکسی پر کر نظر
جی نہیں ہتا ہو ملک چار ہلو سکی اور
گاہ برق پوش ہو کہ ہو پر کندہ کرو

وہ بھی تو ملک دست تیغ اپنی کی جاتی قدیر
زخم سارے ایک دن اسکو دکھایا چاہیے

آخر آخر جان دی یار دین صحت ہوئی
دن چڑھے کیا جانوں تیغ کی کیا صورت ہوئی

عشق میں فلت ہوئی خفت ہوئی تھمت ہوئی
گلشن اس کے دید کا تو فصل تیغ تاحلج

میں تو کھفت ہوں باجے جھوٹے ہیں
دل کا جانا آج کل زہ ہو اور کوئی
پیارے دوستوں کو دیکھ کر
میں تو کھفت ہوں باجے جھوٹے ہیں
دل کا جانا آج کل زہ ہو اور کوئی
پیارے دوستوں کو دیکھ کر

گندے اس بھی
شوق لعل عمر
آتش ملک آبی ہو جو
کیا کھفت است ایک
جان جو جب میں گذر
یون تو ہم عاجز ہیں
کھینکے تو جائینگے عشق میں

۲۴۹

کیا کھفت است ایک
جان جو جب میں گذر
یون تو ہم عاجز ہیں
کھینکے تو جائینگے عشق میں
دل خسر و خاشاک گلشن سے لگایا چاہیے
اینٹ کی خاطر جسے مسجد کوڑھایا چاہیے
سر پر اک دیواری کا اسکو سایا چاہیے
مست ناز ادھر اس کے یکبار لایا چاہیے
ایو ہوتے ابکی موسم گل کا آیا چاہیے
جن سے گڑا چاہیے ان بنایا چاہیے
گرتے پڑتے ضعف میں بھی فرمایا چاہیے
تمکو جسے منہ ہر صورت چھپایا چاہیے

کھینکے تو جائینگے عشق میں
دل خسر و خاشاک گلشن سے لگایا چاہیے
اینٹ کی خاطر جسے مسجد کوڑھایا چاہیے
سر پر اک دیواری کا اسکو سایا چاہیے
مست ناز ادھر اس کے یکبار لایا چاہیے
ایو ہوتے ابکی موسم گل کا آیا چاہیے
جن سے گڑا چاہیے ان بنایا چاہیے
گرتے پڑتے ضعف میں بھی فرمایا چاہیے
تمکو جسے منہ ہر صورت چھپایا چاہیے

ان کا وہ بیکار ہو گیا کہ جس کے لئے سادہ اور کامیاب رہا
 کو قاب میں رکھ کر اپنے لئے ایک اور کامیاب رہا
 ان کا وہ بیکار ہو گیا کہ جس کے لئے سادہ اور کامیاب رہا
 کو قاب میں رکھ کر اپنے لئے ایک اور کامیاب رہا

ہو سکتی ہیں سترہ ٹیکس کہیں دینے کی جب تو نے زبان چھڑی تیرا کیا عرقہ ہر دل جانے ہو جون روئے شبہ نے کہا گل کے خط رسم زمانہ تھی پہنچے بھی لکھا اسکو رنگ گل بوئی گل تھے ہیں ہوا و دنوں	شکون سر کر کر کر رہا جو بہا چاہے یہ صرف کہے کیون جو کچھ کہہ لکھا چاہے اب ہم تو چلے یاں کہ رہ تو جو رہا چاہے تہہ دلی لکھے کیونکہ عاشق جو لکھا چاہے کیا قافلا جاتا رہا جو تو بھی چلا چاہے
--	---

ہم میرا مرنا کیا چاہتے تھے لیکن
 رہتا ہے ہونے بن کتب کچھ کہ ہوا چاہے

آنکھوں کو اس کی خاطر خواہ کیونکہ دیکھے گرچہ زردی رنگ کی بھی ہو سکتی ہو اب کی گل ہم پر ہون کے اور شکاں ہے زور آتے ہو جیباں یاں آنکھوں میں آ رہی ہو خاک بر سر خن بھی ہو تو آگے ہنشین دیر دیکھے سو بھی نہ جھپکی چشم شمع یار پر ہے یوں صید گہ کی گنج میں تو حسن کیا برسوں گدہ خاک ملے تو منہ پر آنے کے طور	سو طرف جب دیکھے لہجہ شکر دھری دیکھے منہ مرا دیکھو ہو کیا یہ کوئی جی پر دیکھے اور دل اپنا بھی جلتا ہو بہت پھر دیکھے دیکھے سمجھو تو یوں پیار مضطر دیکھے رنگ لاو دیکھے کیسے دیکھے دیدہ تر دیکھے شوق کے افراط و تاجند گھر گھر دیکھے عشق جب ہو تب گل کو زیر خن دیکھے کیا غضب آنکھ اٹھا کر لگا تو ادھر دیکھے
---	---

ان کا وہ بیکار ہو گیا کہ جس کے لئے سادہ اور کامیاب رہا
 کو قاب میں رکھ کر اپنے لئے ایک اور کامیاب رہا
 ان کا وہ بیکار ہو گیا کہ جس کے لئے سادہ اور کامیاب رہا
 کو قاب میں رکھ کر اپنے لئے ایک اور کامیاب رہا

ان کا وہ بیکار ہو گیا کہ جس کے لئے سادہ اور کامیاب رہا
 کو قاب میں رکھ کر اپنے لئے ایک اور کامیاب رہا
 ان کا وہ بیکار ہو گیا کہ جس کے لئے سادہ اور کامیاب رہا
 کو قاب میں رکھ کر اپنے لئے ایک اور کامیاب رہا

۲۵۱

از حضرت سید جلالی
میلے کی بھی ہو کو تو قدرت نہیں ہی
مٹی تاب جی میں جب تین این دو قبر میں
وہ جسم اب نہیں ہے و قدرت نہیں ہی
منہ اس کا طول یہ کس ہنسنے کے
بہنے گئے اب اتنی تو قدرت نہیں ہی
دیوانگی کے اپنی ہر بار بار بار
افراط شیان کے وہ ہر بار بار
کمان ہیں ایسے برا کدہ ہر بار
کے ہر بار ہر بار ہر بار

یار بن تلخ زندگانی تھی :
 سر سے اسکے ہوا گئی نہ کبھی
 لطف پر اسکے ہنشین مت جا
 ماتھ آتا جو تو تو کیا ہوتا
 شیب بین فائدہ مال کا
 میرے قلعے سے سب کی گئیں بن دین
 عاشقی جی ہی لے گئی آخر
 اس رخ آشین کی شرم سے رات
 بھر سخن نشنوی ہے دوسری
 کوئی قاتل سے سج کے نکلا خضر
 فقر پر بھی تھا میٹر کے اک رنگ

کے زمین جاوے گا یہ نظر کسان کو
بڑھ دینا ایسا چھینا نکلو کسان کو
کے بہر اور جس کی کھانسی نہ پتہ
پتہ نہ پتہ بار بار کسان کو
شاید نہ ملے گا یہ کسان کو
جون ادی کے کچھ کسان کو
دیکھو وہاں کی عورت کسان کو
پانی کو بولے کسان کو
ایک دن بھی کسان کو
ایک کوئی عارہ کسان کو

تمش و فکر کے دیکھے جی سمن جا رہے ہے
دامن کج پاٹ سا کرتختے ہوئے جمن کے
لو ہونہ کیون رلا دے اکھکا گزار موتا
ہر دم جراحت آسا کب ہوتھے پکتے
آزار وہ دلوں کا جیسا کہ تو ہے ظالم
ہو جاے کیونچہ دوزخ باغِ زمانہ ہم پر
دیوار کے ٹپک سر میں جو مواتو بولا

اُسے لفظِ رز کی بھی خبر ایسے ہی تھے
ایسا جو سرِ شک و خنین رکھا ایسے ہی تھے
یہ دل جگر سہاے غمخوار ایسے ہی تھے
یہ دیرِ نہمین کیا خونبار ایسے ہی تھے
اگلے زمانے میں بھی کیا بار ایسے ہی تھے
ہم بے حقیقتوں کے کردار ایسے ہی تھے
کچھ اس ستمزدہ کے آثار ایسے ہی تھے

اک حرف کا بھی انکو دفتر ہے گردکھانا
کیا کیسے میتر جی کی بستار ایسے ہی تھے

کبھی تمیر اور سطر آ کر جو چھاتی کو جتا رہا
خزانی دلیکی کیا نبوہ درد غم سے پوچھو ہو
شکست اس نگاتی بخود می عشق میں دلبر
نہ یوں ہو کہ اٹھ جاؤں کہ ہر دس کی جا

خدا شاہد ہونا تو کلیہ ٹوٹ جاتا ہے
وہی حالت ہے جیسے شہر لشکر ٹوٹ جاتا ہے
لشکر میں ہر ایک جیسے کہ شیشہ ٹوٹ جاتا ہے
جب ایسا طائر خوش لہجہ ہنسیں کر چھوڑ جاتا ہے

نہیں کچھ عقل میں آتا کہ دیوانہ سا میرا دھڑ
کبھو آتا جو ہے کہ دھڑ کو مار روٹھ جاتا ہے

جہاں نہیں اگر وہ بیکسے بیکسے کو
 ۲۵۵
 پھر ہم جو کی شب و دیر کمان و
 سخنیں پھینکے ہیں جو بھی ہو چکا ہے
 پہلے اس کو تو سے ہم پر باروں پر چلا
 مار کر ہی سے زمانہ کی نہ کو چلا
 چال دھیمی اس کی ایسی کہ کو چلا
 کو نہ کیا نکلا کوئی دار فہم چلا
 جس نے ان بلکوں کوئی سے کو چلا
 ہر ماہ جان بیک بیک کو چلا

بیاورن من مارا بر این زمین را
چو بگویم ای شاه جهان را
که در این راه مرا رها کن
تا به پایتخت تو رسد

[illegible]

ہو گئی کھلائے جاتی ہونز اکتا ہوئے
 یارے پروا و مفرا و زمین بے اختیار
 سختی پہنچی کو کہن نے قیس نے رنج و غم
 شور و آواز ہو جو ہوتی جاوے گراؤ
 خالق والی ہر کچھ تنہا نہیں الفت میں خوار
 عشق میں فوسا فوسا بنا کر چکے

مانعہ لگتے سیلی ہوئی مہول طاقت ہے
 پیش کچھ جاتی نہیں منت سماں اور
 کیا گئی بر باد ان یاروں کی منت ہے
 ہیچنا کا بلا آفت قیامت ہے
 کیوں کیوں گئی جو منت ہے
 زیر لب کہتو ہے ہم ایک تہ اور

ریختے ہی کے ہر قابل یار کی ترکیب میر

پواہ واری حشیم و ابرو و قرقمات ہمارے

رشتہ کیا ٹھہرے گا یہ جیسو کہ مونا زکریا
 شاخ گل کا ہیکا اس طفت سے چک چک رہیں
 چشم انصاف سے برقع کو ہٹا دیکھو اسے
 لطف کیا دیو تو تمہیں نقشِ حیدر ویش
 بیرے کھاتا ہو تو آتا ہو نظر بان کا رنگ
 گل سمجھ کر نہ کہیں بجلی کے لئے لگیو
 رکھی تا چند خیال اس سر پر شکر کا

چاک ل لکچہ سے ست سی کہ فونازک ہر
 لاگ والا کوئی دیکھے تجھے تو نازک ہر
 گل کے منہ سے تو گئی پر وہ وہ فونازک ہر
 بوری یا پوشون پوچھو تو یہ تو نازک ہر
 کس قدر اسے اسے وہ چلے کلونازک ہر
 بیل اسل کہ خوشترنگ کی فونازک ہر
 دل تو کانیا ہی کر رہی کہ بیونازک ہر

[illegible]

کیا جانے کہ
پامال ہوئے ہم تو اس
جو مانعہ چڑھا اسکے دل خون کریا
اس خچہ رنگین کے اویں گے بیٹھے
آج بچھ آئے مر با بچھے
مگر کیا فو د کے تین خدا ہے
اس قدر حجابین ہے دعا کے

۲۵۷

کہ دعا کرے تو دعا سمجھے
پھر سمجھے یقین ہمارا حال
مے بھی اسے بتان خدا سمجھے
غلط اپنا کہ اس جتنا جو
ساد کے ہم آشنا سمجھے
نکستہ دان بھی خدا سے تمنا سمجھے
پر ہم سارا نہ مدعا سمجھے
کے دفتر کتابین کی تفسیر
طالع کا ہم لکھا سمجھے

و یکنه بجای جفت یکا یکا بر من و کجا
یکایک اینها را از آنکه در میان می آید
یکی از آنها که در میان می آید یکی
یکی از آنها که در میان می آید یکی

عاشق جو رگنڈ زمین لکھو کہ زمین چھپاؤ
یار نب مین پٹھے تو یہ روسیہ سہار
تا دل کسوسے اپنا کوئی نہ بیان کھاؤ
کیا ان ہاتھ اٹھاؤں گو امین بن ہمار
کیا جان جسکی خاطر شرمندگی اٹھاؤ

ہمیں پانوں کو نازک گل برگ سے سجھا،
یوں خاکِ منہ یہ ملکِ کیتھک چھڑا کر نہیں
اسے کاش قصہ میرا ہر فرد کو سناؤ
ترکِ تہان کا مجھے لیتے ہیں قیوں نہیں
عاشق کو ہر گز بھی نہیں ہے عاشقی میں

جی میں بگڑ رہا ہوں میری چپ ہے بیٹھنا
چھیڑو ابھی تو کیا کیا باتیں بنا کے لائے

کا ہشیم کیا کیا اٹھا جاتا ہے جی
 پر وہ آتا ہے تو آ جاتا ہے جی
 کچھ تباہ سا اگلا جاتا ہے جی
 یاد بھی آتا ہے یا جاتا ہے جی
 جی ہمارا کچھ جلا جاتا ہے جی
 ہوئے ہوئے کوئی کھا جاتا ہے جی
 یعنی ساتھ اسکی چلا جاتا ہے جی
 حیف ہوا سیمین رہا جاتا ہے جی

تجھ کے بیٹھے گھٹا جاتا ہے جی
یون تو مرد و سٹے پر رہتے ہیں ہم
ماے اسکی شربت جی لب سے پیدا
اکی اسکی راہ میں جو ہو سو ہو
کیا کہیں تم سے کہ اس شعلہ بغیر
عشق آدم میں نہیں کچھ چھوٹا
اتھ پلے پر اس کے غش کرتے ہیں ہم
نہیں پھر تا وہ مرتے وقت بھی

[illegible][illegible]

جو کہ اس کا خیر نہیں ہے اس کا خیر نہیں ہے اس کا خیر نہیں ہے
 جو کہ اس کا خیر نہیں ہے اس کا خیر نہیں ہے اس کا خیر نہیں ہے
 جو کہ اس کا خیر نہیں ہے اس کا خیر نہیں ہے اس کا خیر نہیں ہے
 جو کہ اس کا خیر نہیں ہے اس کا خیر نہیں ہے اس کا خیر نہیں ہے

چو لی بیاتے سکی پھر آکھیں میں سچکین | جب پر سن گل بھی اس فی سحر چلے جاو

ہے میر عجیب کوئی درویش شہید دل
 بات اسکی سنو تم چھاتی بھی مجلس جاو

میر دریا ہے تہنی شعر زبانی اسکی خاطر باد یہ سحر دیر میں جاو گی گمین ایک ہی عہد میں اپو وہ پر اگن مزاج تنہ تو بوجھار کا وکھا ہو ستر تو تنے بات کی طرز کو وکھو تو کوئی جاو تھا کر کے تعویذ رکھیں اسکو بہت بھاتی ہو اسکا وہ عجز تمھارا یہ غرور خونی کچھ لکھا ہو تجھے ہر برگ پر اموشکبار سرگذشت اپنی کس اندوہ ہو کتیا تھا مڑے دلو کئی کھلے دیے لوگوں کو بیان نکلی ہی پڑتی تھی تمھاری زبان آبلے کی سی طرح ٹیس لگی چوٹ بھی	اللہ اللہ درویشیت کی روانی اسکی خاک مان گبولی کے آرائی اسکی اپنی آنکھوں میں نہ آیا کوئی ثانی اسکی اسی انداز سے تھی شک نشانی اسکی پر ملی خاک میں کیا سحر بیانی اسکی وہ نظر پاتون پڑے بات دیوانی اسکی منتیں آسنے بہت کین نمایاں اسکی رقعہ دارین ہیں اوراق خزانہ اسکی سو گئے تم نہ سنی آہ کہانی اسکی شہر دلی میں ہی سب پاشانی اسکی کیا عوف چاہو کا تھا حصے جانی اسکی درویشی میں گئی ساری جوانی اسکی
---	---

۲۵۹
 علی فقر جنت میں پرستان کو

باغ میں ازیدوار میں سنا نہ جاوی
 نوازش کا شور تا میں سر ہرگز
 سحاب میں دھندلے دھندلے کیا نہادی
 دھندلے دھندلے دھندلے دھندلے
 دل میں پھر سے میں خط و خال زلف
 جھک کر دیکھتا ہوں سارے سودا ہے

ان کا دل صوفیوں کا دل صوفیوں کا دل صوفیوں کا دل
 ان کا دل صوفیوں کا دل صوفیوں کا دل صوفیوں کا دل
 ان کا دل صوفیوں کا دل صوفیوں کا دل صوفیوں کا دل
 ان کا دل صوفیوں کا دل صوفیوں کا دل صوفیوں کا دل

اس کی ہر بات کو سن کر
 دل میں ہر لمحہ ہر لمحہ
 دل میں ہر لمحہ ہر لمحہ
 دل میں ہر لمحہ ہر لمحہ

کیا نہیں جانے اس کے خواب
 کیا نہیں جانے اس کے خواب
 کیا نہیں جانے اس کے خواب
 کیا نہیں جانے اس کے خواب

۲۶۱
 کیا نہیں جانے اس کے خواب
 کیا نہیں جانے اس کے خواب
 کیا نہیں جانے اس کے خواب
 کیا نہیں جانے اس کے خواب

جسے دیکھا اسکو ہنسنے جی ڈرنا جانا ہے میر
 اس خرابی کے یہ چشم رو سید پانی ہوتے

جنون کا عبث میرے مذکور ہے کہو چشم خونبار کو چشم تم فلک پر جو مہر تو روشن ہے یہ گدا شاہ و دونوں بین دل باختہ قیامت ہی ہو گا جو رفع حجاب ہم اب نا تو انون کو مرنا ہر صفت ستم میں ہمارے قسم ہر تھمیں نیاز اپنا جس مرتبے میں ہر یان ہوا حال بندے کا گو کچھ خراب	جوانی دیوانی ہے مشہور ہے خدا جانے کب کا یہ ناسور ہے کہ منہ سے تر و نسبت دور ہے عجب عشق بازی کا دستور ہے نہ بے مصلحت یا دستور ہے نہیں وہ کہ جیتا بھی منظور ہے کرو صفت جتنا کہ مقدور ہے اسی مرتبے میں وہ مغرور ہے خدائی ابھی اسکی معذور ہے
---	--

گپا شاید اس شمع رو کا خیاں
 کہ اب میر کے منہ پہ کچھ نور ہے

آج کچھ بی حجاب ہے وہ بھی میں بھی جلتا نہیں جہا دل سے	کیا ہے مست شراب ہو وہ بھی دور مجھ سے کہا اب ہو وہ بھی
---	--

کیا نہیں جانے اس کے خواب
 کیا نہیں جانے اس کے خواب
 کیا نہیں جانے اس کے خواب
 کیا نہیں جانے اس کے خواب

کیا جانو چشم تر سے اُدھر دل کیا ہوا
کس کو خبر ہے میرے سندر کے پار کی

ایک سنا ہٹا گز رہا ہے
وہ زبان کر کے پھر مکر رہا ہے
حال پر سی ٹک آ کے کر رہا ہے
رات کو جی مرا یکے رہا ہے
کب وطن میرے یہ خبر رہا ہے
آج کل جی سے مہ اتر رہا ہے

جب نسیم سہرا دھڑ جاتی ہے
کیا اس آئینہ او سے کہیے ملے
جب سے سمجھا کہ ہم چلاؤ ہیں
وہ کھلے بال سووے ہو شاید
دور اگر چہ گیا ہوں مین جی سے
وہ اگر چہ چٹھ مارا ایسا

جی نہیں میرین بنو لوتند
بات کہتے ابھی وہ مر جا ہے

اس لوٹنے دہن کو پاس کے ٹھایا بھی
پھر چال کڈھب چلینا ٹھوکر نہ کھانا بھی
کیا منہ کو چھپانا بھی کچھ جھکا دیکھا بھی
ظاہر میں سنا بھی پر دین جتنا بھی
ساتھ آن کے سونا بھی پھر منہ کو چھپانا بھی

وزدیرہ نگہ کرنا پھر آنکھ ملا نا ہی
پامالی عاشق کو منظور رکھے جانا
برقع کو اٹھا دینا پر آدمی ہی تہرے
دیکھ آنکھیں میں تیغے اک زنا پھر بھی
صحبت ہوئی سی ہی اوجان کی ہاش

ہر چندان سے اس کی پستی
خاتم دوسرے مقام پر ہوا جا
کیا جانے کو غیر صاحب وقت کے
خوفی مسلمانوں کے دوسرے
یہاں تمام اس کے بیت

سو یوں رہے کہ بیٹے کوئی ضمان نہ
تھا ملک جنگی زمینیں صرف ہوتی
تھیں اس خیال میں ہوا کہ نام پر نشان رہے

۲۶۲
 اے میرے دل کی بیوی
 کیا ہے تجھے اب کہ راز مجھ سے
 ہم سب نظر پھیریں تو وہ ابرو کو
 ہنچ اپنے اس کے کتبیب دین بیان
 کوئی بھی اپنے سر کی گناہیوں سے
 ہون شمع کیا کروں جو نہ میری جان
 شمع فوج کی بھر دن تو فوج کی

[illegible]

اس تنگنا و دہریں تنگی نفس نے کی

جون صبح ایلدیم ہی ہے ہم حویان ہے

اک قافلے سے گروہاری نہ ٹک اٹھے

جبرت ہے میرا پتے تیکن ہم کمان ہے

کیا حال بیان کرے عجیل پڑی ہے

کیا فکر کروں میں کہ ٹنگے سو کروں

پوشمک انجم طرف اس رہ کے اشارا

کیا اپنی شہر ریزی کہیں لکھ نکامی کی

دے دن گئے جو پیرن لگی رہی تھیں

ایسا نہوا ہو گا کوئی واقعہ آگے

کیا نقش میں مجھوں پر کہ تھی فتک شت

جانے میں چلے متصل ان سو جہاز

کھینچتا ہے نہیں جسے قہر شہ ہرگز

کل کھاتے ہیں فرما سو میں عشق میں

وہ طبع تو نازک ہو کہانی پڑی ہے

یہ گاڑی میری اہ میں ہڈی لڑی ہے

دیکھو تو میری آنکھ کمان پر لڑی ہے

ہم جانتے ہیں ہم یہ جو یہ بارہ چڑھی ہے

اب بیان میں جملت کوئی بل کھڑی ہے

اک خواہش میں اساتذہ جیتے کھڑی ہے

لیلے کی بھی تصویر تو حیران کھڑی ہے

ہر تراز گرا آنکھوں میں تی کی لڑی ہے

یہ ست کمان تھہر پراب کتنی لڑی ہے

اب تھہر ادا دیکھو تو بھولو کی پھری ہے

وہ زلف نہیں منعکس دریاہ ترمیر

اس بحر میں اشعار سے زنجیر پڑی ہے

یہ صبح کی پہلی دھندلک ہے
جس میں ہر شے کی صورت
میں گھوم رہی ہے
جس میں ہر شے کی صورت
میں گھوم رہی ہے

جس میں ہر شے کی صورت
میں گھوم رہی ہے
جس میں ہر شے کی صورت
میں گھوم رہی ہے

جس میں ہر شے کی صورت
میں گھوم رہی ہے
جس میں ہر شے کی صورت
میں گھوم رہی ہے

جس میں ہر شے کی صورت
میں گھوم رہی ہے
جس میں ہر شے کی صورت
میں گھوم رہی ہے

جس میں ہر شے کی صورت
میں گھوم رہی ہے
جس میں ہر شے کی صورت
میں گھوم رہی ہے

دیکھئے بچہ چال فقیر کا کھانا کھا کر
 چمن کی یاد میں جب بچہ چلا گیا
 ہوا ہے میرے دل میں کون سا
 زبان بھلائے زمین پر ادائیگو جلائی ہے

نہ بچا میں تجھے میری باتیں گرنے رقیبوں سے سر جوڑ بیٹھو ہو کیوں کر پھر اس سال سے پھول ہو گھانہ میں نے مداوا کرنا تھا مشفق ہمارا کڑھا یا کسو کو کھپا یا کسو کو وہ کہہ کر ہے شوق کا بہا نہیں	رکھی دھوم شہر و زمین اس گفتگو سے عین تو نہیں دیتے تک پانوں جھونے دیوانہ کب تھا مجھے تیری بے جراحت جگر کے لگے دیکھنے دوسرے بڑائی ہی کی سب سے اس خبر سے پڑن ہینگے اسکے محل آج سے
--	---

تری چال میری تری بات روکھی تجھے میرے سمجھا ہے یاں کم کسو نے
--

بڑے بازی سے چرخ گردان کے جی گیا اسکے تیر کے ہمراہ ہیں یہ مرگان و ابرو خنجر و تیغ پھوڑ ڈالیں گے سری اس پر سیر و امن سے گفتگو کر لے اس بت شوخ کی ہو طینت میں آدمی سے ملک کو کیا نسبت	سر ہمارے ہیں گوی میدان کے تھی تو اضع صند و رحمان کی تر چھی ملکین تری بھوین بانگی منت اٹھتی نہیں ہے دربان کی بات بگڑی لب گریبان کی دشمنی میرے دین ایمان کی شان ارفع ہے میر انسان کی
--	--

دیکھئے بچہ چال فقیر کا کھانا کھا کر
 چمن کی یاد میں جب بچہ چلا گیا
 ہوا ہے میرے دل میں کون سا
 زبان بھلائے زمین پر ادائیگو جلائی ہے

دیکھئے بچہ چال فقیر کا کھانا کھا کر
 چمن کی یاد میں جب بچہ چلا گیا
 ہوا ہے میرے دل میں کون سا
 زبان بھلائے زمین پر ادائیگو جلائی ہے
 چمن کی یاد میں جب بچہ چلا گیا
 کوئی ایسا سم دینا میں اویسا دکر تارے
 ہوا خانہ خراب آنکھوں کا شکر ہے پور جا
 رہے سلاب میں کوئی بھی گھر بنا کر تارے
 دیکھئے بچہ چال فقیر کا کھانا کھا کر
 چمن کی یاد میں جب بچہ چلا گیا
 ہوا ہے میرے دل میں کون سا
 زبان بھلائے زمین پر ادائیگو جلائی ہے

چند جہان تو فتح جلاوت کو تو
 چہرہ جہان تو فتح جلاوت کو تو
 چہرہ جہان تو فتح جلاوت کو تو
 چہرہ جہان تو فتح جلاوت کو تو

ویدنی ہے شکست کی دل کی
 ہے تصنع کر عمل پیرج مقلب
 دلے نزدیک اور تہا دور
 بیتون کیا ہے کو کہن کیسا
 جس مرض میں کہ جان جاتی ہے
 یان ہوئے خاک سے برابر ہم
 ایسا موتی ہے زندہ جاوید

کیا عمارت غمون نے وہ حالی ہو
 یعنی ایک بات سی بنائی ہے
 کس کے اسکو کچھ شہنائی ہے
 عشق کی زور آزمائی ہے
 ولسرون ہی کی وہ جدائی
 ومان وہی ناز خود نمائی ہے
 رختہ یار تھا جب آئی ہے

مرگ مجنون سے عقل گم ہے میر
 کیا دیوانے نے موت پائی ہے

سیر کی بنے ہر کہین پیارے
 خشک سال وفا میں ایک مدت
 یک نظر دیکھنے کی حیرت میں
 پہونچی ہے ضعف ہو یہ حالت

پھر جو دیکھا تو کچھ نہیں پیارے
 پلکین کو ہو میں تر رہیں پیارے
 آنکھیں تو پانی ہو ہیں پیارے
 جہان پہونچا رہا وہیں پیارے

تجہ گلی میں رہے ہے میت مگر
 دیکھیں میں جنب نہ تب نہیں پیارے

۲۶۵

عشق کی آواز استغاریہ کیا ہے ہم
 دیکھ کر سیلا اور پھر دڑ جائے
 کد ماضی برب نہایت ہے
 کد ماضی برب نہایت ہے
 کد ماضی برب نہایت ہے
 کد ماضی برب نہایت ہے
 کد ماضی برب نہایت ہے
 کد ماضی برب نہایت ہے

عشق کی آواز استغاریہ کیا ہے ہم
 دیکھ کر سیلا اور پھر دڑ جائے
 کد ماضی برب نہایت ہے
 کد ماضی برب نہایت ہے
 کد ماضی برب نہایت ہے
 کد ماضی برب نہایت ہے
 کد ماضی برب نہایت ہے
 کد ماضی برب نہایت ہے

قلب ملے میسر ملک دارون سے
وہ گدائی کشہ ولایت ہے

اللہ سے اثر شے تیرے برنگی آئی
 کیا کیسے کہ کیا صوفیوں کی چھائی چھائی
 اس دل کے دھڑکنے سے عجیب فتنہ چھائی
 یان رنگ شکستہ سر بھی چھٹی ہوئی
 اس کو ہر نایاب کی کچھ بات نہائی
 لاکھ نہیں اس دنیا سے تلو اعلیٰ
 کیا پوچھتے ہو عشق نے کیا آگ لگائی
 بیتاب مجھے دیکھ کے کچھ بات نہائی
 اس کے تین جانتی ہر سار خدائی
 ابھی سے جس نے کی ہریت ہر دورانی
 بلیس نے مری طرز سخن جہان آرائی
 یہ بات مری قصہ سے عجیب کہ سن نہائی
 دن رات میں رہتی ہر چشم نہائی

مطرب و غزل میر کی گل میں نے پڑھائی
اس مطلع جانسوز نے آسکے لبوں پر
خاطر کے علاقے کی سبب جان بھپائی
گو اس رخ متابی سے ان جان پدنی چسکی
ہر بحر میں اشعار کے عمر کو کھویا
بھیڑن میں اس آبر و خوار کہلتے
وال ورجا جہل کے مرے دونوں ہو خاک
قاصد کے تصنع نے کیا دل کے تین داغ
جھپکی ہے مری آنکھ لب لعل تباہ کے
میں دیر پہنچ کے نہ کیا قصہ حرم بھر
فریاد بھین رنگوں پر گلزار میں صبح
مجلس میں مگر ہو تو راکتے ہو چپکے
گردش میں جو ہیں میر مراد ہر دستار

رانی میں سے وہ تو ادا کیا ہے
 جی ہے سامنے ایک کی جگہ بھی ہے
 جی سمجھتا رہو اس بیتین ادا کیا ہے
 بروکین نالہ کشان ہم ہیں کہ ہمیں ہر روز
 سوز و شکست کا اک حورینا ہے
 اوسے خالی نہیں عشق بین ماری بھام

۲۴۹

سید احمد

دی و سو کوئی چھوڑا
 گک چلی ہے ہر اس کی سیور و غنیمت
 نماز کرتے ہوئے اس اہ صبا
 کیا ہوا قبائل اس دشمن جان کے آتے
 ہر ایک کو سوار و عاتلے ہو
 سوزینے کا بھی دل پیپ بلا ہوا اپنا
 جیانی ہے لگا لگا ہوا

[illegible]

محمّد

[illegible]

رنجیدہ کا ہوا
 جو زمین بھٹی اسے تا آسمان
 سب را ہی مقام
 کے و داغ میں چلے تھا
 محبوں کے و داغ میں چلے تھا
 دل اوت گریہ زخموں
 شیشہ بہ بہت ہی کم تھا
 بکری نظر میں آئی چھوڑ دینا
 فوس پتھر و بنگلے تھا

بسم الله الرحمن الرحيم

دیوان سوم

میرے مالک فرمے حقین کیا کیا
اُس سے دل کی خرابی ہوئی اور عشق دروغ
نسبت تھا جب تبین جا پڑتی تھی ظاہر
انتہا شوق کی واکی جو صبا سے چوچھے

خاک ناچیز تھا میں سو مجھے لہاں کیا
تیرے کس خانہ مطبوع کو دیراں کیا
ٹھکنے بہ کو مرے چہرے پلور فان کیا
اک کف خاک کوئی آن نے پریشان کیا

مجاہد شاعر نکمہ ہو یہ کہ صاحب میں نے
درد و غم کتنے کیے جمع تو دیوان کیا

دین و دلوں کو تہاں نہا تو ان میں کچھ گیا | یا محبت کسکے یہ بارگراں میں لے گیا

کیا قدر ہے اسے دیکھنے کی گوہر
س فن میں نظری کا بدل تھا
تھا نہ میں دست میں بدل
شیدائش کا یہی حق تھا
اک چوں بہا بین بے نام و نشان
اک جمع رکھوں کا بھی سلسلہ
شب شمع کی بھی چو مجلس میں
سرگرم شمعوں میں جگمگاتی
ادائیں سگم گم گم گم
خانہ جنگ دنیا میں فون پون پون

[illegible]

دل اگر کتا ہوں تو کتا ہو وہ یہ ل ہو گیا
 جاننا باطل کو کو یہ تصور فہم ہے
 یان کوئی دنیا ت قہہ کر کے قصہ کر کے کا کر
 تک ہو میں اس کو سوچم تک ہو میں ایک سر
 وجہ حقیقت ایک ہوساری نہیں ہوسب میں تو
 چوٹ میر دل میں ایسی ہو کہ نہیں م مجھ خود
 کہتے ہیں طلب ہر ایک ہی لیلی ہفت تعلیم میں
 ہوسوسو باہر رہیں کیا کیا لکھان میں
 شاخ پر گل یا نہال اوچھو جاتے ہیں سب

ایسونا دان دل را کو ملنے کا حاصل ہو گیا
 حق اگر سمجھو تو سب کچھ حق ہو گیا باطل ہو گیا
 کاروان گاہ جہان فتنی منزل ہو گیا
 دیدہ حیران ہمارا دیدہ ہوسمل ہو گیا
 آب ساہر زنگین یہ ور کچھ شامل ہو گیا
 وہ کشمیرہ یونہی نہیں کہتا ہو کہ تو گھائل ہو گیا
 اس عبارت کا نہیں معلوم کچھ محسوس کیا
 عشق میں او گزرا جہان شکل ہو گیا
 قامت دلکش گل اسکو سر ہو مائل ہو گیا

دل اگر کتا ہوں تو کتا ہو وہ یہ ل ہو گیا
 جاننا باطل کو کو یہ تصور فہم ہے
 یان کوئی دنیا ت قہہ کر کے قصہ کر کے کا کر
 تک ہو میں اس کو سوچم تک ہو میں ایک سر
 وجہ حقیقت ایک ہوساری نہیں ہوسب میں تو
 چوٹ میر دل میں ایسی ہو کہ نہیں م مجھ خود
 کہتے ہیں طلب ہر ایک ہی لیلی ہفت تعلیم میں
 ہوسوسو باہر رہیں کیا کیا لکھان میں
 شاخ پر گل یا نہال اوچھو جاتے ہیں سب

مرثیہ میرے بھی دل کا رقت آور سے بلا
 محترم کو میر میں کیا جانوں اور مقبل ہے کیا

کرا ایک سلام پوچھنا صاحب نام کیا
 حسن و جمال الینا ہی اسکا خرام کیا
 عاشق کو دلبروں سے سلام دیا کیا
 کیا جانیں سجدہ کہتے ہیں کسکو سلام کیا

ان دلبروں سے رابطہ کرنا ہو کام کیا
 حیرت ہو گولین چشم تماشا کمان کمان کیا
 کی اک نگاہ گرم جہان نسو مل گئے
 شکر خدا کہ سر نہ فرو لائے ہم کہیں

ہاں یہ ایک نئی کہ ادھر کو کرا رہا ہے
 دوری دور ہوس پاس ہمارا نہ کی
 اسکا منظر نہ تھی بسے بخت کرنی
 ایک چٹک بھی نہ کی ایک اشارہ نہ کی
 بدو شام بھی بوسے کی دفع بھی ملے
 سنا سننے کے تین ہفتے گوارا نہ کی
 اسکا بوسہ لگا دو گون میں کیا با فریاد
 ہزار سے پھر ہی سے ۱۴ اور بھی مارا نہ کی
 ۲۶۸
 جی ہے دہشتہ دریا غم عشق میں کیا
 بوالہوس کی سی طرح بننے کنارا نہ کیا
 نیم جان شکر گئے اسبہ زبان کیجا ہو
 ہم کو چھوڑ رہی میں جاری کا سارا نہ کیا
 لے گیا مٹی بھی دروازوں کی انور میں
 پار اٹھانے سے در و کا جا رہا نہ کیا
 وہ دل نہیں رہا جو غیب و اٹھا لگا
 یا پھر شک فونی سے شمع میں کیا
 اب یہ نظر پوری ہے کہ برباد کیا
 کاوش کر رہی ایک بھی تو نہ بھلا کیا
 کھینچا جو میں و ساعا میں کیا
 کھینچا جو میں و ساعا میں کیا

کرا ایک سلام پوچھنا صاحب نام کیا
 حسن و جمال الینا ہی اسکا خرام کیا
 عاشق کو دلبروں سے سلام دیا کیا
 کیا جانیں سجدہ کہتے ہیں کسکو سلام کیا

خفا رفتن تو را که بگوید چنانچه
 در این کتاب که در میان کتب
 است که در میان کتب است که در میان کتب

باز می بینم که در میان کتب
 است که در میان کتب است که در میان کتب
 است که در میان کتب است که در میان کتب

اگر گلی هست پانویس لفت کی پیدار	بازی زمین به سان چو کوئی گلهای نیکا
اگر تی رنگی خاک خون کرتی شست دست	کچھ دست اگر تیرے سر سامان بھی پاگیا

در پے ہوا بادہ قاتل صد کینہ جو بہت	دیکھیں تو میرے کتے تین کوئی بچا گیا
------------------------------------	-------------------------------------

وہ جو گلشن میں جلوہ ناک ہوا	پھول غیرت سے چلکے خاک ہوا
اسکے دامن ملک نہ پہونچا تھ	تھامر دست جیب چاک ہوا
کس قدر تھا غیبت شیخ شہر	اسکے مرنے سے شہر پاک ہوا
ڈرے اس رشک خور کی گرمی سے	کچھ تو ہے جسے جوتیاک ہوا

میرے بلکان ہو گیا تھا بہت	سو طلب ہی میں پھر ہلاک ہوا
---------------------------	----------------------------

کیا روتے ہیں کو یوں آن کر کے مارا	مہریت و گر سے طوفان کر کے مارا
تربت کامیری لوجہ آئینے سے کر کے ہر	یعنی کہ آن نے مجھ کو حیران کر کے مارا
یگانہ جان آنے کیا چوٹ رات کو کی	متحہ دیکھ دیکھ میرا چچان کر کے مارا
پہلے گلے لگا یا پھر دست جوڑا تھا یا	مارا تو آن نے لیکن احسان کر کے مارا
اُس دست عمداً کیا کی تھی قسم مجھی سے	بہنو نکو آن نے عمدہ بیان کر کے مارا

از رفتن تو را که بگوید چنانچه
 در این کتاب که در میان کتب
 است که در میان کتب است که در میان کتب

نظر فو اب میں اس کا نظریہ پوری
 بہت فو اب میں اس کا نظریہ پوری
 بہت فو اب میں اس کا نظریہ پوری

باز می بینم که در میان کتب
 است که در میان کتب است که در میان کتب
 است که در میان کتب است که در میان کتب

کیا دیکھو اس کو مجھے ایسا ادب کیا
 کہ تو زمین سیلان طبیعت ہو گئی
 فون ہوئے اس کے دل ہی میں ازلی
 جس نے انکو بین الیاء جگر تھیں

کب ذکر بیان مسیح علیہ السلام کا کیا دیکھے جواب اجل کے پیام کا ممنون میں نہیں ہوں جواب سلام کا تو یوں ہی نام لے ہو کسونا تمام کا بخناسنا نہیں ہو کبھی بیان مقام کا یعنی کہ تھا مقام یہ ختم اکلام کا جلوہ ہی کچھ جد الہی کے صبح و شام کا ہر عاشقی گستاہ نہیں ہر غلام کا	اعجازِ حق کے ہر ترے لب و کام کا رقتہ عین جو آوی ہے سوتیر میں بندھا کچھ سہ سہجالتی ہو گئی آنکھ گڑھی پھر منہ دیکھو بدر کا کہ تری روشنی کے نوبت ہو اپنی جسکے ہی کوچ کا ہر شور کنج لب کا دیکھو خاموش رہ گئے اس رو و مو کے محو کو کیا روزگار کے صاحب ہوا ڈالو مجھے تم دگر نہ کچھ
--	--

کب اقتدا ہو مجھے کس کی سولے میسر بندہ ہوں دل سے میں ہی سید امام کا

ہوں نشان کیوں نہ تیر خوبان کا ماتھے زنجیر ہو جنوں میں رہا چپکے دیکھو جھکتے دو لب سرخ ایک رہزن ہے اسکی کا فرزند عمر آوارگی میں سب گزری	مجھ پہ تو وا ہوا ہے طوفان کا اپنی زنجیر گریبان کا ذکر بیان کیا ہے لعل و مرجان کا غم ہی رہتا ہے دین و ایمان کا کچھ ٹھکانا نہیں دل و جان کا
---	---

کیا دیکھو اس کو مجھے ایسا ادب کیا
 کہ تو زمین سیلان طبیعت ہو گئی
 فون ہوئے اس کے دل ہی میں ازلی
 جس نے انکو بین الیاء جگر تھیں

کیا قاتلہ بیان چکر اگر بار بار
 آئے ہوئے تو ہوئے نیکو و ناری
 وہ بیان سے گیا اٹھ کر مجھ سے کل
 جاتا تھا چارہ عجب جال سے کل
 دیکھا آئے جس شخص نے اسکو عجب
 کیا کام کیا غصے دل یوں چکا ہوا
 اس جان کی جو کون کون کرے

تھا جہم کا ترل دلی ایام میں پوری
 جاتا تھا چارہ عجب جال سے کل
 دیکھا آئے جس شخص نے اسکو عجب
 کیا کام کیا غصے دل یوں چکا ہوا
 اس جان کی جو کون کون کرے

جو تیر چلا اسکا سویری طرف آیا
 جب تو نے نظر پھیری تب جان گئی اسکی
 کب در غزل کہتا میں ہوں میں میں لیکن
 اس عشق کے میدان میں ہی تو نشا تھا
 مرنا ترے عاشق کا مرنا کہ سیات تھا
 پر دے میں مجھے اپنا ہوا لہنا تھا

ان نے جو بیباکی سے مار دی جا بھلا تھا
 اس زندگی سے مار دی جا بھلا تھا
 رستم ان نے میری حق باتیں کیا کیا
 ابھی تو گل کی فصل میں ہوں خون ہوا
 وہ دل کہ جیسا بیباک تھا خون ہوا
 شہر آگیا بونہر جی تو ہے بیان کر
 آتے جا اسکے رفتن صبر و سکون ہوا

۲۷۱
 کھانا چاہیے
 عاشق طوائف ترین جنون مجھے بہت
 ال گرد باد دشت مزار ہنمون ہوا
 سیلاب آگے آیا چلا جاتے دشت میں
 بے اختیار اوسلے کا ہر سا شگون ہوا
 جان اسکی شیخیر سے رکھ کر درج میر
 مسدود انداز شکار زبون ہوا
 ایک آنسو می آنسو میں ہنمون ہوا
 فتنہ کا کھنکھاتا ہوا ہنمون ہوا
 دل جان بٹنی ہوا ہنمون ہوا
 فتنہ کا کھنکھاتا ہوا ہنمون ہوا
 دل جان بٹنی ہوا ہنمون ہوا
 فتنہ کا کھنکھاتا ہوا ہنمون ہوا
 دل جان بٹنی ہوا ہنمون ہوا

اس عشق کے میدان میں ہی تو نشا تھا مرنا ترے عاشق کا مرنا کہ سیات تھا پر دے میں مجھے اپنا ہوا لہنا تھا	جو تیر چلا اسکا سویری طرف آیا جب تو نے نظر پھیری تب جان گئی اسکی کب در غزل کہتا میں ہوں میں میں لیکن
کہتا تھا کسو سے کچھ کہتا تھا کسو کا منہ کل میر کھڑا تھا یاں سج ہو کہ دیوانہ تھا	
سہل ایسا تھا آخر جی سو مرا جانا تھا کیا سو کی پریشانی کیا پر کو میں نہانی لذت سو تھا خالی جانا تہ تیغ اسکے کیا صورتیں بکتری ہیں مشتاق کی حیران سہل ہو میں سمجھتا ہوں پتھر تھے بہم تب ہم کیا ظلم کیا عجا مارا جیو ک ان نے اور شور قیامت اب بعد سے قیامت بویاغ و بہار آیا گل پھول کہیں پایا	ایک رنجہ قدم کر کر مجھے نکال سوتا تھا منہ یار کو ہر صورت عاشق سو چھپا تھا اے صید حرم بکواں خم تو کھانا تھا اس چہرے کو اے خالق ایسا نہ بنا تھا برسوں میں گرد و غبار خاک کو چھپا تھا کچھ ٹھہر بھی تھی سہلی کچھ کھانکا تھا خوابیدہ مر مر خون کو ظالم نہ بھگاتا تھا جلوہ آویان اپنا صدر رنگ دکھانا تھا
کہتے نہ تھے ہم وان سے پھر آچکے جیتے ہم میت اس گلی میں ہم کو زہار نہ جاتا تھا	

فتنہ کا کھنکھاتا ہوا ہنمون ہوا
 دل جان بٹنی ہوا ہنمون ہوا
 فتنہ کا کھنکھاتا ہوا ہنمون ہوا
 دل جان بٹنی ہوا ہنمون ہوا
 فتنہ کا کھنکھاتا ہوا ہنمون ہوا
 دل جان بٹنی ہوا ہنمون ہوا
 فتنہ کا کھنکھاتا ہوا ہنمون ہوا
 دل جان بٹنی ہوا ہنمون ہوا

[illegible]

عاشقوں کی پائیانی میں اسے ہمارے ہے	یعنی وہ محشر خرام ایسا بون بیلان لگا
چشمک اس مہ کی سی لکڑی دید میں ہے	گوستارہ صبح کا بھی آگہ چمکانے لگا

کیونکہ اس آئینہِ رد سے میرے لیے بھجباب
وہ تو اپنے عکس سے بھی دیکھو شرانے لگا

ضبط کرتے کرتے اب جوں کو پہنچ دیا
 انکھ پڑنی تھی تمہاری سنہ چٹیک چہر تہا
 گوری اُسکو جھنکائی عشق عکے پاؤں
 دیکھ خبلی محکوسے بند ہو جانے ہیں اب

سو بھی رہا ہوں کہ تہا کا دل لے گیا
 کیا کیا تمنے کہ مجھ بقیاب سحر بردہ گیا
 اسی طبیعت بد شکوے کے تہاں اچھا گیا
 عشق نے کیا کوچہ و بازار میں سو گیا

لوگ دل دیتے ستر تھے میرے گنڈراہو جی
ایک اپنی طور پر ان نے بھی اک سو دیا

<p> سینہ کو بی ہے طیش سے غم ہوا آنکھیں و ورین خلق جا ادھر گری کیا لکھوں رو یا جو لکھتے جو قلم ہم جو اس بن خوار ہیں حد زیاد آگیا یوں ہی خرامان وہ تو پھر </p>	<p> دل کے جانے کا برا ماتم ہوا آگیا گیا پر وہ کسان اور غم ہوا سب مرے نامے کا کاغذ غم ہوا باریاں تک آن کر کیا گم ہوا حشر کا ہنگامہ ہی برہم ہوا </p>
--	--

[illegible]

۲۷۲
 باوقظ بین ایک بھی بھر کے گھر آنا
 رات کا بھی کیا اور نیند آیا جا رہا
 کیا قیامت ہوئی بڑا بڑا ہوئی کیا جا
 مصلحت ہی ہوگی جسے جو تو
 فایزوزن یار کا خاطر و جان و
 میں اسی طرح کو ساری عمر و لاوار
 کل مکان بنیاں اس طرح کی کچھ
 بن تو اس غمگین کی کچھ کو
 آگ کھا جاتی و شام کو جمع
 میں تو جیسے

میر کو کتنے دلوں نے رستی تھی بے طاقتی
رات دل تر با بہت شاید کہ مر کر رہ گیا

مجمع زار نے کیا گرمی بازار سے پایا
 بیتاب تہ تیغ ستم دہر رہا میں
 جانا فلک دون نے کہ سہ سہڑیوں میں
 اس رخ نے بہت رتین لوگوں کی گیار میں
 ست راہ سخن دے کہ پھر آپ ہی تو کہو گا
 ہر چند کہ تجھی بھجنے کی جائے ترے لب
 گردش میں رہا کرتے ہیں ہم دید میں
 کس وز یہ اندوہ جگر سوز تھا اگے
 دن جی کو اچھو کی ہر جھگڑے میں کئی ہے

کبریت نمط جن نے لیا مجھ کو جلایا
جب تک نہ گئی جان مجھے صبر آیا
گر خاک و سبزه کوئی شہر مرزہ آگایا
اس قند نے قیامت کا سا ہنگامہ اٹھایا
کیون میں نے محبت کی عبت منہ کو کھلایا
پر گالیان اتنی دین بھون کہ چھایا
آنکھوں نے تیری خوب سما ہم کو دکھایا
کب شب لب یارب تھی مری بونہیں خلیا
راٹ اگر خیالات سو رہتے ہیں قضا یا

کیا کہے و ماغ اسکا کہ گلاشت میں گل میر
گل شاخو نسے جھکا آؤتھے پر منہ نہ لگایا

جب گل کے چو اپنے تئیں یار کی رو سے
تحقیق کروں کس حقیقت کا نشے کو

تبا نکھون تلے میرا اترتا ہو لہو سا
خضر اب اسے کہتا ہو آتش کے مہو سا

اگر وہ ماہِ قمر سے ملے گا
 تو اس کے ہاتھ میں لکڑی کا ٹکڑا
 آید پر محض صدق سے نہ بچے گا
 جو حق شناس کوئی اور بھی نظر آتا
 نہ تھروں سے جو سر کو دو بارہ میں لے
 کہ ماہِ قمر کا سر سے کسی طرح بھرتا
 کو ہر سے ذلت ہے حق باع کا کڑی
 یہ ہیں بھی کاشکے ایسا کوئی ہنر آتا

۳۷

شراب خانے میں شہبخت ہو کر آتا
 جو یہ برہمن تانوا پر کھڑا
 وہ کلمہ ناپو دل بوشاق کا
 جو کوئی آکھو چے ظاہر ہو اس
 ہم کیا کرنا علاؤ جیکو بیت ہو اس
 ہم کیا کرنا علاؤ جیکو بیت ہو اس
 ہم کیا کرنا علاؤ جیکو بیت ہو اس
 ہم کیا کرنا علاؤ جیکو بیت ہو اس

ہر رات دن ہر پہلے میں عشق ملتا
 اب تو بدن میں سارے جھک ہی ہوئی
 شب و چاروہ تھا کس جسے نمایاں
 اور شک شمع گویا تو موم کا بنا ہوا
 تکلیف باش ہم کو یاروں کی گرنے
 روئیکا جوش و یا آنکھوں کو جو بعینہ
 کرتا ہوا ہر سلوک اتنا جس سے کہ جان جاوے

کیا تم کو پیار سے وہ اسی میر منہ لگا دو
 پہلے ہی جو نے تم تو کاٹو ہو کال ایکا

زار رکھا بچاں کھا تیار کھا بیا رکھا میلان ایکا تھا کا سیکو جان الفت کیشون عشق بھی ہم میں اتنی کس کو کیسے کہتا ہوا کیا پوچھو ہو دیکھ اکابر فضل کا مل صابر حج	حال کھاتا کچھ بھی ہم عشق نے آخر رکھا اپنی طرف سے ہم اتنا کہ مل سو پیار رکھا دلو چاک جگر کو زخمی آنکھوں کو خونبار رکھا عزت الے کیا لوگوں کو گلیوں میں آن خوار رکھا
--	--

کام اس کے کی طور پلٹو بطور اس کو ہونے دیتے
 حیف ہو میر سپرد و نئے ہسے اکونہ یار رکھا

ہر چند چاہتا ہوں پر جی نہیں سنبھلتا وہ بہ گلے سے لگتا تو یوں جگر چلتا ہوتا بڑا تماشا جو یا بھی سکتا سنا ب میں تجھی کو دیکھا ہوں گچلتا گل پھول سے کوئی دم نہا بھی نہ لیتا جیسے ہو رو کوئی برسات میں آبتا ہم میر یوں نہ مر تو سپر جو دل نہ چلتا	دل رات دن ہر پہلے میں عشق ملتا اب تو بدن میں سارے جھک ہی ہوئی شب و چاروہ تھا کس جسے نمایاں اور شک شمع گویا تو موم کا بنا ہوا تکلیف باش ہم کو یاروں کی گرنے روئیکا جوش و یا آنکھوں کو جو بعینہ کرتا ہوا ہر سلوک اتنا جس سے کہ جان جاوے
---	---

چوں کہ بین آفتاب ہو
 آج بام آفتاب ہو
 کر کے سو کیا ہو میر دن خوار
 آج عشق میں صبر ناگوار
 چم صبر بنا اور کیا ہے جبار
 ان بابوں سے شکست نہیں ہو
 غبر نو عرف عرف ہے سارا

۲۷۵

دیوانیات کی ہے میر و فون کے
 گویا نہیں ان سے کچھ کو مارا
 دیکھو ہو تو دور بھاگتے ہو
 کچھ پاس نہیں تجھ میں ہمارا
 حق کی کو دیاں غائب ہمارا
 پس سے بہت غائب ہمارا
 رخسار کے بہت سے پکارا
 ہمارے پہلو سے وہ درگوں
 ہمارے پاس وہ درگوں
 ہمارے پاس وہ درگوں
 ہمارے پاس وہ درگوں

ہر رات دن ہر پہلے میں عشق ملتا
 اب تو بدن میں سارے جھک ہی ہوئی
 شب و چاروہ تھا کس جسے نمایاں
 اور شک شمع گویا تو موم کا بنا ہوا
 تکلیف باش ہم کو یاروں کی گرنے
 روئیکا جوش و یا آنکھوں کو جو بعینہ
 کرتا ہوا ہر سلوک اتنا جس سے کہ جان جاوے

کیا میرا اور زنگاری کی اس سخن کی بات
ہر ناقص بنی زعم میں وہ
کیا ایک میں

نہ کہ کچھ نہ آتھیں نہ ملے

دوم نہ لے اسکی زلفون کا مارا
میں کٹا جا جیے نہ کالون کا

احوال ہو چھو کچھ ہم ظلم رسیدن کا
 دیوانگی عاشق کی سمجھ نہ لباسی
 عاشق ہر دل اپنا تو گلگشت سائین
 ناچار گئے مارے میدان محبت میں
 بنے کہ کھکنے سے ہوتی ہے ہمیں جست
 کیا کیا نہ گیا اس بن صبر و دماغ دول
 کیا حال محبت کو آزار کشیدن کا
 صد پارہ جگر بھی ہو ہم جامہ دیدن کا
 جدل کے کنار کی نو بادہ رسیدن کا
 پایا نہ کیا چارہ کچھ اسکو شہیدن کا
 کیا طور ہے ہم انہو سائے سے رسیدن کا
 رونق گئی بشری سے پھر نور بھی دیدن کا

کرتے ہیں پس از سالی دل شاو گلی تک کر
سو میروہ ملنا بھی اب ترک ہو عید نکا

<p> ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ </p>

کیا جواب ان فرسے سوالوں کا

کیا حال محبت کو آزار کشیدن کا
صد پارہ جگر بھی ہر دم جامہ دین کا
جدل کے کنار کی نو بادہ دین کا
بایا نہ کیا چارہ کچھ اسکو شہیدن کا
کیا طور ہے ہم اپنی سائے دین کا
رونق گئی بشری دھڑن بھی دین کا

ہاتھ ملنا کام ہوا ب عاشق بدنام کا
 میر کے قابل ہو ناہن میر نام کا
 اس میں کچھ نقصان ہوا تھا مگر ایام کا
 صبح تک جاتا نہیں ہو مینہ آ یا شام کا

نه که با کچنه آچونه

احوال ہو چھو کچھ ہم ظلم رسیدن کا
 دیوانگی عاشق کی سمجھو نہ لباسی
 عاشق ہر دل اپنا تو کل گشت گلستان
 ناچار گئے مارے میدان محبت میں
 بنے کہہ کنے سو ہوتی ہر ہمیں حشوت
 لیا کیا نہ گیا اس بن صبر و داغ و دل

سلع جو باتھو نہیں تھا اس کو رخِ گلشام کا
 نہیں غنقا صفت پر شمرہ افاق ہوں
 کی رہیں بڑی جھوٹی جو تک ہوں کہیں
 ورنہ یادِ افسانہ اس کو تو بھیر و مار ہوں

[illegible]

[illegible]

<p> کلیں کو تو ڈھٹ پڑی باغبان جو توڑا جی ہی ہٹے نہ میرا تو اسکو کیا کر نہیں دیتی ہر طول بابل کیا نالہ و فغان کو مردی نہ تھے ہم ایسے دریا پہ جب تھا لکیر رک رک کو دل بہا رہا بیتاب کیوں نہ ہو بابل کے دل عکس کو ظالم لگی ہو کر چپ </p>	<p> ہر خند شہیتا ہوں مجلس میں اسے ہٹ دل کے اچھٹے سو ہو یہ عاشقوں کی پیٹ اس گھاٹ گاہ و گنج رہو لگا تھا بھٹ کثرت سو درد غم کی رہتا ہر کہ چھوٹ </p>
--	---

شب پتر سے ملے ہم اک و ہم رہ گیا ہے
اسکے خیال مومین ابو گیا بہت لٹ

<p> خدا جانے ہو دیگی کیا نہایت سُخن غم سے ہنستہ خون ہو دین نہیں یہ گنگناہار ملنے کے قابل کیا آسمان پر جو نالہ تو کیا ہو </p>	<p> اجل تو ہے دل کے مرض کی بہت نہیں لب مر می آشنائی شکایت کرم کرے تو مہربانی عنایت نہیں یار کے دل میں کرتا بہت </p>
---	--

ہمیں عشق میں مہر چپ لگ گئی ہے
نہ شکر شکایت نہ حرف و حکایت

رویت شامی

ترسی جستجو یار کی ہے عبث یہ کوشش گنگار کی ہو عبث

[illegible]

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے تجھے
 دیکھا ہے تو میں نے تجھے دیکھا ہے
 میں نے تجھے دیکھا ہے تو میں نے تجھے
 دیکھا ہے تو میں نے تجھے دیکھا ہے

روایت دال

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے تجھے
 دیکھا ہے تو میں نے تجھے دیکھا ہے
 میں نے تجھے دیکھا ہے تو میں نے تجھے
 دیکھا ہے تو میں نے تجھے دیکھا ہے

فرما دو قیس جس مجھے چاہو پوچھ لو آخر تو میں نے طول دیا بخت عشق کو آئے جو لب پر آہ تو میں اٹھ کھڑا ہوا اقبال دیکھ اس ستم و ظلم جو پر دل سچ میں بہتوں کے میر لگا دے	مشہور ہو فقیر بھی اہل فاقہ سچ کوتاہی تم بھی ست کرو جو روح جفا کو بیٹھا گیا نہ مجھ سے تو ایسی ہوا کو سچ دیکھو ہوں جسکو ہر وہ سکی عاکی سچ بوئے وفا بنائے کسوٹھنا کے سچ
---	--

جوش و خروش میر کے جاتے رہے سب
 ہوتا ہے شور چاہنے کی ابتدا کے سچ

روایت نامی حطی

یا د آگیا تو بنے لگیں آنکھیں جو کی طرح چپان قباوہ شوش سدھی رہا کالی لڑائی آگے تو تم جانتے نہ تھو ہم جانتے تھو تازہ بنائی جہان کو لیک سر سبز ہم ہوتے تھے جو زور دینے والے وہ دن کمان کہ مست لڑنا زخم میں تسکین دلی کب ہوتی سیر میں کے	کچھ آگئی تھی مڑ چن میں سو کی طرح چین چین سے سکی اٹھائی الو کی طرح اب یہ نکالی تھیں نہ گشتگو کی طرح یہ منزل خراب ہوتی ہو کھو کی طرح اس کشت میں پر یہ ہماری ہو کی طرح سرا ہو جو جڑا ہی شکستہ سب کی طرح گو بھول لیں آگئی کچھ اکی کی طرح
--	--

۲۸۳
 ہم نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے تجھے
 دیکھا ہے تو میں نے تجھے دیکھا ہے
 میں نے تجھے دیکھا ہے تو میں نے تجھے
 دیکھا ہے تو میں نے تجھے دیکھا ہے

میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں نے تجھے
 دیکھا ہے تو میں نے تجھے دیکھا ہے
 میں نے تجھے دیکھا ہے تو میں نے تجھے
 دیکھا ہے تو میں نے تجھے دیکھا ہے

۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

کشتش نہ دام کی دیکھے نہ کوشش نہ کیا
 قدم قدم پہ تھی یان جانالہ و فریاد
 اسے خیال نہیں کچھ وہ مہر ہزار
 ابھی پڑ گیا مر و خون بکینہ سوز یاد
 جگر خراش یہ نالہ ہیں سیر منہ سوز یاد
 عمارت دل مرویش کی رکھو نیا
 ہمارے ساتھ ہی غم ہی لاشا
 طواف کرتے جو ہو نخل ماتم فریاد
 یہ ظلم تازہ ہوا اس کشتی سوز یاد
 ہماری اور نہ دیکھے خدا کرے جلا
 وہی ہر خشم وہی یانسے عاویہ یاد
 کہا کنھون نے تو کیا عز ہم سنا

ہمیں اسیر تو ہونا ہے اپنا اچھا یاد
 نہ در وندی سے یہ راہ تم چلے و نہ
 ہزار فاختہ گردنیں طوق پہنے پھرے
 جہا نہیں اتنی ہی شوب کیا سینگا بس
 چمن میں اتنی ہی مہین سائے سوا بیل
 ثبات قصہ دور و بام حشر و گل کتنا
 چمن میں یار ہمیں لگئے تھو و اشو
 ہمیں تو مزیکا طور کو خوش بہت آیا
 نظر نہ کرتے طرف صید و دم لہلہ
 چلے نہ تیج اگر ہم نگاہ عجز کریں
 کب ان دلین کر انصاف ہم لطف کیا
 تمام بچھ بچھاؤ ہیں تیرے پھر مرگ

اگر چہ گنج بھی ہے پر خرابیاں ہیں بہت
 نہ پھر خرابی میں اسے میر خاں آباد

عشق لو ہو پی کیا تب میں ہر سو درود
 پھول میری خاک نہ نکلیں گے بھی تو زوار و زور

۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

نہیں ہے کہ اگر اس کو دیکھو تو اس کا
 منہ سوتا ہے اور اس کے منہ سے
 نہ نکلے گا کہ اس کے منہ سے
 نہ نکلے گا کہ اس کے منہ سے

کیون گریبان کو پھرون پھارے نہ میر
 دامن اسکا تو گیا ہے جھوٹ کر

اے مرغ چمن ہونی زمرہ سر کر وہ آئینہ روبراع کی پھولون میں چمکھا ہے بخیری جھکوترے دیکھو سے سانی جس جا سراپا میں نظر جاتی ہے اسکی فرماو سے تجھ پر ہوئیں صنعتیں کیا کیا پڑتی نگہ اس شوخ کی ہوتا ہو وہ ال معشوق کا کیا وصل را ایسا و ہر آ یاشب طرف اس چہرہ تابان کے ہوتا تھا	دم بکھنچتہ دل سے کوئی ٹکڑے جگر کر ہم رہ گئے حیران اسی منہ پر نظر کر ہر لحظہ میری جان مجھے میری خبر کر آتا ہر مرے جی میں یہیں عمر بسر کر دل جا کے جگر کا وہی میں کچھ تو بھی نہ کر رہ جاؤ جو جیسے کہ کوئی بجلی سے در کر تاشمع تپنگا بھی جو ہو پوچھ ہے تو کر پھر چاند نظر ہے نہ چڑھا جی سے اتر کر
--	---

کسب اور کیا ہوتا عوف سیتے کے کاش
 پچھتاتے بہت میر ہم اس کام کو کر کر

جب بکلام ہوتا ہو وہ ہم سے بان بھاکر تھی جملہ تن لطافت عالم میں چمکی ہو سہی طلب بہت کی طلب کے سین پر ہو چکے	کس رنگ سو کرے ہوتا میں چپا چپا کر مٹی میں اس گویں اس خاک را نہیں کر ناچار اب جہان سے پھوہیں ہاتھ اٹھا کر
--	--

دل جو جگہ نہیں دے دیا
 نام خدایا زبانی ہو چکی ہے
 تو بھی تو ایک ہو چکی ہے
 رنی ہے کیا تجھ پر
 دل جو جگہ نہیں دے دیا
 نام خدایا زبانی ہو چکی ہے
 تو بھی تو ایک ہو چکی ہے
 رنی ہے کیا تجھ پر

بھلا کیوں نہ ہو کہ میں نے
 بھلا کیوں نہ ہو کہ میں نے
 بھلا کیوں نہ ہو کہ میں نے
 بھلا کیوں نہ ہو کہ میں نے

[illegible]

مبارک تمجید میں یہ عشق کرنا	بہت ہم تو پچھتائے دلوں کا کر
صاف غلطان خونین ہے پچھیر بار	لے گیا رنگ اپنے دل سے تیر بار
گو تھی کے میرے طول عمر نے	جو زمین تو کچھ نہ تھی تقصیر بار
اگر دن کے پانوں میں بڑی ہوئی	ماٹھ میں سونے کی وہ زنجیر بار
ہے کشیدہ جیسے تیغ آفتاب	میاں میں رہتی نہیں شمشیر بار

میرہم تو ناز ہی کھینچا کیے
کیون کے کوئی یہ ہے ہر تصویر یار

مذہب کو میری کیا تجھے میرا دیار اور
چلتا ہو کام مرگ کا خوب اکو دورین
بندے کو ان فقیر نہیں گنیے نہ شہر
دل کو تو لاگ ہی ہو کون راہ کلب
بسل پسند کر کے تر پنا نہ کیجنا
مین اسکے گردہ کار یا منتظر بیت
در و سہراب جو عشق کا ہو گوترک ہو
کا ہیکو اس سے تھا اضطراب غلی

۲۸۶
 کیا پتلا کریم چہ عاشق ہو کر
 غنچے سے بیخاک آئے راجہ
 کوئی چاہتا ہے سرخ فاق
 ہونے لگی ہیں بابونوں کی
 کراغیان جیالک سہل کوڑا
 بیل چو کوئی زنگ و بوبہ
 از مصطفیان

[illegible]

سر کا کریم اسکے قدم کے لئے رکھا
 مدت و شل شب ہے مرا تیرہ روز کا
 پنجر اگتین دین نکھین میں نقشب پانچ
 جسکی جہت سو مرنے کے نزدیک پونچے ہم
 نکھین ہماری مندر حلیں میں جس نے تیرا

سترھی ہر اسکی طرف کلاہ اس طرف ہنوز
 آتا نہیں وہ غیرت ماہ اس طرف ہنوز
 پڑتی نہیں ہر بار کی راہ اس طرف ہنوز
 پھر تانہیں وہ آنکے واہ اس طرف ہنوز
 وہ دیکھتا بھی کہ نہیں آہ اس طرف ہنوز

برسون سے میرا تم مجنون ہو شست مین
روتا ہے آ کے ابر سیاہ اسطون بنو

روایت سلیم

گلا مت توڑ اپنا اسے جس لب
 کبھو دل کی نہ کہنے پائی اس سے
 گل و گلزار سے کیا قیدیوں کو
 نہ ترسا ویکاک مار ڈالو
 بہت کم دیتے تھے بادل دکھائی
 کو محبوب کے ہو گور پر گل
 جن کے غم میں سینہ دل غم میر

نہیں اس اہمین فریادیں ہیں
جہان بولے لگا کئے کہ ہیں
ہمیں دل غول و کنج نفس ہیں
کرو گے کب تلک ہم پر ترس ہیں
رہے ہم ہی تو رونے اس برس ہیں
ہمارے خاک کو ہے خار و خس ہیں
بہت نکلی ہمارے ہیں ہوس ہیں

اسی دریا میں جا کر وہ دل فرس
اسی دریا میں جا کر وہ دل فرس
اسی دریا میں جا کر وہ دل فرس
اسی دریا میں جا کر وہ دل فرس

تخت پین
نهار عالی
گلین کم
بمان دست
مرد

[illegible]

میری بحث آرا
 ہمارا بھی جو گندری
 تو چہ اپنی رمانی ہو چکی ہے
 کمان تک اس کے قسط فیض
 بہت باہم راتی ہو چکی ہے
 نہ آلودہ مرے جاتے جہان
 پہن تک آشنائی ہو چکی ہے

۲۸۷

فلک ہے سو صلیہ بھی کرے جنگی
عنون کی اب سمائی ہو چکی ہر
برابر خاک کے ذکر دکھی
فلک جس سے ادائی ہو چکی
دست کے پاس کچھ رہی ہے دو
ہمارے ماتحتی ہو چکی ہر
دکھا اس بات کو پھر بھی یا قدر
تو ہی قدرت من کی ہو چکی
کی سے حسرت آفت ہر
دکھائی ہو چکی

دو بیفت طالعے
شاہد اس سادہ سن رکھائے خط
کہ ہمیں منسلک رکھائے

دکھو کہ غصہ کیا ہے
 کہ کیا شکست دے
 کہ کیا سون کو روکے
 کہ کیا غصہ کیا ہے

دکھو کہ غصہ کیا ہے
 کہ کیا شکست دے
 کہ کیا سون کو روکے
 کہ کیا غصہ کیا ہے

ہم نہ سمجھے رابطہ ان تو خطوں سے تھا غلط

کہتے ہو کیا کیا لکھا ہو خط میں جگو میرے
 کب کہا کہنے بے سبب جو ٹھکانہ اتر اچھا غلط

روایت ظامی معجمہ

وہ ہے تو ہے زندگانی سو خط
 نہیں وہ تو سب کچھ یہ بڑا لطف ہے

کہا درود ول رات کیا میرے
 اٹھا یا بہت اس کہانی سے خط

روایت عین

اگے جب اس تشنہ حصار کے آتی ہر شمع
 ہے مری ہر اک غزل پر اجتماع
 و جد میں رکھتا ہے اہل فہم کو
 نیم بسمل چھوڑ دیا رحم کر
 کچھ ضرر عاید ہوا میری ہی اور
 یار دشمن ہو گیا اسکے سبب

یاد رکھو کہ غصہ کیا ہے
 کہ کیا شکست دے
 کہ کیا سون کو روکے
 کہ کیا غصہ کیا ہے

در بیان ایسا ہے جس سے
 منفعل ہیں لا لعلیہ
 بننے بھی کیا عاشق میں جاتی ہے
 وہ نہیں اب بے سبب
 کھا گیا سارے جگر کو مارے
 محبت کو روکنے کا کچھ تھا
 تنہا میرے دماغ کو بھی کیا دماغ

۲۸۹
 یا نہیں کہ بے شک دلی کے پرکھان
 کہتا ہے اس دماغ کا دماغ
 و درون زبیر لب کے پھر ہو گیا فہم
 کہ غراہی طافت فکری جو ہو فیض
 اب شمع و شامی کی بکھڑکی کی بہت
 کہ غراہی طافت فکری جو ہو فیض
 اب شمع و شامی کی بکھڑکی کی بہت

روایت فانی

دوستی آن کی سدا سدا
 دین گدز تابتہ دم شمار دی میں
 شب کو اہستہ ہیں گشت تار سدا
 انس رکھے تہن مستی پیکار سدا
 کیا شیر ۲۹۲

<p>سکندر ہو کے الکساتر قلیون کا خر کو بلا تخط مروت ہو کہ ہو محصول غلے پر نہ پہنچے کیونکہ نقصان ہم تو قیام میں تہن کے عبارت خوب لکھی شاعری اشعار از یکی بہت مصروف کشت کار تھو مزاج میں کیے</p>	<p>کیا دست ہی لویا کج یہ کچھ کر گیا حاصل کہیں کج چار واتی لاویوں جا بجا حاصل خودی کوئی کھلے تو آہو ہو و خدا حاصل ولی مطلب گم کچھیں تو کتب عدا حاصل اٹھا حسرت و ناتھہ آخر سہیں کچھ ہو حاصل</p>
---	---

<p>پھرامت تیر سر اپا گران گوشوئی مجلس میں سنے کوئی تو کچھ کیسے بھی اس کہنے کا کیا حاصل</p>

<p>رویت میم</p>

<p>بی کے تہن چھپاؤ تہن یون غم سو اپنے خیال ہی میں گذرتی ہونی غم زانوں پہر سو قامت غم گشتہ کی سبب جون چکھ میر حاج کا ہو خوار جانماز روتے بھی آج دیکھ کر ہلکویا نہ تم بد عہدیان ہی کرتے گو سکو سال ماہ زنا رسا بندھا ہو گلے پر اب تو کفر</p>	<p>پر تنگ آگئے ہیں تمھارے تم سو پر کچھ نہ ہو جھوٹے سمجھتے نہیں جاتے ہم سو پیری میں انہی آن لگے ہیں قدم سو بتھانے میں جو آتی نہیں صل کر حرم سو اک چشم دشت رکھتے تھے مڑگان تم سو اب کب سلی ہوتی ہیں قول و قسم سو بدنام ہیں جہان میں عشق صنم سو</p>
--	--

زندگی بار و دشمنان
 دیکھیں اسے جو ہوئے ہیں
 جا چکے باز عین غم
 بیستہ آگے آپ ہیں
 غم مشتاق ہیں تمھارے

گم عشق کی راہ پر
 جا بجا ہوئے ہیں
 غم و شوق کی راہ پر
 جا بجا ہوئے ہیں

بہارِ بخت و بختِ بخت
بہارِ بخت و بختِ بخت
بہارِ بخت و بختِ بخت
بہارِ بخت و بختِ بخت

بہارِ بخت و بختِ بخت
بہارِ بخت و بختِ بخت
بہارِ بخت و بختِ بخت
بہارِ بخت و بختِ بخت

بہارِ بخت و بختِ بخت
بہارِ بخت و بختِ بخت
بہارِ بخت و بختِ بخت
بہارِ بخت و بختِ بخت

جو کچھ آوے سالک کا گے ہر خیر	رکھا ہننے اب گھر سے باہر قدم
ہمیں سرکشی سر بلندی سے کیا	رہے صف میں ہم تو سر قدم

کہیں کیا کف پائین میں آبلے	
چلین ہم سہ دن پر مگر دھر قدم	

سیر آج وہ باریست ہر شیار رہو تم	ہے پیخیری اسکو خبر دار رہو تم
جی جے کیسکا کہ ہے تم کو قسم ہر	مقاہر تلک درپے آزار رہو تم
وہ محو جمال پنے ہے پروا نہیں اسکو	خواتان رہو تم اب کہ طلبکار رہو تم
اس منی کے اور اک سو حیرت ہی ہو حاصل	آئینہ نمط صورت دیوار رہو تم
یکبار بٹوا دل کی تسلی کا وہ عیش	یہ کیا کہ اسی طور پر سہ بار رہو تم
ہو لطف ہی کا تو کوئی کام کو پہونچے	تبلیج گلے ڈال کے زمار رہو تم

کیا میر بر ہی جال سے جینے کی چلی ہے	
بہتیرا ہی اپنے تئیں اب بار رہو تم	

اکھ شتاب جاتی ہیں ورنہ جہاں ہم	کچھ ہو رہیں غم میں سر نیم جان ہم
ہر بات کے جواب میں گالی کسارت لک	اب جان بلب ہو میں تمہاری باج ہم
دعدہ کرو تو سوچ لو مدت کو دین بھی	یہ حال ہے تو دیر رہنے کے کماج ہم

بہارِ بخت و بختِ بخت
بہارِ بخت و بختِ بخت
بہارِ بخت و بختِ بخت
بہارِ بخت و بختِ بخت

۲۹۳
اب سیل سیل آنسو آئے ہیں چشم آس
دیوار دوسرے کہ دو بے اختیار ہیں ہم
کیا جانے کہ کیسے دل کے بخار ہیں ہم
عشق و جہون کی ایغ ناموس دار ہیں ہم
کیا جانے کہ کیسے دل کے بخار ہیں ہم
عشق و جہون کی ایغ ناموس دار ہیں ہم

کون کی جگہ اس کے پاس ہی جانی ہے
 تو تک راہ میں نہ گناہ نہ سواہرین
 نگاہ حسرت بت دیا ہے جان کی جان
 رنج و پناہ است جا کہ سوئے کھولا دین
 اہم زلف کو اس بت کی کیا قید سلفانی
 مشاہدے گلا زنا سے پناہ نہ دین
 کون ہوں ہم سے دل سے کہیں تکی لگاتے
 جو ہو نقصان جان ہکا دیکھ کر نہیں

نسبت تو ہر گز دور کی ہو نسبت
 ہم ہیں تو لے لیل ہو گل کی رنگ لہو تم

دیکھ شک سرخ بولائے رنگ اور لایہ
 میں میسر سنہ پر آتو یا روتے ہو لہو تم

رویت نون

دکھو پہلو سحر آتش میں ہیں اور آب میں ہیں	ٹھنڈی سانیس چھین ہیں جلتی ہیں کیا ناب میں ہیں
ہم بھی کہے کیا تین عالم سیلاب میں ہیں	ساتھ اپنے نہیں سیلاب ساعد مطلق
قافلے چلنے کو تیار ہیں ہم خواب میں ہیں	عقلیت دل سے تم گزریں پہنچ مت پوچھو
کشتیاں بھکیں میں سو کیا لگی گروہ میں ہیں	عشق کے ہینگے جو گزشتہ پر ہیں دے
پاس طور کو بھی عشق کے آداب میں ہیں	دور کیا اس کے جو بیٹھو غبار اپنا دور
دل جلے پر تو رخ سے ترے مہتاب میں ہیں	ہے فراغ مہ تاباں کے فراغ کلی

ہم بھی اس شہر میں ان لوگوں سے ہیں نہ خراب
 میر گھر بار جنوں کی رہ سیلاب میں ہیں

الک بیٹھا خراب بندو نکو لکھو نہیں چاہو نہیں	کے تو ہنشین نگ تھو کچھ دکھا نہیں
جگر ہو کڑے کڑے گرجن کی اور جا نہیں	نہیں ہوں ادب تا کہ گل سنہرے دکھا نہیں
کسان تک بار کے کو جو سے جا جا کر پھر نہیں	کیا ہر فطرت لے کر کیا جھک کر سبک آخر

کون کی جگہ اس کے پاس ہی جانی ہے
 تو تک راہ میں نہ گناہ نہ سواہرین
 نگاہ حسرت بت دیا ہے جان کی جان
 رنج و پناہ است جا کہ سوئے کھولا دین
 اہم زلف کو اس بت کی کیا قید سلفانی
 مشاہدے گلا زنا سے پناہ نہ دین
 کون ہوں ہم سے دل سے کہیں تکی لگاتے
 جو ہو نقصان جان ہکا دیکھ کر نہیں

۲۹

دیکھا خون جگر سیلاب جگر میں ہیں
 غمے پانی ہو کر کج سیلاب میں ہیں
 دست و پا نہیں رہا غم و غم میں ہیں
 بھول میں اس فراغ خوبی جو دین میں ہیں
 عاشق و مشتوق باں آفرین میں ہیں
 جیسے گر ہو زبان لیکے کمان میں ہیں
 آگ برے نیر عالم کھول میں ہیں
 انکی چشم پھینک پاف کی غم میں ہیں
 میر کا رنج کمان و فاسد غم میں ہیں

دیکھا خون جگر سیلاب جگر میں ہیں
 غمے پانی ہو کر کج سیلاب میں ہیں
 دست و پا نہیں رہا غم و غم میں ہیں
 بھول میں اس فراغ خوبی جو دین میں ہیں
 عاشق و مشتوق باں آفرین میں ہیں
 جیسے گر ہو زبان لیکے کمان میں ہیں
 آگ برے نیر عالم کھول میں ہیں
 انکی چشم پھینک پاف کی غم میں ہیں
 میر کا رنج کمان و فاسد غم میں ہیں

۲۹۶

میں نے اپنے دل میں لکھ لکھ کر رکھا ہے
 کہ میں نے اپنے دل میں لکھ لکھ کر رکھا ہے
 کہ میں نے اپنے دل میں لکھ لکھ کر رکھا ہے
 کہ میں نے اپنے دل میں لکھ لکھ کر رکھا ہے

چلتی ہیں یہ تو ٹھوکر لگتی ہے میرے دل کو چالیں ہیں دہریہ کی سب کے نرالیان ہیں	
زنگان میں جہان کے ہم بھی ہیں شع ہے سر نہ کیسے برباد ہم کو مجنون کو عشق میں ست چوچ جس چمن زار کا ہے تو گل تر نہیں مجنون سے دل قوی لیکن بوسہ مت دے کسو کے در پہ نسیم گو شب اس در سے دور رہو نہ بھریں وہ بیکانگی نہیں معلوم مر گئے مر گئے نہیں تو نہیں اپنا شیوہ نہیں کجی یوں تو	ساتھ اس کا روان کے ہم بھی ہیں کشتہ اپنی زبان کے ہم بھی ہیں نگ اس خاندان کے ہم بھی ہیں بلبل اس گلستان کے ہم بھی ہیں یار اس ناتوان کے ہم بھی ہیں خاک اس آستان کے ہم بھی ہیں پاس تو پاسبان کے ہم بھی ہیں تم جہان کے ہو وان کے ہم بھی ہیں خاک سو منہ کو ڈھانکے ہم بھی ہیں یار جی ٹیر سے ہانکے ہم بھی ہیں
اس سرے کی ہے پارسائی میر معتقد اس جوان کے ہم بھی ہیں	
نئی گردش جو اسکی ہر زمان میں	خلل ہا ہے دماغ آسمان میں

۲۹۷

میں نے اپنے دل میں لکھ لکھ کر رکھا ہے
 کہ میں نے اپنے دل میں لکھ لکھ کر رکھا ہے
 کہ میں نے اپنے دل میں لکھ لکھ کر رکھا ہے
 کہ میں نے اپنے دل میں لکھ لکھ کر رکھا ہے

میں نے اپنے دل میں لکھ لکھ کر رکھا ہے
 کہ میں نے اپنے دل میں لکھ لکھ کر رکھا ہے
 کہ میں نے اپنے دل میں لکھ لکھ کر رکھا ہے
 کہ میں نے اپنے دل میں لکھ لکھ کر رکھا ہے

[illegible]

ہم میں آئیں ابھی حجاب ہومیان
عاقبت ایکے ن حساب ہومیان
یان عجب ایک انقلاب ہومیان
دل کو اپنی توجہ و تاب ہومیان
ناز ہے خشم ہے عتاب ہومیان
کس کو اس بن سر شراب ہومیان
جاگنا یہ نہیں ہے خواب ہومیان
شاید او دھرے اب جاب ہومیان
جی کو بھی روزِ فطاب ہومیان

تن میں جیتک ہر جان کھلے ہے
 گو نہیں میں کسوشمار میں یان
 گو دماغ و جاگر کسان وہ قلب
 زلف بل کھار ہی ہے گواو کی
 لطف و مہر و فادہ کیا جائے
 لو ہوا اپنا پیون ہون چکا ہون
 چشم و ایاں کی چشم بسمل ہے
 منہ سے کچھ بولتا نہیں قاصد
 دل ہے اپنا نہیں فقط بڑھین

خوشنودان گلستان در پیرایه غنی و بیان
کیا کمون منم یک جا آید و هر کس در دل
جان میری من بین کیسی کیسی بگریز میان
اسکی اوردی کشیده غم های من مرا
به کی اساتین کا تو هم دانی بی بیان

لہو رکھین :
بہے میان

چاہیے وہ کے سو
ہر سخن میں کاکتا

کتابت اسم بابش کی
مختصر کتابت شال کا ایک شاخ کا نوچ

اسو شهر میں کچھ اقطاع مجکو نہیں
اب اپنی جان کا کچھ احتیاء مجکو نہیں
دل و دماغ گزار مرا مجکو نہیں
اسراں پر جانے سو کچھ انبساط مجکو نہیں

گرفتہ دل ہوں سرارتباط مجھ کو نہیں
جہاں ہوتیخ بکھ کونی سادہ جاکتا
کرچا کون قیامت کو رسیاں بازی
جسے ہوجرگ سا پیش استحا کیونکر ہو

پکاراں گری ہیں
دوست سب دیر چھوڑ آ
میں ملا کے اس کے
پان جیو نہ اپنی
میں

مذکورہ وقت روک کر اس کے بھی چھانچا جائے کہ کیا وہ بھی ایسی ہی ہے
اب اس پر غور کیا جائے کہ کیا وہ بھی ایسی ہی ہے
جس طرح اس کے جسم میں ایسی ہی ہے
نفاق کی بات کہ جو اس کے جسم میں
کون کیا انفاق اس کا بھی جو اس کے
مذکورہ وقت روک کر اس کے بھی چھانچا جائے کہ کیا وہ بھی ایسی ہی ہے

خونِ پُرخیاں میں جمع کس حسنِ ثانی سے
کو ادیکھا نہ کوئی غارِ مینے شوق کے مارے
بہت تھا شور و جھنجھٹ میں سے سیرِ جہاں

لفافِ ہر کے مجموعہ و عقدِ ثریا میں
بعینہ راہ اندھا سا چلا اس کی تنہا میں
لکھی تصویر تو زنجیر پہلے کھینچ لی پائین

جدالی کے تعب کھینچ نہیں ہیں میرِ راضی ہوں
جلاوین آگ میں یا بجگو پھنکیں قعرِ دریا میں

شہر و نملکون میں جو یہ میر کہتا ہر بیان
عالم آئینہ ہے جس کا وہ مصوٰر ہمیشہ
قسمت اس بزم میں لائی کہ جہاں کھاسا قی
ہو کہ عاشق سے جان لے دین کھو بیٹھے
حسن اک چیز ہے ہم ہو دین کہ تو ہو ناصح
جھگڑا اس حادثہ کا کوہِ گراں شک کو بھی

دیدنی ہر بہت کم منظر آتا ہے میان
ہاے کیا پر دھیمین تصویر بناتا ہے میان
وے ہرے سب کو ہمیں زہر پاتا ہے میان
جیسا کرتا ہے کوئی ویسا ہی پاتا ہر بیان
ایسی شے سے کوئی بھی ہاتھ اٹھاتا ہر بیان
جون پر نگاہ اوڑھ لے لیتا جاتا ہے میان

کیا پری خونِ ہر جو راتوں کو جگا دے میر
شام سے دل دھڑکے جان جلاتا ہے میان

جاسے ہی نجات کے غم میں
نزع میں میری ایک دم ٹھہرو

ایسی جنت گئی جہنم میں
دم ابھی ہیں بہ زار اک دم میں

میں نے تجھ کو نہیں دیکھا تھا کبھی
میں نے تجھ کو نہیں دیکھا تھا کبھی
میں نے تجھ کو نہیں دیکھا تھا کبھی
میں نے تجھ کو نہیں دیکھا تھا کبھی

جس کا خوابانہ خیال اپنے سے
کلیجہاں نکال کر بیٹھ کر
میں نے تجھ کو نہیں دیکھا تھا کبھی
میں نے تجھ کو نہیں دیکھا تھا کبھی

۱۰۰
خونِ کالکون و بال سلنے ہیں
ماہِ خور منہ پر دھال سلنے ہیں
دلبران نقد دل کو عاشق سے
جان کر پاست مال سلنے ہیں
ہیں گدا میر بھی دسے دو جہان
کس کے ایک ہی سوال سلنے ہیں

دن آج کا بھی سا کچھ ہوا انتظار میں
دن آج کا بھی سا کچھ ہوا انتظار میں
دن آج کا بھی سا کچھ ہوا انتظار میں
دن آج کا بھی سا کچھ ہوا انتظار میں

کفن کیا عشق میں مینے ہو بہت سارے
 پیام اس گل کو اسکو ہاتھ دیتے
 چو خوش یا کوئی ناخوش بہین کیا
 ہمیں فریاد و مجنون جس سے چاہو
 سراپا ہے ادا دناز ہے یار
 بلا زلف سیاہ اسکی ہے پر تیج

کچھے لو ہو میں بہتیر و محو جاسے
 سبک پانی نہ ہوتی گر صبا میں
 ہم اپنے محو ہیں ذوق فنا میں
 تم اگر پوچھو لو شہر وفا میں
 قیامت آتی ہے اسکی ادائیں
 وطن دل نے کیا ہے کس ہلا میں

ضعیف و رازنگی سے ہیں ہر چند
 ولیکن میرا اور تے ہیں ہوا میں

بچیں جبہ عاشق اگر دست پائیں
 جھکنے لگا خون تو جائے سراشاک
 میں کسکو سانس کی اب ضعف سے
 خدا ساز تھا آرزیت تراشش
 چلا یا ر کی اور جاتا ہے جی
 جگر سوز ہیں اسکی لعل خموش
 ہمیں بے نیازی نے بٹھلا دیا
 خدا نہ ندرے ان کو جو سر کھائیں
 ابھی دیکھیں آنکھیں ہمیں کیا دکھائیں
 مراجی ہی کرنے لگا سائیں سائیں
 ہم اپنے تئیں آدمی تو بنائیں
 جو ہوا اختیار ہی تو اودھر سنجائیں
 طلب کر لے بوسہ تو باتیں بتائیں
 کہاں اتنی طاقت کہ منت اٹھائیں

کفن کیا عشق میں مینے ہو بہت سارے
 پیام اس گل کو اسکو ہاتھ دیتے
 چو خوش یا کوئی ناخوش بہین کیا
 ہمیں فریاد و مجنون جس سے چاہو
 سراپا ہے ادا دناز ہے یار
 بلا زلف سیاہ اسکی ہے پر تیج

کچھے لو ہو میں بہتیر و محو جاسے
 سبک پانی نہ ہوتی گر صبا میں
 ہم اپنے محو ہیں ذوق فنا میں
 تم اگر پوچھو لو شہر وفا میں
 قیامت آتی ہے اسکی ادائیں
 وطن دل نے کیا ہے کس ہلا میں

بچیں جبہ عاشق اگر دست پائیں
 جھکنے لگا خون تو جائے سراشاک
 میں کسکو سانس کی اب ضعف سے
 خدا ساز تھا آرزیت تراشش
 چلا یا ر کی اور جاتا ہے جی
 جگر سوز ہیں اسکی لعل خموش
 ہمیں بے نیازی نے بٹھلا دیا
 خدا نہ ندرے ان کو جو سر کھائیں
 ابھی دیکھیں آنکھیں ہمیں کیا دکھائیں
 مراجی ہی کرنے لگا سائیں سائیں
 ہم اپنے تئیں آدمی تو بنائیں
 جو ہوا اختیار ہی تو اودھر سنجائیں
 طلب کر لے بوسہ تو باتیں بتائیں
 کہاں اتنی طاقت کہ منت اٹھائیں

[illegible]

<p> کہنے لگا کہ لبے تھے لعل خوب ہے پہونچانہ ہو گا منزل مقصود کرتین ہیکو خرام ناز سے مت خاک میں ملا کل کام آوے ہے تم سے منہ کرتا رکے </p>	<p> اس رنگ ڈھنگ سے تو ہمارا سخن نہیں خاک رہا کی جسکا بغیر کفن نہیں دل سے ہے جنگو راہ یہ اونکا چلن نہیں صحبت رکھی جو تجھ سے یہ دسکا دین نہیں </p>
---	---

کل جا کے ہنرمیہ کے ہاں یہ سنا جواب
مدت ہوئی کہ یاں تو وہ غربت طعن نہیں

<p> لگ گیا ڈھب تو یہی شوخ سے ڈھب کئے ہیں روزِ کھتری میں ستم ترک ہم اک کئے ہیں اور سب یار و نکاح ہم لوگ تو سب کئے ہیں اور ہم لوگ تو سب اونکا ادب کئے ہیں حال سن سن کے مرا لوگ عجب کئے ہیں </p>	<p> ہجرتا چند ہم اب وصل طلب کئے ہیں روزِ اک ظلم نیا کئے ہیں یزدلیر اور لاگ ہے جی کے تئیں اپنی ہی یار سے یک تم کجھو میر کو چاہو سو کہ چاہیں ہیں تمہیں مہونہ یہ حال اس عجوبہ عالم کے لیے </p>
---	---

میر سے بحث یہ تھی کچھ جو تھی حرف شناس
اب سخن کہتے ہیں کوئی تو غضب کرتے ہیں

جاتی رہیگی جان اسی رہگذر سے یان	مدت ہوئی کہ کوئی نہ آیا اودھر سے یان
ہوئی نہیں تسلی دل اب خبر سے یان	وہ آپ چلے آئے تو شاید کہ جی ہے

بات در دعب کی کوئی کس ده تو کچھ کہوں
 بیٹھا خوش سامن ہوں ہوں کہوں کہوں
 اوس بن نظر زمین ہی رہی تو کے
 کامیاب چشم جانب گم کہوں کہوں
 اٹھتا دیدار ہے ہر چند رات کو
 فسانے کی تیس کہوں کہوں کہوں

بیدارمانی شہرستانی
پرن تو خیال دادی مجھ کو
چند وہ تم کیسے ہم در گذر کرین
بچپن سبکہ شہر سے اس کے سفر کرین
ایسی بات کے کہ نیکاطت کیا
عرفت سر کرین

[illegible]

کنا جگر فر دہست دل دادگان کو بھی
 دہ دوتا نہیں تو تم تپ ہی سے پتھر ہو
 شہر سبیداری پادشاہی کا لیان تو دو
 ہم دین تھیں غلامین تم کا لیان تو دو
 کنا جگر فر دہست دل دادگان کو بھی
 دہ دوتا نہیں تو تم تپ ہی سے پتھر ہو
 شہر سبیداری پادشاہی کا لیان تو دو
 ہم دین تھیں غلامین تم کا لیان تو دو

جائے میں کیسے کیسے ہمیں جہنم داکرو	کیا آنکھ بند کر کے مراقب ہو لو ہو تم
زنجیر سہرا و تار کے زنجیر پا کرو	موقوف ہرزہ گردی نہیں کچھ قلندر
پر جس کسو کے ساتھ رہو تم وفا کرو	ہر چند اس متاع کی اب قدر کچھ نہیں
جانکاہ اس شخص کی نہ کوئی دوا کرو	ندیر کو مزاج محبت میں دفل کیا
ٹک سیر کو جدا کرو غصہ جدا کرو	طفلی سے تمز لطف و غضب محتاط کیے

بیٹھے ہو میسر ہو کے در کعبہ پر فقیر
اس روسیہ کے باب میں بھی کچھ فاکرو

جی ابھتا ہے بہت مت ہال سلجھا یا کرو	مسر پہ عاشق کے ندید روزیہ لایا کرو
چاندنی میں آفتابی کا لگر سیا کرو	تاب نہ کی تاب کب ہے ناز کی سے یار کو
ایک دو ہم سون کو بھی زنا رہندھایا کرو	گرچہ شان کفر ارفع ہے ولی عریبان
اس سمین میں دیکھو ہکو بہت آیا کرو	شوق سہ دیدار کو بھی آنکھوں میں کھینچ آیا جی
طوف کرنے دستون کا بھی کبھی جایا کرو	کوہن کی ہے قدم گاہ آخر لے اہل فاق
اتنی بہت دھرمی بھی کیا انصاف فایا کرو	فرق یار و غیر میں بھی اہل بتان کچھ جاتیو

کپ میسر اس کے منہ کا دیکھنا آتا ہے میسر
پھول گل سے اپنے دل کو تم بھی بہلا یا کرو

کنا جگر فر دہست دل دادگان کو بھی
 دہ دوتا نہیں تو تم تپ ہی سے پتھر ہو
 شہر سبیداری پادشاہی کا لیان تو دو
 ہم دین تھیں غلامین تم کا لیان تو دو
 کنا جگر فر دہست دل دادگان کو بھی
 دہ دوتا نہیں تو تم تپ ہی سے پتھر ہو
 شہر سبیداری پادشاہی کا لیان تو دو
 ہم دین تھیں غلامین تم کا لیان تو دو
 کنا جگر فر دہست دل دادگان کو بھی
 دہ دوتا نہیں تو تم تپ ہی سے پتھر ہو
 شہر سبیداری پادشاہی کا لیان تو دو
 ہم دین تھیں غلامین تم کا لیان تو دو

کنا جگر فر دہست دل دادگان کو بھی
 دہ دوتا نہیں تو تم تپ ہی سے پتھر ہو
 شہر سبیداری پادشاہی کا لیان تو دو
 ہم دین تھیں غلامین تم کا لیان تو دو
 کنا جگر فر دہست دل دادگان کو بھی
 دہ دوتا نہیں تو تم تپ ہی سے پتھر ہو
 شہر سبیداری پادشاہی کا لیان تو دو
 ہم دین تھیں غلامین تم کا لیان تو دو

جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ہر شے میں
 ایک خاصہ ہے جس سے اس کی
 پہچان ہو سکتی ہے۔

جیسے مصاحب برکی ہوتی ہو کوئی باؤ اگر میری سرد آہوں کا دان چک گیا جاؤ خون ہی ہوا گئی ہیں مجھے دھین سا چاؤ بروئے جا کہی کوئی پانی پیو تو آؤ اس چشم بکھر خون کو کبھی دیکھو ہین چڑھاؤ نکاب بیخود تو دکھاوین تمھیں چھائی ہو گھاؤ ان نشتر دن سے بھی ہر بہت دو رنگ کھاؤ جب آگزی ہین ہم تو کہا اتنی بان سے جاؤ افسون کیا ہو شانے جو اس سے بناؤ	ریت پر پیش دیدہ تر آہ کا سبھاؤ بیگی برف عرصہ محشرین و ششت قاتل کوئی امید ہوئی ہو تو میں کہوں آنکھوں کے آگے روئے سے میرے محیط ہے بہتے تھلا شک خونین میں بی آستین انہار و دل چہ بہت بزمک ہے پر عاشقوں کی آنکھوں میں نکال کر بدل قریب صحبت جو ہے ہتی ہے کیا نقل کسے ہا مدد چاک پز دل سے تو گرا ہی کی وہ لطف
--	--

اس بی زمین میں میرے غزل اور ایک لکھ گو خوشن آوری سامعون کو بات کا برہاؤ	
ہم سینہ خستہ لوگوں سے بس آنکھیں لگاؤ پل مارے ہی پیش نظر ہاتھی کاؤ باؤ آئی نہ پار ہوئی نظر عاشقوں کی ناؤ دل ہی اور پاتی میں سب ہو کا ہاؤ	سب کھا گئے جگر سے لیکوں کی گاؤ گاؤ آنکھوں کا جھڑپنے سے ہتھیا کی کم نہیں کشتی چشم دہلی سے رہی بکرا شک میں سینے کے اپنے زخم سے خاطر ہو جمع کیا

دل کا ہر درد
 ایک خاصہ ہے
 جس سے اس کی
 پہچان ہو سکتی ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ ہر شے میں
 ایک خاصہ ہے جس سے اس کی
 پہچان ہو سکتی ہے۔

۳۰۹
 وہ نہیں چھڑکا دسا میں اشک بڑی بڑی
 اب فوراً دینی چھڑکاؤں چھیل ہوتا لاپ ہو
 جلدی بیکر شمع بیتابی کہیں خون تو بہر
 مارا مشکل ہمارا آنکھوں میں سیلاب ہو
 شہر میں زبرد خان کیا رہو نہیں لگی بند
 بہتہ بھری مری گنجائش اسباب ہو
 بے تفریق عشق کے ہوتا ہے اسباب ہو
 دل ہمارا خون ہو سب چشم یکساں ہو
 لطف سے اسے اس وقت ایک دو بارش دم

بیان بی جا بلی آفر کو
 کیا فقط نور کے چھاتی ہی گیا پر او
 دین دل ہی کر گیا پر او کو بھی میدان کے ساتھ
 ختمی قلمی او کو بھی میدان کے ساتھ
 میں سر کر کے کریم آتے ہیں حشر ساتھ
 سطر زلف اتنی جاوے رو غلط حشر ساتھ
 یہ عبارت فی الواقع ہونی قرآن کریم
 براہ سبب کو گذر دے صحیح علی جی علی
 میں تو تھیں میں میں محمان کریم
 یہ میری کریم جو تیری تیری مجھ کو
 کریم کریم کریم کریم کریم کریم

اولیٰ ہفت ماہ

تیرے غم دل کی بستی میں یہ پھرائی
جنگل میں غلے کے پوکھے دان بھی بن آئی
خواہش ہو جسے دل کی دل دون ایسا دم بھی
میں تو اسی دل سے تقدیر بہت پائی
پیارے وہ تھوڑا تھا سراسر محبت کو
عاشق کتنی سب سے یہ عشق کی رُوئی
گھر دل کا بہت چھوٹا تھا

عالم کو تمام زمین کی طرح ہے
 مگر بارگشا یا جب شب وہ بھی قنداریا
 منفلوک ہو تو اب ہم گر چنے تیرا لالہ
 خوشی سے ندان کی سب صورتیں گئے سودا
 وہ زلف تیری دیکھی سب بن گئے دوزخی
 کیا عیدہ پائی ہو اوس گل کی دوزخی
 رانی آں ہے غنا
 نیت تیری

وہ زلف بے
کچھ عید و بیکینی ہوا وس
خود رانی آں ہے غنا
نہ خود رانی آں ہے غنا
نہ خود رانی آں ہے غنا
نہ خود رانی آں ہے غنا

اس جو رتو شبو نکالنا کیا سوچ ہوں
راز محبت اپنا مسوا نہ اس قدر ہو
جیب و کیو لگا رہا ہے در کی طرف سے

دو خمین میسر نهونین یازدهشت روین
جان هر ستم رسیده دل به عذاب رسیده

ادھر مت کرنگا تو تیز جا بیٹھ
شربو تالو کب کا ہو بھی چکے
پھرے گا ہم سے کہتا کہ دور ظالم
نہ کر دیوار کا مجلس میں تکیہ
بہت پھرتے ہیں ٹیڑھے ٹیڑھے دشمن
لٹا شش اپنی نہ کم تعی جو وہ ملتا

مخالف سہیل بیٹھا کر ایتنا

کہا میں نے میرے صاحب کو جی اے بیٹو

کیا کرین نہی نہ کر غصہ کھائے وہ
اس طرح تڑپتی ہو کیا کیا جی گھٹا جاتا ہوا

اور مجلس میں جو بیٹے دیکھ تو شرعاً لے کر
ساتھ اوکو دل لگا ہو جس کا لے کر

وہ زلف ہے
کچھ عید و بزمی ہوا دین
آؤں تو ہے خود رانی مر آن سے غنا
ماں کی کی جسے ہو وہ کچھ قدر نہیں
آؤں تو ہے خود رانی مر آن سے غنا
ماں کی کی جسے ہو وہ کچھ قدر نہیں
آؤں تو ہے خود رانی مر آن سے غنا
ماں کی کی جسے ہو وہ کچھ قدر نہیں

سید علی حسینی
میرزا محمد باقر
میرزا حسنعلی
میرزا حسینعلی
میرزا محمدتقی
میرزا حسنعلی
میرزا حسینعلی
میرزا محمدتقی

کیا بدن دیکھا جی بھولی سے آہ
 اس کا دم بک نہک سے رہا
 دیکھنا جی بھولی سے آہ
 اس کا دم بک نہک سے رہا
 دیکھنا جی بھولی سے آہ
 اس کا دم بک نہک سے رہا

شب سنتے حال میرا لیتا ہر موسم
 مجھ سے میں کہوں کیا سوتا ہو تو جگا

طاعت کا محتوی ہے جب شب نہیں بتوں
 چھوٹری نماز واجب گرمیہ وقت پاسے

بہار آئی نکالوت مجھ کو اب کی گلستان سے نہ تکا شد ہوئی دلوں نہ جی کی ہلکے کچھ پائی غم حیران تو شاید آگ دی اس ماہ میں دلوں سبب آشفہ طبعی کا ہماری رتھ میں دونوں اور صبر زنجیر کی غل ہو اور دھڑکنا لڑکوں کا محبت میں کسو کی رنج و غصہ گنہ و دونوں	مراد اس میں ہو تو باندھ تو گل کو گریبان سے رہی دس دن جوانی عمر کے یان ہم سوہان سے شہر سرتب تو نکلیں ہمیں ہمارے جسم بریان سے نہ دھجی ہو اس کے خطا سے نہ زلف پریشان سے جنوں اس دشت میں ہو کیا ہو کیسے سامان سے رہی شرمندگی ہی عمر بھر مجھ کو دل و جان سے
---	---

خدا جاو کہ دل کس خانہ آبادان کو دے بیٹھے
 کھڑے تھے میر صاحب گھر کے دروازہ چیران سے

برسوں تک جی کو مار مار رہے موسم گل تک رہے گا کون وصل یا بھر کچھ ٹھہر جاوے خوش نوا کیسے کیسے طائر قدس	رات دن ہم امیدوار رہے چبھتے ہی دل کو خار خار رہے دلوں کو اپنے اگر قرار رہے اس جفا پیشہ کے شکار رہے
---	---

کیا حال بیان رہا ہے کل پہنچ کر
 کیا حال بیان رہا ہے کل پہنچ کر
 کیا حال بیان رہا ہے کل پہنچ کر
 کیا حال بیان رہا ہے کل پہنچ کر
 کیا حال بیان رہا ہے کل پہنچ کر
 کیا حال بیان رہا ہے کل پہنچ کر

کیا بدن دیکھا جی بھولی سے آہ
 اس کا دم بک نہک سے رہا
 دیکھنا جی بھولی سے آہ
 اس کا دم بک نہک سے رہا
 دیکھنا جی بھولی سے آہ
 اس کا دم بک نہک سے رہا
 دیکھنا جی بھولی سے آہ
 اس کا دم بک نہک سے رہا
 دیکھنا جی بھولی سے آہ
 اس کا دم بک نہک سے رہا

ہر کسب و کار میں کمال حاصل کرنا چاہیے
 نہ زمین سے ناخالص و ناخالصی نہ ہوا سے
 نہ زمین سے ناخالص و ناخالصی نہ ہوا سے
 نہ زمین سے ناخالص و ناخالصی نہ ہوا سے

شعاعوں کی ڈانک گویا علون تلو دھڑے ہیں	چروٹو رنگ بہنے دیکھے ہیں کیا جھمکتے
یان بات راہ کی تو سنتا نہیں ہر کوئی	جاتے نہیں ہم جس سے سراسر قافلہ میں کہتے
جاگہ سے لیکر ہر زبان جب آگئے ہیں	نوبادہ گان خوبی جون شاخ گل چمکتے

ہر حسن و کمان ہیں غلطانی مقبول کی
جس خوبصورتی سے شک ہیں ٹھٹھکتے

غم مرگت دل جگر ریش ہے	عجب مرحلہ نکودر پیش ہے
یلا ہے اسے شوق تیر و کمان	بہین سے یہ پیدا تم کی پیش ہے
ولا اس کے ظاہر یہ ست جانیو	وہ خوش و تو ہے پر بداندیش ہے
بہت خوب ہے اعلیٰ نوشین یار	ولیکن خط پشت لب نیش ہے

جمین کیا جو ہے میری ہوش
خدا جانی یہ کیا ہی درویش ہے

گوشت ہرک کا ایک اور ہے	کیا قیامت کا قیامت شور ہے
پوچھنا اس ناتوان کا خوب تھا	پر نہ پوچھنا ان نے وہ بھی زور ہے
صندل در در مہر و فا	عاقبت دیکھا تو خاک گور ہے
رشتہ الفت تو نازک ہے بہت	کیا سمجھ کر خلق اس پر زور ہے

کونہ ہر ایک شہر میں خوشی کا جی
 عشق میں جون کو کین چھو بہار کی
 گر چہ جی تب جا رہا ہے آپ کا انیکو بیان
 مریجو نو آئیے خاطر جاری کیجیے

۳۱۹

ہر کسب و کار میں کمال حاصل کرنا چاہیے
 نہ زمین سے ناخالص و ناخالصی نہ ہوا سے
 نہ زمین سے ناخالص و ناخالصی نہ ہوا سے
 نہ زمین سے ناخالص و ناخالصی نہ ہوا سے

ہر کسب و کار میں کمال حاصل کرنا چاہیے
 نہ زمین سے ناخالص و ناخالصی نہ ہوا سے
 نہ زمین سے ناخالص و ناخالصی نہ ہوا سے
 نہ زمین سے ناخالص و ناخالصی نہ ہوا سے

اس عشق جوت کی کیا فائدہ ہے
 جس کا دل اس کو ہر جگہ اور ہر
 جگہ جانی ہوئی ہو میری دکان کیانی کی
 وہ زکس مستانہ باتیں کہ ہے درہم
 تم دیکھو نہ کچھ بولو کیا بات شرابی کی
 ہاں دھو ہوئی ہم آئی اب بوجھ گلستان
 پتہ زور غم کی پتھری کی گلابی کی
 اوسنے دل مغیب کی تریس سا کر لیا ہم
 یہ قدر انہیں اوس کو اس جامہ بانی کی

جلاہٹ اس طرح کی جزمیر کس سے ہو
 باور نہ ہو تو دیکھو یہ ہونہ ہو وہی ہے

افسوس ہو کہ اگر یوں مینہ نہ نکلتا ہے شکرگان ہم زدن میں جاتی ہی تھکتے بر سر ہے عشق اپنے دیوار اور دستے کیا کام نکل گا اب ٹکڑی ہو جگر سے دیکھیں تو منہ دکھا دودھ کام جان کدھر اوسکی خبر ملیگی اک آدھو خبر سے بس ہو چکی توقع اب نالہ سحر سے منہ دیکھنے کو تیرا تا چند کوئی تھے	کل جوش غم میں آنسو کے نیچے تھے کیا ہی منور دم جو کیسے دیکھو تم ہم سا شکستہ خاطر ہنستی میں نہوگا معلوم اگلی سی تو جرات الم لشی میں آئینہ دار اوسکی پاتے ہیں شش جہت ست سج کھینچ مل کر ہشیار مردمان سے جب گوش نہ ہو اوسکے بیدار ہوا وہ اوسر شک نہ کچھ تو اچاند سا نکل کر
--	--

چاہت بری جلاہٹ کل میرزا کشن بھی
 ہمراہ فہواران دوڑی پھرنے نفرت سے

برق و شرار و شعلہ و پروانہ سب ہیں لہو کمر سے ناخن پاتاںک بھری آگ ہوتا ہر دل کا حال عجب غم سے اوسکھڑی	جون ہم جلا کر ہی ہیں جلا جلتے کب ہیں جلتے ہیں در وندر جلتے کدھب ہیں کتا ہر جب طنز سے ہماو عجب ہیں
--	---

۳۲
 کوئی ساحر اوس کو چھو جاوے
 وہ جو بے در و بھڑت تک رہو
 دوسرے تک گفت ہوئے کوئی خوش
 جب تک دوری سے کوئی خواہ
 ہم میں ہو آئینہ عالم
 ایک اگر عاشق قلندر ہو
 کس شہر کی جاتی ہے وہین تو کہے
 کس انصاف میں ہیں کس کا جو
 کس شہر کی جاتی ہے وہین تو کہے
 کس انصاف میں ہیں کس کا جو

کس شہر کی جاتی ہے وہین تو کہے
 کس انصاف میں ہیں کس کا جو
 کس شہر کی جاتی ہے وہین تو کہے
 کس انصاف میں ہیں کس کا جو

ایک ایک سخن پر بھی وہ تکرار کر رہا ہے
 یہ دینی ہی ہے جو گرفتار کر رہا ہے
 اس جہاد و ذل علی لوگوں پر جاری ہے
 کل مانتے کیا رفت سفر بارگاہِ حسین
 یہی ملکِ حسین کو جو بارگاہِ حسین
 سو تارِ جگر کو جو بارگاہِ حسین
 یہ کچھ نہیں کہی جو بن غنیمت
 اربابِ جہاد کو جو بن غنیمت
 دنیا ہی دولت جو گرفتار کر رہا ہے
 دنیا ہی دولت جو گرفتار کر رہا ہے

اے ایک ایک کوئی پر بھی وہ تکرار کرے
 نہ ہمارے چار دریش دور زمان پر
 مریشک کے کو گون کو تیار کرے ہے
 کیا عشق میں ہم اسکے ہوئی خاک برابر
 کب ایو تین یون کوئی ہموار کرے ہے
 تصویر سے دروازے پر ہم اسکے کھڑا ہیں
 انسان کو حیرانی بھی دیوار کرے ہے
 کہہ نہ ہو تم ہم کے آزار کے درجے
 یہ حرم ہے اوسکا کہ تمہیں بیدار کرے ہے

رشتہ منوں کے رو برو و شش منم
 پہنچی کوئی لطف ہے ہنگام ہے
 محو زلف یار ہے عالم تمام
 سن کا بھی شہرہ جو شہرہ تمام
 عشق کی ہے راہ کیا مشکل
 سن اس بھی

کام جانا حسین
کام مے کو
کر کمانا کام کو
نو بہ کرتا ہے کہ تجھ کو
وہ زور نہیں نہ ہوں کیا

خونیر کی تو لاگو ہوئی نہیں کیا یک
جون خاک سے ہے یکسان میں زمانہ
پہلے تو پوچھتے ہیں ظالم کیا کو بھی
پامال یوں نہ ہوتے دیکھا گیا کو بھی
منظور کیے کچھ تو بائے نبیاء کو بھی

خواہش بہت جو ہو تو کاہش ہر جان نل کی
کچھ کم گران نون میں امر میہ چاہ کو بھی

سنا جاتا ہے کہ ہر ترے مجلس نشینوں سے
 گئی گرم خستہ طلی کیلی ان سحر آفرینوں سے
 گل لگ کر نیک شب کا شہرہ مسو گیا ہوتا
 خدا جانتا ہے اپنا تو جگر کا نیا ہی کرتا ہے
 بہت کوتاہ دامن خوشنویں کو پیٹے پائے
 رہی محو خیال سکر تو اک وقت ہاتھ آئی
 رنگ گ گل ساتھ ایک شاہ دانی کو ہوتا ہے
 بہت میں سخت دل رویا مجھ کو خلق نہ جاتا

کہ تو دار و پیہ ہر رات کو ملکر کہینوں سے
 لگو رہتے ہیں ناغہ بھری اب اپنی سینوں سے
 مری چھاتی حلا کرتی ہر ایک تیرے سینوں سے
 پیر مٹی یہ سحر و نو کھر اور ہر وہ کی جیتوں سے
 کہیں نہ لگو تھے گور مری ہاتھ آکر آستینوں سے
 نہاکت اس کمر کی پوچھے ہر بار ایک بینوں سے
 عرق میں بھینکتا ہوا دلبر کو چپ سینوں سے
 ہوا ہی ہر مین میں نام ان رنگین نگینوں سے

غزل ہی کی ردیف قافیہ کا رختہ رہتا ہے
نکنا میسر اب مشکل ہے میرا ان مینوں سے

وہ کہتا ہے کہ جو کلام میں
کا جانا چاہیے
چین دن کو ہے نہ شب کو
اور کسی دور میں کے آرام سے
میں ان کو چاہیوں انجان ہو
کہ جو میں نے کلام سے
بہت ہی محنت غش میں ہو جانا
بھی دور دوری کا حضرت کے

اگر کسی کو کھانا دیا جائے تو اس کو کھانا دینا چاہیے
 اگر کسی کو پانی پلائے جائے تو اس کو پانی پلا دینا چاہیے
 اگر کسی کو روک لیا جائے تو اس کو روک لے کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھک دیا جائے تو اس کو دھک دے کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو مارا جائے تو اس کو مار کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو بھونکا جائے تو اس کو بھونک کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو کھینچا جائے تو اس کو کھینچ کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھکیلا جائے تو اس کو دھکیل کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھکا دیا جائے تو اس کو دھکا دے کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھکا دیا جائے تو اس کو دھکا دے کر دینا چاہیے

اگر کسی کو کھانا دیا جائے تو اس کو کھانا دینا چاہیے
 اگر کسی کو پانی پلائے جائے تو اس کو پانی پلا دینا چاہیے
 اگر کسی کو روک لیا جائے تو اس کو روک لے کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھک دیا جائے تو اس کو دھک دے کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو مارا جائے تو اس کو مار کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو بھونکا جائے تو اس کو بھونک کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو کھینچا جائے تو اس کو کھینچ کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھکیلا جائے تو اس کو دھکیل کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھکا دیا جائے تو اس کو دھکا دے کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھکا دیا جائے تو اس کو دھکا دے کر دینا چاہیے

اگر کسی کو کھانا دیا جائے تو اس کو کھانا دینا چاہیے
 اگر کسی کو پانی پلائے جائے تو اس کو پانی پلا دینا چاہیے
 اگر کسی کو روک لیا جائے تو اس کو روک لے کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھک دیا جائے تو اس کو دھک دے کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو مارا جائے تو اس کو مار کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو بھونکا جائے تو اس کو بھونک کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو کھینچا جائے تو اس کو کھینچ کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھکیلا جائے تو اس کو دھکیل کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھکا دیا جائے تو اس کو دھکا دے کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھکا دیا جائے تو اس کو دھکا دے کر دینا چاہیے

انکھیں ہی لگی جاتی ہیں اس غائب کو میر آتی ہے بہت دیر جو اس منہ پہ نظر چاہئے	
بتو کج جرم و الفت پر ہمیں نہ سیر و ملاست کھڑا ہوتا نہیں رہن اپاں میں عشق کے جھکی جو شاخ پر گل نہ یہ کیا صحن گلشن میں نکلتا ہر سحر خورشید ہر روز سیکھ کر رہے	مسلمان بھی خدا لگتی نہیں کہ تو قیاس ہے موافق رسم کے اک دور کی ضابطہ ہے نہال قدر کی سکی مدی تھی سونامی ہے مقابل ہو گیا اس تو ہر سادہ کی شام ہے
بیروں پر پڑے پھر تھے کل تک میر کو چوہن انھیں کو سی دی جامع کی دیکھی آج حد سے	
خدا کرے مجھے دل کو ٹالک قرار آوے کہانیں اسکی بھونکی چٹھی ہی ہتی ہیں ہمیں تو ایک گھڑی گل بغیر دو بھر یہ انھی بھی گردہ اسکی کہیں تو لطف ہو کیا ہر ایک شہر کا ہے موسم بنانے تھا منصور تھا رجون وں سے اقبال جا بھر ہے نہیں ہر چاہ بھالی تھی بھی دعا کر میر	کہ زندگی تو کروں جتلا کہ یار آوے جب تلک ستر ستر شکار آوے خدا ہی جانے کہ اب کب تلک لہار آوے جیسا نظار میں انکھوں ہی پر غبار آوے کہ نخل دار میں طاق بریدہ بار آوے کیسوی کہیے تو اذکوہ اعتبار آوے کہ اب جو دیکھوں اس میں بہت نہ پیار آوے

اگر کسی کو کھانا دیا جائے تو اس کو کھانا دینا چاہیے
 اگر کسی کو پانی پلائے جائے تو اس کو پانی پلا دینا چاہیے
 اگر کسی کو روک لیا جائے تو اس کو روک لے کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھک دیا جائے تو اس کو دھک دے کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو مارا جائے تو اس کو مار کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو بھونکا جائے تو اس کو بھونک کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو کھینچا جائے تو اس کو کھینچ کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھکیلا جائے تو اس کو دھکیل کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھکا دیا جائے تو اس کو دھکا دے کر دینا چاہیے
 اگر کسی کو دھکا دیا جائے تو اس کو دھکا دے کر دینا چاہیے

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على سيدنا محمد
آله وصحبه وسلم

کیا ہوا کہ سنہ ۱۰۸۰ء
 میں ایمرون کے بیٹے نے
 مجھ کو دیکھ کر کہا کہ
 "تو کون ہے؟" میں نے
 جواب دیا کہ "میں
 ایک مسکین ہوں۔"

دست افغان پائے کو بیان شوقین
موسیٰ سے مہر بھی باہر
شام بند

<p> اب حساب زندگی بیباک ہے یہ سیہ روشہرہ آفاق ہے قد و لکش ایسا بالہ آفاق ہے نفا نہودار آنکھ سے شاق ہے سلح کیا رخسار کا براق ہے بوسہ کنج دہن تریاق ہے بید صحرائی سا مجنون قاق ہے </p>	<p> دوم شماری سے ہے رنج قلب سر اپنی غرلت رکھتی ہے عالم ہی اور فرط خجلت سرگرا جاتا ہے سر دل زدہ کو اوکو دیکھا نزع میں رنگ بین اوکو جھماکے برق کی گو خط اسکے پشت لب کا زہر ہو خشک کر دیتی ہے گرمی عشق کی </p>
--	---

مست پڑا رہے وہ بکھرے ہوئے ہیں
اٹھ کر کہے ہیں خدا رزاق ہے

<p> بات کیا آدمی کی بن آئی چرخ زن او سکے واسطے ہمارے ماہ و خورشید وابر و بادہ سبھی کیسے کیسے کیے تردد جب اسکو ترجیح سب کے اوپر دے جبر ت آئی ہے اسکی باتیں دیکھ </p>	<p> آسمان سے زمین پہو آئی ہو گیا دن تمام رات آئی اس کے خاطر ہوئے بین سودائی رنگ رنگ اسکو چیز پہونچائی لطف حق سنے کی عزت افزائی خود سری خود ستائی خود رائی </p>
--	---

زلف سپیدی دارے ہر شکر
 سے سخن میسر کا عجیب و غریب کا
 بن جوتنہ سے اوی گیا تودہ سرگرم کا لپٹا
 کیونکہ چکسا ہو گیا دین شکار اپنا
 کیا باری کہ دور پہم ادہ کیا کیا ان کے فریب کے
 جس کیلئے آوارہ ہوئی ہم چھوٹا شہر دیا اپنا
 ماحول گاہیں ان کی ڈالامین یہ گلا جا کا لوٹکا
 غم و غصہ کی دیکھو ہو گا اپنی لگے کا مار اپنا

واعظ کی سوچ ہے دے می فروش سے بھونچا کرین قیب پڑی کوی یار میں ان پر ہونٹھو کا حریف ہو ظلمات میں گیا عالم کو حکیم کا باندھا طلسم ہے	ہم ذکر بھی سنا نہیں صوم و صلوات کا کسکے تین دماغ عفت ہر شکاف کا پر دیمین روسیہ ہے اب حیات کا کچھ ہو تو اعتبار بھی ہو کائنات کا
--	---

گریا میرا بل ہے تو کام سہل ہے اندیشہ تجھ کو یونہی نہیں ہوا بی حیات کا
--

تباہل تعافل تساہل کیا نہیں تاب لا تا دل زار اب زمین غزل ملک سی ہو گئی جنون تھانہ مجھ کو نہ چپ رہ سکا نہ سوز و رور و فصل گل میں چھپا ہمیں شوق نے صاحب کو کھو دیا	ہوا کام مشکل تو کل کیا بہت ہمنے صبر و تحمل کیا یہ قطعہ تصرف میں بالکل کیا کہ زنجیر ٹوٹی تو میں غل کیا سر و سینہ سے داغ غلے گل کیا غلاموں سے اوسکے تو سل کیا
--	--

حقیقت نہ میرا پی سمجھی گئی شب و روز ہمنے تا ٹل کیا

رفتہ عشق کیا ہو نہیں اب کا جا چکا ہوں جہان سے کب کا
--

یہاں تک کہ چھوٹا سا بچہ اپنے گھر میں بیٹھا ہو
 اور اس کے پاس ایک بڑا بچہ بیٹھا ہو
 اور وہ بچہ اپنے گھر میں بیٹھا ہو
 اور اس کے پاس ایک بڑا بچہ بیٹھا ہو
 اور وہ بچہ اپنے گھر میں بیٹھا ہو
 اور اس کے پاس ایک بڑا بچہ بیٹھا ہو
 اور وہ بچہ اپنے گھر میں بیٹھا ہو
 اور اس کے پاس ایک بڑا بچہ بیٹھا ہو

بیان چہ آری
 بند رہی ہی میں کہے
 تہا نہ بین جاؤ گناہنا رہد جاؤ گنا
 ازار بہت پہنچے یہ عہد کیا ہے اب
 آئندہ کسو سے بین و گلوں گناؤ گنا
 گر م طلب ہو کہ کھو یا گیا آہی
 کہا جانے پاؤ گنا یا او سکونہ پاؤ گنا

وسوہن نکرتا تھا میرا نیسے میرا نہیں
تھا میرے تو ایسا بھی دل جیسے اٹھا جاتا

تھامیہ بھی دیوانہ پر ساتھ وافرقت کو
ہم سلسلہ داروں کی زنجیر ملا جاتا

اک
 بی تو کھوئے راجی کو گریه کن بجو
 جیوین تعجب کھو کر اخبر
 ایکن یارین ہی کر کے عشق کو
 جی کو معان سن کر کھو کر
 دیو کھو کر کھو کر کھو کر
 اک

[illegible]

<p> سند دکھاتا برسوں وہ خوشرو نہیں کچھ نہ مین سمجھا جنوں عشق میں واغ تھا جو سر پہ میرے شمع لگا </p>	<p> چاہ کالیوں کب تلک ناتا رہا ویرنا صبح مجھ کو سمجھا تا رہا پانوں تک مجھ کو وہی کھاتا رہا </p>
---	---

کیسے کیسے ترک کئے عین میرم
مدتوں منہ تک جگر آتا رہا

اوصاف موی شمع سے اوجھاؤں پر گیا
 جیتے جی یہ ملانہ رہا سورہا غریب
 کیا اوکھڑ دل جلے کی تمامی میں یہ ہو
 فرہاد پہاوان محبت پہاڑ تھا
 گل رنگ نگشاخ نکلا بہار میں
 یان حادثے ذی باد سے ہر یک شجر حجر
 دانتوں کو سماک در جو کہا میں سولہ گیا
 جو دل شکستہ ساتھ ہی کو بچھڑ گیا
 جلسے چرخ صبح شتابانی بڑ گیا
 بیضاقتی جو دل نے بہت کئی بچھڑ گیا
 آنکھیں میں سی کھل گئیں نہیں مرجھاؤں بچھڑ گیا
 کیسا ہی پائدار تھا آخر اکھڑ گیا

مشرک و مسرور و اگر آدمی و ش
وصف است که قد کامیور است سکر اگر نگینا

جان اپنا جوئے مارا تھا	کچھ ہمارا اسی مین وارا تھا
کون لیتا تھا نام مجنون کا	جب کہ عہد جنون ہمارا تھا

[illegible]

بان کھوا سکا یوں گذار
 سو ہم مل میں ہم پہ جو سے بیعت
 گشت تھادید تھا نظار
 دسی ابرو تو تک جھکا ایدھر
 قتل کا پنجہ سنا تھا
 عشق ازین کیا ہو سکا
 آگے ہی جی ادھون سے ہمارا تھا
 فوب کیا ہواں کم کہ وہ پاک نہ خیال کیا
 ہم تو فقر ہوئے تھے بے پروا
 ۲۳۳
 پند کہ جو ہو چکا یوں جانی اپنے کیا
 خون ہمارا بہل گئی کین بگون باباں
 غم کی کہ اس طرحی خاک کی الفت کشتونی
 یہ بالید پہ نظر سے گویاں گذرے بہین
 دل تو ہمارا خون اتھا ج و لمین کیا
 بیٹھے نام اس رفتہ کا بنے ماہ و سال
 سدا بجاں رہو ہو وہو فاقاں کیا
 تم نے عشق کیا سو صاحب یہ اپنا حال
 ہم تو دروغان ہیں تھر تھر

طاہر کی بھی بیتی ہو پھر جان چمن ہی میں | گل و گھنٹا وہ بھی جون اب روان آیا

خاوت بی رہا کی ہو مجلس میں یوں سکی
ہوتا ہر جہان کجا میں میر جہان آیا

خون نہواد لاج میں چاہ گیا گول کام ہو جاو گیا	کام اپنے وہ کیا آیا جو کام ہمارے آو گیا
انکھیں لگی رہتی ہیں اکثر چاک قفس سے اسیر ہو گئی	جھوکا باو بہار کا گلبرگ کوئی یان لاو گیا
فتنہ کتنے جمع ہوئے ہیں لطف خاں خدو قد	کوئی کوئی عہد میں میر سر افراز آو گیا
عشق میں سے کیا کیا سکر یا گئی کربا تو میں	یعنی غم کھا تو میں بہت ہم غم بھی ہو کھاو گیا
ایسا لگے کی امید بھی اسکی چشم نشو کہ نہ میں	ایدھر دھر دیکھو گارہ سے اکٹھے چھپاو گیا
ابو جوانی کا یہ نشہ ہو جو دھجگو رکھے گا	موش گیا پھر آو گیا تو دیر لگات کھچتاو گیا

دیر سے اس اندیشہ نے نا کام رکھا ہے میر میں
پانوں چھوٹ گئے اس کے ہم تو وہ بھی ہاتھ لگاو گیا

بہار آئی چلو حسن میں کچھ اوپر بھی رنگ آیا	کہاں تلک گل و غنچہ ہا سوندہ سوتنگ آیا
چاہ میں ٹھہری ہو گئی چسی و چوٹی چسی ہو گئی	قیامت اسکی ہو تاک پستی ہمارا جی تو بہتنگ آیا

وہی ہر دنا وہی گڑھنا وہی ہر سوزش جوانی کی سی
بڑھاپا آیا ہر عشق ہی میں یہ میر ہو نہ دھنگ آیا

خون نہواد لاج میں چاہ گیا گول کام ہو جاو گیا
انکھیں لگی رہتی ہیں اکثر چاک قفس سے اسیر ہو گئی
فتنہ کتنے جمع ہوئے ہیں لطف خاں خدو قد
عشق میں سے کیا کیا سکر یا گئی کربا تو میں
ایسا لگے کی امید بھی اسکی چشم نشو کہ نہ میں
ابو جوانی کا یہ نشہ ہو جو دھجگو رکھے گا

کام اپنے وہ کیا آیا جو کام ہمارے آو گیا
جھوکا باو بہار کا گلبرگ کوئی یان لاو گیا
کوئی کوئی عہد میں میر سر افراز آو گیا
یعنی غم کھا تو میں بہت ہم غم بھی ہو کھاو گیا
ایدھر دھر دیکھو گارہ سے اکٹھے چھپاو گیا
موش گیا پھر آو گیا تو دیر لگات کھچتاو گیا

دیر سے اس اندیشہ نے نا کام رکھا ہے میر میں
پانوں چھوٹ گئے اس کے ہم تو وہ بھی ہاتھ لگاو گیا
بہار آئی چلو حسن میں کچھ اوپر بھی رنگ آیا
کہاں تلک گل و غنچہ ہا سوندہ سوتنگ آیا
قیامت اسکی ہو تاک پستی ہمارا جی تو بہتنگ آیا

وہی ہر دنا وہی گڑھنا وہی ہر سوزش جوانی کی سی
بڑھاپا آیا ہر عشق ہی میں یہ میر ہو نہ دھنگ آیا
خون نہواد لاج میں چاہ گیا گول کام ہو جاو گیا
انکھیں لگی رہتی ہیں اکثر چاک قفس سے اسیر ہو گئی
فتنہ کتنے جمع ہوئے ہیں لطف خاں خدو قد
عشق میں سے کیا کیا سکر یا گئی کربا تو میں
ایسا لگے کی امید بھی اسکی چشم نشو کہ نہ میں
ابو جوانی کا یہ نشہ ہو جو دھجگو رکھے گا

تکای شب روز اب چھوڑ میم
نوح انھوں کا تو دم کر گیا

یاری کیے کسوکا کا بیگونا نام رکھا
 جنگاے سحر جہانین بمنی جنون کیا ہے
 پامالی کے خطر سے نکلا یہ کیا اودھر
 جنگ زباناہ بین تو بحث ہر عشق ہی کا

نا کام عشق تب نو عاشق کا نام رکھا
 ہم حشرات سے نکلا ساتھ اثر و عام نکلا
 جید سحر سے ناز کرتا وہ خوشخبر ام نکلا
 بیجا ہوا دل اپنا جب وہ مقام رکھا

جانا تھا کہ بجگو تو پختہ مغز ہو گا
دیکھا تو میرے تیرا سودا بھی خام نکلا

نے جسے کچھ نہ اوس ستم ایجا دے ہوا
 ظلم یہ کج عشق کی امداد سے ہوا
 شیریں گل حسن ایسا تھا جو خستہ جان میں
 جو کچھ ہوا سو خواہش فرہان سے ہوا

خوش خرمه طيور هي ہو گئیں ہلیر ہر
ہیپرستم یہ صبح کی فریاد سے ہوا

رار کیا بیمار کیا اس نے کیا آزار کیا
 بزم ہے ہم الفت کشت و نالک پٹنیے شوخ ہوا
 چاہا مے کیا تھا پراپنا چاہا کچھ نہ ہوا
 داغ سے تن گلزار کیا سب کھو کو خونبار کیا
 اب کہ تو بین دایین پٹنیے مے اد سے کیوں بہار کیا
 غرت کھوئی دولت کھینچی عشق نے خوار کیا

[illegible]

کس کو عالمین تھا
 کیا جانو کیا جانوں میں
 جو کلمات چرخ زمین
 دو نون بیان کید و مخ
 دین کی دین کی دین
 دین کی دین کی دین
 دین کی دین کی دین
 دین کی دین کی دین

کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے
 کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے
 کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے
 کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے

رہا فوسس آن محوین ترہوین تو	کہ آنسو تھا جگر پارا ہمسارا
نہ پارسہ یاد رہی طالع نے کچھ کی	گیا بے یار سب یارا ہمسارا
گلہ لب تاک نہ آیا میسر ہرگز کھنکھاتی ہی میں غم سارا ہمارا	

رولت پای

بوجوں خون جانی ہر ایک ضایع فتور	حوں گم ہیں دماغ گم ہر ہما بھی کیا شعور
میں گئے غائب ہزاروں تیرے نظر میں ہرگز نہ لایا	کیونکہ ضایع ہم آبی کو تنگ ہو کر تے حضور اب

وجوہ مکافین کیا ہو نسبت کو میرے جگہ کا پیش منا نہیں ہے ہونا ضرور کچھ تو مجھ بھی ہونا چاہیے کیا ضرور اب	
---	--

کیا گئی جان دل ستاب شتاب	آنسو آتی ہیں اب شتاب شتاب
بہنگی دے پلکین اور کیے رخنے	حال دل ہو گیا خراب شتاب
یوں صبا بھی سبک نہیں جاتی	جون گیا موسم شباب شتاب
پیر ہو کر ہوا ہوں یوں غافل	جیسے لڑکوں کو آئے خواب شتاب
مرتے ہیں ہو جواب نامہ وہی	آئے خط کا اگر جواب شتاب
مہربانی تو دیر میں ہو کبھو	ہو دل تازاری و عتاب شتاب

کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے
 کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے
 کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے
 کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے

۳۳۵

کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے
 کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے
 کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے
 کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے

کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے
 کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے
 کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے
 کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے کھنکھاتی ہے

کونی پادشاه است
مهر دشت روزگار فریب
انقلاب زمانه بدست جرات
سجده کوی ده شکار آبر
راه کاین است اسباب آبر
است و این است آبر
کونی پادشاه است
مهر دشت روزگار فریب
انقلاب زمانه بدست جرات
سجده کوی ده شکار آبر
راه کاین است اسباب آبر
است و این است آبر

بخودى نوحال پيوچايد و اب
 رکتے رکتے جی بھی گھبراوے اب
 دشمنوں نو اوسکو بکایا و اب
 زندگی کا دل جو سر پایا و اب

بیون بکھڑو تو کوئی بیو پھر مجھ تلک
 کاشمیر ہو جائیہ چاک چاک
 راہ پر وہ کیونکہ اے مست ناز
 کیا جین گوار غ ہو کر خون ہوا

میر شاند کہے ہی میں رہ پڑے
ویرے یان تو خدا لایا ہے اب

تا سید لعل گانی کر نیسے اکثر ہے اب
 وہ بہت بہم راہی اور سے پتھر ہے اب
 میرے شعر و شاعر کا تذکرہ گھر گھر ہے اب
 کر دو احوط میں آج سے بہتر ہے اب
 عالم اپنا دیکھو تو عالم دیگر ہے اب
 گرد پیش اس دشمن احباب کے لشکر ہے اب

کیا کرین تدبیر دل مقدر سے باہر ہے
جن نون ہم کافر و ربط تھا وہو حاکم
دور ملک سوا ہوا ہون شہرین شہرین ملک
وہ طبیعت ہی نہیں ہے میری اور شفیق طیب
بیخوداویں مست اور انا زین بزمین ہم
وہ سپاہی پیشہ گو کون ہی میں رہتا ہر کھڑا

گفتگو انسان و محشرین بہر لغو کہ میر
سار این گامہ قیامت کامے سر پہ تاب

ملک و انکھیں مرغ کہنا کہ تملک چھریا کروا

خداوند عذبت چو سو کوئی تو و عذوفا کرد

و زکری غفر له و سیدنا ابی عبد
الاکبر محمد بن حنفیہ علیہ السلام
و زکری غفر له و سیدنا ابی عبد
الاکبر محمد بن حنفیہ علیہ السلام

بعد مرگ انکھیں کھلی بنے ہوئے جانا گیا
 سنکھ ضیاع روزگاری اگر جی لایا نہ تاب
 انکھیں جاتی ہیں بند کھفت لی سود میم
 دل لئے پرا جہل سے چپ نہیں مجھ کو لگی

دیکھنے کی میرے اسکی چھین بھی حسرت بہت
آپ کو کڑے پیچھے ضایع ہو گئی تھی غیرت بہت
ایں نون انگوٹھی اید صری ہے غفلت بہت
گذری اس بھی بات کو اسے ہنس نہ سکتا

دولین جاکرتا ہے ملور میسر شاید دوستان
ان نو صاحب دل کسو سو رکھی ہے صحبت بہت

چشم نہ لگی پُر آب بہت
ویر و کھو میں اُسکے خواہشمند
و کدول ہی میں رگئے ارمان
ما رنا عاشقو نھا کر بے ثواب
کہیے بے پردہ کیونکہ عاشق ہیز

شاید آویگا خون تاب بہت
ہوتے پھرتے بین ہم خراب بہت
کم رہا موشم شباب بہت
تو ہوا ہی تمھیں نواب بہت
ہم کو لوگوں سے ہی حجاب بہت

میں نے خود دین اس جناب
چاہیے کہ وہ جناب بہت

دل نو کام کی برین صنایع دلبر ہے دلخواہ بہت
ماہ کی بات سنی بھی تو جانا حرف غیب اسکو

قدر بہت کم ہے ولیکی پر ولین ہر چاہ بہت
خوبی اینی حسن اینی پھرتا ہے گمراہ بہت

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
الذي كنا لنهتدي لہ
لو لم یکن فیہ حشر لہ
لما یستغنی

[Faint handwritten Persian script at the bottom of the page]

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن
موسى عليه السلام
موسى عليه السلام
موسى عليه السلام

[illegible][illegible]

دینا چھوٹا ہو تو یہ بھی ہو ایں مہربانی کیا
دیلتی تھی

زین کا پیرا چمن کی خوشنما پر کا لیا
 بھولی کجی چمن کی جھپٹان عشق داغ
 بہار اپنے گلابی گلکار کا لیا
 خوشنما کہ الم زنی ناست ہو ہم
 خوشنما کہ الم زنی ناست ہو ہم

هم تو آگهی مریدین میسر
تیغ کینچ پھر سے دیار عبث

روایت جہم

حالِ بُرا ہو تمکو ہستی غفلت کیا ہو آج
سائنے ہو وہ آئینہ پر آنکھ نہیں کھل سکتی ہو
فرقِ قبیح رہتے ہیں جیسے دلی لگا لگی
شیشِ صراحی ساغور ویناب کباب بھی حاضر

میر گفتمی آن ساعت ہی میں غش تم کو نہ لگتے ہو
تاب نہیں کیا ہے ہوا میں ہی برطاعت کیا ہے

ہم تو لب خوشترنگ کو اسکی مانا لعل احمر آج
عشق کو جو سرگشتہ ہو ہم رفتہ رفتہ دور ہوا
عشق دھونی لگاؤ کو تھے دو درو کبتک ہم
جینے ہی ہم غم کشتوں کی خاطر تم بھی جمع کرو
ملکوں ملکوں شہر شہر ن فریقہ بیدہ یار
خط سہ آگے مہر وفا کا دھوکہ سب کچھ صادق تھا

کوئی گھڑی تھی ہاں بیان بہرِ ن فرمایا ہے آج
و تعلق سے رُکے دم کیا کیسہ ہو گیا ہے آج
آپسِ اہلِ ہرِ جم کی میری ایسی صحبت ہے آج
کوئی دہِ فروشا نہیں میری صحبت ہے آج

اور غور سے ان کو ہمارے جانا کنکر پتھر آج
پانوں میں چکر ہوتا ہے یہاں سر کو بھی ہر طرف
خاک پہ ناکھ درویشانہ ہنر کھایا بستر آج
کل تک کلم نہیں کھینچ کا غش آتا ہے اکثر آج
شعر بیت نغز آج اپنے ہنگامہ ہے گھر گھر آج
جامہ مصحف کو پہنودہ کون کرے ہی باور آج

ادبیت جمہ فارسی

اے گورنر دہلی کی کئی کئی ہائے
 اب کے لوگ اے زمین اٹھنا
 میں میدان عشق اٹھنا
 بیل بھاری ہی گستاخ
 گر یک پہلے کی سب جو دیکھو
 بہت کوئی نہ ہو میں اب روایت
 مہر
 مہر
 مہر

کیا پہل و دعا کو دین کر مہربانی اور
 بجا جاگیر عشق کی تپ استخوانے پیچ
 کیا جانوں کو کہ تو میں کہ کو سرور قلب
 آیا نہیں یہ نقطہ تو بندہ زبانی کہنے
 طالع سے بنا جو کہ ہم اس منہ کہنے پیچ
 بڑی تھی اس کی سبک و پاسا بنے پیچ
 اتنی جبین لڑی کہ سنگ سنگ سنگ پیچ
 آنے لگا ہے منہ نظر اس کی گری پیچ
 فو کو مہوئے بین عشق کی پیچ پیچ

فوہوئے ہیں نظر اس کی
 بکری بھی اس کی
 اتنی حسین لڑکی کہ اس کی
 بکری بھی اس کی
 فوہوئے ہیں نظر اس کی
 بکری بھی اس کی
 اتنی حسین لڑکی کہ اس کی
 بکری بھی اس کی

خون چہرہ پر لکھ دیا کہ ہر روز صبح سویرے دھو کر دیکھو کہ کون سے کون سے
 روایت عالی طرح

میرا سکا دیکھتے ہیں کہ رفتار ناز کو ہر دانہ سر شک میں تار نگاہ ہے کیا دلو خون کیا کہ تڑپنے لگا جگر ایسا ہوا معتبر کہ اسے حساب پاک	سرا قدم ہو لطف ہی اس رخ شہ پر کچھ اس شہ کی روش کہ جو ہو گھر کے بیچ بختاوی روزگار میں ہم اس ہنر کے بیچ لہو جو کچھ بھی باقی ہوا پھر جگر کے بیچ
--	---

ہے اپنی خانوادہ میں اپنا ہر شور میر بھل بھی ایک ہی بولتا ہوتا گھر کے بیچ

رہ گیا کیا ہنر کچھ دوستی یار کے بیچ روشن آغوش گریبان دامن گلچین ہون ایک کو اندیشہ کار ایک کو ہے فکر یار منتظر نو بہتے رہتے پھر گئیں آنکھیں ندان جان کو قید غماص سے نہیں وار ہے روئی گزری ہمیں شب بیتی باغ کی یاد رہا جو جوانی تھی کہانی رفتگی	کیا ہوئی تقصیر اس کی تازہ وار کے بیچ گلشنانی کہ رہی ہر چشم خونبار کے بیچ لگ ہی ہیں لوگ سب چہرے کی طیار کے بیچ وہ نہ آیا دیکھو ہم کو تھیماری کے بیچ تنگ آئے ہیں بہت اس چار دیواری کے بیچ اس سچ کی تھی ہر رات ہر کیا کے بیچ ہو گیا ہونہیں توست عشق شہا کے بیچ
---	---

ایک ہو دین جج زبان دل تو کچھ بھلا بھی کام یوں اترے میر کیا ہو گریز زار کے بیچ
--

بہشتی مارا کہ دیکھو یہاں کیا ہے
 لکھ دیا کہ ہر روز صبح سویرے دھو کر دیکھو کہ کون سے کون سے
 روایت عالی طرح

کیا ہر بیان کسو کو رین لانی باقی طرح
 کی عشق کو خرابی سے خلع ندان کی طرح
 جون چل چہرہ میں لب جو پیر
 عمر غریب جاتی ہے اب روان کی طرح
 جون سفت برآمد ہو مہین او سکا اعتماد
 کس خاندان خرابی کی آسمان کی طرح

۳۳۹
 کہات بے بانی ہو ہوتا کہ تو
 کیون اس زمین میں ڈال دے نشان کی طرح
 اب کہتے ہیں بلب سگش یہ تیرگی
 قد جو ہوا عمارا خیمہ کمان کی طرح
 نقصان جان مر کا خاسودین عشق کے
 ہم جان کہ گالی آج کے زبان کی طرح
 دیکھو جو خوب دیکھا تو ہو گا مگان ہی
 ہم اس مکان میں ساری ہی لامکانی طرح
 کہ کیا آفتاب کو دیا ہوں دیر تک
 کہ کیا آفتاب کو دیا ہوں دیر تک

[illegible]

عشق کی کہو طرح کیا وامق و قمر ہا دوں

جو عرق تحریک میں آوے شکم کو مستحضر
میں کتب و دین گرم جلوة تاسمہ اس طرح

پہونچو ہے بہکو عشق میں آزار ہر طرح
 ترکیب طرح ناز واد است دل لگے
 یوسف کی اس نظیر سے دل کو جمع کر
 جس طرح میں دکھائی دیا اوس لگ پڑے
 ہوتے ہیں ہم ستم زدہ بیمار ہر طرح
 اوس طرح حار کے ہیں گرفتار ہر طرح
 ایسی تباہ جاتی ہے بانار ہر طرح
 ہم نشست خون کو بیشکے منراوار ہر طرح

چہپ لگے ہام دور گلی کوچہ میں سے میر
 مہنی کچھ لونچن یار کو اکبار ہر طرح

روایت خامی

بے میر جو سرشک و دم کا رنگ صحیح
ریزش کا لیس کے تختہ پر سینو کا سنگ صریح

روایف وال

زروی عشق سے ہر تن زار بد نمود
بزرگی و نوالی سے ہر عشق مین ہزار
ہر چند خوب تنگو بنایا خدا نے لیا ک

وقت پیر کی مست جاغیرا گاہ باشد
 تن کو بھی طیار گاہ باشد
 بہ فیض عشق مشک مونا نہیں کسی
 تیرا جو اسکا اظہار گاہ باشد
 کہ تو کئے ہو جان کھیر و نالان ہی در درو
 کہ تو دہ کر سے آہ و نال کرنا بھی کی
 او کی دو درخین کرھا کر تو گاہی گاہی
 ہی گیا آخر باد لگو تو ہم کو یاد
 کہ تجھ جی بہشت جانی ہو تو کی کرنا نہ
 کہ تیرا جو عشق میں جی یہ ہم کو یاد
 وقت

[illegible]

ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا
 ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا
 ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا
 ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا

ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا
 ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا
 ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا
 ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا

ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا
 ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا
 ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا
 ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا

ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا
 ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا
 ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا
 ہر جہاں جاوے گا وہاں پہنچے گا

خون کر عاشق کو سر کھنے کی قطعی ہر دلیل	ہو جہاں شمشیر بردہ کی تم ہر دستہ زیاد
کچھ بھی نزدیک سے ٹھہرا تو دیکھ بیہ نظر	قدر ہو عاشق کی ان انگشتوں کم ہر یاد
پاس کی دم بخود ہر دن تجھ سو طاقت کما	بات کہتی میرے اب کرتے ہیں دم ہر سے یاد
شعر دیوان کے میرے کر کر یاد	مجنون کہنے لگا کہ ہاں استاد
خود کو عشق بتا نہیں بھول سجا	مستوکل ہو کر خدا کو یاد
سب طرف گتے ہیں بچہ بیان کی	کس سے جا کر کہے کوئی فریاد
وحشی اب گر و باد سے ہم دین	سہم افسوس کیا گئی برباد
پار دیواری عناصر میر	خوب چاکر ہے پرچہ دیو بنیاد
رویت ذال	
در دیشی کی جو سوختگی ہے سو جہاں لند	نان نمک ہر داغ کا بھی ایک شہ لند
رویت رای	
مست اس چمن میں غنچہ بو شاد و دہان	ماند گل شگفتہ جبین بان معاش کر
دل رکھ قوی فلک کی بستی پر سجا	گرکشتی لگ گئی ہو تو تو بھی تلاش کر

[illegible]

<p>عشق و محبت یا رعین کیا لطف کھو ہے گزشتہ ناگ پناہ خدا سے بیکار دل گناہ اک آفت ہے کیس ہے مینا نے کی بہتر ان شیخو کی مصلحت</p>	<p>چھاتی پہ جو ہو کوہ الم کا تو بھی تالہ آہ نگر عشق مکر نہ ہمارا مکر و التذکرہ بال تذکر پاؤں زکیمہ سجادے پہ انجی ہر جا دیسے راہ نگر</p>
--	---

میر نہ ہم کہے تھی تجھ سے حال نہیں کچھ ہو کا
چاہ بلا و جان دل ہے آجانے دے چاہ نکر

کل سے دلی کل بکلی ہی جی مارا بیکل ہو کر
ایک بچہ خلوص سے آہ کیا نہ جوانی میں
جیب دریدہ فاک ملو تخرجہ حاسہ کیا اکا ہی تھینر
ایک تو سر تو ہو نہ نہیں بین سیرتہ امار حکو

جی ہی ملا جاتا ہوا میر سمان یہ کچھ ہے
آنکھیں ملتی تھیں بستر سے ابرجہ کر

<p>یہ لطف اور پوچھا مجھ سے خطاب کر کر چھانی چلی ہو کیسی اگرتی جو یہی ہے خونریزی سو کچھ آگے تھہر کر لیا تھا گنتی میں تو تھا میں پر کل خجل ہوا وہ</p>	<p>کامیہ کچھ کہیں ہم سب کو عتاب کر کر وان مرغ نامہ بر کا کھایا کیا کر کر سن دل زدو کیوان نے مارا خراب کر کر کچھ دوستی کامیہ دلیں حساب کر کر</p>
--	--

[illegible]

اگر کیا جو سانس لطف کا دینا
 اگر کیا جو سانس لطف کا دینا
 اگر کیا جو سانس لطف کا دینا
 اگر کیا جو سانس لطف کا دینا

سو رہا بال سنہ پہ کھول کے دہ مہ فلک پر ہے وہ زمین پر آہ	لوگ اٹکو خبر کریں کیونکر ہم شب اپنی سحر کریں کیونکر انگور پر وز بر کریں کیونکر
--	--

دل نہیں درون لپا میسر اذنا لہ اثر کریں کیونکر
--

روایت زامی

بے زیر خاک لاشہ عاشق ملیاں ہنوز گردش ہواؤ کی خاک برابر ہوئی ہر خلق اوس تک پہنچو کچھ دے پروانہ جل کے خاک ہوا پھر اڑا گیا چندی ہزار جانیں گئیں اسکی راہ میں مدت ہوئی کہ خوار ہو گلیون گئیں مگر	پیدا ہو عشق کشتہ کا اُسکے نشان ہنوز استادہ رو خاک پہ ہوا تھماں ہنوز جاتو بین گئے بڑی بھی ہم ناتوان ہنوز اے شمع تیری رہتی نہیں زبان ہنوز ایک آدھ تو بھی مرے بین نیجاں ہنوز قصہ ہمار عشق کا ہے داستان ہنوز
---	---

سخت جگر کے غم میں کہ تھا لعل پارہ میسر رخسار زرد پر ہے ہر خون روان ہنوز
--

دیوانگی کی ہر زور آور می ہنوز ہر دم نئی ہے میری گریبان دُری ہنوز

اگر کیا جو سانس لطف کا دینا
 اگر کیا جو سانس لطف کا دینا
 اگر کیا جو سانس لطف کا دینا
 اگر کیا جو سانس لطف کا دینا

اگر کیا جو سانس لطف کا دینا
 اگر کیا جو سانس لطف کا دینا
 اگر کیا جو سانس لطف کا دینا
 اگر کیا جو سانس لطف کا دینا

اگر کیا جو سانس لطف کا دینا
 اگر کیا جو سانس لطف کا دینا
 اگر کیا جو سانس لطف کا دینا
 اگر کیا جو سانس لطف کا دینا

دل کا بیٹھا نہیں غبار ہنوز
 خاک ہو کر اڑیں ہیں بار ہنوز
 در پے خون ہو روزگار ہنوز
 دست ہر دل ہوں تون کر میر
 دل ہی ویسا ہے بقرار ہنوز

دیدنی سیب خستہ عالی لیک
 عجب سیب میری ظاہر ہیں
 جگہ ایسا نہ کچھ ہنوز افسوس
 میرا ہر تہمت دل کا حال
 روینہ بین

دوستان من خوبی ہو کیا چیز	تھری ہو جان ہو بھی شے کیا چیز
روینہ بین	
مدت ہجر میں کیا کیے بیان ہار گیاں	حال پر ہی بھی نکلی آن کو یہاں کے پاس
حق یہ ہے خواہش ل تو ہر مری اجا	جیکہ خونری کو بھلا لیں مجھ کے پاس
در سیر کا کھلا منہ پہ ہمارا گیتاں	مر ہی رہیگا افسوس کے در و دیوار کے پاس
آنا سکا تو دم قتل ضروری ہو دے	کون آتا ہے کسو کو کچھ سزاوار کے پاس
پایے ہار اکیلا تو غم دل کیسے	سو تو بیٹھا ہی اُسے پاؤں میں جار کے پاس
منہ پہ ناخن کے خراشوں کو لگا دین	چشم نگاہ میں تیر چشم جگر ہار کے پاس
میں تو سوار تیلے آسکے لیے بیٹھا میر	
وہ کھڑا بھی نہ ہوا اگر گنہ گار کے پاس	
کل ہاتھ جار ہاتھ دل بقرار پاس	گو یا کہ جار ہا کسو سوزندہ ہار پاس

غلط پر دے سے ہار کے کاش
 منہ کے ٹک ایہ صبر سارے کاش
 بچھو دے سبیلہ نہیں جواؤں سے ملوں
 شمع جوار کا شمعار اے کاش
 کوہین اوس کج سنا اے کاش
 موج سان میری کاش
 برقی سان جو کون کاش
 کوہن ہی آئے مجھ کو فتنہ اے کاش
 اعتمادی نہیں ہے ہار اے کاش

سب

ادب و فن

دلی بہت بوجھا کر تین کیا کہ یہ میاں کی عشق
 کچھ کہتے تین سر الی کچھ کہتے تین قدا عشق
 عشق کی شان انزہت اور فیضان تین تھیں
 کہیں مسکرا دیا غود و دیکھ لیا سب بھڑا عشق
 علم کی مثال گفت کرنا اس گشتن گمانوں سے
 بولتے تھو کہ یہ بے ذوقی کا عشق کہ اس قدر تیرا عشق

طبات
 ۱۰۴۴

الفتن پیویر کی کرکافت است بین قیامت
 لیکن در دین و دنیا و عقبی افت جان بکشد
 مگر خلاف مزاج محبت موجب نمی کشد
 بار موافق بجا و نولطف و جادہ غزل عشق
 دل کامطالعہ کرے آلاء حق باقی
 بین فن عشق کی بھی شکل است قابل
 کے کئے بیشتر و
 اشتیاق

پین فوج عشق کے بے

دیف قاف

احتیاط و صراحت سے

ہم نے سجادہ کے دھلائے واسطے

دیکھے دامن کے نیچے کیسے دیے
میر نے گرتے چھپائے داغ

رویف قای

آج ہمارے سحر ہے باتیں جتنی سب سے فوق
کس کو دماغ رہا ہو یاں آٹھ پہر کی منت کا
اسکی طبع میں رشک کی گھاہی مین ہم سے
وہ جو مانع ہو تو کیا شوق کمال کو پہونچا

حرف و سخن جو ایک دیگر سے تھوڑا سا بے قیود
 ربط اخلاص سے دن گذر خلط اور سبب قیود
 اب جو شکستہ پانچویں و ششویں کی موقع و
 وقف ہو گا تب ملنے میں ہم بھی نیکی و جود قیود

حلقہ بڑے بین چشم زمین سوکھے ایسے تم تھے
رونا کر صفا عشق میں اسکر مہر کر واکر بون

میں آگ نہ تھا دیدہ پر آب کے واقف
پتھر تو بہت لڑکوں کو کھلے ہیں لیکن
ہم رنگِ فلاں تو یہ عجیب کہ نہیں ہیں
شب انھیں کھلی رہتی ہیں ہم منتظر و کی
بل کھا تو نہیں بلو کچھ ہم جاتے ہیں اے میر

بلکہ یہ ہوئی تھیں خجی کتاب کے واقف
ہم اب بھی جنوں کہ نہیں آداب کے واقف
ہس عالم اسباب میں اسباب کے واقف
جون دیدہ انجم نہیں خجی کے واقف
ہیں تریج و غم و رنج و تپا کے واقف

کے لئے عشق کی
جھلکی جان کے
رہتی کہ انسان مشتاق ہو اس کا ہاں ہے
سب سے پہلے کمال چاہیے کہ وہ اپنے دل میں
میں جو کچھ ہے وہ سب ہی میں ہے اور یہی ہے
اور انجان غار میں جہاں عشق
قبول کر لیا اور عشق

بہارِ حیات و شادمانی
 درختِ حیات و شادمانی
 درختِ حیات و شادمانی
 درختِ حیات و شادمانی

نویسط کرتے ہو وین جرات بگڑے غم	انقصہ ہر خواہ کستہ و بار عشق
روتانہیں ہے کھو لگو دل از ارشاق	

مار پڑا ہی اکنس ہی کر نہیں نہ میر	
ہو در گرد واد و حشت شکار عشق	

رویت کاف

دشت تھی بہین بھی ہی گھر بار سنا تک	سر کار بہین سپنے در و دیوار سے اب تک
مرتے ہی سنا انکو نہ لگی کچھ تھی	اچھا بھی ہوا کوئی اس آزار سے اب تک
جیسے لگی بہین آنکھیں کھلی راہ تھے بہن	سوئے نہیں ساتھ او کے کچھ پڑا اب تک
ایسا کھویا روموں ہم اوسکے	بستر پر گرے سبتے بہن ہمارا اب تک
بد غم و یونہیں وقت فات آن بھی ہو چکا	وعدہ نہوا ایک دفایا سے اب تک
ہے قمر و غصہ کچھ طرف کشنی کے ظالم	کرتا ہے اشارت بھی تو تلو آرا اب تک

چھ رنج دلی میر جوانی میں کچا تھا	
زردی نہیں ماتی مے رخسار اب تک	

راہ پھول سا بار تربت سے اب تک	نہاں سا کھلا گل نزاکت سے اب تک
لبالبیہ وہ سن سننے سوسا را	نہ دکھا کوئی ایسی صورت سے اب تک

بہارِ حیات و شادمانی
 درختِ حیات و شادمانی
 درختِ حیات و شادمانی
 درختِ حیات و شادمانی

رویت کاف

دشت تھی بہین بھی ہی گھر بار سنا تک
 مرتے ہی سنا انکو نہ لگی کچھ تھی
 جیسے لگی بہین آنکھیں کھلی راہ تھے بہن
 ایسا کھویا روموں ہم اوسکے
 بد غم و یونہیں وقت فات آن بھی ہو چکا
 ہے قمر و غصہ کچھ طرف کشنی کے ظالم

سر کار بہین سپنے در و دیوار سے اب تک
 اچھا بھی ہوا کوئی اس آزار سے اب تک
 سوئے نہیں ساتھ او کے کچھ پڑا اب تک
 بستر پر گرے سبتے بہن ہمارا اب تک
 وعدہ نہوا ایک دفایا سے اب تک
 کرتا ہے اشارت بھی تو تلو آرا اب تک

چھ رنج دلی میر جوانی میں کچا تھا
 زردی نہیں ماتی مے رخسار اب تک

راہ پھول سا بار تربت سے اب تک
 نہاں سا کھلا گل نزاکت سے اب تک

لبالبیہ وہ سن سننے سوسا را
 نہ دکھا کوئی ایسی صورت سے اب تک

بہارِ حیات و شادمانی
 درختِ حیات و شادمانی
 درختِ حیات و شادمانی
 درختِ حیات و شادمانی

کے شعر و غنائے طراز اول
 یہ دماغ اثر ہے جو نہیں کہہ سکتا
 یہ دماغ اثر ہے جو نہیں کہہ سکتا
 یہ دماغ اثر ہے جو نہیں کہہ سکتا

دلیت

یہ دماغ اثر ہے جو نہیں کہہ سکتا
 یہ دماغ اثر ہے جو نہیں کہہ سکتا
 یہ دماغ اثر ہے جو نہیں کہہ سکتا
 یہ دماغ اثر ہے جو نہیں کہہ سکتا

ای میرا ہی نسبت کن حلقہ حلقہ موسیٰ
 بیتاب کچھ ہے گاہے پر پیچ ہے گئے دل

حال تو حال زار ہے تاحال	دل ہی بقرار ہے تاحال
بڑھتی ہے حال کی خرابی رو	گرچہ کچھ روز گار ہے تاحال
خستہ جانی نے تنگ خلق کیا	پراوسی مجھ سے عا ہے تاحال
حال فکر سخن میں کچھ نہ رہا	شعر میرا شعار ہے تاحال
حال مستی جوانی تھی سو گئی	میرا سکا خمار ہے تاحال
آنکھیں بد حالی سے ٹھہرتی ہیں	شوق دیدار ہے تاحال

غم سے حال آنکھ خون ل سوکھا
 چشم ترا شکبار ہے تاحال

کچھ تباہے اوس طرف ہی کو اختیار دل	دیوانہ دل بلا زورہ دل بقرار دل
سمجھا بھی تو کہ دل کسی کہتو ہیں لکھا	آتا ہے جو زبانیہ تے بار بار دل
آزورہ خاطر ہی کا ہمارے کر عجب	اک عمر ہم رہا کیے ہیں مار مار دل
واشد فسر و گی تے اس چمن میں ہے	دل جو کھلا تو جیسے گل بے بہار دل
میرا اوسکو اشتیاق ہم اغوشی میں پونچھ	جاتا ہے اب تو جی ہی رہا در کنار دل

۳۴۹

غافل سے غافل ہوں
 غافل سے غافل ہوں
 غافل سے غافل ہوں
 غافل سے غافل ہوں

شاندہ ہر صدر کھتی ہو
 شاندہ ہر صدر کھتی ہو
 شاندہ ہر صدر کھتی ہو
 شاندہ ہر صدر کھتی ہو

اس نازنا
 اس نازنا
 اس نازنا
 اس نازنا

بول تو انہیں پھنس نہاں جاتا ہی دیکھو دیکھو
چاہے کچھ گویا نہیں ہوا اس کو جال نہیں

اكتبك لکھ کر ڈے جوڑون میں ہر کے تختوں سے

کسب نمین پاره دوزی مین کونی وصال نمین

مخفی ہو مگر تازہ کوئی شاخ کما نہیں

ہے وضع کشمیر کا جو شور کہ جہاں میں

کیا کیا کعبین ہین مرغ چمن انہی بانہین

سرطور میں ہم حرف و سخن لاگت ہو دلی

پھیلے پڑے ہیں پھول ہی سب کی خیرا

کیا باونے بھی ست تپاول کو ڈیا طول

خونتاب مری چشم کا ہر آب روئین

خوشترنگ کس مرتبہ نہار کا پانی

روئے مئے احوال پہ چون اربیت میر

بیطاقتی بجلی کی سی ہواہ وفتان میں

محررين و مستحقين و دين مجنون و دين سواهون

دلگدگئی بیدل کھلائے آگے دیکھو کیا کیا ہو

اگر چلکر و کجین بم اب گم ہو زمین یا میل ہو

عشق کی رہ بین نو رکھا سو نہ لگے کچھ رفتہ

روح ن اینی طبع روانه حبیم حبیب و ارمون

خار و خسار مخرج ہیں آہی بخت اسخو نشو کیا رکھیں

عشق کا جذبہ کام کرے تو پھر ہم زنون بن جائیں

مردم رنج و آگاہی این شوقین اس سر عالمی کے

کونی طرف ان الیہی زمین جمع بنائی ہو واسطے

یہ طرف ہو شو رجسٹری چار طرف ہتم تھا ہون

[illegible]

محبوب کا وصل نہ ہو تو حشر میں
 سے ہزار خواہشیں سر نہ ہوں
 وفات طور کا چھکنا گریں
 کا جہان تو برق سنا گریں
 سے بھر ہے تھر تھر گریں
 لایسہل پھر کی گریں

نہیں بیان
دیکھنے اپنی
اکلی دیکھنے اپنی
مندی یعنی
مندی یعنی
مندی یعنی
مندی یعنی

[illegible]

34

بیت کی کہ اس شعر ہے
ی اور الی غین
مکملان سے یہ چوں لالی غین
رہی گئی کہ وہ چوں لالی غین
نشان کی جو بی کجی غین
کہ ابھی ایک ایک آتی غین

قط

<p> احراق اپنے قلب کا روئیے کب گیا تحصیل علم کرئیے دیکھا نہ کچھ حصول و مہا کین بقول زنان عاشقوئے کین </p>	<p> پانی کی چار بوندین بین کیا احراق میں میز کتابین کھین اٹھا گھر کے طاق میں بتا بلا ہے موتی کا اوسکی بلاق میں </p>
---	---

اک نور گرم جلوہ فلک پر ہی ہر سحر
کوئی تو ماہ پارہ ہے میرے رواق میں

صبح ہوئی گلزار کو طائر دلو اپنے ٹٹولیں ہیں
باغین جو ہم دیوانے سی جا بکھین ہیں نالہ کنان
یار ہمارا آسان کیا کچھ سینہ کشادہ ہمسر ملا
مینہ ہر جوہر سے شکر دیکھ اندھیری کیا ہریہ
وہ دھوبی کا کم ملتا میل ل ادھر ہر بہت
سر دلو ہے سنجیدہ لیکن پیش مصرع قدر یار

مرگ کا وقفہ ہے تو میں کیا ہر میر سمجھتے ہو
ہاے ماندے راہ کو کم بین لوگ کوئی ہم سوین

غزل میر کی کب پڑھائی نہیں	کہ حالت مجھ غش کی آئی نہیں
زبان سے جاری ہے صیا و خوش	ہمیں اب امید رہائی نہیں

[illegible][illegible]

۲۵۳

[illegible]

وفاستماع ہے اچھی سپیان کی بات نہیں
گناہ اتنی ہیں میرے کہ کچھ حسنین
دنوں کو چین نہیں ہر شے کو خواب نہیں
ہمارے جام میں لو ہو ہی سب شراب نہیں

ویا حسن مین دلکی نہیں خریداری
 حساب پاک ہو روز شمار مین تعجب
 گذر ہو عشق کی بیطاقتی سے شکل آہ
 جہان کج باغ کا یہ عیش ہے کہ گل کے رنگ

تلاش میسر کی اب میگردنیم گشت کسین
که بسجدنیم تو ده خانمان خراب نهین

بیٹھو پاتے نہیں ہم کہ اٹھا دیتے ہیں
 باغ کے چار طرف آگ لگا دیتے ہیں
 دل جگر دونوں کو اک لخت جلا دیتے ہیں
 آسمان انکے جل چکے تو مزا دیتے ہیں
 ہر طرف سیکڑوں درویش دعا دیتے ہیں
 جی بھی ہم شوق کا مارو کو دعا دیتے ہیں
 بانس لوہاں تھیں یا نکھیں بیچھا دیتے ہیں
 خاکین آپ کو فی الفور ملا دیتے ہیں
 بات جاتی ہے بگڑ بھی تو بسا دیتے ہیں

ہم کو کہنے کے تئیں نہ مہین چاہتے ہیں
ان میں رو نہ ہو نہیں بھی اگر آتی ہو صبا
گرچہ ملتے ہیں خاک غیرت میں دل لڑکے
ویر رہتا ہے ہمالا شہ پہ غم کشتوں کے
اس شہ حسن کا اقبال کہ ظالم کے تئیں
دل جگر ہو گئے بیتاب غم عشق جہان
کیونکی اس راہ میں رکھے کہ صاحب ان
ملتے ہی آنکھ ملی اسکی تو سر ہم بے تہ
طرف صناعت ہیں ای مہر یہ روز و ن طبیعت

[illegible]

جس کو دیکھ کر دل میں آواز آئے کہ
 کیا یہ ہے جو کہ جس کی طرف سے
 آواز آئے ہے وہ تو میری طرف سے ہے

جس کو دیکھ کر دل میں آواز آئے کہ
 کیا یہ ہے جو کہ جس کی طرف سے
 آواز آئے ہے وہ تو میری طرف سے ہے

جس کو دیکھ کر دل میں آواز آئے کہ
 کیا یہ ہے جو کہ جس کی طرف سے
 آواز آئے ہے وہ تو میری طرف سے ہے

کہیں دیکھے مرغان گلشن سے کیا
 کھپا عشق کا جوش دلیں بھلا

یہ بے حوصلہ ہو کر سو اگرین
 کہ بدنام ہو ورن جو سوداگرین

ہری حال اسکے گلی میں ہے میسر
 حواٹھ جائیں ان سے تو اچھا کرین

یہ بے حوصلہ ہو کر سو اگرین
 کہ بدنام ہو ورن جو سوداگرین

ہجر میں دتا ہوں ہر شب میں تیرا تصویر
 کدھر بیگانہ خوبن مردمان شہر حسن
 اٹھ گئے ہیں جیسے ہم سو تاپا ہر اوج سب
 سر کوئی چھوڑی محبت میں تو باری اس طرح
 دلکشی اس بنم کی ظاہر ہے تم دیکھو تو ہو
 صورتوں سے خاکدان یہ عالم تصویر ہے
 فہم عرفو کی تنہا فر کا بھی یاد کو نہیں
 چہ روزہ عمر کیے عاشقی یا زاہدی

دی اندھیری مینہ بہر جون کبھو شلہ پان
 بات کرنا رسم عادت ہے نہیں افسان
 شور بنگام سحر کا مہر ہے مدتے ان
 مر گیا ہے عشق میں فرما جس سے کیا
 لوگ جی دیتے چل جاتے ہیں کس مرتے کیا
 بولیں کیا اہل نظر خاموش ہیں جس سے کیا
 سب رکھتے ہیں تقریب کی تہ سے کیا
 کام کچھ چلتا نہیں اس تھوڑی سی تہ سے کیا

کیا سرخک بدل ہوید ماغ عشق کو
 صلح کی ہو مہر نے ہفتاد و ملتے کیا

کیا سرخک بدل ہوید ماغ عشق کو
 صلح کی ہو مہر نے ہفتاد و ملتے کیا

داغ فراق سے کیا پوچھو ہو آگ لگائی سینہ میں

چھاتی سے وہ سنہ نہ لگا لگا کہ اس بھی مہر میں

جس کو دیکھ کر دل میں آواز آئے کہ
 کیا یہ ہے جو کہ جس کی طرف سے
 آواز آئے ہے وہ تو میری طرف سے ہے

جس کو دیکھ کر دل میں آواز آئے کہ
 کیا یہ ہے جو کہ جس کی طرف سے
 آواز آئے ہے وہ تو میری طرف سے ہے

جس کو دیکھ کر دل میں آواز آئے کہ
 کیا یہ ہے جو کہ جس کی طرف سے
 آواز آئے ہے وہ تو میری طرف سے ہے

۳۵۵

درین دست قزاقان بی اختیار
 ازین غنای دگر بجزین
 درین نظر دگر بجزین
 ازین غنای دگر بجزین
 درین نظر دگر بجزین
 ازین غنای دگر بجزین
 درین نظر دگر بجزین
 ازین غنای دگر بجزین

چاہت میں اس پر جان کر مریکی شایستہ ہوئی
 جاتی تھی جی جی مریکی شایستہ ہوئی

شور نہیں یاں سننا کوئی مفسر کے سیرنگ
 گوش نہیں دیوار چین کے گل کے شاید کان نہیں

یون کا کام رہینگے کتنا جس میں اک کام کریں
 جس کو خدا دیتا ہے کچھ دہی سب کچھ دیتا ہے
 منہ کھولو تو روز ہر روشن لہٹ بھری لہٹ
 خط و کتابت خرد حکایت صفحہ ورقیں آجاوے
 شیخ پیٹے محراب عرم میں پیرن گانہ پڑھتے ہو
 دل آسودہ ہو تو رہو ملک پر ہم سوار گئے
 رسوا ہو کر مار جاوین اس کو بھی بند کریں
 ٹوپی لنگوٹی پائے ہم سپر کیا انعام کریں
 ان طور دور عاشق کیونکر صبح کو پتہ شام کریں
 دستہ کے دستے کا فذ ہو جو دل کا حال قائم کریں
 سجدہ ابالاس تیغ تو کا انسے ہو تو سلام کریں
 وہ سو بھی کہہ بھی ہے باہر جاوین آرام کریں

میل گدا کی طبع کو اپنی کچھ بھی نہیں دے رہا
 دو عالم کو مانگ کے لاوین ہم جو تنگ ابرام کریں

پھر امین صوت احوال ہر ایک دکھاتا یاں
 خرابہ دلی کا وہ چند بہتر لکھنؤ سے تھا
 مردت قحط ہوا نکھین نہیں کئی ملا تباہان
 وہین میں کاش مر جاتا سرا سہمہ آتایان

محبت شبنم جان ہر جو میں معلوم یہ کرتا
 تو کا ہیکو کسو میر اپنا دل لگاتا یاں

سو بیاں گھر اور گھر میں ہر طرف غارت ہو گئی
 عشق و جنون کے اگر تیرے ہر طرف غارت ہو گئی
 دشت کو ہوس دے ہر طرف غارت ہو گئی
 اب جو کچھ ملک پاس پاس ہیکو دے تو دور نہیں

دیلت واو
 دی تے طول میں کیا شور و فغان کو
 اکسانا جو حد سے بس دے جان کو

۵۶
 ہر تہہ میں
 بین تو نہیں پرانے سنا غنچہ ہو

کہنہ بین مرغ کاشن جاگیر داستان کو
 ہلان تو بین بھی ہے وہ اثر کمان ہے
 گو حازر گاسن کیجئے ہو وہ حاکم
 کیا جاوے کہ کچھ پڑے ہو وہ حاکم

اس خیمہ خندانے دوا برونے کو
 جون ترک است رکھ لے تو معدوم سب کو
 میری نگاہ میں تو معدوم سب کو
 عجز از غنا ہے اس کے لئے کمان کو

کہا تھا تیری کہ ہر حرف پر ہے بوسہ لب	جو باتیں کہیں ہیں تو اب قرض کا حساب کرو
قطعہ	
ہوا ہے اہل مساجد پہ کام ازب تنگ خدا کریم ہے اس کے کرم سے رکھ کر چشم	نہ شب کو جاتے رہنے کا فطر اب کرو وراز کھینچو کسو میکہ میں خواب کرو
جہان میں و بر زمین لگتی آنکھیں بند تو میر تھیں تو چاہیے ہر کام میں شتاب و	
وہ کل سار و سراہون یا پیدار مو کو ان گیسو و نچو حلقے ہیں چشم شوق عاشق دم کی کشش سے کوشش معلوم تو ہو لیکن آلودہ خون دل سے صد حرف منہ پر آئے	نرمی بھی کاش دیتا فاق تک اس کو وے آنکھیں دیکھتی ہیں حسرت سے اس کو رو کو پاؤ نہیں ہم اس کی کچھ طرز جستجو کو مرغ چمن سمجھا انداز گفتگو کو
دل میر دلبر دے چاہا کرے ہے کیا کیا کچھ انتہا نہیں ہے عاشق کی آرزو کو	
عجب گری صورت کا نہ کوئی یا عاشق ہو بچو اکبار اگر دیکھے کوئی بیجا بول اس کا تری چھاتی سے لگنا ہار کا اچھا نہیں لگتا	جو صحن خانہ میں تو ہو درو دیوار عاشق ہو خرام ناز پر تیرے لٹا گھر بار عاشق ہو مبا و اس وجہ سے گلہ گلے کا ہار عاشق ہو

۳۵

کہتا تھا تیری کہ ہر حرف پر ہے بوسہ لب
 جو باتیں کہیں ہیں تو اب قرض کا حساب کرو
 ہوا ہے اہل مساجد پہ کام ازب تنگ
 خدا کریم ہے اس کے کرم سے رکھ کر چشم
 جہان میں و بر زمین لگتی آنکھیں بند تو میر
 تھیں تو چاہیے ہر کام میں شتاب و
 وہ کل سار و سراہون یا پیدار مو کو
 ان گیسو و نچو حلقے ہیں چشم شوق عاشق
 دم کی کشش سے کوشش معلوم تو ہو لیکن
 آلودہ خون دل سے صد حرف منہ پر آئے
 دل میر دلبر دے چاہا کرے ہے کیا کیا
 کچھ انتہا نہیں ہے عاشق کی آرزو کو
 عجب گری صورت کا نہ کوئی یا عاشق ہو
 بچو اکبار اگر دیکھے کوئی بیجا بول اس کا
 تری چھاتی سے لگنا ہار کا اچھا نہیں لگتا
 جو صحن خانہ میں تو ہو درو دیوار عاشق ہو
 خرام ناز پر تیرے لٹا گھر بار عاشق ہو
 مبا و اس وجہ سے گلہ گلے کا ہار عاشق ہو

کے ہر ایک چہرے پر عشق کی آغوش میں
 ہر ایک چہرے پر عشق کی آغوش میں
 ہر ایک چہرے پر عشق کی آغوش میں
 ہر ایک چہرے پر عشق کی آغوش میں

یہ سب کچھ ہے جو دنیا میں
 یہ سب کچھ ہے جو دنیا میں
 یہ سب کچھ ہے جو دنیا میں
 یہ سب کچھ ہے جو دنیا میں

کو بہن محبوب و دامن مہر لے کر صحبت میں
 منہ نہ لگایا ہم میں کسوں نے ایسے ہرہ کار کو

جی رکارکنے سے پرے کچھ تو	آسمان آگیا ورے کچھ تو
جو نہو وے نماز کرے نیاز	آدمی چاہیے کرے کچھ تو
طالع و جذب زاری زرو	عشق میں چاہیے اٹھے کچھ تو
جینا کیا ہے جہان فانی کا	مرتے جاتے ہیں کچھ کے کچھ تو

سم سے نظر پڑیں ہیں مہر
 اس کے اطوار سے ڈرے کچھ تو

رفیق نگین گل رویا سے کیا ٹھہراؤ ہو	ساتھ اچھ چل تماشا کر لے جس کو چاہو ہو
قد جو خم پر لیسے ہو تو سر کا دھنچا ہے	ہو چکا ہونا جو کچھ تھا اب عبث پکھاؤ ہو
خونچ سیلاب میں ڈبو و نکا کیا شمار	ٹماک بھی ہو وہ جدول شمشیر تو تھراؤ ہو
تھی فاد مہر تو بابت دیار عشق کے	دیکھیں شہر حسن میں اس جنس کا لیا بھاؤ ہو

گریہ خونیں سچ ہیں خسار میرے لعل
 دیدہ خونبار یونہیں جیسے سنہ پر گھاؤ ہو

جسکی لاگ بلا ہر کوئی دل جیتنے سے اٹھا بیٹھو
 ہو کو فقیر گلیمیں کسو کو رنج اٹھاؤ جا بیٹھو

۳۵۹
 رولف ہائی ہوز
 پارہ صدف کی گانہ رہا اپنے ساتھ
 آتش نیا نہنی کوئی آواہ اپنے ساتھ
 اتحاد اٹھائے اس سے کہ عشق وصال
 پسند مطلوب کو بہت ربط رہا اپنے ساتھ
 عمدہ تھا کہ نہ بے دل بد نہی جاوے
 سو جاہو تاسی کی سنے و غافلینا تہ

ازدہ دل ہر زدن لگائی ہر پھول
 پیری کی کشتی میں دوایہ کا
 ہر ایک چہرے پر عشق کی آغوش میں
 ہر ایک چہرے پر عشق کی آغوش میں

ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں

کن سبھی جنت میں ہوں گا کیونکہ میں نے اللہ کی راہ میں
 جہاد کیا ہے اور میں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے
 جہاد کیا ہے اور میں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے
 جہاد کیا ہے اور میں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے

دارفتہ بے گلستان اوس رو چہنی کا وہ آری کے آگے پہرون ہی بے تکلف دل ہی کے غم میں گزری دس حج عمر کے تھو منہ کبھی سیرے جانب سوتا نہیں کبھی چھو دل و فقیر کا بھی ہاتھ نہیں مل ہی کر یارو کی آہ و زاری ہو قبول کیونکر ساری وہی حقیقت ملحو ظاہر میں کچھ حرف سخن کی اوس اپنی مجال کیا ہو	بے فصل گل پہ گل کا اب نہیں ہر منہ سے ہمارے اسکو آتی نہیں ہر کچھ اچر ج بے اس نگر سے جاتا نہیں ہر کچھ کیا جانوں اسکو جیمیں سے اس طرف سے کیا کچھ آجائے جہا نہیں آگے لیا دیا کچھ انکی زبان میں کچھ ہو دل میں کچھ نہ کچھ کیسے نمود ہو جو اسکے ماسوا کچھ ان کو کہا ہو کیا کیا میں نے اگر کسا کچھ
---	---

کتنا یہ بد شرابی پیری تو میری آئی جانی کی ہو مہیا اب کر چلو بھلا کچھ

حیرت طلب کو کام نہیں کسو کو ساتھ بزرگ شناہیں خرابات ہی کے لوگ قمری کالو ہو پانی ہوا ایک عشق میں خالی نہیں ہو خواہش لے کوئی بشر دم میں دم جہاں تین گرم تلاش ہو	جان عزیز ابھی بے مری ابرو کو ساتھ سر عاشق کو کچھ پھوٹے دیکھو ہو کو ساتھ آتا ہو اسکا خون جگر ابجو کو ساتھ جاتے ہیں سب جہاں سے ایک کو ساتھ سوچو قاتل ہی ہیں ہر ایک کو ساتھ
---	--

دشت چین میں ہوں گل کیونکہ میں نے اللہ کی راہ میں
 جہاد کیا ہے اور میں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے
 جہاد کیا ہے اور میں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے
 جہاد کیا ہے اور میں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا ہے

ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں

[illegible]

کیا کیا دیدہ درائی سے ہم کرتے ہو اس علم میں
تسو آئے سنو جو جہان میں ہوا ہو کیا کیا کچھ
ہو تو بچلا ہوں الکیا لیکن ساتھ چلا ہو کیا کیا کچھ

کیا کہیے جب میں نے کہا ہر میسر ہے مغرور اس کی تو
اپنی زبان مت کھول تو الی اور کہا ہر کیا کیا کچھ

رویفیامی

میں تو تک صبر ہی اپنی رہ نہیں سکتا کدم بھی
جامہ احرام آخرتہ کر دل کی اور توجہ کی
دیکھ ہو اگو طار گلشن کس حسرت سے کہتے تھے
کیا کیا میں بکلیات مامون نج و لم و محبت کے
پنہ داغ کیا ہو کیا کیا اچھو ہونیوالے تھے
گرم ہوا ہی ہو گا جو ہر سیر من کی کر لیجے

ماز و غرور رہتا اوس کا لطف نہیں کم کم بھی
در پر حرم کے اس لیے تھے ہلکو بھی ملیگا محرم بھی
گل ہی چلو جا نہیں یا نس چنے کو تھے بن بھی
ہو عالم کچھ اور ہی میرے لکے مرفس کا عالم بھی
زخم و پیر چھاتی کے میرے رکھ دیکھو نہ مریم بھی
پھول کھرتے جاہن کچھ آخر ہے اب ہم بھی

خوار چہ یا کھادیون کھادیون
سیریا بن نے سلوک کیے ہیں شہر کے غزل
دور بھی تو تھا گین یا رنگ کی بے گستاخ
نور کی پتھر پتھر پتھر پتھر پتھر پتھر

لعل چڑے سینو کو کوٹا چہرے پنج پر خاک ملی

میں کیا ہے مینے نہایت دل جاز کا ماتم بھی

نقد ذل غفلت کھو یا راہ کھوئی گئی
کیا کہیں انچ جو پھیرا ہو در پستے ہیں

کاروان جاتا رہا ہم خواب ہی میں مر گئے
مر گئے غیر سے ہم بھی پر اسکے گھر گئے

[illegible]

کجی ہوتا نہیں ہوا وہم بھی
 خواہ کا سا ہے یاں کا عالم بھی
 ورنہ غم کرتے لیتے ماتم بھی
 نہ ملا دان کا ایک محرم بھی
 یوں تو یار و سکو دیتے سمجھ ہم بھی

ایسا ہوتا نہیں ہوا وہم بھی خواہ کا سا ہے یاں کا عالم بھی ورنہ غم کرتے لیتے ماتم بھی نہ ملا دان کا ایک محرم بھی یوں تو یار و سکو دیتے سمجھ ہم بھی	ہر ملا وہوم دل ترپنے کی کچھ نہیں اور دیکھیں ہیں کیا کیا حیف دل جاؤ پڑ گئی جی کی حرم کعبہ کا نپایا بھید خشاک و ساق شمع حیف ہوا
--	---

کھپ ہی جاتا ہر آدمی لے میر
 آفت جان ہر عشق کا غم بھی

گو شہزاد گن جو کہیں تو بول لطفی سے زبان کر چاہا کرے اب وہ کوئی جو چاہت کا ارمان کر دار اسار عشق میں کیا جی کا بھی نقصان کر کا شکر یاں ظالم اپو دل ہی میں لوان کر دلو جلا و منت کچھ جی مارے احسان کر اب نہیں فحسیدی دلو شاید عشق آسان کر	لطف ہو کیا انواع ستم جو او کوئی بیان کر ہم تو چاہ کر اس پھر کو سخت ندامت کھینچی ہے سود میں دلو نفع جو چاہے خام طمع سودا لہی حشر کے ہنگام میں جاہلین دا عشق تو حسن نہیں آتش خود مغرور سے ویسے عہد ہر کیا شام بین عشق غم افزا سے کام نہایت شکل ہو
--	--

کہو میں یہ بات اتنی نہیں ہو خیر کی قدرت کی
 موند کر آنکھیں میرا اگر تو دلی طرف ٹک حیاں کر

دل جگہ جان درونی میں جلا کر
 دل جگہ جان درونی میں جلا کر
 دل جگہ جان درونی میں جلا کر
 دل جگہ جان درونی میں جلا کر

کجی ہوتا نہیں ہوا وہم بھی
 خواہ کا سا ہے یاں کا عالم بھی
 ورنہ غم کرتے لیتے ماتم بھی
 نہ ملا دان کا ایک محرم بھی
 یوں تو یار و سکو دیتے سمجھ ہم بھی
 کھپ ہی جاتا ہر آدمی لے میر
 آفت جان ہر عشق کا غم بھی
 گو شہزاد گن جو کہیں تو بول لطفی سے زبان کر
 چاہا کرے اب وہ کوئی جو چاہت کا ارمان کر
 دار اسار عشق میں کیا جی کا بھی نقصان کر
 کا شکر یاں ظالم اپو دل ہی میں لوان کر
 دلو جلا و منت کچھ جی مارے احسان کر
 اب نہیں فحسیدی دلو شاید عشق آسان کر
 لطف ہو کیا انواع ستم جو او کوئی بیان کر
 ہم تو چاہ کر اس پھر کو سخت ندامت کھینچی ہے
 سود میں دلو نفع جو چاہے خام طمع سودا لہی
 حشر کے ہنگام میں جاہلین دا عشق تو حسن نہیں
 آتش خود مغرور سے ویسے عہد ہر کیا شام
 بین عشق غم افزا سے کام نہایت شکل ہو
 کہو میں یہ بات اتنی نہیں ہو خیر کی قدرت کی
 موند کر آنکھیں میرا اگر تو دلی طرف ٹک حیاں کر

کیا نظر ہے کہ جو کچھ کہتا ہے وہ سچا ہے
 ان کا خیال ہے کہ جو کچھ کہتا ہے وہ سچا ہے
 ان کا خیال ہے کہ جو کچھ کہتا ہے وہ سچا ہے
 ان کا خیال ہے کہ جو کچھ کہتا ہے وہ سچا ہے

نسبت کیا ان لوگوں سے ہماؤ شہری ہیں یو الوہم ہے پتھر سا چھاتی میں سیر کثرت غم کی حیرت سے باغیں جا کر ہم جو ہے سوار و دماغ شفتہ ہوا کیا کیا عجز ہے اپنا کیسے خاکین ملتے ہیں قصہ ہم غربت زدگان کا گنہگار شایہ نہیں	ہر فراہ کا دم کو ہی مجنون اک صحرائی ہے کیا کیا ہر پہلو سے دلی سخت اذیت پائی ہے کیا کیا ہمارے سر پر اگر بیل شب چلائی ہے کیا کیا ناز و داد ادا کو ہر کیا کیا پڑائی ہے دوسری کم پائی ہے پھر دوسری تنہائی ہے
---	--

چشمک چتون نیچی نگاہیں چاہ کر تیرے مشعرین
 میسر عبت بگڑ رہے ہیں آنکھ کہیں تو لگائی ہے

دنیا کی قدر کیا جو طلب گار ہو کوئی کیا ابر رحمت اب کی برستا ہر لطف ہو کیا ضعف تنہا ہر جگر دل داغ بن ہم عاشقان زرد و زبون و نزار سے چپکے ہیں ہم تو حیرت حالات عشق سے یکساں ہو گئے ہیں خاکسرایاں ہو کے ہم وہ رہ سکا ہے دلزدہ کچھ منتظر کھڑا ایک نسخہ عجیب ہے لڑکا طبیب کا	کچھ چیز مال ہو تو خریدار ہو کوئی طاعت گزین جو ہو سو گنہگار ہو کوئی پوچھ جو اس قشونین سردار ہو کوئی مت کر ادائیں ایسی کہ بنیاد ہو کوئی کر لیے بیان جو واقف اسرار ہو کوئی کیا اور اسکی راہ میں ہموار ہو کوئی حیرت سے اسکو درپہ جو دیوار ہو کوئی کچھ غم نہیں ہو اسکو جو بیمار ہو کوئی
--	---

دیکھو! وہ کون سا ہے جو کہتا ہے
 دیکھو! وہ کون سا ہے جو کہتا ہے
 دیکھو! وہ کون سا ہے جو کہتا ہے
 دیکھو! وہ کون سا ہے جو کہتا ہے

مجھ کو رہ گیا ہے سب کچھ
 کب کب کا بھول گیا ہے
 کب کب کا بھول گیا ہے
 کب کب کا بھول گیا ہے

یہ وہی ہے جو کہتا ہے
 یہ وہی ہے جو کہتا ہے
 یہ وہی ہے جو کہتا ہے
 یہ وہی ہے جو کہتا ہے

یہ وہی ہے جو کہتا ہے
 یہ وہی ہے جو کہتا ہے
 یہ وہی ہے جو کہتا ہے
 یہ وہی ہے جو کہتا ہے

ہر سانس کی ہوا میں ہے تیرا
 ہر آنکھ کی نگاہ میں ہے تیرا
 ہر قدم کی آواز میں ہے تیرا
 ہر سانس کی ہوا میں ہے تیرا
 ہر آنکھ کی نگاہ میں ہے تیرا
 ہر قدم کی آواز میں ہے تیرا

ایدھر نہیں آتا وہ آدمی تو تصدق کر
 جی جاسمہ اوٹھا دیکھ لکھ بارشا دینکے

معشوق کی گرمی بھی دیر قیامت ہے
 چھاتی میں گولگ کر تک آگ لگا دینگے

جنگل میں چشم کسے بستی کی ہیری کی
 شب کو شور میرا کچھ کی زبید ماغی
 کرتے نہیں ہیں دل خون اس رنگے کسوکا
 اندر ہی کیا نکا ہے آدم کے حسن میں بھی
 اپنی مہر و رزی جاننا وہ دل گدازان
 رفتار ناز کا ہے پامال ایک عالم
 اوکاش ابچھوڑو صیاد قیدیوں کو
 اس شکمہ ہر شے غیر سے لڑائی
 کھٹ بچر پان ہی کی ہیں ان کی نہ ہے
 صاحب ہی نہ ہماری یہ بندہ پروری کی
 اسکی گلی کے گائے کیا آدمی گرمی کی
 ہم دل شد و نیکی ان کو کیا خوبئی کی
 اچھی لگی نہ ہم کو خوش صورتی پروری کی
 اس رنج میں نہیں ہوا امید بہتری کی
 اس خود نما کے کیسی خود رانی خود مری کی
 جی ہی مارتی ہوا آزادی بے پری کی
 سخت سیہ نہ بار حوان روزوں پروری کی
 پیسوی سیرلی کی پھر لیگی کھری کی

گذری ہسان صرصر عالم سے بے مائل
 افسوس میرے تھنے کیا سر سر مری کی

اکثر کی بید ماغی ہر دم کی سرگرائی
 اب کب گئی اٹھائی ہر روز ناتوانی

ہر سانس کی ہوا میں ہے تیرا
 ہر آنکھ کی نگاہ میں ہے تیرا
 ہر قدم کی آواز میں ہے تیرا
 ہر سانس کی ہوا میں ہے تیرا
 ہر آنکھ کی نگاہ میں ہے تیرا
 ہر قدم کی آواز میں ہے تیرا

ہر سانس کی ہوا میں ہے تیرا
 ہر آنکھ کی نگاہ میں ہے تیرا
 ہر قدم کی آواز میں ہے تیرا
 ہر سانس کی ہوا میں ہے تیرا
 ہر آنکھ کی نگاہ میں ہے تیرا
 ہر قدم کی آواز میں ہے تیرا

ہر سانس کی ہوا میں ہے تیرا
 ہر آنکھ کی نگاہ میں ہے تیرا
 ہر قدم کی آواز میں ہے تیرا
 ہر سانس کی ہوا میں ہے تیرا
 ہر آنکھ کی نگاہ میں ہے تیرا
 ہر قدم کی آواز میں ہے تیرا

قطعه

ایم شعر کنایات کمال انسان
یعنی خیال سیکھ فاطمین ایلیات
شاعر ندین تو دیکھا تو دیکھی کی سام
وہاں شعر پر ظہر کیا گیا ہے
کوسو کی برفراق اوسکا تو جیو پیر کیا گیا ہے

۳۴۶

ہو نہیں آگ لگا گیا پورہ کو کبھی
گد جا کر کے مجھ کو دیک لطف کر مہر ہے
نشان میر سمنار کا وہ سر رہا ہی نہ کیا ہے
خام خموشی کے ہرہ اوپر نہ جانیں چلن ہیں
رکھا ہرہ میں قدم ہوا دھج تو چھوڑ گیا ہے
مہر کر رہا وہ عتاب کرے
ورنہ کیا جانے کیا خطاب کرے
عشق میں دل بست ہے کوئی خواب کرے
چہن دیو کے وقت بان کھینچ کرے

نگاہ غور سے کر میرے عالم میں
کہ ہو و عین حقیقت ہی تو ساری ہے

نہ خاطر رہم تیرے نہ دل پر کچھ ستم تیرے
جو تک بھی سایہ گستر ہو گا تو اس خشک ترغ
محل جم ہو وین کس طرح مظلوم ہم تیرے
بہت ہم ہو گئے احسانندے بار کرم تیرے

انھیں کج طبع جان ہی میرا مل ہو گی سنبھل کی
نہیں دیکھ جھوٹوں کی سوئی تیج و خم تیرے

عشق میں کھو ہی جاؤ گے تو بائیں تہ بھی پاؤ گے
صبر کمان مینا ہی دل سر چین کمان بخو الی ہو
شوق کمال کو پہونچ تو میں خطبات صحت سخن
صنعت گریاں حبہ دلی لگی کی پیش گاہیں
چاہ گور ویش ہو تو آب خوش کی فکر نہیں
چونگ محبت کو میں کتنو کوئی تمھیں خوش نہ لگا
رہو میں مہو تالفت میں گم گشتہ کلفت ہیز
اشک پانی سے ہیں لیکن جلتے جلتے آؤ سنہ
چاہت میر سبھی کرتے ہیں نہ و تعب میں نہ ہیز
قدر ہماری کچھ جانو گے لگو کہیں جو لگاؤ گے
سو سو بار گلیمیں تنگتے گھر سے باہر آؤ گے
قاصد کے محتاج نہو گے ابھی دواؤں جاؤ گے
ایک نہیں سنو کا تم باتیں بہت بناؤ گے
لو ہو پیو گے اپنا ہر دم غم غصہ ہی کھاؤ گے
خون کر دو گے یاد لگو یاد راغ جگر پہ جلاؤ گے
بھولو بھولو آپ ہی پھر دے کسکوراہ بناؤ گے
دلی لگی حیران ہو متا کسٹھب ملے کچھاؤ گے
تم جو اپنی مینا بیٹا لسی جی سو یا تھ اٹھاؤ گے

عشق میں دل بست ہے کوئی خواب کرے
چہن دیو کے وقت بان کھینچ کرے
مہر کر رہا وہ عتاب کرے
ورنہ کیا جانے کیا خطاب کرے
عشق میں دل بست ہے کوئی خواب کرے
چہن دیو کے وقت بان کھینچ کرے

ہر چیز کو جو خداوند تعالیٰ چاہے وہ ہو سکتا ہے
 اور ہر چیز کو جو خداوند تعالیٰ چاہے وہ ہو سکتا ہے
 اور ہر چیز کو جو خداوند تعالیٰ چاہے وہ ہو سکتا ہے
 اور ہر چیز کو جو خداوند تعالیٰ چاہے وہ ہو سکتا ہے

پیتر اوتھ بتا دیتے کہ کیا
 کیا کرے جو خدا خراب کرے

افغانہ خوان کل لڑکا کیا کہے دیدنی ہے	قصہ ہمارا اسکا یاروں شنیدنی ہے
اپنا تو دست کو تیرا تک بھی لکھ پونچا	نقاش سحر کمینہ واسن کشیدنی ہے
پروانہ مرثا ہے جل کر نہ کچھ کہا تو	اسو شمع یہ زبان تو ظالم بریدنی ہے
حسرت عاشقی کی پیر بین کیا کہیں ہم	دندان نہیں بین منہ میں کہیں کہنی ہے

ہے راست میرے حنا کس کس کا حیف کیڑ
 سربہ فگندنی ہو قد ہی خمیدنی ہے

حال رہا ہو ہم میں کچھ تو حال کسو کما جاو	آن ہی ہر آج دمنو پر کل تک کیونکر رہا جاو
اسکی گلی وہ ظلم کدہ ہو آٹھلی جو کوئی دہان	گردہ عشق آلودہ تو لو ہو میں پتہ بنا جاو

آنکھوں کی خوتا بہ فشانہ دیکھیں کہ کیا شک
 زرد ہمارا رخسار دہر دم خون بہا جاو

عشق چھپا کر چھپتا ہی ہم سوکھ گئی رنجو ہوئے	یعنی آنسو پی پی گئی سوز خم جگنا سو رہوئے
ہم جو گئے سرست محبت اس دیش کو کو پیروز	کھائیں کھڑی تلواریں سکا زخمی نشہ میں چوئے
کوئی نہ ہو جاو تھا ہم ایسے تم گناہم آگے	میں عشق سوسا ہو کر شہر نہیں مشہور ہوئے

یہ بلو قدر و نہ قدرت خدا ہی قدرت ہے
 مسافر اپنے کو کہا شہر است
 غیب کہنے بین لوگ انکو یہ بھی یاد ہے
 کو سابق سے شہر مہول شوق نہو
 زبان خانہ نشان اہمین قادر ہے
 ہم رکھا کر و شطرنج ہے کی بازی کاش

پیتر اوتھ بتا دیتے کہ کیا
 کیا کرے جو خدا خراب کرے
 یہ بلو قدر و نہ قدرت خدا ہی قدرت ہے
 مسافر اپنے کو کہا شہر است
 غیب کہنے بین لوگ انکو یہ بھی یاد ہے
 کو سابق سے شہر مہول شوق نہو
 زبان خانہ نشان اہمین قادر ہے
 ہم رکھا کر و شطرنج ہے کی بازی کاش

قطع
 ہر چیز کو جو خداوند تعالیٰ چاہے وہ ہو سکتا ہے
 اور ہر چیز کو جو خداوند تعالیٰ چاہے وہ ہو سکتا ہے
 اور ہر چیز کو جو خداوند تعالیٰ چاہے وہ ہو سکتا ہے
 اور ہر چیز کو جو خداوند تعالیٰ چاہے وہ ہو سکتا ہے

ہمارے دل میں ہے ایک گہرا راز
 جس کی طرف ہم سب کی نگاہیں گرا
 وہ ہے ایک ایسی جگہ جہاں
 ہر لمحہ ہر لمحہ ہر لمحہ گرا

ہمارے دل میں ہے ایک گہرا راز
 جس کی طرف ہم سب کی نگاہیں گرا
 وہ ہے ایک ایسی جگہ جہاں
 ہر لمحہ ہر لمحہ ہر لمحہ گرا

ہمارے دل میں ہے ایک گہرا راز
 جس کی طرف ہم سب کی نگاہیں گرا
 وہ ہے ایک ایسی جگہ جہاں
 ہر لمحہ ہر لمحہ ہر لمحہ گرا

ہماری جان لبویر سے سو گوش گئی	کہ اگر تکی سن گن کچھ اب بھی یان پاو
بہار لوٹے ہیں میسر کی طار آزاد	نسیم کیلے دو دکبرگ اگر ادھر لادو
میں اپنی جدائی میں تصدیق بہت پائی	مرویشی کم و پائی دو صبری تنہائی
اس لافہ کی جان بخشی تک آتی ہو لادو	رکتی ہی قدم مجھ میں پھر جان گئی آئی
تھا صبر سکون جب تک بننا تھا مجھ غشا	بیابانی دل سر پر ایک اور بلالائی
اس میرے جراحت پر کل داور محشر بھی	ڈرتا ہوں کہو ریکھا کیا تیغ و ستم کھائی
ایک میسر کسی میں میں جیتک نصیب ہو	کر شکر ہے جو اس در کی جبین سیائی
کیا کیا ہونے لگا تھا کیا کیا ہم بنی شکلیاں	دو دن تو جیت رہے سو مرنے ہی کی مہیاں
عشق کیا سو باتیں بنائیں بغیر شعر شعار ہوا	بستین جو دو مشہور ہو گئیں شہر شہر ہوا
کیا بگڑی کو پھیر رکھتے کیا سر نیچے نہوتا تھا	لطف نہیں اب کیا کہیہ کچھ آگہم بھی کیا کیا
اپنی وصال قرار دیا ہے ہجرت کی سی جا	ایک میں میں نہ لیا تھا تو بھی ہم دیکھا تھا

کیا ہوتا جو پاس ہے اگر میسر کہو دے آجاتے
 عاشق تھے درویش تھے آخر کیس جی تنہا تھے

دل اس کا کوئی اور ہنر نہ ہے
 دل اس کا کوئی اور ہنر نہ ہے
 دل اس کا کوئی اور ہنر نہ ہے
 دل اس کا کوئی اور ہنر نہ ہے

پہلا نثار کچھ ہوتا تو نفع بھی ہوتا سو تو میر
 کام ہو آخر عشق میں سکر بیماروں بد حالوں کا

اگر ہنستا تو سیر چین میں ابلی پاؤں گا
 مجھ کو گل اس کا آگے خوش نہیں آتا کچھ سیر بھی
 بشارت اس صبا دیکھو اسیرانِ قفس کو بھی
 دماغ ناز برداری نہیں ہو کہ دماغی سے
 خشونت بدسلوکی خشک گینی کیلے آئی
 ابھی بیون منتظر جاتی ہو چشم شوق ہر جا
 تو بیل آشیان تیرا ہی میں چھو لو نسو چھاؤں گا
 جو تو آزرده ہوتی ہو گستاخ نہیں آؤں گا
 تسلی کو تمھاری سر پر رکھ دو پھول لالوں کا
 کہا تک ہر گھر کیلے روٹھو کو پھر ان سناؤں گا
 نمٹہ کو پیسیرے پھر ان آؤں گا جو جاؤں گا
 بلند اس تیغ کو ہونو تو دو سر بھی جھکاؤں گا

بلا میں زیر سر ہوں کاش افتادہ رہوں نہیں
 اوتھا کر خاک ہو تو میر منہ گامے اوتھاؤں گا

رسوائی شہر ہے یان حرف و سخن ہمارا
 دل خون ہو گیا تھا غم لکھتے سو رہی ہو
 قل ریاض میں شبتاب کے نہیں گل
 میدان عشق میں تو قیمہ بدن ہوا ہو
 میجر اسکی آنکھیں دیکھیں ہنر سفر کو جاتے
 کیا خاک میں ملا ہو افسوس فن ہمارا
 شگرف کو قلم سا پر خون دہن ہمارا
 انکار نہ ہو بھرا ہے اس بن چین ہمارا
 تیرے خاک ہی میں کھدیں کفن ہمارا
 عین ہلا ہوا ہے سواب وطن ہمارا

دل اس کا کوئی اور ہنر نہ ہے
 دل اس کا کوئی اور ہنر نہ ہے
 دل اس کا کوئی اور ہنر نہ ہے
 دل اس کا کوئی اور ہنر نہ ہے

کچھ شے بین دل پر ہاتھ لگائے
 بیہوش شایہ کہ ہے سب کام کیا
 کیا چھو ہو کیا پیسے سیال تو بھی کیا کام کیا
 عشق کیا کام رہا آخر کو کام تمام کیا
 عشق کیا سو اس نفس نہ قدر تیری کیچھ کیا

دل اس کا کوئی اور ہنر نہ ہے
 دل اس کا کوئی اور ہنر نہ ہے
 دل اس کا کوئی اور ہنر نہ ہے
 دل اس کا کوئی اور ہنر نہ ہے

[illegible]

ایسا پیدا لودہ دنیا خلق آگہوا ہو کر گیا	شیخ شہر ہوا کہتے ہیں شہر خدا پاک کیا
قدرت حق میں کیا قدرت جو دخل کوئی فطرت	اسکو کیا پر کال آتش تجھ کو خس و خاشاک کیا
ہر تھے خیر چھانی میں پھلنا انھیں پہل تھا	دو دو ہاتھ تیرے دل نے سینہ عاشق چاک کیا

نوگره و ناخن بجای میسرهای یونین نهین
برسون رنج گرفته برهمن لب لگو غمناک کیا

درد آگین انداز کی بتین اکثر پڑھو پڑھو دیگا	درد ہمارا سن فن کا جو کوئی ماسر ہو دیگا
مت موند آنکھوں کو غافل تریاک پھر دیگا	شرم تماشا دہو تو دیکھنا بھالی فنیست

جستجو بھی اُکی کرے جس کا نشان کچھ پہلا ہو
پانا اسکا میرے مشکل حی تو یونہی کھو دگا

رہ گیا دیکھ رفو چاک مے سینو کا	رکھے تھا ہاتھ میں شہر بہت سینو کا
کس سے یہ قاعدہ سیکھا ہو لہو پیو کا	طیش لو ہو پیے میرا جو تو جھوٹا کمر

میسر کی نبض پہ رکھنا تھوگا کہ تڑپیں
آجکی رات یہ بیمار نہیں جینے کا

عید آئندہ تک رہیگا گلا	ہو گئی عید تو گلے نہ ملا
دوبے لو بو دین کی تھر تھر خار	حیث کوئی بھی آبلہ نہ چھلا

[illegible]

بہت کتنے جی کا جانا بوجھنا
 نہ عانتی کا بوجھنا بوجھنا
 بوجھنا بوجھنا بوجھنا
 بوجھنا بوجھنا بوجھنا

دل ہے وصل جو دام ہے
 ایک اللہ کا بہت ہے نام
 مل گئے اوس سے گاہ گاہ تو کیا
 جمع باطل ہوں سوالہ تو کیا

میر کیا ہے فقیر مستغنی
 آوی اوس پاس بادشاہ تو کیا

یتامیوں کے جور سے مین جبکہ مر گیا
 اے آہ سرد عرصہ محشر میں بچ جا
 ہو کر فقیر صبر مری گور پر گیا
 جلتا ہو نہیں سنوں کہ جہنم ٹھہر گیا
 مفلس سو مر گیا نہ ہوا وصل یار کا
 ہجر انہیں اسکے جی بھی گیا اور گیا

تیری ہی رنگزار میں جی رہا شوخ
 سنیو کہ میر آج سی کل میں گذر گیا

دل گیا مفت اور دکھ پایا
 مر گئے پر بھی سنگسار کیا
 ہو کے عاشق بہت دن چھپایا
 سخن نسل ماتم مرا یہ پھیل لایا
 صحن میں میرے گل ہتاب
 کیون شکوفہ لے کھلنے کا آیا
 یہ شب بھر ہے کھڑی نہ ہے
 ہوسفیدی کا جس جگہ سایا

جیسے مجھ کو دہوا ہے اکو دیکھ
 آپ میں میر سپر نہیں آیا

میں میدان کی گلی پہنچتا ہوں
 اس میدان کی گلی پہنچتا ہوں
 اس میدان کی گلی پہنچتا ہوں
 اس میدان کی گلی پہنچتا ہوں

بہت کتنے جی کا جانا بوجھنا
 نہ عانتی کا بوجھنا بوجھنا
 بوجھنا بوجھنا بوجھنا
 بوجھنا بوجھنا بوجھنا

۱۰۰

ان باتوں سے غم جہاں کا دل بستہ تھا گیا
 زلفوں کو درہم لے کیا سو عالم برہم مارا
 دور اوس قید رو کی جگہ جلد رقیبے مار دکھا
 قہر کیا اس کتنے نے کیا دور کے صید صرم مارا
 کاٹ کا سر عاف کا ان کے اور بھی بگڑی بیہوشی
 فخر کی کوئی جگہ تھی بیان بسا کیا رستم مارا

[illegible]

بیاد فی مین ہے میر خوش آئی ہو

دلو جانے کا حیف غم نہوا

اکل ملک اغو نسو خون کے دامن نہروں پاں کٹھا
 کیا جنون کو روو تہ سستی سوسے گل نط
 رو جو آلی روئی کی مرگان تھمیری ایک پل
 ایک ہی شمع شعلہ خو کی لیسے میں جل سجھا
 بادشاہ وقت تھا میں تخت تھا میری داغ
 ڈھال تلو آسج ان کے ساتھ اب ہتی نہیں
 تنگ پوشی تنگ زمی اُسکی تپیں کھب گئی
 بات ہی جی مارنا باز کچھ قتل عام ہے
 غنچہ دل و اموا نہ برفوں باغون میں پھرا

آج تو کشتہ کوئی کیا زینت فتر اک تھا
 لے گریبانِ عزیز و دامنِ تک ایک ہی تھا
 راہ میں اس دلی گویا خس و خاشاک تھا
 جب تک کہ تیغ کوئی پرہ اندہ عاشق فداک تھا
 جیسے چارون اوراک جوش گل تمی اک تھا
 وہ جفا آئینِ شلائین لڑکا ہی بیباک تھا
 کیا ہی وہ محبوبِ شش کیسے شریع شاک تھا
 اب تو ہے وہ چند اگر وہ چند وہ سفاک تھا
 اب بھی ہر دیا ہی جیسا پیشتر غناک تھا

زرک کیا اس سے کہ میں میرے عقل و فہم کو

کے تین اصغر تو نہیں معنی کا ادراک تھا

فدا اس سمیٹن سے کیا سونا

بہت کی جستجو کی نہ پایا

کہ مٹی کوڑے کا اب ہو بچھونا

ہمیں درپیش ہے اب جی کا کھونا

غنیمت کی اس شکرگاہیت کا طفلی سے بیگانا تھا
 جو اس شوقِ شکر میں غیبِ کلایان سے ہوتی بیگانہ
 ہر عشقِ عاشق میں تھا تو دورِ اتر کر تھی
 کہ عشقِ خیال کی اس غلطی کو بھی نہ تھا
 کہ عشقِ دور سے لگا یہ محرمِ محبوبین روز
 کہ عشقِ خیال کی اس غلطی کو بھی نہ تھا
 کہ عشقِ دور سے لگا یہ محرمِ محبوبین روز
 کہ عشقِ خیال کی اس غلطی کو بھی نہ تھا
 کہ عشقِ دور سے لگا یہ محرمِ محبوبین روز

[illegible]

<p>جب غم نہ کرتی ہے صد اچھتی ہو لین</p> <p>کب مٹ نہاک ہوئی تسکین</p>	<p>بیل سے کوئی سیکھ لے انداز سخن کا</p> <p>لب چش ہو نہکسا مرے زخم کمن کا</p>
--	--

جو چاک گریبان کہ دامن کی ہوزہ کا
قرآن کیا میرے چاک کفن کا

یہ توجہ دانی جو نیک نیتی ملنے کی تو کیے گا

رویت پامی

کب سے صحبت بگڑی سنی کیونکر کوئی بناو اب
سوچتے تھے ہن جہین پر پگڑی پر گل کھڑے
تیغ بلند ہوئی ہر اسکی قسمت ہو گئی زخم را
داغ دہر سینہ کو میر حسرت آگین چشم ہوئے
دم و دم گھبراہٹ ہو تو ہو سکتا ہر تدارک بھی
دلکے داغ بھی گل ہن لیکن دل کی تسلی ہو تو نہیں

اسکی کفک کی پامالی میں جو گیا تھا شاید میر
پیارا دھرم وائل شک تو وہ رفتہ ہاتھ آداب

دل خون بهواتها یکسر یانی هوا جگر سپ | خون بسته بقیان تھیں ملکین جواب پین سپ

[illegible]

ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں

پاؤں چہ سر رکھنے کی مجاہد و خدمت دی تھی میرے کیا پوچھو ہو سر پر میرے سانسے مست ہے اب	
ساؤ جتنے نظر آتے ہیں کیسے تو عیار ہیں	زرد و زار و زبون مجھ میں چاہتے ہیں
میل ہو بلکہ عاشق بون لعل جو شوق خورشید میں	تیرا پانی نہیں جاتی انکی دریا سے نہ دار میں
ایک پریشان طبع جماعت دیکھی چاہیے والوں کی	جینے کو خواہاں نہیں ہیں نیکو طیار میں
کیا کیا خواہشیں ہیں کس شوق بے شک میں	لیکن دیکھ کے بجاتے ہیں چکرے ناچار میں
عشق مجھ کو نکال دینا ہو سیکڑوں ہوں تو ایک ہی میں کو کب تک جو جہنم و اسیق میرے ہمارے ہیں سب	
کاوش سران ملکوں کی سستی ہر فاش ہے جگر میں آ	سیدھی نظر جو اسکی نہیں یاس اپنی نظر میں
موسم گل کا شاید آیا داغ جنوں کی شاہ ہوئے	دل کچھتا ہے جانب صحرا جی نہیں لگتا گھر میں
نقش نہیں بانی میں ابھرتا ہے تو کوئی اجنبی ہے	صورت خوب سلی ہے پھر تکی اکثر چشم میں
ایک جگہ پر جیسے جھنور میں لیکن جگر رہتا ہے	یعنی وطن یا ہے ہمیں چار طرف ہیں سفر میں آ
حسرتے ملنے کی آیا میرے تمہارا خون پیا تیغ و تبر اس ترک بچے ظالم کی نہیں کمر میں	
باہم ہوئی ہے ترک ملاقات کیا سبب	اب کمر بہت ہے ہمہ عساکت کیا سبب

دل جو ہمارا خون ہوا ہے وہی ہمارا نام ہے
 ننگہ حال کسو کے دل کا رونا ہے جو
 جینے کے بعد وہاں تھا میں رونا ہے جو
 روروی چہرہ تنگی زاری بجا رہی ہے
 ولین غم خیزگان غم میں جا رہی ہے
 کشتیوں میں کشتیوں میں کشتیوں میں
 نیکی ہی ہے زیادہ زیادہ جیت کر ہے

دیفتاری فوقانی
 دل کی تکی کی نہیں جاتی تازک ہوا ہے
 کچھ تو میں عشق کے دوی میں رہتا ہے
 کمر دوزخ میں رہتا ہے تازک ہوا ہے

ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں

رات سو شهر تاسن بستی بین میسر کے اٹھو جائیگی ہر
جنگل عین ج جلد بسا جا شاید تھا بیمار بہت

اے لپ لہج پر طبل کو آکر اگر نہ آئی بات
 شوق شکر ظالم نے کیا رفتہ رفتہ رٹھالی بات
 کیا ہاںوسرگوشی میں کیا غیر نے اس لگا لگا
 کچھ بن آئی جیسا کسوی تب ایک بنائی بات

یا و صبا نے اہل چمن میں اس چہر کی جلانی
 دو ترک قاصد کو بھیجے کچھ کہتا میں جاتا تھا
 آگ ہوا آتی ہر میر کا ان نکھیں کہ گھوڑا
 اعلیٰ کو نسبت ان میں شوہر و نیا سب کا تصنع تھا

غیرت کچھ کچھ کہتا تھا سو سامنے سے میرا پیر بین
پھیر لیا منہ میرا نظر فٹے یعنی مجھ سے چھپائی بات

عشق کی گرمی دلوں کو پوچھی کہ تیریں انا بہت
دل ہر نالان مدد سے زیادہ آنکھیں میں خون بہا بہت
برسوں تک لپٹیں باہر اپنی جھنڈی کیا بہت
یعنی نشیب و فراز جو دیکھو طبع ہو ہنوار
اس مستی میں آنکھیں اسکی رہتی ہیں بشیار بہت
بچھلے دنوں کی گھاتھا ہم کو عاشق تھو ہمار بہت
در لگتا ہے اس سے ہلکوی وہ ظاہر دار بہت

زرد بین چہرے سو گھ گئی غنیمت
 نالہ و زاری سے عاشق کو کیا ابر بہاری ہوگا
 برسوں ہو اب بھلو گونے آنکھ انھونی نہیں ملتی
 ارفق سما کی پستی بلندی اب تو بھلو بار بار
 سو غم نہیں ہو عاشق تو ایک ایسی شہنشاہی
 کم جہمیں اسید بھی اس کو اتنی تارسی پر
 مہر نہ ایسا ہو کہ میں یہی پروہ مار مار

چشم استیبت اب پر آب است
 دلگویم ساسا خط اب است
 دیکھے افروز کیا ہو
 تاب دل کم کچھ و تاب است
 دیر افروز کس کسے ہے گا
 مہر و لطف و کرم غنایت
 ناز چشم و جفا عتاب است

۴۸۲

بہ تفاوت ہو فرق آپس میں
مقدس ہیں میں خراب بہت
پشت پا پہنچم شوخ اوسکی
لکھے سے جس سے جواب بہت
مختار راست لکھے ہیں
شیخ صاحب چین کسی کباب بہت
آوین مختارین کیون نہ پاکے حساب
جہی کرے میں حساب و جاہو بہت
وان تک اپنی و جاہو بہت

[illegible]

رہا تھار دیوار کو میں سست میں جا کر
 موی ہم تشنہ لب بیدار کو حال انکھ گریان
 دسی پہ ہو کر بنیوا بیٹھے ہیں یاد ہی
 اگر دس میں سر پہ وہی دیوار قسمت
 نصیب اپنے کہ سو کھی چشم دریا بار یا قسمت
 ہمیں تھو در نہ مینا خان میں تکیہ دار یا قسمت

انصیب و نہیں جو بے عیش و ہی میرے جتنے ہیں
جیسے ہیں ہم بھی جو مر نیکو تھے تیار قسمت

دولت شاهی مشایخ

دیکھو اس کے ہر پہلو پر عجب
 دیکھو اس کو کھڑے ہو کر دیکھو اس کو
 اپنی تو گری ہو کر کی گم کی صورت میں
 جیسے جاوے ہو تو خط آتا تو بایت بھی
 تو خانہ باغ سے اپنے یہ پوچھی بات بھی

راتدن شستا ہر مالی یون نہیں کتابھو
میر دل آزر د کو کنے ستایا ہے عیث

روایت حسین

کستانہ قتل پر شہید ہو کر گندارا آج

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ میری عمر ابھی کم ہے۔
میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ میری عمر ابھی کم ہے۔

صبر کرنا ہے جس کے ہیں
کل جزبان تیوں کے ہیں
سادگی میری چاہ ہیں
محبوبوں کو جو خود کہے
ہندو وازہ پرانبوہ اک
شہر سپا سوار ہو جو
اوسکے ستر کے ہیں

باب افزودن شربت شراب اسکا کس فی دستان
اسکا کس شربت شلفه میوای اسکا کس
شوق کی یاد نگار جهان تک با دوست و کنایه
آنکسین اسکا کس لال ہوین بین اور جانی
رات کو دار پنی سوچا تھا اسکا کس
گھر آئے ہو فقیر و نیاز تو آویٹھو لطف کرو
کیا سب جان بن پر دستان قد سونہ شادی
کے لئے چھوڑ دیا ہو سب کچھ نیک پہلو میں کیا کیا پڑتا ہے

شایدهم
 حاصل گل حقی
 را که پنهان
 یغما خدین
 فتنه عشق
 ان یامون
 خوب و او
 بند و نیکو
 مست و کو
 کل کی
 رنج

وہی ہے جس نے

بجاء اس کے بدین ہ ایک عابد و شفیق
زبان برق میں لکھتا وہ خود نامی شمع
پیر کی جگہ پر کھڑا وہ کھڑے کوئی باغ و شمع
نظر کی نہی نہیں کیا یہی شمع کی جگہ پر
خود یاری کی چشم غمراں کیا ہے شمع
کلمین میں ہے اس کو خود کھینچے بن کتاب
سے بازہ کوئی ایسی تلخ بسا رہن شاخ
ولیف و الک

چشمک غمزه عشوه کرشمه آن انداز و ناز و ادا

حسن و احسن قطب عالم بہت بین یار کو بیچ

اے بو و گل سمجھو کہ سہیہ و بون کے بیج

رخمی پٹے بین مرغ ہزار و چہن کیج

یہ بھی کیا ہیں اندر ہی اندر گداز ہو

وہو کا ہی جوں جہاں کے پیر ہیں کے بیخ

رویف حامی حطی

گھر سے لیے نکلتا ہے تلوار بیٹھ

ابان فی سج بنائی برخواستن و از بیطرح

جی بچے کی طرح نظر آتی نہیں کوئی

کرتا ہے میرے خون پر اصرار بیطرح

حرف و تواج اینا می خوب امک

تایید می نماید و در طهارت و در بطور

کسطح و انکی طبعی زبان انکی خوشتر

کتاب فیہ منہ متصلا به

لوموین دوی دیو و دامان جی مہر

بجھای آج و مدہ خنساں بطرح

و نهاده گلشن خود را بر سر رکوع عزرا

شیخ محمد باقر لکھنوی

[illegible]

یا مونس فی دهر کایس: ۱۱ الفخاطره

جبه نو یا منه نو یا سب سینه نو یا اخره

میرزا محمد غفر غصه ای از جلالی

فصل في بيان

نیز در این کتاب

بسم الله الرحمن الرحيم

سید

1877

و لیت و لیت

اس سے زلفت ہو جھک تو ہو نہ میرا میرا زرد
 ہاتھ نہ رکھوں کیوں دل پرین کج دلا قیامت درد
 ملنے میں شکی ہے کرتا وہ کا شکی پہلے چاہ کے دن
 گرمی نہ ہوتی آپس میں تو کھینچنے نہ مر مر اور نہ
 سے دو دیوانہ سننے کے

۳۸۵

مستردی و هم جو رودخانه و جفای شایر

قالب میں فل کی بندہ کی پیٹاری
یان پہ کچھ نہیں ہے یان پنهان خدایا

بهرین شمارم است ای که
فراق است و ای که

در دیدن حال این

م

ہر شہر میں ہو لی ہو یہ داستان بان نہ
 طیران غمیں موج نہیں خجش زبان بان نہ
 یعنی زمین کہانی میری کہان بان نہ
 شہر و زمین عشق کو ہو زمین بان نہ

کیا کام اد کو یا کون شیب فراز سے	رکھا ہی بانون فیکہ کے ہموارہ درمند
اس گاروان سرے کے بن لوگ فتنی	حسرت سے انکار تے بن نظارہ درمند

سوار حوصلہ سے اگر رخ کشن معصیر	
پھر فرط غم سے حرے یکبارہ درمند	

ہے عشق کا فسانہ میرزا بان نہ	شہر میں ہو لی ہو یہ داستان بان نہ
حسرت سے حسن گل کی چپکا ہوا ہون	طیران غمیں موج نہیں خجش زبان بان نہ
نکور عاشقی کا ہر چار سو ہے باہم	یعنی زمین کہانی میری کہان بان نہ
فریاد و قیس و امانی ہر اک سے پوچھ لو تم	شہر و زمین عشق کو ہو زمین بان نہ

کیا جانی میرے کسے غم سے چپ گرد نہ	
صرف سخن میں کیا ہی ہو یہ جوان بان نہ	

کیا کہیے ہوئی مملکت مستی میں وارو	یہ یار و دیار بتو میں اس مستی میں وارو
کچھ ہوش نہ تھا مگر ہر اب کا ہلکو	صد شکر کہ مسیہر میں ہو گئی مستی میں وارو

ایضا	
------	--

کچھ تدبیر تا وہ ہلکوں اپنا درد الود	خاک اڑا تو کہا تک یہ دہر ہے گرد الود
-------------------------------------	--------------------------------------

رویت امی مہملہ	
----------------	--

ہر شہر میں ہو لی ہو یہ داستان بان نہ
 طیران غمیں موج نہیں خجش زبان بان نہ
 یعنی زمین کہانی میری کہان بان نہ
 شہر و زمین عشق کو ہو زمین بان نہ
 کیا کام اد کو یا کون شیب فراز سے
 اس گاروان سرے کے بن لوگ فتنی
 سوار حوصلہ سے اگر رخ کشن معصیر
 پھر فرط غم سے حرے یکبارہ درمند
 ہے عشق کا فسانہ میرزا بان نہ
 حسرت سے حسن گل کی چپکا ہوا ہون
 نکور عاشقی کا ہر چار سو ہے باہم
 فریاد و قیس و امانی ہر اک سے پوچھ لو تم
 کیا جانی میرے کسے غم سے چپ گرد نہ
 صرف سخن میں کیا ہی ہو یہ جوان بان نہ
 کیا کہیے ہوئی مملکت مستی میں وارو
 کچھ ہوش نہ تھا مگر ہر اب کا ہلکو
 ایضا
 کچھ تدبیر تا وہ ہلکوں اپنا درد الود
 خاک اڑا تو کہا تک یہ دہر ہے گرد الود
 رویت امی مہملہ

بہر و ساہی سیر میں تھا بال پر پر
سواران شاید تہ کشتہ بین تیرے
کھلا پیش دندان نہ اوس کا کہ بچہ
جلے کیون نہ چھاتی کہ اپنی نظرت
بمنشہ بین چو کا مرا خون خفتہ
کئی زخم کھا کر تہ بتا رہا دل
سنا تھا اوسے پاس لیکن نہ پایا
شراب کے تھا بہانہ طلب وہ

ہو لاشک شورش سے اوٹلی شرپ
سراسر بین اب داغ سٹج جگر پر
تہ دل تھے کیسے ہی آہ سحر پر
پڑی آنکھ ہرگز نہ روئے اثر پر
نظر میر کی تھی کسو کی کمر پر

بھری تھی مگر اک دلمین ورونین
گیالے جوان آنسو و کھ تین بین
سرخ ہر شام تھا خاک پر ہے
پاک اونھے آثار اونھے نہ دیکھے
طرف شاخ گل کے پچاکے نہ دیکھا

غزل در غزل صاحبو یہ بھی دیکھو
نہیں عیب کرنا نظر اک ہنر پر

سو پر و امبولی نہ ففس کے بھی در پر
نتیجہ ستم کر علم ہر نفر پر
کسٹون نے بھی تھوکانہ سلب گریہ
کسو شوخ پر کار ر عنا پس پر
وہی تھا یہ خوابیدہ اشخ و شریہ
تسلی تھی موقوف زخم و جگر پر
چلے دور تک ہم گئے اس خبر پر
کھڑی ایک لائے ہوئی پر پر

بھرو ساہی سیر میں تھا بال پر پر
سواران شاید تہ کشتہ بین تیرے
کھلا پیش دندان نہ اوس کا کہ بچہ
جلے کیون نہ چھاتی کہ اپنی نظرت
بمنشہ بین چو کا مرا خون خفتہ
کئی زخم کھا کر تہ بتا رہا دل
سنا تھا اوسے پاس لیکن نہ پایا
شراب کے تھا بہانہ طلب وہ

بہر و ساہی سیر میں تھا بال پر پر
سواران شاید تہ کشتہ بین تیرے
کھلا پیش دندان نہ اوس کا کہ بچہ
جلے کیون نہ چھاتی کہ اپنی نظرت
بمنشہ بین چو کا مرا خون خفتہ
کئی زخم کھا کر تہ بتا رہا دل
سنا تھا اوسے پاس لیکن نہ پایا
شراب کے تھا بہانہ طلب وہ

بہر و ساہی سیر میں تھا بال پر پر
سواران شاید تہ کشتہ بین تیرے
کھلا پیش دندان نہ اوس کا کہ بچہ
جلے کیون نہ چھاتی کہ اپنی نظرت
بمنشہ بین چو کا مرا خون خفتہ
کئی زخم کھا کر تہ بتا رہا دل
سنا تھا اوسے پاس لیکن نہ پایا
شراب کے تھا بہانہ طلب وہ

بہر و ساہی سیر میں تھا بال پر پر
سواران شاید تہ کشتہ بین تیرے
کھلا پیش دندان نہ اوس کا کہ بچہ
جلے کیون نہ چھاتی کہ اپنی نظرت
بمنشہ بین چو کا مرا خون خفتہ
کئی زخم کھا کر تہ بتا رہا دل
سنا تھا اوسے پاس لیکن نہ پایا
شراب کے تھا بہانہ طلب وہ

زینبای غمخواره دل لایق گلاب کینا
 فون بسته بینای اصفین آری غلاب کینا
 زینبای غمخواره دل لایق گلاب کینا
 فون بسته بینای اصفین آری غلاب کینا
 زینبای غمخواره دل لایق گلاب کینا
 فون بسته بینای اصفین آری غلاب کینا
 زینبای غمخواره دل لایق گلاب کینا
 فون بسته بینای اصفین آری غلاب کینا

<p>و کچھ چمن میں اس بن میر چک چکی ہلکا پر یچھ گنگو خونیر زمین اپنی اوکڑا شرماسنے پر رحم نہ آیا تاک نظام کو اس کو بے غم کھانے پر وڑتی ہیں کیا انکھیں اپنی سچو کے دانے لانے پر</p>	<p>گل کھانی در بیل نے شور قیامت کیا سرخچے کر لیتا تھا تلوار چلا تو ہم پر سے گالی مار کے غم پر مینے صبر کیا خاموش رہا ناویدہ بین نام خدا کو ایسے جیسے قحط زد کا</p>
---	---

حال پریشان سن مجھ کو کیا جلتا دھڑکی اپنا
عاشق ہم بھی میرے بن اس دُشمن کے دیوار

روز و نمین رہ سکیں گے ہم بے شراب کیونکر
 تھوڑے سے پانی میں بھی چل سکتا
 چشمے بحیرے اب تک بین پاؤں گار او سکو
 د لکے طرف کا پہاؤب متصل چاہے
 اول سحر رکھانا آخر صبحی کرتا
 اجڑ نگر کو دیکھو نجرن جیہ نجرن
 جرم و ذنوب تو بین بید و حیران
 پیش از سحر آٹھے ہوا آج اسکا منہ کا پردا
 خط میسر آئے جاوے جو نکلا راہ ادھر کی

ابروان بنیاد
جانی تری جوانی بانی شباب
بیمو من پیر کسے اک سینک بانی ہے
فیت کبد نوون دون کیب کیونکر
مستاق خواری کی کھی فحاشت جو کچھ بنو لا
منہ کیا ہے نامور کا سنا جو اب کیونکر
سو زول جو جا ہے علیا رتن ان سب
چن کیا کوئی ہو پکھنچے ایسے عذاب کیونکر
ہم کیا تھی اوسکا کچھ ہم کاسے
اک حرف اس نہن کا بوتا شباب کیونکر

ناد و چنگیئے رخ کی آئینہ تاب کیونکر
 ہو بہرہ اشک لبے یاقوت تاب کیونکر
 بی شعر و شاعری کو لبے شعار اپنا
 دین سخن کر کے دی داری کو وہ یہ ہم
 چون بارگہ روضہ و نین لب کیونکر
 بیہوش شمع و شمع عشق تا اسیدی
 بی بھی نین بے بجاوے غلبہ کیونکر
 دین لبے لب و حال خراب کیونکر
 کھانا کھانے جگہ ہے وہ ہے افغان
 کھانا کھانے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

کیا بر عشق عالم کس نے کیا ستھرا و نو کو گنگا
پر گزر مگر مگر جن قیامت سے پہلے تو جاتی ہیں
بڑی دولت و ریختی جو ہو ہر تہا سے
سباحت خوب مجھ کو ایسی پر کی بھی جس کے
گئے فرما دو محنون ہو کوئی نجات ہی ہو پیر

خاں جل شہر سے باہر نظر کر لے گا ہزار دین
 اسیان بے رحمت عدت ہم بیکار نہیں
 کہ عرصہ تنگ عرصہ ہو اسے تاخیر نہیں
 پر اپنا پاؤں پہلے دشت کے ستریز قرار نہیں
 یکایک کیا بلا آئی ہمارے غم سارو نہیں

گئے اس لئے تو ان عشق کو آگ سے پری محل

بکڑھی مری اے میرے سجادہ نشین ہزار و پیر

ایک آدھ دن بھل گئے ابراہیم دھڑ سے ہو کر
اب کل نہیں رہے تھکوبے قتل غم کشونکے
کئے ہیں راہ پائی زاہد نے ہر گلی کی
جہ نظم کا سلیقہ ہر حید سب کو لیکر
کیا فوٹے تدبیر کی دنیا میں شیخ جی نے
گو تیرے ہونٹھ ظالم اب حیات ہوا
کس کہیں او اس وقت کرتے ہیں تھکاوے کا
ری جگر کے میر سے تھک چشم کم سے دیکھو

بیٹھا ہونین ابھی تک سارا جہان ڈبو کر
 کہتے تو تھی کہ ظالم خونریزی سے نہ ہو کر
 ہونا کہیں آؤ ایمان و دین کو کھو کر
 جب جانیں کوئی لاؤ دیوین آتی ہو پر و کر
 تعمیر کرتے ہیں بسباب اذ کو مرد و شوکر
 کیا ہکو جسکی پیشہ جم جی سے ہاتھ دھو کر
 جب یہ دماغ سے تم اٹھ بیٹھتے ہو سو کر
 کاڑھی ہیں دیو ابرو دیا کو تین ہو کر

عالی چاہے ہیں
 بند سب جا سکا کہ یہ دانا
 ہر کہ سے کو دہر کے نو پیش گاہ
 کیا دیکھتا ہے ہر گھڑی اپنی جگہ کو پیش
 کر کہو نہیں ان آئی ہے ایدھر
 رحمت اگر یقینی ہے تو کیا پرندہ
 موقوف جائے عبادت گناہ

۳۸۹
چو زاب طریق دور کو ایسے خوفناک
بھی نہیں پہچان لے سکتا کہ وہ
جسید کی لاش سے متنبہ ہو جائے
اس وقت سب دھاوا چاہتے ہیں
ایک نفر تو بھی پیش کش
نہیں کر سکتا

[illegible]

دولف زای
مهری که در پادشاهی کرد و درون سینه
خاک کن من صورتی صفت کی بر خاک
کون من صورتی صفت کی بر خاک
مهری که در پادشاهی کرد و درون سینه
خاک کن من صورتی صفت کی بر خاک
کون من صورتی صفت کی بر خاک

ادب زری

اس کے لئے کہ وہ اس میں پھر بھی نہیں آئے

[illegible]

کہ کیا ہو انما نعیدین نامہ بر ہمنور
 وہی بھی کچھ سوچے ہو سکے برسوں میں
 خون جگر کو سوچے شیب و روز تر ہمنور
 زنی بین میری پیکھین شیب و روز تر ہمنور
 نیند انسان پر بیماری دعا گری
 کہ دل میں کہی نہیں کہی نہیں
 اور

وہ دیکھتا نہیں ہے غلط کر اور مہربان بنو

ہیں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں
 ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں
 ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں
 ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں

ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں
 ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں
 ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں
 ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں

ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں
 ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں
 ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں
 ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں

راگون پاس گونگ سونگ ہو کر ہے یہ عجیب	ونکو بے پروا نہیں ہو کر ہے شرانگہ ہر ہنوز
ساتھ کر چھنے والے فانیخ تخیل غلی ہوئے	چہل سوکتے کے لڑکوں میں ہم بھلا کہیں ہنوز
گل صدنگ چمن میں لے جاؤ غزانے بکھرے گئے	
عشق جنوں کی بہار کے عاشق امیر جی گل کھا ہنوز	
کتے قیدی ہیں پیر ہاشم سیار ہنوز	دل بہار ان چمن کا ہر گرفتار ہنوز
وہ میر چاروہ اس شہر سے کب کا نکلا	بہر گلی جھانکتی پھرتے ہیں طلبگار ہنوز
بالا بالہ ہی بہت عشق میں جا رہے گئے یار	وہ تہ دل سے کسو کا نوا یا رہنوز
سال میں ابر بہاری کہیں اگر برسے	لو ہو پر ساسے ہیں بیدہ خونبار ہنوز
ایک لیدن گھما تھا بہت دیکھو میر	
ہسر لالہ ہے خار سردیوار ہنوز	
سرکش ہر تندھو ہو مجھے زبان دراز	آتش کا ایسا لالچ کہ ہے زبان دراز
پروانہ تیری چرب لہاسے ہوا ہلاک	ہر شمع تو تو کوئی غصہ ہے زبان دراز
دلیف سین	
یازہم سے جدا ہوا افسوس	نہ جدا ہو کے پھر ملا افسوس
جب تلک ان کرستہ مجھ پاس	محمد مین تب تک نہ بچھو رہا افسوس

ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں
 ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں
 ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں
 ہوں چاہتے ہیں کہ ہر شے کی جگہ پر ہوں

میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے

میرزا کا نام ہے

میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے

میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے

کیا میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے

گل کو دیکھا ہے نہ ہزار افسوس
 ہوئے اوس سے ہکنا افسوس
 ہم ہیں بے یار دیہ افسوس
 اسی بے عہد نے قرار افسوس
 مرے جی کو مار مارا افسوس
 وہ نہ ہے ہوا دو چار افسوس
 پھر گیا ہے روزگار افسوس
 نہ ہوا یار کا گزار افسوس

آنکھ کھلتے گئی ہزار افسوس
 جسکی خاطر ہوئے کنارہ گزین
 نہ معرفت نہ آشنا کوئی
 بقراری نے یونہی جی مارا
 خون ہو تو دل ہی میں اسد مال
 چارہ اشتیاق کچھ نہ ہوا
 اک ہی گرد و خمیں اوسکی آنکھوں کی
 گور اپنی ہے گذر گمہ میں

منظر ہی ہم اسکے میر گئے
 پاں تک آیا کچھ نہ یار افسوس

کیا کیا کر دیا جی میرا لو ہو یا افسوس
 گل ہو ہی گیا آخر کو کچھ نہ یار افسوس
 ہاتھ میں عشق دارفتہ کو دن لیا افسوس

کیا کیا تمہارے کما تھا کچھ نہ یار افسوس
 نور چراغ جانیں تھا کچھ نہ یار افسوس
 رخصت میں کیس کی سلی جی جاتا تھا سونے

میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے

میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے

میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے
 میرزا کا نام ہے

روایت صفا و

نہا عری شہید وہ ہے حار اخلاص
رہا کسان وہ سوزت و شہا بی اخلاص
موت و کلا حرمین یونینا زار اخلاص
رکھتا نہیں ہے بار اخلاص

روایت صفا و

عالم علم سے اس عالم میں لفظ طاری نہیں
جہ معلوم کر عالم عالم جہاں وہ جاری نہیں
نکٹ شہزادانی یونینا زار اخلاص
عالم خزاں وہ ہزار جو میں لکھتا نہیں

روایت طای

مجاہد ہوا ہے اس میں بیوفا و ربا
خدا پرورد تو ہو بیوفا و ربا
۳۹

کی ہو گیا ایک برگ ہو دیو بیوفا و ربا
رکھتا نہیں اس میں دیو بیوفا و ربا
زنا داریشت باہر نہیں آدھی اٹھائی اٹھ
اوس چشم تر نہیں آدھی اٹھائی اٹھ
نہا اوس کی کما نہیں آدھی اٹھائی اٹھ
ہو جس سے کما نہیں آدھی اٹھائی اٹھ
کی ہے اڑی کو دیو بیوفا و ربا
عشق کو ہم آدھی اٹھائی اٹھ
عشق کو ہم آدھی اٹھائی اٹھ
عشق کو ہم آدھی اٹھائی اٹھ

کیا خود کم سر کجیرے میرے بازار میں
ایسا اب پیدا نہیں ہوگا کہ رادلفروتر

ایک دھڑا آتا بھی وہ سوار اس کا کش	اوس کا ہو جانا دل شکار اس کا کش
زیر دیوار خانہ باغ اوس کے	ہم کو جانتے خانہ وار اس کا کش
کب تک بقرار رہے گا	کچھ تو مٹنے کا ہو قرار اس کا کش
راہ تکتے تو پھٹ گئیں آنکھیں	اوس کا کرتے نہ انتظار اس کا کش
اوس کی پامالی سر فرازی ہے	راہ میں ہو میرا مزار اس کا کش
پھول گل کچھ نہ تھو کھلی جب چشم	اور بھی رہتی ایک بہار اس کا کش

اب وہی میری کھپاتا ہے
ہم کو ہوتا نہ اس پیارا اس کا کش

غصہ میں خون مرے کی ہو کیا تلاش	تو ار کا سا گھاؤ ہو جی جی کا سر خراش
صحبت میں انکی کیونکہ ہے مرد آدمی	وہ شوخ و شنگ بدتہ دواشن میں سناں
میر تم نکو ایک نظر کئے تھی زاد صر	کشتی کی تیری ٹکڑی ہو لیکن بھی لاش
آباد و جزا لکھو جھڈن سواب ہوا	مشکل ہے اس خرابی میں آدم کی بود و باش
عمر عزیز یاس ہی میں جاتی ہے چلی	اسید وار اسکے نہ ہم ہوتے میرے کش

نہا عری شہید وہ ہے حار اخلاص
رہا کسان وہ سوزت و شہا بی اخلاص
موت و کلا حرمین یونینا زار اخلاص
رکھتا نہیں ہے بار اخلاص

فہم کیا ہو گیا ہے کھائی تھی شمع
 ان کے لیے میری کھائی تھی شمع
 فہم کیا ہو گیا ہے کھائی تھی شمع
 ان کے لیے میری کھائی تھی شمع

خست یاروں کا کہ فسانو تین عجیب کر نیو بھی ہنر ہے شمع

لعل پائے بین میری نخت جگر
 دیکھ کر خون رونظر ہے شمع

رکھتا ہے میرے دل سے تمہارا غم تھا
 ہم سے تری بہتر میں دم کی شکل کیا
 ہر لمحہ لفظ ان زبان ہر دم اشتلا
 ان صورتوں میں ہوتا نہیں باہم تھا

شیریں لبان جہان نہیں جانتا جگر
 ہوں گو کہ میر صاحب قبلہ کم تھا

روایت ظامی

لطف جوانی کساتھ گزیری کیا ہر کیا غلط
 رو کر مہر کو عیش کو ہو ہم تو تمہارے عاتق
 کیونکہ حسین رب میرے ہر ذرا سے مخلص
 بونہیں ہمیشہ عشق میں رکھو ایسا خدا غلط

زردی مندر کشک کی سرخی دنوں ہونے لگتے ہیں
 شاید میر بہتے ہو اس ہو کہ جدا مخلوط

روایت علین

لیے داغ سر پر آئی تھی شمع
 پتنگے کے حق میں تو بہتر ہوئی
 حرکت سب ان ہی کھائی تھی شمع
 اگر موم کی بھی بنائی تھی شمع

فہم کیا ہو گیا ہے کھائی تھی شمع
 ان کے لیے میری کھائی تھی شمع
 فہم کیا ہو گیا ہے کھائی تھی شمع
 ان کے لیے میری کھائی تھی شمع

۳۹۴
 روایت غنیمت
 فہم کیا ہو گیا ہے کھائی تھی شمع
 ان کے لیے میری کھائی تھی شمع

فہم کیا ہو گیا ہے کھائی تھی شمع
 ان کے لیے میری کھائی تھی شمع
 فہم کیا ہو گیا ہے کھائی تھی شمع
 ان کے لیے میری کھائی تھی شمع

رواضی

تب کھلی آنکھ میری جب
جاچکا کاروان دریغ دریغ

ہم کو شہر سے اہل گاہی غم راہ دریغ دریغ
یہ حرکت تو ہم کرینگا خانہ سیاہ دریغ دریغ

شیخ کو وہ تو بھونٹے کھڑے ہوئے کو کیوں کر چھوڑ گئے
اہل دروہ ہو کوئی تو کوہ راہ دریغ دریغ

اشق کر مار غم دگان سوسن کی رہتاں کلا
اس ہمہ کی ہلو گونسہ الفت چاہ دریغ دریغ

کس ابر کو شوق سے دیکھا میر غلط ہی بہت ہر
منہ پر کسو کو پئے نہیں گاہ گاہ دریغ دریغ

کیا کہی بیان کی جنونین سینا پنا کسر داغ
داغ جلاؤ فاکٹ بد پسر چر افان ہلو کیا
صبت در گیری اسکی پیر گھر سیاعت نہوئی
غیر کو دیکھے اس مجلس میں غصہ غشتی ملگی

جاتی جھانی پر سنگ نی کی سختی ایام سے میر
گرمی و میری آتش دلی سار ہو تو میر تھر داغ

کچھ نہیں ہے فانی کی فانی خفا
کچھ نہیں ہے فانی کی فانی خفا
کچھ نہیں ہے فانی کی فانی خفا
کچھ نہیں ہے فانی کی فانی خفا

۳۹۵
کلیات
پانچ سو تیرا نام نہ لکھنا بلال
پانچ سو تیرا نام نہ لکھنا بلال
پانچ سو تیرا نام نہ لکھنا بلال
پانچ سو تیرا نام نہ لکھنا بلال

کلیات
پانچ سو تیرا نام نہ لکھنا بلال
پانچ سو تیرا نام نہ لکھنا بلال
پانچ سو تیرا نام نہ لکھنا بلال
پانچ سو تیرا نام نہ لکھنا بلال

عشق کیمین دلین بهمان اولدین بپرواوت
 ولسار بری بهمان اولدین بپرواوت
 عشق کیمین دلین بهمان اولدین بپرواوت
 ولسار بری بهمان اولدین بپرواوت
 عشق کیمین دلین بهمان اولدین بپرواوت
 ولسار بری بهمان اولدین بپرواوت
 عشق کیمین دلین بهمان اولدین بپرواوت
 ولسار بری بهمان اولدین بپرواوت
 عشق کیمین دلین بهمان اولدین بپرواوت
 ولسار بری بهمان اولدین بپرواوت

ہرگز طرف نہ ہو سکے رخسارِ یار کے | پھیکے ہوا کے سامنے گلزار کی طرف

کچھ گل صبا کا لاگو نہیں اس چمن میں میر
کرتے ہیں سب ہی اپنی طرفدار کی طرف

<p> نظر کیوں گئی رہو وہ کی طرف نہ دیکھو کبھو موتیوں کی ٹہنی اگر آری میں صفائی ہو لیک بڑ ہے نہ کہیں کو دیر غریب </p>	<p> کچا جا رہے دل سو کی طرف جو دیکھو مری گفتگو کی طرف نہیں کرتی منہ او سکی رو کی طرف نکشیانہ تو گل کی بو کی طرف </p>
--	---

اوسے ڈھونڈتے مہر کھو گئے
کوئی دیکھے ہے جستجو کی طرف

ہفتے ہفتے مار رکھا تھا جو ہم ظریف ہے یا ربھی سہارا قیامت تم ظریف

الضَّأ

بہار دماغ و گل و لاله در ہا ہن حیف
بھرن ہین پھولوں جیب و کٹا ریا کھیف

الْيَضَا

ای تجھ بغیر لاله و باغ و بہار حیف
گل سے چمن بھرین نہ تو نہ ہزار حیف

روپ قاف

وہ حال و ستم و بدیدہ
 رہا ہے کھڑا جو چین و دودھ
 سدا اوسکا گنہگار ہے عاشق کے لئے
 اٹھتا نہیں تلوار کے مارنے کو
 جیسے بیوئے یتیم کو طیار ہے عاشق سے
 کیا نہیں ہے عشق کو بار بار عشق
 اب رخ و در و دم کا ہو بخاری کا مہر
 یہ جو مہر ہے شمع و آہ نہیں بان نہ
 آواز کی جاری تم خزن پر جاؤ
 نہ نالہ خزن کو بجے ہیں آواز کی

۳۹۷

میں گریہ کیا نہ اس کے دامن تار
 تم زنجار ہو نہیں تو جوں سیل
 میرے مانع ہو کیا خس و فاش
 عشق کے ہاتھ کیا ملات کو
 یان زور دستوں کی بے کشتی پا
 بندی کی کیٹھنوں بدست
 اور خدا سے تو کس بیت پرست
 عشق ہم داز ماسے آخر کار
 دیکھیں ہم ہر ہلاک

دلی تپنے بلاک کیا ہو دھڑکنے نہ کر اور افاق
 صورت بھی ہم اٹینہ کی سے ظاہر فقر نہیں کرتے
 بیچ نہا ہے خاک بھی میری گیسو گولہ پھر لگا
 اور غبار کسو کو دکھا کس انداز سے نکلے آہ
 نعمت کا رنگ حق سے بہرخت سیہ کو نہیں
 اپنے تئیں گم جیسا کیا تھا یا میری بیچ کو لو کہ
 انس نہیں انسان اچھا عشق جنوں الگ
 ہو کو فقیر گلی میں انکی عین ہوتا پایا ہم
 قلب از بین چکروے بھی مٹی سونا کرتے ہیں

خشک خون اشک کے پڑے رنگ انسو کی خاک
 ہو تو ساری روتے پاتے ان تپنے کو گانی خاک
 سیریں ہوا تو اکہیت تھی تب ہوئی تپ ہوئی
 رو و فلاک بدلے ہو تو ساری ہوا چھائی
 سب پالو گینے کے اوپر کھائی کو تو کھائی خاک
 عالم خاکین اسی ہوا تپ ہو ٹھہرے ان پانی
 فرق ہو گیا چھوڑی ہو آدم میں انکی جلد
 لیکے مرنے پتھر کھا جاے فرش سجھائی
 میرے کشیر بنائی انخون نے جنکی جہان سو ٹھائی

عاشق خدای جانخواه کسان بملک
میان کین کی بر طرنگاه کربین
مکان بود که بگلستان کربین
مقصود گری پنهان بملک
اس نیم جان بختیواران
مین بختیواران بختیواران
کرمانشاه بختیواران
او عشق کی بود بختیواران
چرا فرستاد

[illegible]

جی میسر نے دیا نہوا لیا کہ صول یار

افسوس ہو کہ رفت ہو ایہ جوان ہلاک

چند چکر کسو کو چایا پوچھو آئے ہو ملک

جب کہی بہ تہذیب تو گوشہ نشین کہو و نہ

صبر کر کیا بتا ہیوں پھر توین دنکے بعد

اب جو چھائی میں قافی وقوع لطف نہیں شک

انکھیں کھولیں جاں کے کستوریر نہونی ہو جس

ساری بات کہانی کہی ہو چیکر سو دھڑک

رویف کاف فارسی

سرگرم بے اہل کو یہی خجہ کھم بے رتبہ ہیں لوگ

راکیات کہیں ہم کسے بڑے بیان کشتیوں

خوب تامل کر اہوں تو سب مجھ سے بہتر ہیں

بدترایے یاون کسو کو تو میں اسکا عیب

دیوانی نہیں شہرِ فا کے راہ درسم کے ہمسو میر

دلی کیوچی وندے والے قاطبہ گھر گھرین لہگ

برکتے ہیں و درخت ہر ہما شانی مارا لگ

و منتهی به اسم راگ به معنی قرار راگ

لے اکر یہ جہت گئے رہ رہا رک

کتابخانه ملی ایران

یہی اس پتہ کی رہنمائی ہے

اگر کسی نے اس کتاب کو غفلت سے

نکاح

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
موسى عليه السلام

برسون بدارم فلک کمالیو بدین سوار
زلف خان خدایه که جهان را یک جیس
عقل بهی است که فطرت کی که زمین پاک
بدر قدم چوین و پاک خطی قلمین کفر
فکر نه که بجای این بین یک قامت پادشاه
دینا جانیدن نام تو میم غور اندین باجها
چو باد که جا ستیزن بی تو گشتین پیروان

رولفت لام

۳۹۸

دل لگ لوگ کہا کرتے ہیں نیکو چاہنا کیا ہوں
 چشم بصر سے دامن ہو تو عجب تاب دید کی جاوے
 منہ سے کلام کی طرح نیکو چاہنا کیا ہوں
 تو نہیں تو قطر خون سے منہ کی جاوے
 جس کو کونٹا دہان ہم شہر آتے ہیں
 نہان بچو تو دیسا ہی صحرے ہوں
 جو چھو نہا دیوے

Handwritten text in Urdu script, likely a continuation of the previous page, mentioning names like 'میرزا' and 'خان'.

[illegible]

بستر سے اوپر پھول ترنارہ رنگ دور
 سو کچھ ہی دیر کے تو ہو تاج و خاں گل
 دیکھا کھنڈہ نہ تو سنا ہو فکندہ میر
 داغ جنوں سے سر پہ ہمیشہ بہار گل

صد ہزار افسوس اگر غالی لہو جام گل	بے خزانہ میں سے لب لک گل ایوا گل
دریغ بھی تہ ہو تو ہم موسم گل میں اسیر	تو نہ پیشانی میں اپنی سجدہ آ پاس گل
دعویٰ حسن سرا یا تھا یہ نالان نہ جاوے کچھ	شافین پر گل جھلک لیں یعنی بہت تر گل
کیا گل متا بنبو کیا سمن کیا سمن	ہر صیقہ میں نقش ہاں لے سکے پاس گل
جیتو جی تو داغ ہی رکھا سو تو پر کیا حصہ	گور پر دسو یہے جون شمع سر گل گل
بیدی بلبل نکرتا شیر میں گو تو جو داغ	خوش زبان عشق کو جب ہو بکھر کھا گل

رنگازنگ چمن میں ایک موسم گل میں گل	ہمتو اس میں داغ تھو سو اچھی چلک کھا گل
بارگاہ کو ہو کر جیسے یاد رکھتا ہے صحر میں	طرفہ تو یہ ہر اب منسک گور پر پھیلا گل
آتی شب گل میرے عین لیا صبح بہار کیا گل	
داغ جنوں پر سر پہ بہار شمع کو رنگوں چھا گل	

بیا میرے چہرے میں سکون و قراں دل
 ایسے ندین سے مطلق اب غنا چاں دل
 کوئی نہ بین اور مطلق فانیہ خراباں دل
 قاریاں کچھ دھکے ہر وقتا رہند صاحب
 روز فراق دل پر ہے ہر وقتا رہند صاحب

۳۹۹

بہار دہ اداسی پہنکھیں شوقی ہو جان گل
 آنس ہو عشق کی سب چھانی ہو تن گل
 پہلو میں رہ گیا ہے ہو کر کہا بابا دل
 غمستہ لگا رہا اس بن جو رہ نہ ملنا
 شرمندگی سے ہوا لگا ہے میرا بابا دل
 مریاں اب وہی بہت مریاں گل

بہار دہ اداسی پہنکھیں شوقی ہو جان گل
 آنس ہو عشق کی سب چھانی ہو تن گل
 پہلو میں رہ گیا ہے ہو کر کہا بابا دل
 غمستہ لگا رہا اس بن جو رہ نہ ملنا
 شرمندگی سے ہوا لگا ہے میرا بابا دل
 مریاں اب وہی بہت مریاں گل

صرنا بالین سے اوٹھاوین کاشکویہا عشق
 سوطر لیجاتی ہے ہمکو نشان طری
 ہوگا ایک ہنگامہ برپا فتنہ زیر سرین ہم
 نمایاں کو ڈھونڈھو ہو تم کیا جانو کید حرم ہم
 بیدار بیجاقت بیدین دلچاہ و بربین ہم
 اگر نذر وین کیا کرین بہر جاہ و سوار کیسی

و جو رنگ مکھی اہل سہ سہ نکلا: میر
ہم نہ رکھتے تھو ستارہ یعنی بد اختر ہیں

کما سنتو تو کا ہیکو کسو سے دل لگاتے تم
 شکیبانی کمان جواب ہی جاتی ہونی عتر
 یہ حسن خلق تم میں عشق سحرید ہوا درند
 نظر ز دیدہ کرتے ہو چھکی کشتو ہو بلیکون کو
 یہ ساری خوبیاں ل لگنی کی ہیں مت برا
 پھر کرتے تھے جب مغرور اپنے حسن آتے
 نبھاتے سطر ت تو ہاتھ سے اپنی نجاست تم
 کہ سحر دہ ناز جس سحر فروہ گز دلالت تم
 کھڑکیے روٹھ کر دو دو پہر تک کب مناتے تم
 لگیں ہوتیں انکھیں توجہ انکھو کو چھپاتے تم
 کسو کا بارشت بے علاقہ لب آٹھاتے تم
 کسو سے دل لگا جو یو چھتو ہوا تو جاتے تم

جو ہوتا ہے سو سر کے ٹکڑے اک ٹخن الٹو
بہت تو پاں کھاتی ہونٹ فہر سے چبا ستم

اسکی گلی میں غش جو کیا اسکے نہ ہم
سو تو غنچہ پہو کسو گلخن کا اس پاس

سر بالین سے اوٹھا دین لاشکر بیا عشق
 سوط لب جاتی ہے ہم کو نشان طری
 اگر نہ دین کیا کرین ہر چار سو ہر یکسی
 ہو گا ایک ہنگامہ بر یافتہ زیر سرین ہم
 بیان کو دھونڈھو ہو تم کیا جانو کیدھرین ہم
 بیدار بی طاقت بیدین دلے دلبرین ہم

وہ جو رشک کہ بھی ہیں راہ سے غلام میر
 ہم نہ رکھتے تھو ستارہ یعنی بد اخترین

کما سنتو تو کا ہیکو کسو سے دل لگاتے تم
 شکیبانی کمان جواب ہی جاتی ہونی تم
 حسن بخلق تم میں عشق ہی پیدا ہوا در نہ
 نظر دیدہ کرتے ہو چھکی کتو ہو بلکون کو
 بے ساری خویان لگن کی ہین مت برانہ
 پھر کرتے تھے جب مغرور اپنے حسن آتے

جو ہو تو میر سوسر کے نکرتے اک سخن نہ
 بہت تو پاں کھا تو ہونٹہ غصہ سے چباتے تم

اکی گلی میں غش جو کیا اسکے نہ ہم
 سو تو غنی ہو کسو گلخن کا اس پاس
 پھر ہو چکے وہین کو میں گھر جاسکے نہ ہم
 اس تنگ مین بانوں بھی پھیلا سکے نہ ہم

[illegible]

رونا روز شمار کا مجھ کو آٹھ پر اب رہتا ہو	یعنے میرے گن ہو نگو کچھ حصہ حساب نہیں
نگ شکستہ دل ہو شکستہ سر پہ شکستہ پیر	حال سو کا اپنا ساہن بخانی میں خراب نہیں

تھہرین میسر کسو جاگہ سیم و لکو قرار جوٹا کے
ہو کہ فقیر اس در پڑھیں اس کی بھی سیم تانیں

آنکھیں سفید دل بھی جلا انتظار میں
 دنیا میں ایک دو نہیں کتنا کوئی قیام
 دیکھیں تھیں ایک روز تری دست لکھڑیا
 انگڑتھا دل نہ تھا عراجہ تہ زمین
 بیدم ہیں آگاہ میں اکدم تو بیکم دیکھ
 محل کے تیرے گرد ہیں محل کے ہزار

شوراب چمن تین مہری عثمانی کاہرہ میر
ایک غدا لیب کیا ہو کہو نہیں تہار میں

طلب ہے کام دلی اسکا بالونکی دھیرہ مہین	گدا لئی شب کو رینج نہیں خجالت فقیر نہیں
نگہ غفلت میں اس میں دیکھا نکلی ہے اور لہجہ	لگا تیرا کچھ چھاتی میں ہماری گوشہ پر نہیں
نظر اسکی نظر آئی ہے سیاحان عالم کو	سیاحت و در تک کی ایک ہر وہ فیض پر نہیں

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

کمان بات ان کا سبب دیکھا ہے کہ جنت میں
 بیابان ملک کو کہ جنت میں ہے
 دل انسا ہوا شفقہ نور شہد رو کا
 کہ اپنے علی سانس سے دشت ہر جگہ
 کہ ہون ہون گلاس ماننا میر صاحب
 کیا فرست دے دل بد تک باغ و دنیا کو
 بس ہون گلاس میں آنکھیں دیکھا ہون دنیا کو
 ۴۰۴

ان اجڑی ہوئی بستیوں میں ان میں لگتا
 ہر جی میں وہیں جالبین ویرانہ جہان ہو

وحشت ہر خرد مندوں کی صحبت سے مجھے میر
 اب جا رہوں گا وہاں کوئی دیوانہ جہان ہو

اپنے حسن پر آج مت مغرور ہو
 دیکھو وہ راہ چلتا ہے نہیں ٹک رہنہم
 شہر دلی کیا خرابی کا بیان باہم کریں
 ہم بخل اس سنگدس کا شکے اس دم جو
 پاس تو ہی جسکے دی ہی کل کہیں دور
 پاؤں اُسکے آنکھوں پر رکھ لیوں چون منظور
 اُسکو ویرانہ نہ کیے جو کچھ معمور
 شیشہ می پاس ہو دی اور وہ مخمور

عشق و لکش فرج ہی بر کھیل قدرت کا ہر میر
 صرف کرے اس میں اپنا جقدر مقدور ہو

عاشق ہو تو اپنی ٹہنی دیوانہ سب میں جا رہو
 دوستی جسکو لوگ کہیں ہیں جاسر اسکو خصوص
 دل لگنو کی چوٹ بری ہو اس صدمہ و خدا
 آئی بہار جنوں مبارک عشق اسد ہمارے لڑ
 شاعر ہو سچ چکر ہوا چیمپن جان تی این
 ابر سیہ قبلی ہی آیاتم بھی شیخو پاس کرو
 چکر بارو جیسے بگولا خاک اتر آسنے
 ہو جاوی جو نکو کسی ترامقد و چھپا نہ رہو
 بارو سچی و شش کشش سر جیکو ہی بکا نہ رہو
 نعل جڑے سینو پہ پھر دم داغ سر نہ جلا نہ رہو
 بات کرو ایات پڑھو کہ بیتیں بکوتا سنے
 تحقیقی ملک لپٹی باز ہو ساخت ہی ہر تار ہو

اگر باجی جنت کر کے جہان میر
 زمین سو آسمان تک میر
 دو بال کیا دو نو زمین اسکو
 کیا چکر ہوا چیمپن جان تی این
 ابر سیہ قبلی ہی آیاتم بھی شیخو پاس کرو

زمین سو آسمان تک میر
 دو بال کیا دو نو زمین اسکو
 کیا چکر ہوا چیمپن جان تی این
 ابر سیہ قبلی ہی آیاتم بھی شیخو پاس کرو

رنگ صحبت کسکو دکھاوین بانی پی قسمت کی
بند نہیں جو کرتے ہوں میں کسورا خون کو
انکھ چھپکتی جاتی نہیں تنہا اگر چہ وہ روشن
غیر سو غیر متبرہ آسان لیکن تیرے ہونے نہیں

ساغر و دشمن کو هو، ملکوز بهر سنگا و هو.
 چیکه کن دینان خون سر شاید و لکوه و هو.
 ماه بھی ٹھا جاتا ہے جب منہ سر نقاب ٹھا و هو.
 بات بتاویں کیا ہم ملکوت ہم کو تو متا و هو.

میر تقی حسین چپ جانی بن جان چلن

طول چار گھنٹے کو دیکر جیسے حیران و حیرت ہو

کہتے نہ تھوہم تہ سے دل ہاتھ سومت ویکو
 اُن پلکوں کی کاوش سر زخمی ہر جگر سارا
 کیا جان لہو کے جانا سے چھپا نامہ
 دل خستہ شکستہ دل دل بستہ گریز دل
 اس راہ سے تر تار دل کسب ہوا کا ہے
 بات کہوں کیا چپک چپک دیکھو ہو آئینے کو
 کیا جانو تم قدر ہماری مہر و وفا کی لڑکے ہو
 پھر اہام محسوس کا جب کو کڈھب آتا ہے نظر
 وہ جو غیرت ملتا ہے غیرت ہی ہم میں غیرت کش

مست کھا میو غم اتنا اپنا نہ لہو چھو ۛ
 لئے تارنگا ہونکی نازک سار نو کیجھو
 جینا تو کوئی دن ہر تم میرے مست کیجھو
 ہو ان میں کوئی اسکا دل تھیں تک کیجھو
 سیرے پھڑپھڑ سینے کو زہنا نہ تم کیجھو
 دیکھتے ہو تو دیکھو ہمارے جلنے تو ایسے سینے کو
 لو ہوا پنا دین میں تھارے گرد کیجھو
 تم بھی عنیت جاو میان سیر و دس نکو جینے کو
 سال ہمارے جی کا ہو گا ظاہر کوئی سینے کو

[illegible]

کچھ بچیں جو
سورگ آبا سے بار ویکوڑ سیر کرو
بیشی سایہ سو گن میں اب مکیوں کی طرح
پیشی سعادت کیا جانی تو غریزہ کی طرح
میں توبہ پہنچا ہوں کہ کوئی اپنے بہت
انکار نہ ہو جس طرح کمال اسکو کر

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible]

کج و غمناک و دشمن جان
 ان سب کا دل نہیں
 توید و صل و دل نہیں
 ان راتوں ہی میں
 ابد سے کہ اس کو
 کفن کی شکل پر
 شمعوں کی گالان میں
 سب کو چشم بست
 سجد ہو یا کہ
 سکر نہیں ہے کوئی
 ذات مقدس

وہ محبوب جنک ہوتا ہے حسین ناز و عتاب ہو
روز و شمار میں یا رب میرے کمزور کا صاحب ہو
رحمت ہی اس خستہ جگر کو دے جس کا قیام ہو
خواب ہمارا ہو ہو ہر لوگوں کا سا خواب ہو
برعکس و کلام لا ابھی ان جو یونہی آئے ہو
جسد کا سہ چوبین میں میرے کچھ بھی نہ رہا ہو

خشم و خطاب چہین بر چہینج حسن کمر خاؤ کا
 نے کچھ کہا کیا ہر حد و حساب افزون ہو
 صبر بلا یا ہر عشقی پر حوصلہ والی کرتی ہیں
 جس شب گل دیکھا ہر صبح کو اُس کا یہ دیکھا
 نہرین چہین کی بھر کھینچیں گویا یادہ لعل سر
 اس نہیں توستانہ ہوتا ہوں کوئی کوچہ گدا

تم دارنی کچھ دیدہ ترکی میسر نہیں کم دریا ہے

جوشان شور کنان آجاوی پیشه سلاب نه ہو

ہنس کر کھول رکھی ہوا پنی کہ تم کہتے ہو
 تو بھی ایسی قیمت پر تم اگر عمارت کھنڈ ہو
 کیا جانیں ہم روز و شب تم کہ عورت ہو
 کہ تم اہلستان مجرم اس غمزداد خسرو

کھوئے آگ لگی ہو تو زہین تو ہٹتے ہو
 درج گوہر مال نہیں کچھ دین در بستہ سحر اگر
 ستور او مین دیکھ لیا ہو بستی یمن کو تمھیں
 بر کرم کی راہ تگوا ب حمت حق پر نظر رکھو

پیر یمن بھی جوان رکھا ہو و خستہ ناک کی صحبت نے

یعنی پانی و انگور می میسر ہو کر کٹمستی ہو

خاموش ان لبوس کوئی بات ہوتو ہو

ایہیں رکی پے اُس سہ ملاقات ہو تو ہو

سجد ہو یا کہ سجد کو چشم سے
سنگین ہے کوئی بیاد کا میر کے
ذات مقدس ان ہی ذات ہو تو ہو
مژہ وار کو محبت غش کی کہ جو حال پر بھی نظر
بھی حال چلتے رہا کیا تو مال پر بھی نظر
کین دل بھی کہ انکے ہیں شوقین ہر حال پر
ہو کہ جو رفته خرام کے تو جمال پر بھی نظر
نہ جو دہر سادہ توبہ بھلا کہ فری آنکھوں میں
نہیں سادگی ہی میں لطف خط و خال پر بھی نظر

۸۰۰
رویت کیا ہے پور
ماں کو چار مہینہ کر لیا پورا ہر قدر کر سنا
جان عزیز بھی ہوئی کاش ابھی سال بھر کر سنا
کسی وارہ عشق وین کی اک شمع ابھی اٹھائی
رہی بھری بے محل بواہ کی گرد غبار کی ساتھ
وہ خط نہیں جاتا ابھی آنکھ روئی تھی چپاس
چاہے کتنی بھی باتوں میں بھی تھا یہ کہ کیا
تھی مارو کہ کھانے کو دیا

فناں

<p>اب کچھ فرسے پہ آیا شاید وہ شوخ دیدہ آنکھیں ملا کہ جو تو کب تک کیا کروں میں پانی بھرا یا منہ میں دیکھے جنوں کی طرب سار کو اس پہی کو لگتا نہ تھا چمن میں آنکھیں میں بھر رہی ہیں اپنی نظر کی کیسر چل سیر کرتی تو بھی تابہ آنکھیں میں محراب میں رہو نہ سجدہ کیا کرو نہ پردانہ گرد پھر کر چل یعنی بگڑاؤ لیکن دیکھا مجھ کو شب گل بلبل زبو چمن میں قلب و کبد تود وادوں تیر و نس چمن رہی باین</p>	<p>روزی سب پر آئی خاک ہمارے سر پر میر مدت میں ہم تک لگتے تھے اسکی دیوار کے ساتھ</p>
<p>اب اس کو پست میں پر جون میوہ رسیدہ دنبالہ گرد تیرے راویا ہوئے رسیدہ وہ کس منزل پر ہو گئی رہا سبے نامکدہ مغروں کا ہی پر ہی تھا قند کشیدہ جھلٹی ہوئی زمین پر رک پاؤں دیدہ دیدہ سندھ پر نہ چمن میں گھما سے نو دہر بیوقت کیا ہر طاعت قداہ ہو خمیدہ خاموش رانگو تھی شمع زبان بریدہ بولاکہ میرے سنہ پر کیا کیا دہن و دیدہ وہ اس ستم کشی پر سے ہوئے کبیدہ</p>	<p>اشعار میر سب نے چمن چن کے لکھ لئے ہیں رکھیں گے یاد ہم بھی کچھ بیتیں چیدہ چیدہ</p>
<p>ہم جانتے تو عشق نہ کر لو سو کر ساتھ یہ جانی دو لکھو خاک میں اس آرزو کے ساتھ</p>	<p></p>

اب کچھ فرسے پر آیا شاید وہ شوخ دیدہ
 آنکھیں ملا کہ جو تو کب تک کروں میں
 پانی بھرا یا منہ میں دیکھے جنوں کی طرب
 سال کو اس پر ہی کر لگتا تھا چمن میں
 آنکھیں میں کچھ ہر یوں اپنی نظر کی کیسر
 چل سیر کرتی تھی تاج آنکھیں دل میں
 محراب میں رہو نہ سجدہ کیا کرو نہ
 پر دانہ گرد پھر کر چل بھی بچھاؤ لیکن
 دیکھا مجھ شب گل بلبل زوہ چمن میں
 قلب و کبد تو دونوں تیر و نسیم چمن رہی بیاں

اشعار میر سب ز چمن چن کے لکھے ہیں
 رکھیں گے یاد ہم بھی کچھ بیتیں چیدہ چیدہ

ہم جانتے تو عشق نہ کر لو کہو کہ ساتھ
 لیجاؤ لکھو خاک میں اس آرزو کہ ساتھ

ادب و فن

خواہش نہ ہوئے دل کی جو حاصل تو موت ہی
احوال میرد یکم نہ بین حی تو مار و یکم

پیدا ہو یا خدا نہیں اس دل با دل ساتھ
 ملکہ ہا کشادہ حسین خوب زشت سر
 گو دست لطف سر سر اشعار کوئی شفیق
 ندیر وستان سر ہو بالعکس فائدہ
 کی کشتی اسکی پاک زبردست عشق تو
 او باش رشکون سر تو بہت کر حکم عاش

دیر و حرم ہو کہین ہو ہی خدا کر ساتھ
 کیا امین کری ہی بسر یان حیا کے ساتھ
 دل کا لگاؤ اپنا ہو دست دعا ساتھ
 ہو درد عاشقی کو خصوصیت دو اگر ساتھ
 جن کو ملاز با تھ نک ایک اس بلا کر ساتھ
 اب عمر کا ٹینگا کسو میرزا کے ساتھ

کیا جانوں میں چین کو دلیکن قفس چمیر
آتا ہی برگ گل کبھو کوئی صبا کے ساتھ

<p>سے آبر و فقیر کی شاد و ملا کے ہاتھ اٹھٹھا ہمارا خاک سے ہر اب خدا کے ہاتھ تو گل گل ایک دیکھا ہرین ز صبا کے ہاتھ کسٹ صوب سولگ گیا ہر یگو ہر گدا کے ہاتھ عقدہ کھلے گا میرے مشکل کشا کے ہاتھ</p>	<p>سے وقار کیا ہر کسو خود نما کے ہاتھ بھلا دیا فلک زمین نقش پا کے رنگ انکھو نہیں آشنا تھا مگر دیکھا تھا اکہین دیکھ اُسکو محکویار و ن فرحیران ہو کہا دلی گرو نہ ناخن تدبیر سے کھلی</p>
---	---

[illegible]

210

۱۰
دو دلی سوزان محبت کو جو ہر نوعی عشق پر ہو
دو دلی کی بغیر عشق کی آگ لگا لی ہو
یہ بلا یمن سر نہایت درد نگیں ہوئی تھا
پاری ہوئی پیار کا ہوئی نہایت آفت
کس کی نہایت آفت ہوئی
کس کی نہایت آفت ہوئی
کس کی نہایت آفت ہوئی

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين
اللهم صل على سيدنا محمد
وآله الطيبين الطاهرين
الذين هم خلائفك بعدك
وخلافة رسولك
اللهم صل على سيدنا محمد
وآله الطيبين الطاهرين
الذين هم خلائفك بعدك
وخلافة رسولك

وہ جو کتنا تھا تو ہی کر بوقت
میسر کا سو کا کب تو نے

<p>پچھو پار گئے آنے کی مگر گرم خبر سے اس فاست و چلب کا انداز دگر ہے تو سامنی ہو ہمدم اگر تھکاو عکبر ہے بچکا نکل اویسیل کہ بان شیر کا در ہے مہ سال ہوا ہم کو گھڑی ایک پہر ہے تم آؤ چلے داعیہ کچھ نہ کو اگر ہے جس دلبر خود کام کو دیکھا سو نفر ہے دلکش ہو نک ای مرغ چین و نت سحر ہے اب دیکھتے ہیں اسینچ جی ہی کا ضرر ہے کیا ساتھ تراکت کر گ گل سی کر ہے اواہ سحر گاہ اگر تھک میں اثر ہے محررت میان دار چمن شیر و سپر ہے کچھ اور سخن کر کہ غزل سلک گہر ہے</p>	<p>نکھون کی طرف گوش کی دیر و لقا پوراہ و روش سر و گشتان میں نہ ہوگی یہاں پتہ شوق سے الیت اور ہر سے وہ نادک دل و دہر لاکہ مرو جی کا نیا پھیل پڑی مدت بھران کہ پوچھو کہ جان کہ جسکے اندر سو لڑ سے تجسا تو سوار ایک بھی محبوب نہ نکلا شب شور و فغان کرتے کو جھک تو اب تو سوچتے کہ سودا کی بے بین ہر کچھ سود شاہ پر رکھا بار جو بچو نو کتا تو کچھ چلے کر کام کو سود میں گنو عرش پہ تو کیا پیغام بھی کیا کر کہ او باش ہر عالم ہر بیت میں کیا سیر نری باتیں کٹھن ہیں</p>
--	--

۱۱۳

ہم نے خدایان کو تو یہاں کیا کر سکتے ہو
کسی پر احوال کیا کر سکتے ہو
کیا بیاں کیا کر سکتے ہو
کیا حکم کیا کر سکتے ہو
کیا شخص کا کیا کر سکتے ہو
کیا شوق میں کیا کر سکتے ہو
کیا شوق میں کیا کر سکتے ہو
سب جانتے ہیں ارشد مراد تو یہاں کیا کر سکتے ہو
کیا یہ کسی کی عیب ہو مانع کہ ہم نے کیا کر سکتے ہو
تجارت میں جاکر بھولنا ہم عشق جنون کو روکا
دل کی تلاش میں اٹھ کر گئے تھکے تھکے پید ہوئے
جان کا بڑا گرامی گوہر اسکا گلشن کھوئے
اس عالم سے اس عالم میں کیا کر سکتے ہو
کیا کوئی نظام نہ تھا وہ دہانتا تو کیا کر سکتے ہو
انہی باتوں کا کیا کر سکتے ہو
کیا کوئی نظام نہ تھا وہ دہانتا تو کیا کر سکتے ہو
کیا کوئی نظام نہ تھا وہ دہانتا تو کیا کر سکتے ہو
کیا کوئی نظام نہ تھا وہ دہانتا تو کیا کر سکتے ہو

ہوا کا دوسرا کھانا دوسرا کھانا دوسرا کھانا
 زنا کے لئے بہت سے کھانا دوسرا کھانا دوسرا کھانا
 دوسرا کھانا دوسرا کھانا دوسرا کھانا دوسرا کھانا
 دوسرا کھانا دوسرا کھانا دوسرا کھانا دوسرا کھانا

<p> جہور راہ اسکی دیکھا کر ہے اکثر وحش اور طیر آنکھیں ہر سو لگا رہی ہیں شاید کہ وصل اسکا ہو تو جی بھی ٹھہرے مدت سے چشم بستہ بیٹھا رہا ہوں لیکن گو ہاتھ وہ نہ آدمی دل غم سے خون کرتا یہ گل نیا کھلا ہے بے ہال تو قفس میں دیکھ نہ چشم کم سے یہ آنکھ دیدہ ہائے گلشن سے قفس تک اور ایک سی ہے ہر ایک خراش ناخن مجھ سے صدر تک ہے </p>	<p> جہور راہ اسکی دیکھا کر ہے اکثر وحش اور طیر آنکھیں ہر سو لگا رہی ہیں شاید کہ وصل اسکا ہو تو جی بھی ٹھہرے مدت سے چشم بستہ بیٹھا رہا ہوں لیکن گو ہاتھ وہ نہ آدمی دل غم سے خون کرتا یہ گل نیا کھلا ہے بے ہال تو قفس میں دیکھ نہ چشم کم سے یہ آنکھ دیدہ ہائے گلشن سے قفس تک اور ایک سی ہے ہر ایک خراش ناخن مجھ سے صدر تک ہے </p>
---	---

<p> یہ عاشقی ہے ایسے جیو کے کب تک ترک وفا کرو ہو مرنے کے میر ڈرے </p>	<p> یہ عاشقی ہے ایسے جیو کے کب تک ترک وفا کرو ہو مرنے کے میر ڈرے </p>
--	--

<p> ہووے پیوند زمین یہ رفتنی شمع کے اوپر پھری ہے مرنی مجھے اکدم کے لیے کیا دشمنی ہر زمان کرتا رہا ہوں جان کنی </p>	<p> ہووے پیوند زمین یہ رفتنی شمع کے اوپر پھری ہے مرنی مجھے اکدم کے لیے کیا دشمنی ہر زمان کرتا رہا ہوں جان کنی </p>
---	---

فائدہ ہے بار بار کے پھر اور بھی کجا
 زینت ہے بار بار کے پھر اور بھی کجا
 زینت ہے بار بار کے پھر اور بھی کجا
 زینت ہے بار بار کے پھر اور بھی کجا

۴۱۲
 بنادیا ہے ایسی مسکراہٹ
 خدا اچھا ہونو کہے نہ فرشتہ نہیں جی
 کیا خط لکھوں میں روئے نہ فرشتہ نہیں جی
 لکھتا ہوں تو پھر ہے سنا بت بھی جی
 مہلان غم میں قفس ہوئی آرزو ہے
 اپنے خاندان بنائیں ایک جی
 اپنے کھانا ہے بار بار کے پھر اور بھی کجا
 زینت ہے بار بار کے پھر اور بھی کجا
 زینت ہے بار بار کے پھر اور بھی کجا
 زینت ہے بار بار کے پھر اور بھی کجا

چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے
 چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے
 چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے

چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے
 چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے
 چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے

چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے
 چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے
 چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے

ادھر مطرب کا عودی سنگ کی طناز آتا ہے
 خیر ہر شرط اتنا مست بے بس ای ابر بارندہ
 اٹھی ہو گرد و مہشو قناد اس تربت و عاشقی کا
 عجب رنگ حنا طاس ہر دست آسنو خیا کا
 وہی نازان خرامان کبک سا آیا مری جانب
 رہائی اپنی ہے دشوار کب صیا و چھوڑی ہو

عجب ہیں لوگ جو کہتی ہیں وہ ناساز آتا ہے
 مہین بھی راج روناور دل پرواز آتا ہے
 کہہ دو تک جسکے اوپر وہ سراپا باز آتا ہے
 اڑی ہو تو بھی ہاتھوں ہی میں گر پرواز آتا ہے
 کوئی معزور وہ شوخی سے اپنی باز آتا ہے
 اسیر دام ہو طاس جو خوش آواز آتا ہے

چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے
 چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے
 چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے

اگر مسجد سے آؤں میر تو بھی لوگ کہتے ہیں
 کہ مینا نے سے پھر وہ دیکھو شاہ باز آتا ہے

اسکے رنگ چمن میں شاید اور کھلا ہو بھول کوئی
 یوں پھر تاروں دشت درینج رسی میں گشتہ
 ایک کہیں سر کھینچ کر ایسا جسکی کرین سب بوی
 کس امید کا تجکو اس دل چاہ میں اسکی حصول ملو
 لنبے اسکر بالو نکا میں وصف لکھا کہ دور تلک
 سنی حسن بستی رندی ہی عمل ہر مدت سے
 مرن و حکایت شکر و شکایت تھی کہ ضم و توفیق

شور طیور اٹھتا ہے ایسا جیسے اٹھی ہو لول کوئی
 غم کا مارا آوارہ جون راہ کیا ہو بھول کوئی
 ہو ہر اک کو قبول و لہا یہ نہ کر گیا قبول کوئی
 شوخ و شلا میں خوش زبان و ہر متلا ہو مامول کوئی
 طرف مار تو طولانی تھا پھر بھی وہ ہر طول کوئی
 پیر کیہ چہرہ تو کیا چہر چھوڑی مہول کوئی
 میر کو جا کر دیکھا ہوں ہر مرد معقول کوئی

چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے
 چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے
 چنانچہ بیاہ حال ہمارا حال ہے

۱۳۱۳
 ان سوراخوں کے تکیہ کی منہ کو سے ہی تھپا لینی
 نشہ خون پر اپنا کتا میر بھی نادان تکی کش
 مدار آب تہ کو اسکے آب گوارہ جان ہے
 جب جان گئی تبت ادنی کیوں کی ادالی ہے
 چال ایسی بیلا جبر تلوار چلائی ہے
 خلقت مگر الفت سے ہوا شورش سبونی ہے
 چسپان مری چھاتی سے دن رات نہاکی ہے
 ہم دو گون کے دوہو میں دو بھاری ہے
 اس بیتی کا جد دل ہی کیا تیر نہاکی ہے
 عشاق تو سب ایسا ہی ہوا گلا کی ہے
 ہمدردی میں اس کا ہوا کی ہوا کی ہے
 اس کا ہوا کی ہوا کی ہوا کی ہے
 اس کا ہوا کی ہوا کی ہوا کی ہے
 اس کا ہوا کی ہوا کی ہوا کی ہے

ابلیس دیکھیں سو سم گل کا ایک کیسے شکر دل لاس
 بھوکے مرستہ تنہا بین تنہا صفر اکیل گئی
 بے ذوقی بین ذوق کمان ہو کمانا بیٹا جھوکھا
 مگر سے نکلا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا کھڑا
 عشق و جنون کا آوارہ حیران و پریشان کدو جاسا
 ہم یہ خشم و خطاب سے سو ہے
 وہی تاز و غتاب سے سو ہے
 لڑچکھڑا کلب پر آسا و سہا
 جان کو اصرار اب سے سو ہے

دل کی لاگ بری ہوتی ہے رہ نہ سکے جا رہی ہر گھڑی ہر گھڑی ہوتی اپنی مطلق دل بجا نہوا ٹھنڈی ہوتی نہ ریکھو ہر گز ویسے ہی جلتی رہیں رنگ نہیں ہر گھڑی کسکے باغ و زان سو گلستان نفع کچھ نہ دیکھا ہے ایسے خراج کے اٹھاؤ بر عشق میں اسکو جان مری مشتاق چھوٹی سنسکا ہو	آؤ بیٹھتے اٹھ بھی لکھو بیٹا جب کر پھر آؤ بھی دل کی عیبیت کیسی کیسی کیاریج اٹھاؤ بھی تلوار حنا کی چھوڑا نکھون کو سہلا سے بھی برگ و بار گھڑی بکھر سرائین گل غنچہ جھاڑ بھی دل کی گداز سو لو ہو روئے داغ جگر چلاؤ بھی شوق اگر ہو ایسا ہی تمہیں کیاں مرجائے بھی
--	---

تاجر ترک فقیر ہوئے اب شاعر عالم کامل ہیں
 پیش گئی کچھ تیسیر اپنے سوانگ بہت سولاؤ بھی

کوئی نام انکانہ لو جبر ہے نہ سوز جگر خاک میں بھی گڑا گلستان کے ہیں دونوں پتے بھرے جو درویش پہنے ہے بیری لباس	کہ بیتابوں کی بنا صبر ہے موئے پر پر آتش مری قبر ہے بہار اسطوف اوسطوف ابر ہے تو پھر حبیث شیر ہے بر ہے
---	---

در کعبہ پر کفر بکتا ہے میر
 سلمان نہیں وہ کہن گبر ہے

ظلم سہریں داغ ہو کر ہیں ریخ اٹھو ہیں سو کھینچے	اب وہ دہلی تان نہیں جو اب تک آفر کھینچے
--	---

۴۱۶
 بی گنج جان خراب بخت کی
 حال اپنا خراب ہے خرابی
 نیکو لب کی ہے خرابی
 خوش بکین اب ہے سو
 خاک جگہ بدن ہوا ہے سو
 دن جلایا کیاں
 کار و بار کیاں
 کہانہ جگہ خراب
 جان و سوا کیاں
 وہ کہانہ جگہ خراب
 جان و سوا کیاں

وہ کہانہ جگہ خراب
 جان و سوا کیاں
 کہانہ جگہ خراب
 جان و سوا کیاں
 وہ کہانہ جگہ خراب
 جان و سوا کیاں

کجی کوئی پاس سے دیکھا کہ کوئی لڑکا
 اس کا نام غازی ہو سے بہن مار سے
 سید ان عشق میں چڑھو گورو کو نہ نکلا
 جو رہے ہیں اس پر اٹھائیں ٹھکلا
 کیا جائے کہاں دور پھرتے ہیں ماری مار سے
 کیا چھیاں چھلایں اہو سنے بنم شب سے
 رختے ہیں آسمان میں ساری نہیں رہے

یہ بھی شرارت یاد رہی جھوٹا جانے سے دونوں کان بھر دیں خود و نیا گرو سے کوئی عاقل اچھوٹو ہے تاج دیوانہ سے گلے سے ہمارے عید ہے جہان جلسے ہے مجھ کو تجربہ ہے خدایں کہیں ہیں یہ توحید ہے خدا کی طرف ہی کی تائید ہے یہی مسیحا جانے کی تمہید ہے دل نے پہلو تھی کیا ہم سے چاہیے عشق بھی اس عالم سے سنگے تلوار ابرو کے خم سے دیر میں میرے حال و دم سے	برسوں میں بچان ہوئی تھی سو تم موت بھگو سنی سنائی بات سو دیکھی کب جیو میں ہم غافل میری نیری کیا چھوٹا حرف سخن گنجی لک ہے کجی روزاب دید دادید ہے گریبان سائی سے خوشیہ سان تصرف میں جب ڈال دیتے ہیں بات جو آوین بتان جذب سے یان تو یہ لپیٹا ہے میں بوریا کے نماز بحر میں خون ہوا تھا سب غم سے عالم حسن ہے عجب عالم طرح پھر یوں کی بلکوں سے ڈامے نسبت اُن بالوں کی درست ہو سے
---	--

درپے خون مسیحا کے درند ہو بھی جاتا ہے جرم آدم سے	الکلیون سر چلتے طفلی میں جان ماری نام خدا ہوا اب وہ جوان بارے
---	--

کجی کوئی پاس سے دیکھا کہ کوئی لڑکا
 اس کا نام غازی ہو سے بہن مار سے
 سید ان عشق میں چڑھو گورو کو نہ نکلا
 جو رہے ہیں اس پر اٹھائیں ٹھکلا
 کیا جائے کہاں دور پھرتے ہیں ماری مار سے
 کیا چھیاں چھلایں اہو سنے بنم شب سے
 رختے ہیں آسمان میں ساری نہیں رہے

کلیں کہیں کب تک رہے ہے پھر صحت
 کچھ کہیں تو کہے ہے یہ نہ کہو
 اتفاق انکا مار ڈالے ہے
 عید ہی کاش کے رہے ہر روز
 راہ تکنے کو بھی نہایت ہے
 ہستی سو ہوم و یک سر و گردن
 وہ نہیں سرگشت سنتا تیر
 رتب ہو نفع جو کچھ بھی

گالیان کھائیے دغا کرے
 کیونکر اظہار مدعا کرے
 ناز و انداز کو جدا کرے
 جس احسے گلے لگا کرے
 منتظر کب تلک رہا کرے
 سیکڑوں کیونکہ حق ادا کرے
 یوں کہانی سی کب اکھا کرے
 دل کی بیماری کی دوا کرے

دیکھیں کب تک رہے ہے پھر صحت
 کچھ کہیں تو کہے ہے یہ نہ کہو
 اتفاق انکا مار ڈالے ہے
 عید ہی کاش کے رہے ہر روز
 راہ تکنے کو بھی نہایت ہے
 ہستی سو ہوم و یک سر و گردن
 وہ نہیں سرگشت سنتا تیر
 رتب ہو نفع جو کچھ بھی

سو تو ہر روز ہے بہتہ احوال
 منحصر ہیں آہ کیا کرے

دو چار روز آگ چھاتی گئی تھی کوئی
 کلبان چھری ہیں کچی بکھر پھول سا

سیر چمن کچھ تو جیسے ہو س نکلتی
 سو ہم میں گل کے بلبل افسوس پر پھوٹا

کب وعدہ کی رات نہ آئی جو ہمیں لوائی ہوئی
 آخر اُس و باش نہ ملا کب بتوی آئی ہوئے

نص کنان باز این کو چھو کہند بابا سی بی بی
 کیا کہیے اپنے عہد خفے اسیر
 کھوے پر جان دینے سے سار و خیر
 دل میں گرہ ہوں میں ہے پرواز باغ کا
 سو گم گھون کا جب تکین خاتم اسیر
 پائی ہے میں سے ذرات نہیں ہوئی
 و کہ سے بجا تو قیامت نہ رہے

۴۱۹
 از آتش بدن نہ ہوئی نفس میں بھی دم
 جاگے انوکھے جلے پر نقش حیرت
 آنکھوں میں ام کسو کے نہ آئے جہان میں
 از بسکہ میں عشق میں خشک حقیقت
 جو کوئی خستہ جگر عشق کا آزاری ہے
 جی چٹا وہ کہیے بنے طرح کی بیماری ہے
 کاروان گاہ جہان میں نہیں رہتا کوئی
 جسکے ہاں دیکھتے ہیں جلنے کی تیاری ہے
 ہیر و پاتیر کا آگاہ کو رہتا ہے طاف
 سارے عالم میں حقیقت تو وی ساری ہے
 آنکھوں میں نہ ہونے کی بیماری ہے
 اس کے دل میں نہ ہونے کی بیماری ہے
 جان کا دینا طبیعت کی بیماری ہے
 ہر دہ دیکھنے کی بیماری ہے
 عشق کی آری میں نہ ہونے کی بیماری ہے
 عشق کی آری میں نہ ہونے کی بیماری ہے

ہر جلد میں اس کے افراتے ہوں گے
میں کیا دل ملا

<p>داسے وہ طائر بے بال ہوس ناک حبس</p> <p>ظلم بے کچی رہتی ہے جسکی شمشیر</p> <p>انکھ مستی میں کسو پر نہیں پڑتی اسکی</p>	<p>شوق گلگشت گلستان میں گرفتاری ہے</p> <p>اس تمام کار چھا جو سے عین یاری ہے</p> <p>یہ بھی اس سادہ و پُر کار کی ہشیا ہے</p>
--	--

والی سے جزا تو تھر نہیں کچھ یا نسے مسیہ
عجربے دوستی ہے عشق ہے غم خواری ہے

درود غم سوز دل کی جو فرست نپائے
 طفل تہ بازار کا عاشق ہوں میں
 زار و تاج شرم کا کب دیکھتے
 کب تلک چاک کفن سے جھانکیے
 کب سو ہو کو تو تلاش دست غیب
 اسکی اپنی بنتی ہے ہرگز نہیں
 جو کچھ قسمت میں دلت ہو سو ہو
 داغ ہے مرغ چمن پاییز سے
 زخم سینہ مرا اسکے ہاتھ کا
 میرا کثر عمر کے افسوس میں
 پر صعبوت کب تلک کوئی اٹھائے
 دل فرشتی کوئی مجھے سیکھ جائے
 دیکھے ہیں لیکن خدا جو کچھ دکھائے
 برگ گل بان بھی صبا کوئی تو لائے
 تاکہ ترچہ اسکا اپنے ہاتھ آئے
 بگڑی صحبت ایسی کیا کوئی بناے
 خط پیشانی کوئی کیونکر ٹٹائے
 دل نہ ہو جلتا جو اسکا گل نہ کھائے
 ہو کو رجھو ار تو اسکو جھائے
 زیر لب بالائے لب ہی اسے دے

سب سے نازک قیامت اندازاً ایک بلا
 ہر جہاں میں اس کے افراط سے بڑی کشتی
 میں کیا دل ملک بھی اس کے گزرجا ہے
 مرنا تو ایک دم ہے عاشق مرے ہر دم
 وہ جیسا ہے جس کو پاس دل و فاس ہے
 خطا اس کو لکھ کے غم سے غور ہو ہوا یعنی
 قاصد کی زبان سے جیانی سیراجا ہے
 شوخی سے اس کے وہم پر ہم جہاں ہر ساز
 ہنگامہ قیامت اس کے کوئی ادا ہے

طریقات مستقیمہ
۲۰
معمور و گزری سب سے برائی کر
اب کر علیہ چیللا کہ شاید بھیجا بھلا کر
جو ہو سو ہو میرا سکو میرا خدا ہے کہ
کیا خاص نسبت اسے ہر فرد کو جلا ہے
دل پہلو میں ناتوان بہت ہے
اگر ان بہت ہے

بیت ابی زمان زماں بہت کجا
مقصود کو دیکھینا بہو خجہ یک
گر کسی نہ بین نوا آسمان بہت جگہ
کیکے نہیں لاک لاسکان کے
مگر شیشی طوطا بہت ہے
جان بڑھے جان بہت ہے
ابو محمد صاحب بیچے ہیں میر
صاحب

میرزا خورشیدی کا مایا کا مایا
وہ مجنون کا بیو گیا آخ
بکلی ادواہل
وہ ماہ

صاحب ہوتے ہمارے بندے میں ہم بھلا
 ہو ملتے کہ ہم بھی جیتوں میں اور جیت
 آشوب بحر ہستی کیا جانے ہے کب سے
 کوئی تو تھا طرف پر آواز دی نہ ہم کو
 بی طاقی سے کیونکر سزا دے رہے نہ
 کوئی تو ماہ پارہ اس بھی روا نہیں ہے

دنیا میں تیرا کھولا ہے بارہنہ

اس رنگد زمین دیکھیں کیا پیش آعمی بارے

<p> عشق بہار اور بہار جان ہے کیسی خصوصیت کرتا ہے شاید بنیو بال اس سے کہ کبھی گونہو باد چلے صورت اسکی دیدہ ترین بھرتی ہو درویش کیا دشوار گزیرہ طریق عشق سا کوئی عالم حال کسبورتہ کا بیان مانا ہے حساب دریا سی یاد خدا کو کر کے کہو تک پاس رہو جاوی داسن بدیدہ ترکی و صحت دیکھی ہیں و گی </p>	<p> چین نہیں دیتا ہی ظالم حب تک عاشق تر تا ہے دل تو پریشان تھا میرا تیرا ہے جی بھی جبر کس ہو نہ اپنے بھائی بھی کہیں پانی میں نقش لے کر تا ہے جی سو اپنی گزیر جانا ہے جو اس راہ گزرتا ہے تک جو ہوا دنیا کی لگی تو یہ کم ظرف ابھرتا ہے صد سالہ غم دیکھو اس شخص شہر و رملی بستہ ابر سیاہ و سفید ہو سو پانی انکا بھرتا ہے </p>
---	--

کیا بیچے گا بہت پر گھٹائل
بہت سے کہیں کوئی نہ ہو سکا نہ ملے
موت میں کیا شغل کی بات نہیں جلوہ کے جبران
نہ تو طالع نہ جذب کا مل

بیان جنوں
اس راہ
سج

دل جو لکنا ہے زخم اس کا لکنا
 اندھی آقا ہو گئے ہر زمان
 دل فریبیوں کی دنیا میں
 ہم کتنی نہایت جو بندہ دل
 کی ساری باتوں کو ہوتی
 انہی کو ہوتی ہوتی

بیچ ہو راحت بعد ریلے	پر پڑا واقعہ یہ ہاٹل ہے
تخ اگر در میان رہی تو ہی	یار سیرا حواں جاہل ہے
رو نہیں چشم ز سواب رکھے	سیل اسی در کاکب ز سائل ہے
عال ہم ڈوبوں کا کیا جانی	جسکو دریا پر سیل ساحل ہے

میر کب تک بجاں مرگ جنین
کچھ بھی اس زندگی کا حاصل ہے

بیکسان عشق تھی غم میں کچھ ساری گئے	باز خواہ خون تھا ماری گم مارے گئے
بارگئل تک ناتواؤں کو نہ تھا آئین میں	گزرتی تھی ہم بھی عاصم زان بارے گئے
چھاتی میری سرد آہوں سے ہوئی تھی بہرخت	استخوان اب سکو اشک گرم سو دہاڑے گئے
سخت جاگی ہو ملک جو ہو خبر گھر میں اسے	صبح ملک ہم رات دیوار و فسیں سر مارے گئے

میر قیس د کوہ و کن ناچار گذری جان سے
دو جہاں حسرت لئے ہمراہ بچا رہے گئے

بڑا رہوں بکیش ان آگاہ نہیں کوئی	ہیغم کرو خونریزی خوخواہ نہیں کوئی
کیا تنگ محفوف ہو اس نیستی کا رستا	تنہا پڑا ہو جانا ہمراہ نہیں کوئی
سو ہو ماری ہستی تو کیا مغبری اسکی	ہے گاہ اگر کوئی بیگانہ نہیں کوئی

دل جو لکنا ہے زخم اس کا لکنا
 اندھی آقا ہو گئے ہر زمان
 دل فریبیوں کی دنیا میں
 ہم کتنی نہایت جو بندہ دل
 کی ساری باتوں کو ہوتی
 انہی کو ہوتی ہوتی

نہیں کی اور کہتے بھی ہیں خرق عادت جانوں
 جب سے بیجا نے آبا یہ بھی اسکی رات ہے
 ایک طرف میں عشق کیا تھا سوائی بہ کمانسوی
 اب جو گھر سے نکلے سہا ہوں جا رہا ہوں
 اب جو گھر سے نکلے سہا ہوں جا رہا ہوں
 اب جو گھر سے نکلے سہا ہوں جا رہا ہوں

رو کی لگی اسکا سارو ہر سزا ہوا
 کوئی نہ تھا اسکا سارو ہر سزا ہوا
 کوئی نہ تھا اسکا سارو ہر سزا ہوا

دل فریبیوں کی دنیا میں
 ہم کتنی نہایت جو بندہ دل
 کی ساری باتوں کو ہوتی
 انہی کو ہوتی ہوتی

ان بیادوں سے کہ بیاہنی ہے
 عشق کی خاطر جہیز بھی دیا ہے
 رنج و غم کی خاطر کھانا بھی دیا ہے
 رنج و غم کی خاطر کھانا بھی دیا ہے

کیا شکایت کرے اُس نور شیر چہرہ یار کی
 وصل کی دولت گنو بہر ننگ فقیر چہرہ کی

اُسکے دیوانے کے سر پر داغ سودا ہو تو تیر
 وہ چھپتا عاشقوں کا اس سبب سر پر ہے

گردن کش زمانہ تو تیرا سیر ہے
 چشمک کرے ہے سیر ابطرت تو نگاہ کر
 نکلا سا ہوا ہے تن آگی ہی سوکھ کر
 جھڑی اندھو دی پرور و زو گلتا ہر صبح کو
 اک دو اجل رسیدہ جو صبر آ کر کب کچھا
 جون جون چڑھایا آتا ہر جاتی بن اٹھتے
 اس خوبصورتی سے نہ صورت نظر پر ٹہری
 پر جو ہر اسکی جینج ہو نامہ برائے قاتل
 پوچھو اسی سے مضطرب احوال دلی کہ
 جو طفل شوخ و شنگ و جوان بلند طبع
 فریاد شب کی سکے کہا سید مانع ہوا

سلطان عصر تیری گلی کا فقیر ہے
 وہ طفل شوخ چشم قیامت شر ہے
 اب ننگ کیا فقیر جو سب میں حقیر ہے
 ہو چشم ترکہ غیرت ابر طیر ہے
 کچھ بیچ جال گیسو دھن کا جو گرہ گیر ہے
 کس سٹی کا نجات ہے اپنا خمیر ہے
 صورت ملک تو سیر کی وہ بڑ نظیر ہے
 پیغام مرگ عاشقوں کو اسکا تیر ہے
 وہ آفتاب چہرہ روشن خمیر ہے
 شاید فلک ہو اگر جبرخ پیر ہے
 دیکھو تو اس بلا کو یہ شاید کہ تیر ہے

سب کو کہہ کر اس کے لب پہن
 کیا کہوں چشم عشق سے جو بھیج
 سب کو چھو چھو بلا ہٹ آہ آگ
 اب چہرے پر ہے نونو کا ترش

۴۴۴
 میں نہ آتا تھا باغ بہن اُس دین
 جس کو بہل بکار لائی ہے
 اسے اس جگہ جولی گر شب وصل
 اور کچھ شفق نہیں ہے ہمیں
 گاہ بیک غزل سراہی ہے
 توڑ کر ایلن سر دج بیاہنی ہے

عشق کی باتوں کو کہنا سنا
 عشق کی باتوں کو کہنا سنا
 عشق کی باتوں کو کہنا سنا
 عشق کی باتوں کو کہنا سنا

پری اسکے سایہ کو بھی لگ سکنے

وہ اس جنس کو کیا بلا جانتا ہے

جہاں میسر عاشق ہوا خوار ہی تھا

یہ سودا کی کب دل لگا جانتا ہے

یہی عشق ہی جی کھپا جانتا ہے

کہ جانان سو بھی جی ملا جانتا ہے

بدی مین بھی کچھ خوبی ہوو گی تب تو

برا کرنے کو وہ بھلا جانتا ہے

مراسخرا چھا بھی دانستہ ضد سے

کسواور ہی کا کہا جانتا ہے

زمانے کے اکثر تمل گار دیکھے

وہی خوب طرز حقا جانتا ہے

نہین جانتا حرف خط کیا بہن لکھے

لکھے کو ہمارے مٹا جانتا ہے

نہ جانے جو بیگانہ تو بات پوچھے

سو مغرور کب آشنا جانتا ہے

نہین اتحاد تن و جان سوداقت

ہمیں بار سے جو جدا جانتا ہے

تمام شد و یوان بنم میر تقی میر

maablib.com

کلمات میر

۴۲۵

ازلت سے اس کا عشق
 بستر سے اپنے انگوٹھ سناٹا ہوا
 بیمار عشق چار ہی دن کا ہوا
 شاید کہ دل ز پست سے زخم درون چھٹا
 غم از حد کی ذات مرو گھڑیں کچھ نہیں
 سوچیں اس کی کیسی یقین سے دل نشین
 شہیت ہو انزکف کا پیر مخان ہوا

کیا نازا سے میر اس اوقات کی
 جب کہ قد محراب ساخم ہو گیا

وہ دیکھے میں ملک بیماری میں نہایا گلشن کے طائر وں کو کیا بیروتی کی بویج اس کا غصہ یار و بلا ہی جان ہے قد بلند اگرچہ بولطف بھی نہیں ہے انگڑائی خور و یان حسرت پیش ہر من نقشہ عجب ہو اس کا نقاش ز ازل کو شب کو نشو وین باہم تھی گفتگو و دم دل بستگی میں کھلنا آسکانہ اس کو دیکھا	سو بار آنکھیں کھولیں یارین سو سر اٹھایا یک برگ گل فقس میں ہم تک کی لایا ہرگز نہ مانا نہ سمجھے بہتیرا ہی منایا سر و چین میں لیکن انداز وہ بنایا اینڈا بھری ہو پر سوجب اس پر بکاسایا مطبوع ایسا چہرہ کوئی نہ پھر بنایا اس سست ز جھٹکا یا یعنی بہت جھٹکایا بخت نگوں کو پہنے سو بار آرزو مایا
---	--

عاشق جہان ہوا ہے بڑھنگیلان ہی کی ہین
 اس قہر بجز دے کب و عجب سہول لگا یا

باتیں ہماری یاد رہیں پھر بانیں انس و مرگ سعی و تلاش بہت سی ہوگی انس و مرگ کہنوں کی دل کی تسلی جبکہ ہوگی گفت و شنود سہول	بڑھتے کسو کو سیدو گا تو دیر تلک مر و مرگ صحبت میں علما خضلا کی جا کر چھوڑ گئی گا آگ بھٹکر گی بدین اس میں چاہی ہو گا
---	---

میں نے اس کے عجب کی باتیں
 وہ تو کھڑے کھڑے غمناک ہوا
 میں نے اس کے عجب کی باتیں
 وہ تو کھڑے کھڑے غمناک ہوا

میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو میری جان بچ جائے گی
 میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو میری جان بچ جائے گی
 میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو میری جان بچ جائے گی

جب رفتنی کو عشق کا ازار ہو گیا
 تبت بہت گناہوں کی میری طرف ہوا
 حیرت زدہ میں عشق کا کامو لگا یار کے
 پہلے فگار سینہ کے اطراف درد سے
 بازار میں جہان کی ہر حسن کیا ستاع
 دل لیکے میری جان کا دشمن ہوا
 عاشق کو اسکی سے ہر لاگ کھینچی ہے
 مرنے ہوا رہا نہ ہوا تنگ ہی رہا
 دو چار دن میں برسوں کا بیمار ہو گیا
 ناکردہ جرم میں تو گنہ کار ہو گیا
 درد ازی پر کھڑے کھڑے دیوار ہو گیا
 کوچہ ہر ایک زخم کا بازار ہو گیا
 سو جیسے جیسے دیکھے خریدار ہو گیا
 جس ہو فاسر اپنے تئیں پیار ہو گیا
 یہ کشتی بھی مرنے کو تیار ہو گیا
 پھنڈ میں عشق کے جو گرفتار ہو گیا

کیا جرم تھا کہ سو بہتہ معلوم کچھ ہوا
 جو قہر کشت و خون کا سزاوار ہو گیا

دشمن ہو چکا گانگہ ہوتا ہر جیسو چاہا
 جی ہی جہان قیامت و ردالمردوان
 نازہ جھک تھی شب کو تار و نیر آسمان کے
 خمیازہ کش ہوں اسکی بدست اس اوکا
 جانا کہ منہ کھلا ہے آتش کدے کا شاید
 کی دوستی کہ یار واک روگ میں بسا ہا
 بیمار عاشقی میں شب صبح تک کرا ہا
 اس اسیا کو شاید پھر کر کنھون لڑا ہا
 لگ کر گلو سے میرا نگہائی سے جہا ہا
 سیے کو زخم جو سر کا ہو ٹک بھی بچا ہا

میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو میری جان بچ جائے گی
 میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو میری جان بچ جائے گی
 میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ اگر میں اس کو دیکھوں تو میری جان بچ جائے گی

کیا بات رہ گئی ہر سہ اشتیاق سے
 رفتی کے لکھنے لکھنے ترسل لکھا گیا
 سب زخم صدر انی تک بند خزانہ
 صحبت جو بکری اپنے میں سارا نرا گیا
 اس راہ میں یہ فائدہ سارا الٹا گیا
 بادل گرج گرج کے سناتا ہر پختا ہا
 نوبت سے ہر کوئی نیا نوبت بجا گیا
 دس گھنٹہ ناز بھار سے لیا اٹا گیا

دل دیا میں منتظر توجی سے
 یہ سادہ لوح عاقل افتادہ جس ازار کا
 عشق ہی اسکا نام الکیا ہا
 میں ہوں فانی لطف نہ بازار کا
 توں اسکا دل میں ان سینا
 لکھو دردہ ہوں اس اسم ازار کا

[illegible]

<p> و صوبہ میں آکر کھڑا اسکو جلا کر تار ہوئیں ہوش کچھ جنکڑوں میں تھا شبابی حلقہ ہو بخود کسو کو ڈھونڈھ کا لے کوئی مرغ دلکی ہی رہائی سو مراد دل اب جمع پیار کی دیکھی جو چیتوں کسو کی میں جانا نکیہ اس پر جو کیا تھا سو اگر اب تر پر </p>	<p> چاہ کر اسکو تئیں میں لوگ نہ گار ہوا حیف صد حیف کہ میں دیر خبر دار ہوا وہی خود گم ہوا جو اسکا طلب گار ہوا پر شکن بالون میں وہ اسکو گرفتار ہوا کہ یہ اب سادہ و پرکار مرا بار ہوا یعنی میں شوق کی افراط سے بیا ہوا </p>
---	---

کیونکہ سب عمر صعوبت میں کٹی تیری میر

اپنا جینا تو کوئی دن ہمیں دشوار ہوا

آج خوش رہ کر جوان مطلوب حسین نے لطف کیا
آنسو کی بوند آنکھوں سے دونوں اتونکھڑا ایک نہیں
مرا جیسی صبر کیا تھا ویسی ہی بی صبری کی

پیر فقیر اسے دندا نکو ان زردندان مرد دیا
دلکی طپیدن روز و شب خوب جگر کا لہو پیا
ہمارے دینے افسوس کوئی دن اور نہ یہ بیمار دیا

باته کمر استاهون دلبر برسون گذری بجز انجمن

ایک دن اُن زرگے سر ملکر ہاتھ میں میرا دل نہ لیا

ب بار دوہر کو کھڑنک جو یار رہا
وفا دل گئے تھے انہوں کی اٹھی بھی گرد

حیرت سے آفتاب جہان کا تہلکا
کیا جائے غبار ہمارا کہاں رہا

[illegible]

درم کر کے نہ کمالی جی ہو چکا
 جان بوجھ کر نہ بھولے خطا باب
 سہا جی کا کہنا ہے کہ آواز کلاں آفتاب
 سہا جی کا کہنا ہے کہ آواز کلاں آفتاب
 سہا جی کا کہنا ہے کہ آواز کلاں آفتاب
 سہا جی کا کہنا ہے کہ آواز کلاں آفتاب

جاکے اپنے سارے جی سے
 جاکے اپنے سارے جی سے
 جاکے اپنے سارے جی سے
 جاکے اپنے سارے جی سے
 جاکے اپنے سارے جی سے
 جاکے اپنے سارے جی سے

اس کی دوستی میں نہ معلوم کچھ
 اس کی دوستی میں نہ معلوم کچھ
 اس کی دوستی میں نہ معلوم کچھ
 اس کی دوستی میں نہ معلوم کچھ
 اس کی دوستی میں نہ معلوم کچھ
 اس کی دوستی میں نہ معلوم کچھ

عاشق سے جو بندھے نہ کر تو ہے کیا عجب	غرض نکاسے ہوئے لچا لکس کی کوئی
کر جائے کوئی رفتہ سفر تو ہے کیا عجب	ترک وطن کیا ہو عزیزوں کی جاہ میں
ہو کر ہم سے دست بستہ ہے کیا عجب	برسوں کے ہاتھ مارے ہیں سر پہ اس بغیر
پونچھے ہر اس سے ہلکو ضرر تو ہے کیا عجب	معلوم سود مند ہی عشاق عشق میں
اب آوے وہ کچھو کچھ تو ہے کیا عجب	گھر بار میں لٹاکے گیا گھر سے بھی نکل

ملتی نہیں ہے آنکھ اُس آئینہ کی تیر
وہ دل جو لیکے ہو کر تو ہے کیا عجب

کرنا جو کچھ ہو تم کو سو کر لو شباب اب	آیا ہے شیب سر پہ گیا ہے شباب اب
پایا قرار یہ کہ رہوں میں خواب اب	بگڑا بنا ہوں عشق سے سو بار عاقبت
تو تو ہوا ہے مجھ کو بہت سا خواب اب	خونریزی عاشقوں کی ہے ظالم اگر خواب
دل لگیارہی پہلو میں ہو کر کہا اب	بھڑکی درون میں آتش سوزندہ عشق کی
رہتا ہوں میری خاک کو ہر دم غدا اب	ہوں اُس سبب شتی روجہ میں جھیم میں
دیکھیں جو لاوے باد کوئی کیا جواب اب	قاصد جو آ یا چپ ہو نشان خطا کا کچھ نہیں
یاں خود حسابی میرے تو ہے جیسا اب	کیا رنج و غم کو آگے ترے میں کروں شمار
نزدک شاید آیا ہے منہ گام خواب اب	جھپکے ہیں آنکھیں اور جھپکی آتی ہیں بہت

کوئی نہ دینا دینا سوالی
 کوئی نہ دینا دینا سوالی
 کوئی نہ دینا دینا سوالی
 کوئی نہ دینا دینا سوالی
 کوئی نہ دینا دینا سوالی
 کوئی نہ دینا دینا سوالی

دہ ستر اس ہلکے شکر کوئی اس سے وفا سے دل لگا ہے بہت
 اس کا سو سننے سے بہن کے گدے کیان ہوا
 جادو کر رہی تھی کوئی جلا مانا ہے بہت
 کیا پس از چند سے مری آوارگی منزل دور
 سو پریشان اب جو شب بچہ پاس تلخ ہے بہت
 چاہ میں بھی بیشتر جھانسنے کے کم ہوتا ہے وقر
 اس کے جانا ہوں جب تب وہ دل لگا ہے بہت
 گرچہ کم جانا ہوں پر دل پر نہیں پڑا اختیار
 وہ کی سے سیدھیان جھکوتا تلخ ہے بہت

دہ ستر اس ہلکے شکر کوئی اس سے وفا سے دل لگا ہے بہت
 اس کا سو سننے سے بہن کے گدے کیان ہوا
 جادو کر رہی تھی کوئی جلا مانا ہے بہت
 کیا پس از چند سے مری آوارگی منزل دور
 سو پریشان اب جو شب بچہ پاس تلخ ہے بہت
 چاہ میں بھی بیشتر جھانسنے کے کم ہوتا ہے وقر
 اس کے جانا ہوں جب تب وہ دل لگا ہے بہت
 گرچہ کم جانا ہوں پر دل پر نہیں پڑا اختیار
 وہ کی سے سیدھیان جھکوتا تلخ ہے بہت

لاکہ نکست گل کی تھا آیا گیا احمد شباب
 ہو گیا مجھ پیسہ تم اچھا نہ تک مستی غراب
 یا اکھی دے زانے سے اٹھا رسم نقاب
 دل بدن میں آدمی کے ایک سہ خانہ خراب
 سچ سے اٹھ جائے تو ہو وہ ابھی تک
 کچھ صحبت میں اسکی ہم ہو نہ بار بار
 ہم شیخ شہر رسوں کے ہر اعتبار

ایک ٹھہرتا بھی تو کہتے تھا کسوچھی کی تاب
 کی نماز صبح کو کھو کر نماز اشراق کی
 دیکھنا منہ یار کا اسوجہ سے ہوتا نہیں
 ضعف ہے اس کے مرض اور اس کے غم و الفتن
 یار میں ہم میں برابر وہ جو ہے سہمی ہو
 صورت دیوار سے مدت کھڑے در پر ہے
 مڑ سے تو بہ کرتے ہو معقول اگر ہم جاتا

جمع تھے زبان بہت لیکن پسند اسکو کیا
 کیا غلط میں نے کیا اور میری وقت انتخاب

ہر زبانی کی بھی ادلے تو کہا بیاڑ
 بیکسے قتل میں اتنا نہیں اصرار خوب
 چاہ کا اپنی مکرنا اسنے تھا اظہار خوب
 مجھ مریض عشق کے کب سے نہ تھو اظہار خوب
 ورنہ مفلس غم زدوں کے کچھ نہ تھے کردار خوب
 ظلم تاکتے تھے جب ہو کوئی مست از خوب

اس مغل نے اسے بھی ہر بات کی تکرار
 لگ نہیں پڑتے ہیں لیکر ہاتھ میں شمشیر تیز
 آخراں خوبان نے عاشق جان کر مارا
 آج کل سے مجھ کو بیتابی بد حالی ہو کیا
 کیا کر رہی اسکی کیسے جنت درستیہ دے
 مختصر جو روم میں بھی ہوا وہ نوجوان

بھول جاؤ گا سخن پروازی اس کے سانس
 شاعری سے جو کوئی باغین نہ مانا ہے بہت
 بازو عشق کیا کم میں پڑا جاتا ہے بہت
 غار و انداز اس کا جو عجب جاتا ہے بہت
 وہ نہیں خبر ان میں اس نے خطہ جاتا ہے بہت
 اب خیال اسکی طرف ہر خطہ جاتا ہے بہت
 کیا کروں کہنے لگا اب جو نہ آئے پاؤں سے وہ
 بہترین ہنگامہ آرا میرے نقاب جاتا ہے بہت

دہ ستر اس ہلکے شکر کوئی اس سے وفا سے دل لگا ہے بہت
 اس کا سو سننے سے بہن کے گدے کیان ہوا
 جادو کر رہی تھی کوئی جلا مانا ہے بہت
 کیا پس از چند سے مری آوارگی منزل دور
 سو پریشان اب جو شب بچہ پاس تلخ ہے بہت
 چاہ میں بھی بیشتر جھانسنے کے کم ہوتا ہے وقر
 اس کے جانا ہوں جب تب وہ دل لگا ہے بہت
 گرچہ کم جانا ہوں پر دل پر نہیں پڑا اختیار
 وہ کی سے سیدھیان جھکوتا تلخ ہے بہت

روایت جمیع نسخہ

روایت جمع
لطف علیہ بن اسکی عیادہ کے
راجہ دے جا بن باہ کے
کو تھانویں ملے

وہ صبح کی صبح
نور صبح کی صبح
وہ صبح کی صبح
نور صبح کی صبح
وہ صبح کی صبح
نور صبح کی صبح
وہ صبح کی صبح
نور صبح کی صبح

۴۳۵
اس غصیل کی سرخ آنکھ میں
ایسے آنسو برفاں تھا جس کے
جہان و دل دونوں لرز گئے

کے لئے کہ جس کی چشم یہ ہے وہ جہ جہ
کتنے جی مارے اک نگاہ کے

پیش از این جوهر سبزه

<p>گو کرے شیخ احتساب بہت مہربانی ہے کم عتاب بہت تو ہوا ہے اسے ثواب بہت</p>	<p>تو پمے سے بہار میں نہ کروں اس غصیلے سے کیا کسو کی نبھے کشتن مردمان اگر ہے ثواب</p>
--	---

دیر تک کعبے میں تھے شب بھر
پیگئے میسر جی شرب بہت

<p> کڑھتے ہیں دن رات اسپر ہم بہت اور وہ بھی شکے ہیں برہم بہت ہاتھ بھی رکھتے ہیں دل پر ہم بہت دل جگر کرتے ہیں تجھ پر ہم بہت </p>	<p> کیا کہیں ہے حال دل در ہم بہت رہتا ہے ہجران میں غم غصہ سے کام انتظار اب اسکا نہیں ہوتا ہے کم اُس گلی سے جی اُچھٹا تک نہیں </p>
--	--

میر کی بد حالی شب مذکور تھی
کڑھ گئے یہ حال سنکر ہم بہت

<p> دشتِ محشر و طائرے ہیں ہوتے شکار بہت خیل ملائک و ان بھی ہونگے اسکے خاطر و اہت جو دیکھے ہر کسے ہر ان نو کھینچا ہر آزار بہت کہنے لگا جائز کیا ہو گا یہ تو ہے بیمار بہت </p>	<p> باہر چلنے میں آبادی کرنے تغافل یا بہت دعوے عاشق بیچار کا کون حسد کا محشر میں خشکی لب کی زردی رخ کی نسا کی دو آنکھوں کی جسم کی حالت جی کی طاقاتِ تنفس کے زخمِ عظیم </p>
---	---

۹.
 چون بهر تابنده امانها که بختیاریست
 و چون بهر تابنده امانها که بختیاریست
 و چون بهر تابنده امانها که بختیاریست
 و چون بهر تابنده امانها که بختیاریست

بے سده پیراز ہوں ان بستر پزاند نہیں
 عشق و ہوس میں کچھ تو آخر تمیز ہو گے
 مفت کی کلفتوں میں معلوم ہی ہو کہ
 محمود عاتھا اکثر غیرت سے لیک گاہے
 ایمان دل کی خواہش آتا نہیں جہا نہیں
 کیا لوگ میں نجان سودا عاشقی میں
 سیرت سے اسکے رو چپ لگے گئے ہے ایسے

کیا آفت آگنی ہی اس نیم جان کے اوپر
 آئی طبیعت اسکی گرامتھان کے اوپر
 تہا اعتماد کلی تاب تو ان کے اوپر
 آیا نہ نام او سکا میری زبان کے اوپر
 آتی ہے اک قیامت اہل جہان کے اوپر
 اغماض کرتی ہیں سب چپکے زبان کے اوپر
 گویا کہ مہر کی ہے میرے وہان کے اوپر

جو راہ دوستے میں اے میرے مر گئے ہیں
 سرد گئے لوگ ان کے پا کے نشان کے اوپر

ایا جو اپنے گھر سے وہ شوخ پان کھا کر
 شاید کہ منہ پہرا ہے بندہ سے کچھ خدا کا
 کان اور طرف نہ رکھی اس حرف ناشنوے
 کہتے تھے ہم کسکو کہ دیکھا کرد نہ اتنا
 آگئی ہی سر رہی ہیں ہم عشق میں تباہ کے
 وہ یوقانہ آیا بالین پہ وقت رفتن

کی بات اوج کوئی سو کیا چبا چبا کر
 نکلے ہے کھا اپنا کوئے خدا خدا کر
 کہتے رہے بہت ہم اسکو سنا سنا کر
 دل خون کیا نہ اپنا آنکھیں لڑا لڑا کر
 تلوار کہینچے ہو ہو کہو دکھا دکھا کر
 سو بار رہنے دیکھا سر کو اوٹھا اوٹھا کر

ایک روز تو بتا دینا
 کہ جو کچھ کہتا ہے
 وہ سب سچ ہے
 اور اگر کہتا ہے
 کہ جو کچھ کہتا ہے
 وہ سب سچ ہے

وہ آواز ہے
 جو کہتا ہے
 کہ جو کچھ کہتا ہے
 وہ سب سچ ہے

۴۳
 اس کی بات
 کہ جو کچھ کہتا ہے
 وہ سب سچ ہے

وہ آواز ہے
 جو کہتا ہے
 کہ جو کچھ کہتا ہے
 وہ سب سچ ہے

دل کوئی لیلیا ہے تو میرے جگر کر
 آنکھوں میں پہرہ آئی جی سے میرے
 دولت جو ہو وطن میں کوئی دن سفر کو
 مجھ کو میرے زبانی سو بار آبِ خیر کو
 کرتا ہے بات کوئی دل کی تو چشمِ تر کر
 یارب شہِ چاندنی عاشق کی بھی سحر کر
 جو بچہ گئی ہیں لہو میں اس چہری پر بکھر کر
 جاتی ہیں عشق کے ہم مشتاق مناد کر
 حال تبہ میں میرے تو بھی تو تک نظر کر
 آئے آہ اس صنم کی دہلیز بھی شک کر

داناہ فتنہ کیلئے کینشتہ ہوا
 وسواری میں ہوتا ہے کینشتہ ہوا
 دل جھنجھو سا دوا میرے ہے جو بھلی جگہ ہے کینشتہ ہوا
 داناہ فتنہ کیلئے کینشتہ ہوا

انکہ میں جگہ کو لیں سوجنی سی تو سال کھنکھتا ہوا مشکل ہو دل لاری عاشق وہ برسوں بیتا ہے ابھی مرد دل کر نیکی مہیر کھانسی جگر آدے رہے ہی غش درود و دو پہر تک ہوئی ہیں ہو اس اور ہوش خرد کم زمین گرد اس کی میرے ہیں عاشق قیامت ہی مشتاق لوگوں سے کثرت کھان تک اسے سر سے مارا کروں میں بہار آئی پر ایک پتے ہی گل کے	سارے رات کھانی کھی، تو بھلی جگہ سے لگ بی طاقت اس لگو میرے ہاتھ میں پتے تو لی تک گرم سخن لگو نہیں کوئی بات کرے لہر لگ سر زخم پھینچا ہے شاید جگر تک خبر کچھ تو آئی ہے اس خبر تک ستارے فلک کے تھمیں ادھر تک پہنچنا ہی مشکل ہیں اس کے گھر تک نہ پھینچا مرا ہاتھ اس کے کمر تک نائے اسیران بے بال و تیر تک
---	--

بہت میسر رہم جہان میں رہیں گے
 اگر رہ گئے آج کی شب سحر تک

وہ تو نہیں کہ او دھم رہتا تھا آشیان تک لبریز جلوہ اسکا سارا جہان ہے لہجہ بحر ان کے سختیوں پہ تہ دل و جگر ہیں سودا عاشقی میں نقصان ہے جیسا لیکن	آشوب نالہ اب تو پھینچا ہی آسمان تک ساری ہے وہ حقیقت جاوی نظر جہان تک صبر اس کے عاشقی میں کوئی کھان تک ہم راضی ہو رہے ہیں اپنی زبان جان تک
---	--

داناہ فتنہ کیلئے کینشتہ ہوا
 وسواری میں ہوتا ہے کینشتہ ہوا
 دل جھنجھو سا دوا میرے ہے جو بھلی جگہ ہے کینشتہ ہوا
 داناہ فتنہ کیلئے کینشتہ ہوا

نسبت بہن گئی ہوں کہ کائنات اس طرف
 دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر
 دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر
 دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر

داناہ فتنہ کیلئے کینشتہ ہوا
 وسواری میں ہوتا ہے کینشتہ ہوا
 دل جھنجھو سا دوا میرے ہے جو بھلی جگہ ہے کینشتہ ہوا
 داناہ فتنہ کیلئے کینشتہ ہوا

[illegible]

ایک توجہ میں رہی ہی سیر اسکے عرش پر
 باغ سے لی دشت تک کہتی ہیں ایشو عجیب
 عقل میں آتی نہیں ہیں طرفہ تلفہ کا ردل
 ہم اسیر ان نفس کے نالہا ہی زار دل
 زندگی اب یار میں اپنی ہوئی ہی بار دل
 اس سب کو جی پہ چون بادِ سحر در در پہرے

تنگی و وسعت سے اسکی اسی عبارت ساز فہم
میر کہ چہ سمجھ گئے نہ معنی اسرار و دل

زخماں گلستانین نکر منہ کو سوے گل
 موسم گئے نشان یہ کہیں پتے کا نہ تھا
 چڑا جاکم غزمین کہیں کہ دلیوی گل
 ٹرپے خزا میں اتنے کہ مر مر گئے ملیور
 کی شوق گشت گمان نے عبث جستجوی گل
 آئی نظر بہار میں پائیز میں گئے
 جاوگی ساتھ جیکے مگر آرزوے گل
 ہے بیوفانی کر نیکی ہر سال خوی گل

مدت ہوئی کہ دیکھا تھا سیر چین میں میر
پہر تا ہے اب تلک میری آنکھوں میں ردی گل

<p> پیمبرِ دل ہے قبلہ دل حسدِ دل موئے پر بھے مرا اسمینِ رازِ دل کہ آخر خون ہو ہو کر بہا دل ہمارا طرفِ ظالم سے لگا دل </p>	<p> طریقِ عشق میں ہے رہنا دل قیامت تہا مروتِ آشنایِ دل رکا اتنا خفا اتنا ہوا تھا جسے مارا او سے پہر کر ندیکہا </p>
--	---

[illegible]

عشق کی کیا ہے اور س گل کا یا آفت ملی سر پر ہم
روز شب کو اپنی یارب کیونکہ کرینگے روز شب
پوچھتو راہ شکستہ و لکی جانکو تھر کعبے میں
شام سے کرا منزل اگر گھر کو ہمارا صدر نشین
برسوں میں خاشاک سوئی ہو گلشن تاباں
روز تیری حالت عشق جیسے ہوں بیمار اجل
اسکی جناب سے رحمت ہو تو جی پتھار بنیاں
اب تو ہمارے طیر سے اتنا دیکو بہرمت کریو
آہ معیشت و زشب کے ساتھ اندہ کی ٹھہر کر

جھانکتے اسکو ساتھ صبا کھنچ پھرین میں گھر گھر
ہاتھ رکھو رہی میں پیر میناں میں اکثر ہم
سچ وہاں تو گندراجی میں آؤ گدھر گدھر ہم
رکھو ستارہ اوس موش کو چاہ میں کر آخر ہم
بخت بجا کی ہواں سے ہوں ایک بھی شب بستر
ہر نہ دواؤ کوئی معالج کیونکر سونگی بہتر ہم
اس جانب سے تو بھیجے ہیں مرا کر کہ مقرر ہم
سخن سوا ایم کی جیتی رہی میں مر مر ہم
روتی گرتی رہی مارتی میں غمی ہوئی میں گھر ہم

شعلہ ایک اوتھا تھا و سو آہ عالم سوز کا میجر
ڈھیری ہوئی ہے خاکستر کی جیسے شب میں جگر ہم

بستر پر گری رہی میں ناچار ہوئی ہم
چٹانی لگی ایسی کہ بیز از ہوئی ہم
عاشق نہ ہوئی اسکے گنہگار ہوئی ہم
و شام کی اب اسکے سزاوار ہوئی ہم

کڑھتو جو رہی ہجر میں بیمار ہوئے ہم
بھلا نیکو دل باغ میں آئی تھی سولیل
جلتے میں کھڑی دھوپ میں جاتی میں دھیر
اک عمر دعا کرتی رہی یار کو دن رات

عشق کی کیا ہے اور س گل کا یا آفت ملی سر پر ہم
روز شب کو اپنی یارب کیونکہ کرینگے روز شب
پوچھتو راہ شکستہ و لکی جانکو تھر کعبے میں
شام سے کرا منزل اگر گھر کو ہمارا صدر نشین
برسوں میں خاشاک سوئی ہو گلشن تاباں
روز تیری حالت عشق جیسے ہوں بیمار اجل
اسکی جناب سے رحمت ہو تو جی پتھار بنیاں
اب تو ہمارے طیر سے اتنا دیکو بہرمت کریو
آہ معیشت و زشب کے ساتھ اندہ کی ٹھہر کر
جھانکتے اسکو ساتھ صبا کھنچ پھرین میں گھر گھر
ہاتھ رکھو رہی میں پیر میناں میں اکثر ہم
سچ وہاں تو گندراجی میں آؤ گدھر گدھر ہم
رکھو ستارہ اوس موش کو چاہ میں کر آخر ہم
بخت بجا کی ہواں سے ہوں ایک بھی شب بستر
ہر نہ دواؤ کوئی معالج کیونکر سونگی بہتر ہم
اس جانب سے تو بھیجے ہیں مرا کر کہ مقرر ہم
سخن سوا ایم کی جیتی رہی میں مر مر ہم
روتی گرتی رہی مارتی میں غمی ہوئی میں گھر ہم
شعلہ ایک اوتھا تھا و سو آہ عالم سوز کا میجر
ڈھیری ہوئی ہے خاکستر کی جیسے شب میں جگر ہم
بستر پر گری رہی میں ناچار ہوئی ہم
چٹانی لگی ایسی کہ بیز از ہوئی ہم
عاشق نہ ہوئی اسکے گنہگار ہوئی ہم
و شام کی اب اسکے سزاوار ہوئی ہم
کڑھتو جو رہی ہجر میں بیمار ہوئے ہم
بھلا نیکو دل باغ میں آئی تھی سولیل
جلتے میں کھڑی دھوپ میں جاتی میں دھیر
اک عمر دعا کرتی رہی یار کو دن رات
عشق کی کیا ہے اور س گل کا یا آفت ملی سر پر ہم
روز شب کو اپنی یارب کیونکہ کرینگے روز شب
پوچھتو راہ شکستہ و لکی جانکو تھر کعبے میں
شام سے کرا منزل اگر گھر کو ہمارا صدر نشین
برسوں میں خاشاک سوئی ہو گلشن تاباں
روز تیری حالت عشق جیسے ہوں بیمار اجل
اسکی جناب سے رحمت ہو تو جی پتھار بنیاں
اب تو ہمارے طیر سے اتنا دیکو بہرمت کریو
آہ معیشت و زشب کے ساتھ اندہ کی ٹھہر کر
جھانکتے اسکو ساتھ صبا کھنچ پھرین میں گھر گھر
ہاتھ رکھو رہی میں پیر میناں میں اکثر ہم
سچ وہاں تو گندراجی میں آؤ گدھر گدھر ہم
رکھو ستارہ اوس موش کو چاہ میں کر آخر ہم
بخت بجا کی ہواں سے ہوں ایک بھی شب بستر
ہر نہ دواؤ کوئی معالج کیونکر سونگی بہتر ہم
اس جانب سے تو بھیجے ہیں مرا کر کہ مقرر ہم
سخن سوا ایم کی جیتی رہی میں مر مر ہم
روتی گرتی رہی مارتی میں غمی ہوئی میں گھر ہم
شعلہ ایک اوتھا تھا و سو آہ عالم سوز کا میجر
ڈھیری ہوئی ہے خاکستر کی جیسے شب میں جگر ہم
بستر پر گری رہی میں ناچار ہوئی ہم
چٹانی لگی ایسی کہ بیز از ہوئی ہم
عاشق نہ ہوئی اسکے گنہگار ہوئی ہم
و شام کی اب اسکے سزاوار ہوئی ہم
کڑھتو جو رہی ہجر میں بیمار ہوئے ہم
بھلا نیکو دل باغ میں آئی تھی سولیل
جلتے میں کھڑی دھوپ میں جاتی میں دھیر
اک عمر دعا کرتی رہی یار کو دن رات

عشق کی کیا ہے اور س گل کا یا آفت ملی سر پر ہم
روز شب کو اپنی یارب کیونکہ کرینگے روز شب
پوچھتو راہ شکستہ و لکی جانکو تھر کعبے میں
شام سے کرا منزل اگر گھر کو ہمارا صدر نشین
برسوں میں خاشاک سوئی ہو گلشن تاباں
روز تیری حالت عشق جیسے ہوں بیمار اجل
اسکی جناب سے رحمت ہو تو جی پتھار بنیاں
اب تو ہمارے طیر سے اتنا دیکو بہرمت کریو
آہ معیشت و زشب کے ساتھ اندہ کی ٹھہر کر
جھانکتے اسکو ساتھ صبا کھنچ پھرین میں گھر گھر
ہاتھ رکھو رہی میں پیر میناں میں اکثر ہم
سچ وہاں تو گندراجی میں آؤ گدھر گدھر ہم
رکھو ستارہ اوس موش کو چاہ میں کر آخر ہم
بخت بجا کی ہواں سے ہوں ایک بھی شب بستر
ہر نہ دواؤ کوئی معالج کیونکر سونگی بہتر ہم
اس جانب سے تو بھیجے ہیں مرا کر کہ مقرر ہم
سخن سوا ایم کی جیتی رہی میں مر مر ہم
روتی گرتی رہی مارتی میں غمی ہوئی میں گھر ہم
شعلہ ایک اوتھا تھا و سو آہ عالم سوز کا میجر
ڈھیری ہوئی ہے خاکستر کی جیسے شب میں جگر ہم
بستر پر گری رہی میں ناچار ہوئی ہم
چٹانی لگی ایسی کہ بیز از ہوئی ہم
عاشق نہ ہوئی اسکے گنہگار ہوئی ہم
و شام کی اب اسکے سزاوار ہوئی ہم
کڑھتو جو رہی ہجر میں بیمار ہوئے ہم
بھلا نیکو دل باغ میں آئی تھی سولیل
جلتے میں کھڑی دھوپ میں جاتی میں دھیر
اک عمر دعا کرتی رہی یار کو دن رات

ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے

دھوپ میں جلتی ہیں ہر دن اگر اسکے میر جی
 رفتگی سے دل کی ٹھہری ہیں گنہگاروں میں ہم

رویف نون

سر سی ایسی لگی اب کہ جلی جاتی ہیں اس گستاخین سے وہ اپنی چون ہر روان تن بدن ہجر میں کیا کھٹکے کیسا سوکھا رہتی دکھلائی نہیں دیتی بلاکش اسکی پھر خود آئی نہ یہ حال میں بخود جو ہوئی خاک اسکی سے شاید کسو کا سرمہ چشم	متصل شمع سے روتی ہیں کھلی جاتی ہیں دم بدم مری سے اپنے چلو جاتے ہیں ہلکی بھی پاؤں نہیں تنگی سے ملو جاتے ہیں جی کچھے جاتی ہیں ال پیرو جاتے ہیں آپ سے جاتی ہیں ہم بھی تو بھلے جاتی ہیں خاک میں اہل نظر اس کے رو جاتے ہیں
--	--

گرم ہیں اسکی طرف جانیکو ہم لیکن میر
 ہر قدم ضعف محبت سے دھلی جاتے ہیں

ایسے دیکھے ہیں اندھ لوگ کہیں مر گئے نا امید ہم مجبور دیر دریا کتار کرتا رہا مرتے تھے دھو دھلی میں لاکھونجان	پھوٹے سہرے میں آنجی سہتے ہیں خواہش میں جیکلی اپنی جبین رہیں عشق میں آنکھیں اپنی زور نہیں ہم بھی ماری گئی ندان وہیں
--	---

ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے

بھولی بھی میں ایک نظر دیکھ سہیں
 عشق کے تکلف کی مالا لیاقت
 بار امانت کا گراں میں ناتوان
 کام کچھ آئی نہ دلی بھی کشش
 کیا پچھی ہیں باتیں میری عشق کی
 داستان درد اسٹان ہے داستان

کلیات میر

۴۴۲

عشق میں کیونکر سیر کر سکیا جان
 دل لگا ہے جس سے سونا مچھ جان
 بوزمین یا غرض تھے شاید کہ مجھ
 ہوں دین بس جو واسکا آستان
 اوچس کھبر کی جو پچھنے کو آجاتا ہوں
 دل بھر دل لیکن چکے چلا جاتا ہوں
 دلی کو نہیں دخل مری اذیتیں
 ہر ایک کی طرف سے ہر ایک کی طرف سے

[illegible]

یک بیابان پر مری تلکسی و بیتابی
تنگ آویگا کھانک میرا قلب سلیم

مثل آواز جرس سب کجدا جاتا ہوں
بگڑی صحبت کو تین روز بنا جاتا ہوں

گر منی عشق ہو ملکی ابھی ہمدل میں
روز شب شام و سحر میں تو جلا جاتا ہوں

ترمی راہ میں گر چہ ایک ماہ ہوں
میرے در پر خون ناحق ہوا تک
ترمی دوستی سے جو دشمن میں سب
نہ سمجھو مجھے بے خبر اس قدر

چو یہ غم ہی میں بھی سراہ ہوں
 نہ خون خوار و نہین خوشخواہ ہوں
 انھوں کو بھی خون تک میں پہراہ ہوں
 تہ دل سے لوگوں کی آگاہ ہوں

سری کجروی ساوگی سے ہی میر
بہت اس روٹی پہ گمراہ ہوں

بہار آئی مزاجوں کی سبھی تدبیر کرتی ہیں
 برہمن نادگان ہند کیا پرکار سادگان
 موٹی پراور بھی کچھ برٹھکائی سُوائی عاشقی
 ہماری حیرت عشقی سی چپے جانیکر اس سے
 تماشا دیکھنا منظور ہو تو مل فقیروں سے

جوانوں کو انہیں ایام میں زنجیر کرتے ہیں
مسلمانوں کی مایوسی میں تکفیر کرتے ہیں
کہ اسکی نعش کو شب شہر میں شہیر کرتے ہیں
فخالف معی کسکس طرح تقریر کرتے ہیں
کہ جنگی خاک لے ہاتھ میں اکثیر کرتے ہیں

حق

[illegible]

الطهار فرخی و اس دم کی بید ما غی

ان روز و ن میسر صاحب کچھ میزرا ہوئے ہیں

بیگانه وضع تو بهون پر آشنایه بهون

میں منہ نہیں لگا یا بنت العنب کو گاہے

تب تھا جوان صالح اب پیر میکدہ ہون

اسرار دل کو کہتے ہیں پیرو جوان میں
 رنگینی زمانہ سے خاطر نہ جمع رکھ
 شاید بہار آئی ہو دیوانہ میں جوان
 بڑی وقفہ اس ضعیف پہ جو دوستم نکر
 سکے لبونکی اگر کنھون نے نبات کی
 چہرہ ہی یار کا ہی ہو چپ چر ہا سدا
 اب میرا اس عہد میں شاید کہ اوٹھ گئی
 تاری تو یہ نہیں مری آہو نسو رات کے

مدت نہیں ہے بند ہماری زبان میں
 سوز نگ بدل جاتی ہیں بیاں ایک آنہیں
 زنجیر کی سی آتی ہو جھنکار کان میں
 طاقت تعب کی کم ہے بہت میری جان میں
 آئی ہو کثر شد مصفا کی شان میں
 خورشید ماہ آؤ میں کب میری ہیاں میں
 آؤ جو رسم دوستی کی تھی جہاں میں
 سوراخ پڑ گئی ہیں نما ہما سماں میں

ابرو کی طرح اس کی چڑھتی ہی رہی ہو میر

نکلی و شاخ تازه کوئی کیا کمان مین :

[illegible]

[illegible]

کونی دن کسار
 و دوم یعنی دین دے کایم
 بلایم تو بازار جوی من جب
 که دان پیخته نخه خسر بدار کو
 ماسه نه پوره کایم رنگ بر تلک
 هزار آفرین چیم فوندار کو
 تب اک جرم یادین پیخته پیخته
 کرد جب گردن رفت و دستار کو
 که دست و رنگ آخته اس پیخته
 جلوه نول و میر سر بازار کو

۴۴۹
 کن سے کہا کہ مجھے بہت کم ملا کرو
 سنت بھی میں کیوں تو نہ کر رہا کرنا کرو
 بندہ کی کیا ہے جن کو یہ نصیبی خدا کرے
 اوس میں بھی تم خصوصیت جانی رکھا کرو
 فقط شام شہر ہوں چھ خفیت میں کچھ نہیں
 تم و دوسری نام کو میرے سنارو
 بیماری جگر کی شفا سی نو دل ہے جمع
 اب بڑا سی ہے مصلحتاً کچھ دوا کرو
 بچہ داندہ چاہے اس خطار سے
 بچے انطباع سے

منہ چاہے جو کوئی اسو سو حساب لے

گفتی که لوگوں کی وہاں صف ہوگی کھڑی
تو میرے کس شمار میں ہے کس قطار میں

<p> گو کہ تجا ز جابر ماہون مین سب کے دل ماع و تاب تو ان برق تو مین نتھا کہ جل بجھتا اسکی بیگانہ وضع ہو معلوم دیکھو کب تیغ او سکی آ بیٹھے اوسکے گرد سمند کا مشتاق وڑکر لوگ جن زو ماری قریب مجھ کو بد حال رہی دین الیکاش دلچاہو نا کو خدا جہان مین رکھے </p>	<p> بجدا باخدا رہا ہون مین مین رہا ہون سو کیا رہا ہون مین ابر تر ہون کہ چار رہا ہون مین برسون تک آشنار رہا ہون مین دیر سے سراوٹھار رہا ہون مین آنکھ مین ہر سول گار رہا ہون مین اوسکے ہمسائی آ رہا ہون مین بی دو اچھے بھلا رہا ہون مین باشقابق ہے بار رہا ہون مین </p>
--	---

کچھ رہا ہی نہیں ہی مجھ میں میر
جب سے اون سے جڑا رہا ہوں میں

رویت و او

[illegible]

کہو نہ کیجئے ہاتھ کر رکھا دل بیتاب کو
 کہ نہ سچ سچ سی یہ بھی نصف عشق کا
 تھا بھی سرمایہ بحر بلا پچھلے دنوں
 تو کبھی بھی برق خالط نگہاں آ کر کوئی
 کیا سفیدی دیکھی اسکی استین کے جاک سے
 چاہتا ہی جب سبب آ بھی ہوتا ہی سبب

وہ جو تڑپا لگ گیا آسودگی خواب کو
 پاؤں گرا آنکھوں میں لایا دلکی خون تاب کو
 چشم کم سے دیکھو موت اس بد فریب کو
 اک نگہ سے مار رکھا اون نے شیخ و شاہ کو
 جسکے لگے رونا تھا کچھ پر تو مھتا بہ کو
 دخل اس عالم میں کیا ہے عالم سباب کو

دم بخود رہتا ہوں اکثر سر رکھا زانو پر میر
 حال کھکر کیا کروں آزرده اور اجاب کو

چھوڑا جنون کی دور میں رسم درہ اسلام کو
 مر نامرد جیتا جیو آؤ کوئی جاؤ کوئی
 جس رخ و نمائک جاؤں میں اس سے سنو ہوں دور دور
 بڑھیں بستر پر رہا بیخواب خاکستر پہون
 آسائش و راحت سی جو پوچھو کوئی کیا کہوں

میر اب بھلا کیا ابتدا می عشق کو رونا ہی تو
 کر فکر جو پاؤں بھی اس آغاز کو انجام کو

صاحب اسکا گھلے جاتا ہی فریاد کو
 وانی کو کہ کن کو نہیں نہیں کر کوئے
 پس کیا عشق کا آزرده سر غنوار دن کو
 رنگی کر دی میں مری کہ حال جان
 واقعہ میری در پیش عجب یار دن کو
 لہ نہ اپنے سچیک رہا نہ کہ بھو

دل کا منکا دلے بھرا نہ کہ بھو

کہو نہ عرفان ہو گیا سب کو
 بسا نہ سب کو نودہ ہو گیا نہ کہو
 روز دفن کر لکھ گئے بیان سے
 ادن سنیلک ہون بھی لکھان نہ کہو
 گوشت لکھنے جن جن تھے گل
 غنیمت دل تو دوا ہوا نہ کہو
 طور کی سی تھی صحت اوسا می
 چھلکی دھک لاکے جوسر ملان نہ کہو

کہو نہ عرفان ہو گیا سب کو
 بسا نہ سب کو نودہ ہو گیا نہ کہو
 روز دفن کر لکھ گئے بیان سے
 ادن سنیلک ہون بھی لکھان نہ کہو
 گوشت لکھنے جن جن تھے گل
 غنیمت دل تو دوا ہوا نہ کہو
 طور کی سی تھی صحت اوسا می
 چھلکی دھک لاکے جوسر ملان نہ کہو

منور و در کون چرخ ازل و کائنات
 منیر و در کون چرخ ازل و کائنات
 منیر و در کون چرخ ازل و کائنات
 منیر و در کون چرخ ازل و کائنات

عاشق کا کتنا حوصلہ یہ مجرہ ہر عشق کا
 جو خستہ جان پارہ جگر سوداغ دل پر کھاؤ

مشکل عجائب میری دیدار جوئی یار کی
 دیکھے کوئی کیا اوسکو جو آنکھیں لٹی شرمائی وہ

بدل خزانہ ہوتا ہر چکی رکن کی ساتھ کب تک خراب شہر میں اسکی پھر کریں ہم باغ نہی خزانہ گئے پر ہزار حیف لکنت سے کیا نکلتی نہیں اسکی نہ سیرات جی خواب گ لیگئے حسرت ہی میں ندان جی پھٹ گیا ہر شک سے چسپاں لباس کے	جانا ہی تھا ہمیں بھی بہار چمن کے ساتھ اب جاوے یار کے کوئی غریب الوطن کے ساتھ جانا بنانا اپنا گل و یاسمن کے ساتھ چیکا ہر طرف یار کی شیریں دہن کے ساتھ اک شب نے لئی سو کم کسوں گل سپر کے ساتھ کیا تنگ خامہ لپٹا ہر اسکے بدن کے ساتھ
--	--

کیا جانیں لوگ عشق کا راز و نیاز میر
 اک بات اُس سے ہو گئی دو دو بچن کے ساتھ

مرتی میں ہم تو اس صنم خود نما کو ساتھ دیکھیں تو کارستہ کی کبتک کھل کر ایک ش فصل گل میں گئی تھی اپنی جان مدت ہوئی گئی ہوئی بکلو پر تلک	جیتے ہیں وہی لوگ جو تھو کچھ خدا کے ساتھ دل بستگی ہی یار کی بند قبا کے ساتھ مل جاتی یہ ہوا کوئی دن اس کو ساتھ ورتی پھری ہو خاک ہاری صبا کے ساتھ
--	---

اس کا دل تو لایا ہوا ہے
 اس کا دل تو لایا ہوا ہے
 اس کا دل تو لایا ہوا ہے
 اس کا دل تو لایا ہوا ہے

چہر چہیا خور سا اپنے نور سے وہ
 جز برادر عسکر یوسف
 سب کجبت کججوئے در وہ
 عاشق کا جی بجا ہے کہ نہیں
 کبھیں جان ناصبور سے وہ
 تنہا میں حضور سے وہ

۴۴۹
 فانی اس فانی سی بشر میں کھان
 دل لیا جس غم کا تو زشتوں
 دسا گیا جی ہی اک سرور سے وہ
 فانی اس فانی سی بشر میں کھان
 دل لیا جس غم کا تو زشتوں
 دسا گیا جی ہی اک سرور سے وہ

آرزو دل کو اسکے آزار سے ہمیشہ
 آرزو دل کو اسکے آزار سے ہمیشہ
 آرزو دل کو اسکے آزار سے ہمیشہ
 آرزو دل کو اسکے آزار سے ہمیشہ

کیا فانی سے اس کا دل بے قرار ہو گیا
 اب ہر شے کی جاننا میرا دل بے قرار ہو گیا
 حالات عشق کی درد و بلا مصیبت
 دل دادہ میر جاں کیا جان کو لے لے لے

ملنا نہ ملنا ٹھہری تو دل بھی ٹھہری اپنا
 اقرار ہے ہمیشہ انکار ہے ہمیشہ

آمادہ فنا کچھ کیا میرا اب ہوا ہے
 جی مفت دینی کو وہ تیار ہے ہمیشہ

دل ہے میری بغل میں صد پارہ عرق شرم رو سے دلبر کے خوار می عشق اپنی غربت ہے کام اس سے پکڑ کس نہ لیا ٹوٹتے پھوٹتے نہ کاش آنکھیں گوسیجا مزاج آوے طبیب	اور ہر پارہ اوسکا آوارہ رفتہ ثابت گزشتہ سپارہ کی ہے ہموار ہم نے ہموارہ ہیچ کارہ بھی ہے یہ ناکارہ کرتے ان رخنوں سے ہی نظارہ عشق میں مرگ بن نہیں چارہ
--	--

کیا بنی اوس سے میر میں سکین
 وہ جفا پیشہ و ستم کارہ

مکتوب دیر پہونچا ہر دو طرف سے سادہ جب میکی گئی بن مایوس ہی کیا ہے ساری میں تاک کر ہم خوش میٹھے میں اپنا دل سقد نہ رکتا گھبرا تا جی نہ اپنا	کیا شوخ طبع ہو وہ پرکار سادہ سادہ ہے مغیہ ہمارا گویا کہ پیر زادہ اس سلسلے میں بہت کرنے کا ہوا وہ چھاتی لگا جو رہتا وہ سیمین کشادہ
---	--

ردیف یابی
 کھتے ہیں مرنے والے بانے گے
 سب بہین رہ گئی کھان سے گے
 دم میں دم جب تلک تھا سچا رہا
 سانس کے ساتھ ساری سانس گے
 ۴۵۰
 کیا کھلتے ہی گھر گھر گئے
 انکے کھلتے ہی گھر گھر گئے
 خندیدہ فغان سے خرام ناز
 وان گئے کیسے کیسے جان ہی گئے
 بان جوان کیسے گئے جگہ جگہ
 اسی لکھی سے جہان لکھی
 لکھی لکھی کو جگہ جگہ
 جونہی لکھی لکھی لکھی لکھی
 لکھی لکھی لکھی لکھی لکھی

کیا شوخ طبع ہو وہ پرکار سادہ سادہ
 ہے مغیہ ہمارا گویا کہ پیر زادہ
 اس سلسلے میں بہت کرنے کا ہوا وہ
 چھاتی لگا جو رہتا وہ سیمین کشادہ

<p>اس پریشان کو نشانہ کر کر دیا خاک آسمان نے ہمیں بکیہ ویران فقیر کا بھی ہو</p>	<p>یار سنے جمع افکنی کی ہے یہ بھی ہمت اسی دنی کی ہے یان خرابی بہت غنی کی ہے</p>
---	---

قافلہ لٹ گیا جو آنسو کا
عشق نے میسر رہزنی کیا ہے

میں ہوں تو ہر درمیان شمشیر ہے
 حضرت دشت عشق میں بہت جاگیر ہے
 راہ تک تک کر ہوئی میں جان بلب
 جو گر سنہ دل تھا اس دیدار کا
 کچھ نہیں جان انکی پیش تار مو
 پاک ہی ہوتی رہے کشتی خلق
 طائر وں کی گل فشان کی میری گور
 آشنادوبی بہت اس دور میں
 سفک دم میں میری اب کیا دیر ہے
 ہر قدم مخدوم خوف شیر ہے
 پروہی اب تک بھی یاں اوسیر ہے
 اپنی جی فی ہی سے وہ اب سیر ہے
 گھر میں شمعیں رنگوں کی اندھیر ہے
 ہرزبر دستاویں ان کا زہیر ہے
 سامنے بھولوں کا گویا ڈھیر ہے
 گرچہ جامہ یار کا کم گہر ہے

انچل اوس دامن کا ہاتھ آتا نہیں
میر دریا کا سا اسکا چہرہ ہے

اس پریشان کونشانہ کر
 کرو یا خاک آسمان نے ہمیں
 نگہ ویران فقیر کا بھی ہو
 یار سنے جمع افگنی کی ہے
 یہ بھی ہمت اسی دنی کی ہے
 یان خرابی بہت غنی کی ہے
 قافلہ لٹ گیا جو آنسو کا
 عشق نے میر رہزنی کی ہے
 میں ہوں تو ہر در بیان شمشیر ہے
 حضرت دشت عشق میں بیت جا کر
 راہ تک تک کر ہوئی جان بلب
 جو گر سنے دل تھا اس دیدار کا
 کچھ نہیں جان انکی پیش تارو
 پاک ہی ہوتی رہے کشتی خلق
 طارون فی گل فشان کی میری گور
 آشنا دینی بہت اس دور میں
 انچل اوس دامن کا ہاتھ آتا نہیں
 میر دریا کا سا اسکا چہرہ ہے

میرا دل ہے تیرا دل ہے
 میرا دل ہے تیرا دل ہے
 میرا دل ہے تیرا دل ہے
 میرا دل ہے تیرا دل ہے

جس آنکھ سے دیا تھا اون کے قریب کو
 جب دیکھو اپنے کو تب رو برو ہو اسکے
 من برگ بند اگرچہ زیر شجر رہا ہوں
 شیرین نمک لبوں بناسکی نہیں حلاوت
 اعضا گداز مو کر سب بھگتی بہن میرے
 سن سالت عشق کی سن کیوں نہ دو پیاری

اس آنکھ کو جو دیکھو اب اتنا نہیں ہے
 پیچشم درد اوس سے کچھ شرم حیا نہیں ہے
 فقر کی بے لیکن برگ نو انہیں ہے
 اس تلخ زندگی میں اب کچھ مزا نہیں ہے
 ہجر انہیں اسکی مجھ میں اب کچھ مہر ہے
 کیا جانو تم کسویں دل تک لگا نہیں ہے

دل خون جگر کی ٹکڑی جب میر دیکھتا ہوں
 اب تک زبان سے اپنی میں کچھ کہا نہیں ہے

لاکھوں فلک کی آنکھیں مند گئیں اب
 برسی عشق یان تو دیوار اور در سے
 جو لوگ چلتے پھرتے یان چھوڑ گئے تھے
 قاصد کسوفی مارا خط راہ میں سی پایا
 سو بار ہم تو تم بن گھر چھوڑ کر نکلے
 چھاتی کی چلنے کی شاید کہ آگ سلکے
 نکلا سو سب چلا ہی نو مید ہی چلا ہے

نگلی نہ نا امید کی کیونکر مری نظر سے
 روتا گیا ہی ہر ایک جو اب میر گھر سے
 دیکھا نہ انکو ابلی آئے جو ہم سفر سے
 جب سے سنا ہی ہے وحشت ہے اس خبر سے
 تم ایک بار یان تک آئی نہ اپنی گھر سے
 اٹھنے لگا دو ہوا اب میری دل جگے
 اپنا نہال خواہش برگ گل و شمر سے

۲۵۱

پیشانی

بال چین میں سگنا کسویں تیرے
 دلت میں ہو باب تو پھان کیا ہے
 حال خراب جسم کی جا ہے کدیل
 جب نہ میں حال کچھ اپنے جان کیا ہے
 جسم کی جہان کی رہے خرابی بھی میر
 غم دیکھ کر مانی کو حیران کیا ہے
 وہ اب ہوا ہے انا کہ دور و خانہ
 افسوس ہے جو میر نے میری وفا کر
 اس نے حال کوئی نہ کیا
 اس نے حال کوئی نہ کیا
 اس نے حال کوئی نہ کیا
 اس نے حال کوئی نہ کیا

چلا دیوہ نو دیکھ کے پتہ سے آگے نہ گئے
 سو تاجر اپنی کوئی نوادہ سے نہ
 جان غمور نہ

<p> یارب نسیم لطف سوتیری کہیں کھلی مین فی کما کہ آتش غم میں جلی ہے دل راکھی سے میری رات کی سارا جہان کا برسوں کیا کری مری تربت کو گلفشاں </p>	<p> دل اس حین میں عنچہ سا کبتک اگر وہ سرد و مہر گرم ہو بولا جلا کرے آئی منسیم صبح کہ اک دم ہو کرے مرغ چین اگر حق صحبت ادا کرے </p>
--	---

عارف ہی میراوس سی ملا بیشتر کرو
شاید کہ وقت خاص میں تمکو دعا کرے

رات سی تو دلوں کی ملاقات بھی گئی
 کتنے دنوں میں آئی تھی و سکی شبِصال
 کچھ کہتی آ کر ہمتو سنا کرتے و کرم و شکر
 نکلے جو تھی تو بہت عجبِ عاصمہ ہی تھی
 عاصمہ جانماز گئے لیکے منعجے

ظاہر کا پاس تھا سو مدارات بھی گئی
 باہم رہی لڑائی سو وہ رات بھی گئی
 اب ہر سخن پہ بحث ہی وہ باب بھی گئی
 اب تو خراب ہو کر خرابات بھی گئی
 واعظ کی اب لباس کرامات بھی گئی

چھرتے میں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں
اس عاشقی میں عزت ساوات بھی گئی

گلگشت کو جو آئیے آنکھوں پہ آئیے	گل نی بہت کیا کہ چمن سے نجائیے
وہ دل کہاں کہ ناز کسو کی اٹھائیے	مین بیدار کر کے تغافل چلا کیا

چلایا وہ نو ذریعہ کی طرف سے
 سو تا پڑا ہو کوئی نوادہ کو جلائے
 جان غم و پریشانی سے نہ رہا
 کہ عشق میں گریہ دل پر بای جانے
 خالی ہوا جہاں ہو گئے ہم جہاں سے
 دل میں مسودہ کی صفحہ پر حضور پر
 نکلا نہ ایک حرف بھی میری زبان سے
 ۲۵۴
 کمال کی آواز آنکھوں میں جو دیکھ کر
 بہتر نہیں مکان کوئی اس مکان سے
 اول زمینوں میں ہو یا بل پر طیف
 جو حادثہ نزول کرے آسمان سے
 پر دم ہی ہے کہ آنکھیں میں لگی نہیں کہیں
 نماز و انبیا بھی اس گمان سے
 کھل جاوے گی شب آنکھیں میں جاوے گی کوئی
 تم باز نہیں آئے مگرے امتحان سے
 نامہ زبانی نے تو تمہاری کیا کیا
 اب ایک جگہ پر

اگر باکین میں ہوا گمور و جہاں اجسام جیسے اپنا
 نہیں جو دیکھا ہی نہیں اسکو ہوا ناقصا جان اپنا
 بجا نہیں ہے جو ہوا کا نل نگار سیر چن کا ہرگز
 کسی رنج و غم و الم سو دماغ سر کے اٹھائی کا

غم خدائی جہان نکاہمار دلیں جہان ہے
 ادھر نہ کچھ ہے وہ کہجھو تو نگہ کا اسکی مگر زبان ہے
 گلوں میں ہم دم ہو کوئی اسکا سو کا ایسا لب و لہجہ
 مصیبت اسکی ماز میں تو ہے ہمارا اوپر زبان ہے

نہیں یہ اب میرا تاج و کمر حق ہو تو منہ چھپا دو
لنگاہ نعرہ زنے کیا کرا بھی تو نام خدا جو ان ہے

سیر راہ چہند انتظار ہی رہے
رہا ہے کئی آنسو لیکون پہ شب
کہا بوسہ دیکر سفر جب چلا
کہیں خشک ہو چشمہ چشم بھی
بس اب رہ چکی جان غمناک بھی
تسلی نہو دل اگر یار سے
تری ہی دعا گو سنا خوب ہی
شب فصل تھی یا شب تیغ تھی
کرین خواب ہمسائی کیونکر کہ بیان

جہلا کب تک بیہزاری رہے
 کہاں تک ستارہ شماری رہے
 کہ میری بھی یہ یادگاری رہے
 اہو منہ پہ تاجند جاری رہے
 جو ایسی ہی تن کی نزاری رہے
 ہمیں سا کہا ہمکناری رہے
 فقیر و نکی گھر گوشناری رہے
 کہ لڑتے ہی دس رات ساری رہے
 بلا شور و فریاد و زاری رہے

از دیکه ای هستی بین خدا کی
بخواطالع جهان فو را نشیند و نرسد

این نقیصه را که در این کتاب
 در باب اول از کتاب اول
 در باب اول از کتاب اول
 در باب اول از کتاب اول

کجاست ای دل نهی که می بیند باغ می
 چو تن منین باغی نهی که می بیند باغ می
 قیامت می اسکی می کون باغ می
 ای بیرون باغ می کجاست ای دل نهی که می
 چو تن منین باغی نهی که می بیند باغ می
 قیامت می اسکی می کون باغ می

[illegible]

۴۵۵

کہ جس کی ہر کسوئی کو گھر کی زلفت
 نے بین باد صبح کیان اک دیا ہے
 نا بخودی و می غل ناتوان پر میر
 دس شوق نرگس کی مجھے باہم جہان ہے
 طبیعت نے عجب کل یہ ادا کی
 کہ ساری رات و روز

بہار اب سے جہنم کے ہے سر ہے
گلشن ہمارا کیوں کہ بلب

بہار اب سے جہنم کے ہے سر ہے
گلشن ہمارا کیوں کہ بلب

[illegible]

پیام اوس گل کو بھونچا پھر نہ آئے	نہ خوش آئی میان گیری صبا کی
سبب حیرت کا ہی اس کاوقوف	سب کیا وان یہ ابتک کیا کیا کی
جنائیں ہو گا کہتے تھے اکشر	ہماری عمر نے پھر گرونا کی
جوان ہونے کی اسکی آرزو تھی	سواب باری ہمیں سی یہ جفا کی
کیا تمہارا ت دروازے پر اس کے	فقیرانہ دعا کر جو صدا کی
لگا کہنے کہ یہ تو ہمیشہ تیناں	صدا ہی دل خراش اس بھی گدا کی
رہا تھا دیکھ پھلے جو نگہ کر	ہمارے میرو ملین اون نے جا کی

ملا اب تو نہ وہ ملتا تھا اوسکا
نہ سے دیر آنکھ اوسکی ملا کی

<p> ہم رو رو کی درد دل دیوانہ کہینگے سودائی ورسوا و شکستہ دل خستہ دیکھی سوکھی کوئی نہیں جرم کسوکا ہون در بدر و خاک بسر جاگ گریسا ویرانی کو مدت کی کوئی کیا کر تعمیر مین ویا کرھا کرتا ہون بجز نرات جو درویش </p>	<p> جی مین ہی کہون حال غریبانہ کہینگے اب لوگ ہمیں عشق مین کیا کیا نہ کہینگے کھتے ہیں بجا لوگ بھی بنجانہ کہینگے اسطور سے کیونکر مجھ پر سوانہ کہینگے آجڑی ہوئی آبادی کو ویرانہ کہینگے من بعد مری تکیے کو غم خانہ کہینگے </p>
---	---

در آمدن تو من یک عیس مرده من
 یعنی میرم دست است من هر کسی بخواند
 اچھی پری بر حسن و قیام یک بنی فتنی
 و انیسوی پری جان ساری اس شکی یانی
 جیب و امن کرستی من آه پرم کرد و دست
 قدر این پری هم کو بر گزیده جامه یانی
 ۲۵۶
 تنگ خلق کیا پری مگو آخر دست غالی نو
 عالم من اسباب کی کی کی شورش اسباب کی
 عشق میر کسوی انا انبیا علی السلام کی
 حرف یار جو بنده کی نکلا فی بلائی تالی کی
 غم بر آفت کمان سا پر ہوئے
 سوئے کے نشان تیر ہوئے
 سوئے کی سبکی مرئے تک
 اب بر سر من حم بر ہوئے
 سوئے گل من حم بر ہوئے
 من ہی درویش خواہد بادشاه
 عشق من بادشاه

سب سے عالم میں جیسا کہ ہے
 سب سے محبوب میں جیسا کہ ہے
 سب سے عزیز میں جیسا کہ ہے
 سب سے عزیز میں جیسا کہ ہے

منوے ہم نظیری سے یوں تو

بات کا ہم سے انکو کب ہے ویاغ
 میسر درویشی میں امیر ہوئے

اؤ کچھ تو پاس ہمارے بھی ناری
 پھرتے ہو کیا درختوں کے سالی ٹہن جو
 ہجران میں اسکی زندگی کرنا کھلا نہ تھا
 ہاتھ مسیہ عقدے نہ دیکھے کچھو کھلے
 کرتا ہی چھید چھید ہمارا جگر تمام
 دل پر اختیار تو ہرگز نہ کرے عشق
 آگے بچھا کے نطع کو لاتے تھے تیغ و تلہ
 باغ ہوں کیونکہ گریہ خونین کے عشق میں
 کرنا سا لوگ خوب ہے اہل نیاز سے
 کر لو موافقت کسو بے برگ سنا سے
 کوتاہی جو نہ ہو دے یہ عمر و راز سے
 جی اپنا کیونکہ آچٹے نہ روئے نماز سے
 وہ دیکھتا تراثرہ نیم باز سے
 پرہیز کرے اس مرض جاتا گناہ سے
 کرتے تھے یعنی خون تو اک اتلیا سے
 ہے ربط خاص چشم کمر افشاے راز سے

شاید شراب خانے میں شب کو رہے تھے میسر
 کھیلے تھا ایک بوجہ مہر نماز سے

رشتک شمشیر ابرو کا خم ہے
 تم کر شاہ زندگی کہ مجھے
 تیر و نشتر سے کیا پلک کم ہے
 دیکھے خون ہونیکا بہت غم ہے

جو بان سے ادا کھلے گئے ہیں
 رہنے کی کوئی جا کھٹکنا بھی انھوں نے
 جو بان سے ادا کھلے گئے ہیں
 رہنے کی کوئی جا کھٹکنا بھی انھوں نے

۲۵۷

فتیہ بھی بیان کھنکھائے نہ ناراضی بندھا
 بال لوگ کیا کیا کہے ہوئے ہیں میں سے
 اسیر طبعی تم ہو اسے بیان میں سرا دھکائے
 کیا کھوڑے ہو ہر دم دڑتے تھیں میں سے
 جن آنکھوں پر زین عاشق ان آنکھوں کے دھکائے
 آہ نریشان جو نکلا سے منہ سے ہم دم
 روغن سیم کہ تم نے قلب دیکھ جلائے

اس فوج حال اسکا حال
 حال عداوت اسکا حال
 اس فوج حال اسکا حال
 حال عداوت اسکا حال

فرخ ہمتو گلہ اپنے فلک پر کھینکین
 بچے لیکئے سیادہ و عمامہ او جیک
 بھیان جامہ کی کر دنگا جنوئیں لکبی
 خاک کا تپلا ہی آدم جو کوئی اچھی کسے
 بات و اعظمی موثر ہو و دلون میں کیونکر

اسکے ساتھ جو ملاقات مساوات رہے
شیخ کے مسکدین کیونکہ کرا بات رہے
مگر گریبان وریکا کام مرے ہاتھ رہے
عالم خاک میں برسوں تئیں وہ بات رہے
دن کو طامات رہے شب کو مناجات رہے

تنگ ہوں میری بھٹیافتی دل سے بہت
کیونکہ یہ ہاتھ تلے قبلہ حاجات سے

کیا عشق بے محابا ستہراؤ کر رہا ہے
 غیرت سے دلبری کی ڈور چاندنی ندیہ
 خوریز ناتواں میں آنا کوئی بولا
 پائیز کبر ہے افسر وہ خستہ اتنا
 خلعت آج کل کیا اون نے کیا کنار
 میں اک نگاہ گاہ ہے خوشرو کوئی ندیکھا
 رہتا نہیں ہر رکھے تھمتا نہیں تھکائے
 یہ کاروان سرا تو رہے کی گون نہ نکلے

میدان بزن گھونکے گشتوں سے بھر رہا ہے
مستابی ہے رخ آسکا پیش نظر رہا ہے
کیا مارتا ہے اسکو یہ اپنی مر رہا ہے
تو بھی جدا کسو سے اے گل گم رہا ہے
وہ یا ہمیشہ میری گریے سے تر رہا ہے
الفت رہی ہوں سے اسی کا ڈر رہا ہے
دل اب ٹپ ٹپ کر اب ظلم کر رہا ہے
ہر صبح یا نسے تک ہو غم سفر رہا ہے

[illegible][illegible]

۴۵۹

کی طرح رو در گار دیو پھیلے کی تک رہے
 ہم سے کہا تک پرین انو ونا ہم پر
 یہ کھلی کا بار دیو پھیلے کی تک رہے
 ضعف سے انکھین بند سے کھل گئی
 غنیمت یہ بین ابی بار دیو

[illegible]

غنیمت ہے کہ سر پہ دل غنودا کا
 غنیمت ہے کہ کب تک یہ گل بہار کرسے
 غنیمت ہے کہ پھر این پھانی پھم کرسے
 وہ ہی جاسے جو انتظار کرسے
 سہل وہ آستنا نہیں ہوتا
 دیرین کوئی اداس کو یار کرسے
 کچھ نہیں دامن دامن کے ہون شاید

کیسو در خسار یا راتھوں ہی میں پھر ہیں
 میری لیل و نہار دیکھیے کب تک رہے

کہ یہ پیرانہ سر جاہل جوان ہے ہماری خاک کیا جانیں کہاں ہے ہمارے حال پر کچھ مہربان ہے بدن میں اپنے حب تک نیم جان ہے دہن شاید کہ اوسکا آستان ہے خمیدہ بھون جو ہے زورین کمان ہے نہ بونی پر مری خاطر نشان ہے یہیں سے کہتے ہیں جان کو روان ہے	فلک گرنے کے قابل آسمان ہے گئے ان قافلوں سے بھی اٹھی گرد بہت نامہربان رہتا ہے لینے ایک آدم بھرا کرتے رہینگے ہمیں جس جاسے گل غس آگیا تھا ترہ ہر اک ہے اسکے تیر ناوک اسے جب تک ہے تیر انداز کیا تھا چلی جاتی ہے دھڑکوں ہی میں جان بھی
--	---

پڑا ہے پھول گھر میں کا ہیکو میر
 جھمک ہے گل کی برق آشیان ہے

ہم رہیں بادہ جامہ احرام کر چکے جامہ ہی وجہ سے میں ہمارا نہیں گیا زنا رہنا سب کے رشتے کے تار توڑ	مستی کے دیرین قسم اقسام کر چکے دستار و رخت سب گرو جام کر چکے ترک نماز و روزہ و اسلام کر چکے
---	---

طرہات ۴۶۰

غنیمت ہے کہ سر پہ دل غنودا کا
 غنیمت ہے کہ کب تک یہ گل بہار کرسے
 غنیمت ہے کہ پھر این پھانی پھم کرسے
 وہ ہی جاسے جو انتظار کرسے
 سہل وہ آستنا نہیں ہوتا
 دیرین کوئی اداس کو یار کرسے
 کچھ نہیں دامن دامن کے ہون شاید

غنیمت ہے کہ سر پہ دل غنودا کا
 غنیمت ہے کہ کب تک یہ گل بہار کرسے
 غنیمت ہے کہ پھر این پھانی پھم کرسے
 وہ ہی جاسے جو انتظار کرسے
 سہل وہ آستنا نہیں ہوتا
 دیرین کوئی اداس کو یار کرسے
 کچھ نہیں دامن دامن کے ہون شاید

دل کی کلاں سے لکھیں کہ میں نے
 دل کی کلاں سے لکھیں کہ میں نے
 دل کی کلاں سے لکھیں کہ میں نے
 دل کی کلاں سے لکھیں کہ میں نے
 دل کی کلاں سے لکھیں کہ میں نے
 دل کی کلاں سے لکھیں کہ میں نے
 دل کی کلاں سے لکھیں کہ میں نے
 دل کی کلاں سے لکھیں کہ میں نے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرویات

دل تمام قطرہ خون یہ ناحق تلف ہوا	کیا کہے عشق حسن کی آپہی طرف ہوا
لب ساغر یہ پنہ رکھ رکھ کر شیشہ بکٹا	مے گلگون کے بوسے لیکہ نہ جانہ مہکتا
شعلہ آہ دل گرم محبت سے آٹھا	جب کہ تابوت مرا جاستہات سے اٹھا
دام صیاد کا ہوتے ہی خدایا آیا	گرچہ امید اسیری پہ ناشاد آیا
دشت مین جو سیا سو کہین کا کہین سیا	کیا رہ جیب کا بھی سجا مین نہیں سیا

اب اسے تو تو فائدہ ہم ہی نہیں رہا
 ہر کوئی کہہ رہا ہے اور تم کہتی رہی رہے
 مہیا جس کے اسباب ملے اور مالی سے
 وہ اس کے دیگیاں سے تو دو تو ہاتھ خالی
 گلاب کے ہم پر غنچے پیدا ہو گئے تان مین
 کیا کیا اس بین مین دہر و نی لاؤ بالی

۴۶۲
 کھا کے دانہ پیدا ہو چکا ہے
 ہوئی آدم کو بھی بشت
 نری زلف سب کی یاد مین آئے جگتے ہیں
 اندھیرا رات پر بات پر جگتے ہیں
 جیسے نیم ہر شہر شہر کہ
 خانہ بجانہ در بدر شہر شہر کہ

نور نظر کو کوئی بار و دنگا دیکھو
 دل بھر رہا ہے خوب باری بار و دنگا دیکھو
 زہ دنیا مین دل مین سے خطہ کہ اس شہر
 بھڑک رہی ہے کتاب و توان جی بھڑک رہی ہے
 رت ہوئی کہ خاک مین آئے بھڑک رہی ہے
 دل کی کلاں سے لکھیں کہ میں نے

کبریا کی شان و کرامت کا ذکر کیا ہے
 جو ہر بندہ کی طرف سے خواہ مخواہ
 ہو کر رہتا ہے۔ یہی حال ہے
 جو ہر بندہ کی طرف سے خواہ مخواہ
 ہو کر رہتا ہے۔ یہی حال ہے

خاک سے میرے کیوں نہ کیساں ہوا	دل	مجھ پر تو آسمان ٹوٹا ہے
سوائے سنگدلی اور کچھ نہر بھی ہو	دل	بتان دلونین تمہارے خدا کا ڈر بھی
ترے فراق میں کچھ کھا کے سو رہو نگاہیں	دل	تو کس خیال میں ہو کچھ کچھ خبر بھی ہے
بہنس دے دیکھتے ہی کیا خوب آدمی ہے	دل	مستوق بھی بہارا کیا خوب آدمی ہے
انسان ہو جو کچھ ہی اور اک سر لولاک	دل	نادان زمین زمان سے مطلوب آدمی ہے
ہم رو رو کے درد دل دیوانہ کھینکے	دل	جی میں ہے کچھ جو حال غریبانہ کھینکے

موقوف غم میرے کہ شب ہو چکے سہم
 کل رات کو کچھ باقی یہ افسانہ کھینکے

وصل کی جیسے گئی ہو چھوڑ دلا رہی تھی
 دل ہجر کی کرنی پڑی ہو ناز برداری مجھے

میں گریبان پھاڑتا ہوں وہ سلاوتیا میرے
 خوش نہیں آتی نصیحت گو کے غمخواری مجھے

خیر ان اوس بھجوں کے کی سب دیش گئے
 دل شمع و چراغ بزم من خاموش ہو گئے

عمر گزری کہ ترس کو چیکے آنے سے گئے
 دل دور سے ایک نظر دیکھے جانے سے گئے

کیوں گردن ہلال ابھی سے ڈھلک چلے
 دل ابرو تو ایک طرف بلک ادسکی نہیں چلے

ہمت دبا دتند کو ایسی کہ بعد مرگ
 دل مشت غبار میرا خفت ہو چکیا علی

ہونے پانی پانی در شاہو
 اس شہید کی صحبت سے جا کر ہو
 آج ہو جا کے یہ دل خانہ بھلو
 اوجھ خاک ہو ہے بویا
 اک دو دم زار باران رو گیا
 کیا ہوں میں مگر شہید
 اجدا ای قصے میں وہ سو گیا

۴۶۳
 آدھی سے کچھ اداسی
 ساکت نہیں داستان کوئی آدمی نہیں
 تو گل بن جائے بیل بہو
 وہ بھی بیگلاب کا سا بہو
 تبت سے دور اس گل سے
 وہ شگفتہ سے یہ گرفت سے
 کی رو سے اداسی ہو گا تو نقطہ سے مقابل
 اس آفتاب تیرا شمع تو طباق سے

زلف اس کی ہے ایک بار سیاہ
 زلف اس کی ہے ایک بار سیاہ
 زلف اس کی ہے ایک بار سیاہ
 زلف اس کی ہے ایک بار سیاہ
 زلف اس کی ہے ایک بار سیاہ

دل نہ تو تھوڑا سا دل نہ تو اتنا سا
 دل نہ تو اتنا سا دل نہ تو تھوڑا سا
 دل نہ تو تھوڑا سا دل نہ تو اتنا سا
 دل نہ تو اتنا سا دل نہ تو تھوڑا سا

دل کو مثل ہوا آنکھ چھوٹی پیر گئی	دل کو مثل ہوا آنکھ چھوٹی پیر گئی
دل ان ساحروں کی ایسی تھوڑی عاشق کی	دل ان ساحروں کی ایسی تھوڑی عاشق کی
دل میں ترے کان کھول رکھتا ہوں	دل میں ترے کان کھول رکھتا ہوں
دل یہ نہ تھوڑی دیکھے کی سی میں نے کی	دل یہ نہ تھوڑی دیکھے کی سی میں نے کی
دل کو کہیں نے بھی سر کو چھوڑا تھا	دل کو کہیں نے بھی سر کو چھوڑا تھا
دل سنی کو دسے نام رکھتے ہیں	دل سنی کو دسے نام رکھتے ہیں
دل اس تشنہ کام فی تو بانی بھی پھر نہ لگا	دل اس تشنہ کام فی تو بانی بھی پھر نہ لگا
دل مجروح دلو میرے کا تھوہنیں متھیلو	دل مجروح دلو میرے کا تھوہنیں متھیلو
دل ہاتھ کا نوہنیں رکھ گئے سارے	دل ہاتھ کا نوہنیں رکھ گئے سارے
دل سارے گلین تھے تو کہے بے اہل	دل سارے گلین تھے تو کہے بے اہل
دل آنکھیں بھی کر گیا گل باغ میں	دل آنکھیں بھی کر گیا گل باغ میں
دل اوڑ گئے آئینے کے توتے سے	دل اوڑ گئے آئینے کے توتے سے
دل تمسے کتنے بہا دے جیب میں ہیں	دل تمسے کتنے بہا دے جیب میں ہیں

دل نہ تو تھوڑا سا دل نہ تو اتنا سا
 دل نہ تو اتنا سا دل نہ تو تھوڑا سا
 دل نہ تو تھوڑا سا دل نہ تو اتنا سا
 دل نہ تو اتنا سا دل نہ تو تھوڑا سا

دیکھتا ہوں تو کام میرا میر
 اول عشق ہی ان آنسو سے

دل نہ تو تھوڑا سا دل نہ تو اتنا سا
 دل نہ تو اتنا سا دل نہ تو تھوڑا سا
 دل نہ تو تھوڑا سا دل نہ تو اتنا سا
 دل نہ تو اتنا سا دل نہ تو تھوڑا سا

کل تین جو کمال وصال کے لئے
 ہوا تیرا آواز عشق آتا ہے
 دل میں تیرے لئے کیا کیا کیا
 وہ عجب مہر ہے کہ عشق میں ملے

ہجران ہے شاید کہ وصال اپنا ہے دل جو دغم و ازار کہنیا دے کیا کیا دیکھیں تو کہیں عشق دکھائے کیا کیا کیا حرف سخن عیب کے کچھ محرم سے اے میر کوئی بات کیا کر ہم سے جو دل زوگان پر یہ جفا ہوتی ہے اک وقت نماز بھی قضا ہوتی ہے پر سوچ کی غفلت کے تین دو کے	آزار بہت کہنے ہیں اس بن دل نے دل جان جگر آہ جلا دے کیا کیا ان آنکھوں نے کی ہر ترک و مہر دار چپکا چپکا پھر نہ کر تو غم سے آخر کور کے رہتے جنوں ہوتا ہے کیا کہئے ادا تیوں کیا ہوتی ہے یہ کیا کہ جو دین نہ دیکھا بگڑی اب وقت غریز کو تو یوں کہو فکے
--	---

کیا خواب گراں پہ میل رہا و شب ہے
 جاگوں تک میر بھی بہت سوؤں کے

ہر چہ بہت ہی شکن زلف سیاہ دیوانگی کرنی کی جگہ ہی تک دیکھ جانان نے ہمیں کبھو سنا نا افسوس تب آنے میں میر کی قیاس تاب ہر خطہ رلاتا ہے کڑا تار میر مجھے	دارفتہ نرہ اوسکا دلا بگڑ گاہ جا ملتے ہی یہ کوچہ زنجیر میں راہ جو پہنے کہا سو وہ نانا افسوس آیا نزدیک ہے کا جانا افسوس ہر آن ستانا ہے کہ پاتا ہے مجھے
--	--

دل میں تیرے لئے کیا کیا کیا
 وہ عجب مہر ہے کہ عشق میں ملے
 کل تین جو کمال وصال کے لئے
 ہوا تیرا آواز عشق آتا ہے

ازارم فوش آتا ہے سالی ہے خواب
 میں غمزدہ کیا ہے دونوں کو درد
 میر کے تو جہان شب ہو جالی خواب
 دنیا میں تیرا رنگ چوہا آفت ہے
 وق آگئے ہیں جیسا ہے جی یہ جنت ہے
 کہنے تھے کہ میر پتہ فنا ہم کو نہ جان
 میں خوب وفا تھے تھیں رحمت ہے

دن فکر دین میں اوسکا جانا دین
 کب آپ میں اسکے کوئی پاتا ہے دین
 ہر گز وہ کہہ دہم میں آئے ہی نہیں
 اندوہ کے یہ خیال آتا ہی نہیں
 اب درد و غم کی سارے دین
 کہ حال نہیں رہا ہے دین
 کیا جانیے وہ کیا ہے دین
 کن سوز و درد کو دین
 دل میں تیرے لئے کیا کیا کیا
 وہ عجب مہر ہے کہ عشق میں ملے

[illegible]

کیا آنگھو کو کھولا ہر تنگ گوش کو کھول
 افسانہ پہل مائے مجلس ساری
 دل خون ہوا ضبط ہی کرتے کرتے
 ہم سو ہی چکے کہ مونکے بھرتے بھرتے
 اے مایہ زندگی ستم ہے یہ اگر
 بھرتا آنگھو تجھے دیکھیں مرنے مرنے
 مستی نکر میرا گر لہ ہے اور اک
 دامان بلند ابر منظر رکھ تو پاک
 ہے عاریتی جامہ سے تیرا
 ہشیار کہ اوپر نہ پڑے گرد و خاک
 کیا تم سے کہوں میرے کہانتک و دن
 دل روون تو زمین سے آسمان تک و دن
 جون ابر جہان جہان بھرا ہوں غم سے
 تالیستہ رہوں روزی کا جہانتک و دن
 میرا ہنسنے سے کہ جو ملا بھی کبھی
 جی یوں ہی گیا وہ آہ پھر ابھی کبھی
 چپ جب کر لے لگ گئی ایسی ان کو
 ان نے تو کچھ زہر لب کہا بھی کبھی
 کیا کوفت ہے بخت دلی کوئی رنخلے
 دل ٹکڑے جو ہونے جگر کے ٹوٹے رنخلے
 چھاتی جو پھٹی ندان جلتے جلتے
 اوسین پھپھو دہما کے پھوٹے رنخلے

کیا آنگھو کو کھولا ہر تنگ گوش کو کھول
 افسانہ پہل مائے مجلس ساری
 دل خون ہوا ضبط ہی کرتے کرتے
 ہم سو ہی چکے کہ مونکے بھرتے بھرتے
 اے مایہ زندگی ستم ہے یہ اگر
 بھرتا آنگھو تجھے دیکھیں مرنے مرنے
 مستی نکر میرا گر لہ ہے اور اک
 دامان بلند ابر منظر رکھ تو پاک
 ہے عاریتی جامہ سے تیرا
 ہشیار کہ اوپر نہ پڑے گرد و خاک
 کیا تم سے کہوں میرے کہانتک و دن
 دل روون تو زمین سے آسمان تک و دن
 جون ابر جہان جہان بھرا ہوں غم سے
 تالیستہ رہوں روزی کا جہانتک و دن
 میرا ہنسنے سے کہ جو ملا بھی کبھی
 جی یوں ہی گیا وہ آہ پھر ابھی کبھی
 چپ جب کر لے لگ گئی ایسی ان کو
 ان نے تو کچھ زہر لب کہا بھی کبھی
 کیا کوفت ہے بخت دلی کوئی رنخلے
 دل ٹکڑے جو ہونے جگر کے ٹوٹے رنخلے
 چھاتی جو پھٹی ندان جلتے جلتے
 اوسین پھپھو دہما کے پھوٹے رنخلے

کیا آنگھو کو کھولا ہر تنگ گوش کو کھول
 افسانہ پہل مائے مجلس ساری
 دل خون ہوا ضبط ہی کرتے کرتے
 ہم سو ہی چکے کہ مونکے بھرتے بھرتے
 اے مایہ زندگی ستم ہے یہ اگر
 بھرتا آنگھو تجھے دیکھیں مرنے مرنے
 مستی نکر میرا گر لہ ہے اور اک
 دامان بلند ابر منظر رکھ تو پاک
 ہے عاریتی جامہ سے تیرا
 ہشیار کہ اوپر نہ پڑے گرد و خاک
 کیا تم سے کہوں میرے کہانتک و دن
 دل روون تو زمین سے آسمان تک و دن
 جون ابر جہان جہان بھرا ہوں غم سے
 تالیستہ رہوں روزی کا جہانتک و دن
 میرا ہنسنے سے کہ جو ملا بھی کبھی
 جی یوں ہی گیا وہ آہ پھر ابھی کبھی
 چپ جب کر لے لگ گئی ایسی ان کو
 ان نے تو کچھ زہر لب کہا بھی کبھی
 کیا کوفت ہے بخت دلی کوئی رنخلے
 دل ٹکڑے جو ہونے جگر کے ٹوٹے رنخلے
 چھاتی جو پھٹی ندان جلتے جلتے
 اوسین پھپھو دہما کے پھوٹے رنخلے

کیا آنگھو کو کھولا ہر تنگ گوش کو کھول
 افسانہ پہل مائے مجلس ساری
 دل خون ہوا ضبط ہی کرتے کرتے
 ہم سو ہی چکے کہ مونکے بھرتے بھرتے
 اے مایہ زندگی ستم ہے یہ اگر
 بھرتا آنگھو تجھے دیکھیں مرنے مرنے
 مستی نکر میرا گر لہ ہے اور اک
 دامان بلند ابر منظر رکھ تو پاک
 ہے عاریتی جامہ سے تیرا
 ہشیار کہ اوپر نہ پڑے گرد و خاک
 کیا تم سے کہوں میرے کہانتک و دن
 دل روون تو زمین سے آسمان تک و دن
 جون ابر جہان جہان بھرا ہوں غم سے
 تالیستہ رہوں روزی کا جہانتک و دن
 میرا ہنسنے سے کہ جو ملا بھی کبھی
 جی یوں ہی گیا وہ آہ پھر ابھی کبھی
 چپ جب کر لے لگ گئی ایسی ان کو
 ان نے تو کچھ زہر لب کہا بھی کبھی
 کیا کوفت ہے بخت دلی کوئی رنخلے
 دل ٹکڑے جو ہونے جگر کے ٹوٹے رنخلے
 چھاتی جو پھٹی ندان جلتے جلتے
 اوسین پھپھو دہما کے پھوٹے رنخلے

ہر چند کہ لے مر اب تمامی ہے گی
 بسکہ بہن تے کیونکہ کریں تابی
 زانو پہ قدم خم شدہ سر کو لایا
 آنکھوں کی بصارت میں تفاوت آیا
 اوقات جوانی کے گئے عشرت میں
 پیر میں جزا فوس کیا کیا جانے

پر ہم جو گلہ کریں تو خامی ہے گی
 خدمت تری زمین غلامی ہے گی
 جاے دندان کو مہتے خالی پایا
 پیری نے عجب سمان ہمیں دکھلایا
 ایام زکین کے گئے غفلت میں
 یکبارہ کی ہے آگئی طاقت میں

سنا چند تلف میر حیا سے ہوگا
 خیال سے صد ستم حیا سے ہوگا

کر ترک ملاقات تان کعبے چل
 وہ عہد گیا کہ جو اسکے سے
 جب جی ہی چلا تو صرفہ کیا ہے
 حسن ظاہر بھی ہے ہمارا دلخواہ
 باغ عالم کو چشم کم سے دیکھ
 جسوقت شروع یہ حکایت ہوگی
 احوال وفا کا اپنے ہر گز مجھ سے
 ان سے ہوگا سواب خدا سے ہوگا
 وہ بات نہیں ہی کہ چپکے سے
 بیصرفہ جو کچھ کہ منہ میں آئے کہیے
 محو صورت بھی ہوہیں معنی آگاہ
 کیا کیا ہیں رنگ یہاں بھی اللہ اللہ
 رنجیدگی یکدگر نہایت ہوگی
 مت پوچھ کہتے ہیں شکایت ہوگی

اے کاشکے عشق افکاری ہوتا
 ایک منہ دل پر خط ابی آتی
 پہنچے کہ اجل میری شتابی آتی
 بکھرا جاتا جاتا تو آتی
 عاشق نہ ہوئے کہ ایک خالی آتی
 اس وقت تھو ہم بھی خوش معانی کرے
 اس بارے اپنے دلخیزی کرے

احام
 ہم گر سننے سے کیا اب باتنی کرے
 مت مال کیسی باریک کرے
 تو داد نہ بیان بہت سابل کرے
 آیا تو قمار خانہ عشق میں نہ
 سر بازی سے بیان قدم سنبھل کرے
 غلبہ وہ غم کا بار بھی لگا کرے

ہر چند کہ لے مر اب تمامی ہے گی
 بسکہ بہن تے کیونکہ کریں تابی
 زانو پہ قدم خم شدہ سر کو لایا
 آنکھوں کی بصارت میں تفاوت آیا
 اوقات جوانی کے گئے عشرت میں
 پیر میں جزا فوس کیا کیا جانے
 پر ہم جو گلہ کریں تو خامی ہے گی
 خدمت تری زمین غلامی ہے گی
 جاے دندان کو مہتے خالی پایا
 پیری نے عجب سمان ہمیں دکھلایا
 ایام زکین کے گئے غفلت میں
 یکبارہ کی ہے آگئی طاقت میں
 سنا چند تلف میر حیا سے ہوگا
 خیال سے صد ستم حیا سے ہوگا
 کر ترک ملاقات تان کعبے چل
 وہ عہد گیا کہ جو اسکے سے
 جب جی ہی چلا تو صرفہ کیا ہے
 حسن ظاہر بھی ہے ہمارا دلخواہ
 باغ عالم کو چشم کم سے دیکھ
 جسوقت شروع یہ حکایت ہوگی
 احوال وفا کا اپنے ہر گز مجھ سے
 ان سے ہوگا سواب خدا سے ہوگا
 وہ بات نہیں ہی کہ چپکے سے
 بیصرفہ جو کچھ کہ منہ میں آئے کہیے
 محو صورت بھی ہوہیں معنی آگاہ
 کیا کیا ہیں رنگ یہاں بھی اللہ اللہ
 رنجیدگی یکدگر نہایت ہوگی
 مت پوچھ کہتے ہیں شکایت ہوگی

دل کی باتیں سب کچھ کہیں
 دل کی باتیں سب کچھ کہیں
 دل کی باتیں سب کچھ کہیں
 دل کی باتیں سب کچھ کہیں

پھر عشق میں پاؤں دھو بیٹھا
 جی اور بغض ایسا کرتا ہے گا

سب ملے چلو بلا سے سمجھاؤں
 دل تجھ پہ چلے کیونکر میرا بیتاب

وان ان فی شراب پی کی مستی میں ہے
 کہ کھا کر بھی نامہ بر کیو تر کے کیا باب

کہتا ہے یہ اپنی آنکھوں کی کھینکے فقیر
 پنشن نہیں رکھتے کیا جوان کی کیا پیر

آندھی ہیں جہان کو لوٹا کر
 سوچو نہ جسے اُسے یہ کہتے ہیں بھیر

پیغمبر حق کہ حق دکھایا اُسکا
 سایہ اُسکے نہ تھا یہ باعث ہو گا

چپکے رہنا نہ میرا دلین ٹھانوا
 بولو چالو کس اہمارا مانوا

اک حرف نہ کہہ سکو کہ وقت رفتن
 کی حسن نے تجھ سے بیوفائی آخر

دل کی باتیں سب کچھ کہیں
 دل کی باتیں سب کچھ کہیں
 دل کی باتیں سب کچھ کہیں
 دل کی باتیں سب کچھ کہیں

ازین سما کو پوری قدر و احترام علی
حق تعالیٰ کی کرامتیں ہر روز و ہر
ملک کما بین اوکے ہوتی کما سوار
گدڑی میں اگرچہ مردم خوب کوئی ہزار
ہو یا نیم نفی خدایا طرف ہر جہ و قار
حکمت تو یہ کہ میں پیدا ہو علی
یعنی حق کی ہان و احدم مل کو ہر روز
کہنی تعنی ساری خلق خدایا ہر روز
نسبت بغیر ہر علم و چہا علی رہن
لطیف و سخا و رحمت و علم و چہا علی رہن
جو د و عطا و جرات و ہر دو فنا علی
نزدیک سب کو ادیکو

مختارم لامكان مدينه بحري وخلق فزا علی

<p>خواہش مدد کی غیر سے ہو یہ خیال خلام کافی ہے دو جہانیں جو دو کا سیر نام</p>	<p>کرتا ہو کب قبول ادھر عاقل تمام لا ریب آپ آتش و زرخ ہوئی حرام</p>
---	---

اکبر بھی نہا جسے جن نے کہا علیؑ

<p>صورت پکڑ کے سامنے آیا تھا لطفِ در محرابِ یمن : گرم بکا تھا کد ام شب</p>	<p>سرتاقدم ثبات دلِ حملگی ادب ظاہر ہونے ظہور جہانین عجیب</p>
--	--

هفتار نامه کونسی روز غزالی

عتر کو نار چشم نے او کی جلا دیا	از در کو چیر ایک ہی دم میں کھپا دیا
خورشید کو نکال دو بارہ دکھا دیا	ہنگامہ کفر و شرک کا آ کر مٹا دیا

تمت بحاشین ختم رسل کا بجای علی

گو چشم دل کھلے نہ کسی روسیہ کی
اندروں بندہ تری قدر و جاہ کی

اوس تک محال کہتے کسو کی نگاہ کی
حرر کے جبریل نے دربان سوارہ کی

شاه پادشاه جهان صفائی

دشمن کو آگہی ہو کیا پیغے کسان	قدر تے اوسکی قدرت حق جوئی ہمارا
زور آوری مزاج میں ہے تو الامان	کچھ بھی نہیں ہے پھر یہ جو کتبہ دریاں

نسبت غیر ہو
لفظ و معنی و صفت و علم و ہوا
نزدیک سب کو ایک ہوتا ہے درجہ قبول کا
ایک عزیز ہے امید و شوق و قبول کا
کب مہتر ہے حرف کسب و الفضول کا
باطن علی ہے ظہر و قرب رسول کا
فانک او کا فرق پڑو کہ تھا بعد علیؑ
ہر فرد کی زبان پر علی کی ہے گفتگو
ہر شخص کے تہن بہ علی ہی کی جستجو
۷۷۷
۷۷۷

عالم کو ہے علی کی طرف کو نہیں بر
 چاہی کچھ علی کی طرف کو نہیں
 مقصود خلق و مطلب ارض و سما علی
 شوق ہے کہ وہ مرے قلب میں جان
 پی پی نجات کا باعث بھی ہو وہاں
 بن رہے لب و زیست میں جو میرے زبان
 وقت میں کہ جان ابو کیدم کی یہ جان
 امید ہے کہ یونہی لب و زیست میں
 مقصود ہے
 اس روز مجھ کو

[illegible]

يكتا بر عرصه دو جهان مرتضی علی

<p> ہر چند کام ایسی جگہ کیا کرے سمجھ یعنی نہ ذات پاک سے اتنا کہ سمجھ </p>	<p> اس راز کو سمجھ جو سکے تو اسے سمجھ عقل سخت ہے بھی اسے کچھ پہ سمجھ </p>
--	--

ہے آنسو لیٰ خیالِ گمانِ مرتضیٰ علی

موجود او سکی ہوئی ہے روشن جہان ہوا	اس بچہ دیکھیں حج تھا پس پردہ عیان ہوا
فرمان شاہ بکر و براون پر روان ہوا	پیر زمانہ دیدہ عالم جوان ہوا

چشم و چراغ کون مکان تفسی علی

شخصیت ایسی کسکی تھی کساوتھایہ شرف
القدر و زور کوئی نہ اوسکا ہوا طرف

اسقدر ساتھ کون بغیر از شہ نجف
دریا سوچ خیر تھا اوسکا کرم کا کف

ابن عم رسول زمان متھے علی

<p>یہ چند ہی یہ عرصہ ہمیشہ سے پر غبار لیکن کہاں یہ حیرت کہاں یہ مرد و کار</p>	<p>یاران رفتہ کی بھی تر و دین یادگار نکلے نہ ویسے تیغ کہ جیسی تھی ذوالفقار</p>
---	--

دیکھنا تھا وہ جیسا جو ان تفسیر علی

نزدیک اہل عقل کے رتبہ ہو اسکا دور	پامال راہ اسکے ہیں سرہاوی پر غرور
ہر جملہ تن منہرہ و سر تا قدم ہے نور	شاید نہ سمجھتے ہیں فی شعور

فردینا ایسا کہ در دل گدای
بدری چیا بودی تو ایسا

فی ثواب و جہنم و غیرہ

ویند کواشاردن سرانجام

وہاں سے ایک بیٹا

انہیں بیان کیے جانے لگے۔

نام و حکم امانت و کسب و کفایت

ایمان تو و فیض ادب سلطان

مقام

عالمی غرض اوسط

ان کا بے اپنا پی

و در جهان
نصف علی بن عثمان علی

مجلس

[illegible]

راز انبساط

و

Handwritten text in Arabic script, likely a continuation of the previous page, mentioning "الحمد لله" (Praise be to God).

[illegible]

شوق تیر ستمین نین بزمی
 در نیلین ز کمر بزمی
 اعلیٰ بی عین طفل نامی
 شکوهی در ده کوشتی
 اعلیٰ یاعلیٰ کما کرتو
 در واداد کانسی
 شغل اشغال بجهو
 ذکر واداد کانسی
 ایک دو دم پیشه
 اعلیٰ یاعلیٰ کما کرتو
 فون جنتی مگر حال بیست
 به واسون کا اف

جور انواع دشمنوں کے سے	پر نہ کر یا رگفتگو بے تہ
دوستی میں علی کے بخود رہ	بات یہ ہے گی اور کچھ مت کہہ

یا علی یا علی کما کرتو

اسم یہ ایک جو مکرم ہے	سب کے نزدیک اہم و عظیم ہے
یہ سب اور اوپر مقدم ہے	غرض اے ہمت نشین جو اہم ہے

یا علی یا علی کہا کرتو

<p> یہ شیوہ خدا رسول پسند پست کرنے کو مدعی کے بلند </p>	<p> رہ و لائے علی کا خواہش مند دیکھے ہرگز نہ رکھ زبانی کو بند </p>
--	---

یا علی یا علی کہا کرتو

ذات پاک اوسکی ہر علیم و صدور	بدر آسا علی تمام ہے نور
یاد خاطر ہے ضرور ضرور	مضوا ہست اُنکو گر تجھ سے شعور

ما علی راعی، کما کرتو

سوچ کھاؤ سکو اپنی موت و حیات	رحمت صرف ہو علی کی ذات
سیراوسکر و آراکسرات	ماثرین لون سونہرین مرہم بہیات

اعلایا علیہ السلام

پس از آنکه در این کتاب

فون مجھ سے ہم حال ہے کہ
یہ تو اسون کا افسانہ

بہا علی تو یہ کہ مال ہے

یا علی یا علی کہا کرتے

میری توپ کا دیکھو تو
سو نظر بند

مستحق
۸۴

نیت بین زندہ ہوئیں حبیب
کا خط ہے

میں نے اپنے صاحبزادے کو

کتاب الفیہ فی التفسیر

یومین بنو
بنو منور

یون جوین
نہین نو ایک

...

میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کتے کو دیکھا
 کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا
 کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا
 کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا

میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کتے کو دیکھا
 کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا
 کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا
 کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا

میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کتے کو دیکھا
 کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا
 کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا
 کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا

تقصیر ہے ہوا دوس کی اور مفت
 اکسا بھی نہ تیغ کھا کے بائے
 اے طفل کسے گا بعد میرے
 ہون میں تو چراغِ اخیر شب کا
 دلسوزی مری کر لے صبا تک
 رونے ہی کو رو نہا ہے گانا صبح
 کوئی نہیں شہر غم میں میرا
 غم کہہ کے رولا تا ہو غین سب کو
 پائے نہ وفا کسی میں دیکھا
 مارا جاتا ہوں درمیان میں
 فارغ ہوا دیکھے امتحان میں
 مارا کا ہے کو یہ جوان میں
 کوئی دم کا ہوں مہمان میں
 ہونے تین صبح کے کمان میں
 پھر تا ہوں دبا لے خانان میں
 بیچارہ غریب ہو گا یاں میں
 تجھ غم میں ہوا ہوں غم خون میں
 غریباں تمام کر جہان میں

بارے میں یہ سب دیا دیکھا
 ہر کوچہ کو بار بار دیکھا

شب ہی عالم میں ہو گئے تھے
 آنکھیں گسین روتے روتے لیکن
 اب وعدہ نہ کر زیادہ پس ہم
 کہتے تھے یہ ہم نہ کر تمنا
 اپنے دل کا غبار دیکھا
 تو نے نہ ادھر کو یار دیکھا
 جانا ترا اے عتبہ دیکھا
 اے جان امید وار دیکھا

میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کتے کو دیکھا
 کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا
 کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا
 کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا کہ اس نے ایک کتے کو دیکھا

[illegible]

نصیب لطف زبافر کا ہو جو چھوٹا ہو	نہا کی دین میں مجھ کو کمھیں کیا میں صابو
و و چا حشر میں آفت سی ہوں ایسا ہو	

امام بخاری اس اپنے پیشوا کی قسم

جورد و موہو لفظین تو صبح و شام کی سون
کلام ہو کسی سے تو مجھ کو کلام کی سون
پڑا ہو یا نون کہ میں تو تر و خرام کی سون
جوسات پانچ ہو چھ میں چھٹا امام کی سون

غبار رہ ہوں ترا او سکھ خاکیا کی قسم

کرے ہر لطف جو کہ تو بجا لاتا ہوں
ترے ہی واسطے یہ غم یہ غم کھاتا ہوں
دگر یہ آپسے میں لمحہ لمحہ جاتا ہوں
گواہ دعویٰ کا کاظم کو اپنے لاتا ہوں

سچا و سکومان تجھرا و سکی ہر دلا کی فرما

جو بنگو خوش نہیں پائر تو جان کھو دیاز
کھو ہے آٹھ پیریں تک ایک دین

ہلاک ہونی پہنچے ہی سہرا فی ہوتے ہیں
ہمیشہ را تو کواٹھ آٹھ آنسو رو دین

امام ضامن ثامن علی رضا کی قسم

لکھنؤ نئی کانتی کا ہون ماک
طریق تہ ہادی کار کتا ہون ماک

قسم جو کھانیے ان چار بادشاہی قسم

گداز غم سے ہو سب آنسو نہین بہاؤں
 کہ چکیا ہی ٹپچا بہاؤں
 بھلا جو نہاروں طرح کے ستارہاؤں
 جو کچھ خیال ہو لہیں تو بے جاں
 کیا ہوں چلنے پھرنے کی بات
 زبان کاٹ جو سوس کے نیک کی ہوا بات
 سیاہ روز ہو ندین گھر مدین لہاؤں رات
 زبان کاٹ جو سوس کے نیک کی ہوا بات
 کیا ہوں چلنے پھرنے کی بات
 زبان کاٹ جو سوس کے نیک کی ہوا بات
 کیا ہوں چلنے پھرنے کی بات
 زبان کاٹ جو سوس کے نیک کی ہوا بات

۴۸۴
 مع کتب و کتب
 ابھی تو کمالی تھی انہار دعا کی قوم
 جان ہوں شمع کے مانند بجایا
 خبر تکھم ری حالت ہی کچھ بھی ہے بیان
 فقط ہوں سلسلہ ہو کا تیری دیوانہ
 کے کوئل بن میں ہاتھ ڈالوں جان شانہ
 چھینے ہو دتے کا کا

[illegible]

ان دنوں ایک سہارا بن چکا ہے
 ان دنوں ایک سہارا بن چکا ہے
 ان دنوں ایک سہارا بن چکا ہے
 ان دنوں ایک سہارا بن چکا ہے

ایک ہوشیار ہو کہین یہ م
 ایک ہوشیار ہو کہین یہ م
 ایک ہوشیار ہو کہین یہ م
 ایک ہوشیار ہو کہین یہ م

لے جو کچھ اوس سے ایسا دیا ہو	ور نہ کیا دغل کوئی کیسا ہو
کہتا ہے دوں حج پاس پیسا ہو	ہوتے جو دے نہ ایسا تیا ہو
خلق ناحق ہے میر جی کا د بال	
ایک عمدہ کی مان ہے اہل کار	فوج کے لوگوں کی سب سے ہمار
سو پر چوہ ایسا خوش اقرار	کے ہر اک کو دینے سو سو بار
پھر نئے جہ فریب وہ سال	
یامینوں تلک ہے رو پوش	یامے ہے تو بچو اس و ہوش
لوگوں کرتے پھر وہ جوش و خروش	یہ کچھ ہی مین بیٹھا ہے خاموش
زور و جیسا ہے گویا لال	
جیسے یہ ہے محتر و دستر	تب سے ہنگامہ ہی رہا اکثر
ہو و پر جھا جو دے کیو کو زر	سو یہ پٹی پر بٹھا نہیں ہے لہر
سے اوسکو ہو ایک جنگ و جدال	
لات ملی ہو کہہ ریلوں سے	وہول چکر ہے گاہ چیلوں سے
کم نہیں ہے کچھ ہی ریلوں سے	آتے جاتے ہیں لوگ ریلوں سے
نکلے تیغ کھر کے ہر دان ہال	

ایک صف خاک اصول اورانی سے
 ایک صف خاک اصول اورانی سے
 ایک صف خاک اصول اورانی سے
 ایک صف خاک اصول اورانی سے

یوں بھرے سے کہیں زکھ کلال
 یوں بھرے سے کہیں زکھ کلال
 یوں بھرے سے کہیں زکھ کلال
 یوں بھرے سے کہیں زکھ کلال

ہر کسب و کار میں سود و فائدہ ہوتا ہے
 مگر سود و فائدہ کا نام سود ہے
 اور فائدہ کا نام فائدہ ہے
 اور سود و فائدہ کا نام سود و فائدہ ہے
 اور سود و فائدہ کا نام سود و فائدہ ہے

یہ کمر باندھ کر گئے دربار
 آنے دروازہ پر گئے سوار
 پھر ہوئے پیر و جوان فی الحال
 کچھ حیثیت نہ زنجلب کے تئیں
 نہ ہے پاس جو رشک کے تئیں
 نہ سمجھتے ہیں اسکی چال کی حال
 قصہ کوتاہ بعد چندین ماہ
 جانے آدم لگا گمہ و بیگا ہ
 مفتری کا ذب سفیہ ضلال
 سہل سا مجلو بھی سمجھ کے فقیر
 یہ بجانا نہیں ہے اسکی نظیر
 دور تک پہنچ گئی یہ قیل و قال
 اسکی خاطر کہیں گے خورد و کلان
 دوست اسکو رکھیں تہیں جوان
 رکھنا ان پیسوں کا ہے کسی مجال

یہ کمر باندھ کر گئے دربار
 آنے دروازہ پر گئے سوار
 پھر ہوئے پیر و جوان فی الحال
 کچھ حیثیت نہ زنجلب کے تئیں
 نہ ہے پاس جو رشک کے تئیں
 نہ سمجھتے ہیں اسکی چال کی حال
 قصہ کوتاہ بعد چندین ماہ
 جانے آدم لگا گمہ و بیگا ہ
 مفتری کا ذب سفیہ ضلال
 سہل سا مجلو بھی سمجھ کے فقیر
 یہ بجانا نہیں ہے اسکی نظیر
 دور تک پہنچ گئی یہ قیل و قال
 اسکی خاطر کہیں گے خورد و کلان
 دوست اسکو رکھیں تہیں جوان
 رکھنا ان پیسوں کا ہے کسی مجال

ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

باز آتا نہیں ہے نفس شوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

تم تو سونا لیے کرو سوال
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

ایک دن جا کیا نرسے شور
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

میں بھی کچھ نکاح خوب کی کھال
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

اسے تنخواہ جو کہ کر لاوے
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

جس سے دل ہون غبار ملال
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

بد زبانی نہیں ہے اتنی خوب
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

بس قلم اب زبان اپنی سنبھال
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

بیخودانہ ہیں کئی حرف زبان ہر گوشت
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم
 ہرگز نہ کس سے اتنی ہی جھوم

بجو دینجہ دست سرفاقت الست	آتش سے سے برا فرود خستہ کچھ یادہ پست
یکدگر پانوں کی اخترش کو سبب بست	دیدم از دور گر و ہر ہمہ دیوانہ دست
از لطف بادہ شوق آمدہ در جوش و خروش	
گرچہ ظاہر تھا خراب انکا و لمب محمود	کاسہ سر پہ ہو پھرتے تھے سارے فقہور
بے لباس طرب جامہ اندوہ سہر خور	بود ف و طرب ساقی ہمہ در عیش و سرور
بے مری و جام صراحی ہمہ در نوشاوش	
نام و ناموس کا دفتر تھا سب انکا برہم	دیکھ کر پہلے کیا مینے تامل یک دم
پھر جو دیکھا تو مجھ کو بد کہیگا کیا عالم	چون کشید شیر ناموس کی فٹ از دم
خواتم تا خبری پرسم از دگفت خموش	
عقل رکھا ہو تو تاکہ ہیو ادب کا پابند	یان فراغت ہو دو عالم کی ہر کلام میند
یہ وہ جامہ ہو کہ فردوس ہوا سکے مانند	این خرابات مغالبت دروستاند
از دم صبح ازل تا بہ قیامت مدہوش	
میران مستونین کوئی نہیں پائے نہ رست	کیونکہ یہ رست بہت ہو کو تو وہ روزگرت
جتنی دہست نظر آتے ہیں اب سب نہ رست	گر تزانیر ہا میں فرقہ سر کیز گھیست
دین دنیا بر مکی جبرہ عصمت بفرشت	

منہ سے کچھ نہ دے جو چاہا کہ نکال
 کچھ نہ دے جو چاہا کہ نکال
 کچھ نہ دے جو چاہا کہ نکال
 کچھ نہ دے جو چاہا کہ نکال
 کچھ نہ دے جو چاہا کہ نکال
 کچھ نہ دے جو چاہا کہ نکال
 کچھ نہ دے جو چاہا کہ نکال
 کچھ نہ دے جو چاہا کہ نکال

اہمست پوچھو کہ کیوں پیکر جان
 ابے قصبے سے جاکون کلش
 مین معیبت دہ طین ہون کیا فکر کروں
 صبر و آرام کی بنیت ازین ابرو کون
 کہ درین واقعہ معصوب کنڈیاری دل
 میں سنا کر گذر جاتی تھی آو حشری

۹۱
 گہمہ نیرہ بیاد کہ من از کس سہری
 دادم البتون جگری را بسیر و ار دل
 نند من لیلہ و جھنوں یے ہو یین شہریون
 ایک رت رہی یین میر سائیل نوک زبان
 خود کو ذی کی یہ فکر خواری و مینا لی کمان
 خواندہ ام قصہ عشاق سے بیت زول
 عر خفا کاری و لدار و وفار ای دل
 بان و کار کوئی آکھوتے بھی با با ہر صر
 ہنس عیش میں لائے ہنس لکڑا صر
 نیلہ جھن نوک زبان کا لعل شہر لکڑا
 کوئی تو منزل دھماست کی جو لکڑا
 کہنا بد یون سار سار کی لکڑا
 کہم کی لکڑا سار سار کی لکڑا
 کوئی تو منزل دھماست کی جو لکڑا
 کہنا بد یون سار سار کی لکڑا
 کہم کی لکڑا سار سار کی لکڑا
 کوئی تو منزل دھماست کی جو لکڑا
 کہنا بد یون سار سار کی لکڑا
 کہم کی لکڑا سار سار کی لکڑا

کوئی تو منزل دھماست کی جو لکڑا
 کہنا بد یون سار سار کی لکڑا
 کہم کی لکڑا سار سار کی لکڑا
 کوئی تو منزل دھماست کی جو لکڑا
 کہنا بد یون سار سار کی لکڑا
 کہم کی لکڑا سار سار کی لکڑا
 کوئی تو منزل دھماست کی جو لکڑا
 کہنا بد یون سار سار کی لکڑا
 کہم کی لکڑا سار سار کی لکڑا

ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند

باز آتا نہیں ہے نفس شوم
 ہر سحر روز والون کا ہو ہجوم
 ورنہ کس سے اٹھتا ہے ایسی ہوم
 بے تمہیں حال یا نکا کیا معلوم

تم تو سونالیے کرو ہو سوال
 ایک دن جا کیا نفر نے شور
 ان نے دیکھا نہ مطلق سکر اور
 ہے غرض صحبت اپنی اسکے زور
 وہ تو چھڑکی جھول کا ہے چور

میں بھی کچھ نکاح خوب سکی کھال
 اسے تنخواہ جو کہ کر لا دے
 سو وہ اپنا کیا ہے بھر پائے
 پاشکستون کو برسوں ڈرا دے
 ایسے سے ہاتھ خاک کیا آئے

جس سے دل ہون غبار ملال
 بد زبانی نہیں ہے اتنی خوب
 بات اچھی نہیں ہو بے اسلوب
 گفتگو اس طرح کی ہے معیوب
 مل رہے گا جو کچھ کہے مطلوب

بس قلم اب زبان اپنی سنبھال
 بچو دانہ بین کئی حرف زبان ہر گوش
 آج کہتا ہوں کہ ہر شکدہ دلین شتر
 پاؤں رفتن تو تھو لیک مجھ تھا کچھ ہوش
 سرخوش کوئی خرابا لذر کروم دوش

بطلب گاری ترسا کچھ بادہ فروش

ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند

ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند

ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند

ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند
 ہر اس دشمن یا مکی از غول کی کند

دست نیت خلق جهان
فزون است که راه این استاز یاده نیکون
از خسته قمار

افزون چوین که ترا انت خسته قال
هر لحظه ای که عذاب بنیام دم که بوال
تسخیر اس چمن چمن جوارش میسر به پامال
یکدم بین تیر سابر که مری که نهال
بسته اخفونیم ادسی جاکم در کن
خمس در شهر کلا

قابل ستیم سائبر کے احوال روزگار
جائیں جو علی بن یمن بنی شہار
۹۹۴

کرتا ہے بدسلوکی بھولے سے پیدا
لانا ہے روزِ قننہ تازہ برو سے کار
دل داغ داغ رہتے ہیں اس جگر و کار
کلمات تلخ کام اٹھایا مے نہیں
دلی مین بید لاندہ چھوڑا مے نہیں
اسے گرا یا مے کے نہیں

عالم کی تہ کو پہنچی نظر
مین شست چاک مجھ سے اسے ہفت در غبار
لشکر سے مجھ کو بہتر سے لایا ہے تا کہ

[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله
الطاهرين

لاشکل اسکے دلین وہی مصطفیٰ کو دیکھ
رنگینی عدالت شاہ والا کو دیکھ

اس رخ کا لہر تصور نور خدا کو دیکھو
ترکس نے غش کیا تھا کہیں اس کو دیکھو

گلشن یمن البروج نه چهر انظر این مین

عاجز نوازی تیری سہ ہوش فلک زور
جور فلک نے کیا جی سے لہجہ کر

حاتم یک شمال سپیدان معن ریزه طبع

جس دل کو ہونہ شوق ترا ہو جیو گداز
جس مہم کو نہ میل ہو تیرا نہ نیاز
جو سزا خیال رکھے رہیو بے نیاز
سجدا یسے تیرے در کی جو ہو تو ہو سزا

مسجد و موقوفات مسجد

اہل نظر سے دیکھنا اور دھڑکاؤ عجیب
اسکو تھی یہ بزرگی و کسکاتھا چسب

رونق فراے کعبہ محمد کا ہستین

کیا گھمے تیرے قرب سے اے سایہ
بیداشی سے کچھ کہے کوئی درویش

چشم شوق عینک شاف و درین

اس کی ایک کاپی ہے اگر اقبل ہو تو یہ بھی جاتا ہے
ناموس اور فقر کے جاتا ہے
والستقامت ان سے بھی جو کچھ غریبوں کا
آخر کو آیا ہے یہ ہیں انھوں میں نہ مال
اس مجمع میں کہ کوئی مال
جانب

جانتا تھا جہاں مجھ سو بار وان گیا
محتاج ہو کے نان کا طلبگار وان گیا
اس بیان تو ان پہ کیا صبر اختیار
نالا لقیون سے ملتے لیاقت مری گئی
ایسا پھر آیا آسنے کہ طاقت مری گئی
مشہور شراب ہوں بسکساریو قفا
عرصہ تھا مجھ پہ تنگ اٹھا ہو کو نہ بجان
کم پانی پر بھی سیر کیا مینے سب جہاں
برسونکار از مجھ سے ہوا اکو آشکارا
پرداخت میری ہو سکر ایک امیر سے
رفیع ہمیشہ آتی ہے سر پہ تیر سے
لیکن ہوا نہ رفع مگر دکھا فطر اسرار
کتنے کی اپنے حال پہ شفقت ہو یک نگاہ
بولاند کوئی ہم سے کہ تم کیوں ہو گتہاہ
ہم ایک ناتوان ضعیف اور غم زہرا

جانتا تھا جہاں مجھ سو بار وان گیا
محتاج ہو کے نان کا طلبگار وان گیا
اس بیان تو ان پہ کیا صبر اختیار
نالا لقیون سے ملتے لیاقت مری گئی
ایسا پھر آیا آسنے کہ طاقت مری گئی
مشہور شراب ہوں بسکساریو قفا
عرصہ تھا مجھ پہ تنگ اٹھا ہو کو نہ بجان
کم پانی پر بھی سیر کیا مینے سب جہاں
برسونکار از مجھ سے ہوا اکو آشکارا
پرداخت میری ہو سکر ایک امیر سے
رفیع ہمیشہ آتی ہے سر پہ تیر سے
لیکن ہوا نہ رفع مگر دکھا فطر اسرار
کتنے کی اپنے حال پہ شفقت ہو یک نگاہ
بولاند کوئی ہم سے کہ تم کیوں ہو گتہاہ
ہم ایک ناتوان ضعیف اور غم زہرا

جانتا تھا جہاں مجھ سو بار وان گیا
محتاج ہو کے نان کا طلبگار وان گیا
اس بیان تو ان پہ کیا صبر اختیار
نالا لقیون سے ملتے لیاقت مری گئی
ایسا پھر آیا آسنے کہ طاقت مری گئی
مشہور شراب ہوں بسکساریو قفا
عرصہ تھا مجھ پہ تنگ اٹھا ہو کو نہ بجان
کم پانی پر بھی سیر کیا مینے سب جہاں
برسونکار از مجھ سے ہوا اکو آشکارا
پرداخت میری ہو سکر ایک امیر سے
رفیع ہمیشہ آتی ہے سر پہ تیر سے
لیکن ہوا نہ رفع مگر دکھا فطر اسرار
کتنے کی اپنے حال پہ شفقت ہو یک نگاہ
بولاند کوئی ہم سے کہ تم کیوں ہو گتہاہ
ہم ایک ناتوان ضعیف اور غم زہرا

کوئی نہ ہو گا کہ اس کا نام نہ لیا جائے
 کہ وہ اولاد کا نام نہ لیا جائے
 کہ وہ اولاد کا نام نہ لیا جائے
 کہ وہ اولاد کا نام نہ لیا جائے

بالفردات گیس میں جس کا نام
 آدمی کی نہ جس کا نام
 بات کرنا لگا تو سینہ نظر
 بیزارت سفید مد نظر
 قابل مد ہزار شش
 ہوا تھیں کچھ بھی دیت دیار
 سو فرہندہ مری و غنڈار
 کا زب و مفت بر سہول ازار
 ۹۶

جیتے والے جو تھے ہوئے ہیں فقیر	تن سے ظاہر زکین ہیں جیسے لکیر
ہیں معذب غرض صغیر و کبیر	لکھیاں سی گرین ہزار وں فقیر
دیکھیں لکڑا اگر برابر ماش	
شور مطلق نہیں کوسر میں	زور باقی نہ اسپ و اشتر میں
بھوکہ کا ذکر اقل و اکثر میں	خانہ جنگی سے امن لشکر میں
نہ کوئی رند ہو نہ کوئی ادبش	
لعل خمیر جو ہے سپہر اساس	پالین ہیں رنڈیونگی اسکی پاس
ہے زنا و شراب بوسو اس	رعب کر لیجیہ ہیں سے قیاس
قصہ کوتاہ رئیس ہے عیاش	
جتنے ہیں یاں امیر بے دستور	پھر کجس سلوک سب مشہور
پہونچنا ان ملک بہتے دور	بات کہنے کا وان کسے مقدور
حاصل النسی نہ دل غیر خراش	
چار لچے ہیں مستعد کار	دس تلنگے جو ہونچ ہے دربار
ہیں وضع و شریف سا رکھوار	لوٹ سو کچھ ہے گرمی بازار
سوہر قند سیاہ ہر یاماش	

وڈل انکا ہے پیر کرے خوار
 کام انکا ہے پیر کرے خوار
 جب پھر سے ہے پیر کرے خوار
 انے ہم کو بھی چشم و داری
 معرفت انے بعد صد خوار
 فرد و خطا ہوئی جو ان کا
 علیہ کھینچے کھانا کھانا
 کھانے کا نہیں کھانا کھانا

کہ وہ اولاد کا نام نہ لیا جائے
 کہ وہ اولاد کا نام نہ لیا جائے
 کہ وہ اولاد کا نام نہ لیا جائے
 کہ وہ اولاد کا نام نہ لیا جائے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

<p>بخت بد دن جامہ تاک جو ہو قدرت دس روپہ دون گدا کو دی مہلت</p>	<p>آنکھوں آنے میں خرچ کیا است مقتضی ہو دے کب مری ہمت</p>
--	---

صاحبان کرم کے تکیہ شاہان

<p>ہو جوان لوگوں میں گدا کا گذر دیر کے بعد یہ کہیں پل کر</p>	<p>سہم رہی ہیں سب دیکھیں ادھر شاہ جی لے قدا سبھو کنی خبر</p>
---	---

سو بھی یہ بات ہی پس از نگاش

یاروں کی جو دکایاں کیا ہے	وہم میں تکتے بھی جہاں کیا ہے
آشکارا ہے سب نہاں کیا ہے	دیکھتے ہیں کہہ رہے کہ مارا کیا ہے

اسم صحیح: ...

<p>ایسی جیت میں ہم ہو دی گال</p>		
<p>بس قلم اب زبا کو اپنی سنھاں</p>	<p>خوشنما کیسے ایسی قال و مقال</p>	<p>کلمہ ہے کہ وہ بیگاہ</p>
<p>مکثہ ہر خبر و سر کر ہوا</p>	<p>مصدر یہ کہ کہ کہ کہ</p>	<p>میرا چہ گ</p>

ہے لہذا ہر پرچہ روسیہ کی چال

فائدہ کیا جو راز کریمے فاس	سنگ مسلمان
----------------------------	------------

استغلی فرد کا سنوا حوال	بید ماغی سی سین تو دیتی تھی ڈال
ایک مشفق کو تھا ادھر کا خیال	مہربانی سے ان نے کھوج نکال

شیخ جی گاڑے سو عجائب مال

اوس طرح سے کہ اس کو
 جب ملاقات
 دیکھی

یہاں سے دیکھ کر

17

ایک مدت تھی آج کل پر بات	ابتو ہے صبح اب ہوئی ہے رات
بہت شیخ کی غنیمت ذات	جمع آدم میں اتنی کب ہیں صفات

منقصر می و دروغی و متحال

ایک دن میں کہا جو ہو مضطر	کہے اس سے جاؤں اب کیدھر
بنس کے بوجے بہت تلطف کر	سرمٹا تے ہو تم بھی اس گھر

لگے آؤنگے جتنے ہو گئے ہاں

اور دون کو قیامتین گذرین	راتوں کے تین مہینتین گذرین
باتوں باتوں میں مدین گذرین	کچھ نہ پوچھو جو حالتین گذرین

و عدد دو چاردين ماه و سال

پہلے جو اس فروکا ہوا مذکور	کہنے لائے کہ نائب دستور
جانتا ہے تمہیں کہ ہوشہور	پر کے ہے رکھو مجھے معذور

جاری کرنا ہے اسکا امر محال

اوسکی لوگوں نے کی ہواب خواری	اٹھ آنے میں شاہ پر بھتاری
فوج ہے گی تو قحط کی ماری	آپ ہو تو یہ ہے گرفتاری

کیونکہ جس جگہ ہے ہر دن امتحان کا

روز راز کو
مقتدا اپنا بیچہ کر سلا یا
سو بیا بیچ بین بین کر سلا یا
میکو دیکھو رکھے بیچہ کر سلا یا
ملکے اور سارے صاحبان نیول
پہننے بین بیچہ کر سلا یا
خفرتے کہو بھی ہو چو حصول

طالوت

599

ابن ابی حاتم

یہاں کے درمیان دو نکلا

جمع ششم تک بیست و هجده
جمعه بیست و نهم

ایک دن باق دو م قی از م

جو ہے سو جان کھا

کون بیان دہ حرف بیان
اور جسے کوئی منہ لگاتا ہے
کائنات وہ پہلا و جم کمال
مختار تماشائی

کون بیان
اور جسے کوئی نہ
کاٹتا وہ پہلو ورم گال
بوسا اور بستا جی بالائی
در پاستا بستہ رسوائی
مرا فانی بین نظر آئی
کی فنا کج بین لال چھو
لال چشمہ کے گرد و سیل
دین کا جو کہیں ٹھکانا بھی
جو دیکھ جائے زمانا بھی

یاں

بود که پیرایه زمانا
دین خاجو کین

جہاں خلق میں جہاں کائنات میں جہاں کائنات میں جہاں کائنات میں
 جہاں کائنات میں جہاں کائنات میں جہاں کائنات میں جہاں کائنات میں
 جہاں کائنات میں جہاں کائنات میں جہاں کائنات میں جہاں کائنات میں
 جہاں کائنات میں جہاں کائنات میں جہاں کائنات میں جہاں کائنات میں

اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی
 اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی
 اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی
 اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی

اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی
 اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی
 اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی
 اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی

اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی
 اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی
 اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی
 اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی

دو تلنگے جہاں ہیں والں جو ہجوم	نقد و فائدہ کی ہر طرف ہے دھوم
زندگی کرنے کی طرح معلوم	نکراک ہے خواب مردم بوم
کہ رہے جو خدا ہی ہے آگاہ	
کوئی سشل میں نہ ہو گذرا	قصہ کو نہ کسان نہ رو گذرا
یاں گذرنا تھا ظلم جو گذرا	آبر و رفتہ رفتہ کھو گذرا
اس پر جبکو ہو قصد بسم اللہ	
جو ولایت رکھی ہیں شاہ و لاکتے ہیں	پارہاں جو جو ان پر رہی کہتے ہیں
ایک مولا کہی ہیں ایک کہتے ہیں	ساک مسلک راہنما کہتے ہیں
یا علی جو تجھے کہتے ہیں بجائے ہیں	
چہرہ آراے زمین اور سما تو ہی تھا	آفتاب فلک عز و علی تو ہی تھا
قالب خاکی کے پریمین تو ہی تھا	جانشینے پمبر کی سزا تو ہی تھا
یا علی جو تجھے کہتے ہیں بجائے ہیں	
ہنداشان تری صل علی تیری جاہ	ہرے قدر سے بے ختم رسل کوں آگاہ
وہ ثبات اس قدر وقامت پر قدرت ہو	زور تیری اڑے کوہ بسان گاہ
یا علی جو تجھے کہتے ہیں بجائے ہیں	

اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی
 اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی
 اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی
 اور قدرت نے تیری قدرت میں کھلائی

عالم خاکی میں تھا صلوات جلوہ نہا

یا علیؑ جو تجھے کہتے ہیں بجا کہتے ہیں

اے تراہرتبہ بالا تر فہم و ادراک
ہیں تر شوق میں سرگشتہ تر مجب و زافلاک

یا علی جو تجھ کہتے ہیں بجا کہتے ہیں

اپنے اسرار کا تو آپ ہی کچھ دانا ہے
 ایک فرقے نے تجھے راج مانا ہے
 ورنہ کن نے تجھے جوں چاہی پچانا ہے
 ایک نے ذات مقدس تجھی کو جانا ہے

یا علیؑ جو کہتے ہیں بجا کہتے ہیں

شان شوکت تری کیا کر سکے غاثر فقیر
 زینب بی بی ہر تجھے کو بیٹھتے کل امیر

یا علیؑ جو تجھے کہتے ہیں بجا کہتے ہیں

اگر مرفع نشین غالی افرش استوا
تو تھا کہ تو نے دوش نبی پر قدم کھا

ذی عناسوا خدا خویش مصطفیٰ
بت توڑ توڑ شرک کی صورت پر استا

لایا بزورِ عرصے میں کہتا ہے خدا

کستے ہیں مجھے شیم کرم صاب نظر

نظم کرم کے وقت دہشت ہزار کی
دیکھ کر جو دہشت ہزار کی
تیری سنی کے روبرو کی عزت ہستی
حکیمین تیری قدس کے

پایین دست سنی
دای قدس کا بیگ
حاجت بن خندان کی گدائی کا بیان
تجسس اکرم احمد بیگ

ہے در ترا وہ کان عطا د کریم بہان

۵۰

کے لئے بہت سے جو د کے ہر دم

لے تیرے بہت عالی مرتبت کو
و فرما از کو

لاؤ چند چرخ نشیب و تمام
راز زمین کا غم جان لگواؤ

ایک لطف سے کہ جب آسمان
نورہ امام ہے کہ جہان

[illegible]

رحمۃ للعالمین یا رسول
 ہم شفیع المذنبین یا رسول

کچھ بھی جو ہیں واقف راز و نیاز
 علم تجھ انعام پر کرستم باز
 نعرہ مشہور سب وے دل گداز
 پڑھتے ہیں جگہ دعا بعد از نماز

رحمۃ للعالمین یا رسول
 ہم شفیع المذنبین یا رسول

جب ملک تاثیر کا تھا کچھ گمان
 کہہ قرآن خوان میرے گے سچے خوان
 وقت کیساں تو نہیں آدوستان
 اب یہی ہر زمان ورد زبان

رحمۃ للعالمین یا رسول
 ہم شفیع المذنبین یا رسول

س د س

زادہ دینیش مردم تری صبح و شام
 رنہ چینی سے تری بادشاہی کا قیام
 حبشی ہندی صفائی غروب نے تمام
 ہیں ترے دست نگر کیے کس کا نام

یا علی گیت کہ شہیدہ احسان ہے
 یہ سر خوان کرم گیت کہ مہمان ہے

یہ سر خوان کرم گیت کہ مہمان ہے
 یا علی گیت کہ شہیدہ احسان ہے
 یہ سر خوان کرم گیت کہ مہمان ہے
 یا علی گیت کہ شہیدہ احسان ہے
 یہ سر خوان کرم گیت کہ مہمان ہے
 یا علی گیت کہ شہیدہ احسان ہے

۵۰۵

یہ سر خوان کرم گیت کہ مہمان ہے
 یا علی گیت کہ شہیدہ احسان ہے
 یہ سر خوان کرم گیت کہ مہمان ہے
 یا علی گیت کہ شہیدہ احسان ہے
 یہ سر خوان کرم گیت کہ مہمان ہے
 یا علی گیت کہ شہیدہ احسان ہے

یہ سر خوان کرم گیت کہ مہمان ہے
 یا علی گیت کہ شہیدہ احسان ہے
 یہ سر خوان کرم گیت کہ مہمان ہے
 یا علی گیت کہ شہیدہ احسان ہے
 یہ سر خوان کرم گیت کہ مہمان ہے
 یا علی گیت کہ شہیدہ احسان ہے

سعد تجھے نہ لگ چلتی تھی آئی اس راہ

قوی رہی ہوتا تو کرتی نہ تریا و نہ گماہ

خواهش کنج دهن دلای نند چهره کنز

یہ فریاد و سخن گوش کرتے ہرگز

الحاج بخش به یون تیرنی بزرگ

۱۰ شب وصل دن سطروردی بجزئی هرگز

اتفاقات سے ہو جانی طلاق تو خیر

دل تجرید رکھا جب کوئی یازہ غیر

حی نہ یحییٰ راکر تانہ دل لے آرام

عشہ و ناز و اداسی کو کویہ کیا کام

بورخ وزلف رکن کاسه یکدیگر و بر سر شام

ہو گیا ہوں تو کہہ دو گئی آپس میں کلام

حسن اچھی ترسی برکرمی بازار کھان

سرگراں تو تو بہت ہو پھر مددگار

آپ کو حرف غلط رنگستانہ غلط

نعمت سهر و وفادار کما لکما ناسخها غلط

۲ تش غم سے مری جی کا جلا نا مغلط

خطای قاصد کوتری اور جہان نامتھا غلط

ایسی نادانی سمجھیے کہ تو کیا نسخہ ہے

آدمی بھی کسو دانا کا لکھا نسخہ ہے

نہ خیال آوی ہے بندگی گرفتاری کا

ختم نہیں تجھ کو میری سی وفادار سی کا

دیکھنا کچھ ہو ای کامیج منظور ہے اب
 صرف اس پر کرونگا اپنا جو مقدر ہے اب
 اسی کے صندوق سے تری شام و صبح و ننگا
 گھر سے تبدم اٹھو ننگا اسی کی طرح و ننگا
 وہ بھی سن شور و فوج سے ملا جا رہی ہے
 مختلط لطف و عنایت سے ہو جا رہی ہے
 کوئی دن راتوں کو چھپا ہوا جا رہی ہے
 کام دل ہوں ہوں ای سے جو خدا جا رہی ہے
 کالج بنادوں دم اس سے کام جا رہی ہے
 کام کا غنیمت و اسکا کام جا رہی ہے

سند تجھے نہ لگ چلتی تہ آئے اس راہ	
تویری ہوتا تو کرتی نہ تری نگاہ	
فریبندہ سخن گوشت کرتے ہرگز	خواہش کنج دہن دل نہ سچ کرگز
شب وصل دن بطور نہ بھرتی ہرگز	عسل جان بخش یہ یون تری مرگز
اتفاقات سے ہو جانی طلاق تو خیر	
دل تجر دیہ رکھا جب کوئی یا نہ غیر	
غشوہ و ناز واداسی کسو کو پھر کیا کام	جی نہ بھیپیں رٹا کرتا نہ دل لے آرام
ہو گیا ہوں تو کبھی ہو گیا آپس میں کلام	بورخ وزلف رکویں کا سپیکو ہر صبح و شام
جنس اچھی تر سی پرکرمی بازار کہاں	
سرگران تو تو بہت ہو پہ خریدار کہاں	
تجھے ہمیر و وفاد لگا لگانا تھا غلط	آپ کو حرف غلط رنگا نکسا نا تھا غلط
ظاہر قاصد کو تری اور جلانا تھا غلط	آتش غم سے مری جی کا جلانا تھا غلط
اپنی نادانی سمجھے کہ تو کیا نسخہ ہے	
آدی بھی کسو داناکا لکھا نسخہ ہے	
غم نہیں ٹھک جو مری سی وفاداری کا	نہ خیال آوی ہے بندگی گرفتاری کا

فغانی ماہ کی چار ہون گواہی نامی بنی
 فغانی ادنیٰ من فسلول ساکن بنی
 فغانی زامہ اسود لون کو باک بنی
 فغانی سلیم ہونی روی دل او ملون

ان کی سب سے بہتر باتیں ان کی سب سے بہتر باتیں
 ان کی سب سے بہتر باتیں ان کی سب سے بہتر باتیں
 ان کی سب سے بہتر باتیں ان کی سب سے بہتر باتیں
 ان کی سب سے بہتر باتیں ان کی سب سے بہتر باتیں

داغ کو دل پہ لے کر
 بزمین خشک مر سکے دینا ترسے مایا
 شہر و گسار بیابان کا بھی ہیں شاد و اس
 ہر طرف اشک کے سیریں ہیں روان
 کام کرنی ہے جہان تک کہ نظر نہ آئے
 ہر عینت جینے جی میرے تجھے باج
 بین نور و نامہوں ترے علم میں غلے قریب

۵۰۹
 لکھو یہ سارے کچھ ہیں منت ملک و ملک
 لذت درد سے سوز و رہو جینے کے
 ننگ و نالوں کے جو درد کو
 مرنے کے لئے ہیں جس جہان کے ایسے

چوٹ ٹھکوبھی خیر و نکی ملاقات کی ہے	
چھوڑی یہ تو پھر از روگی کس بات کی ہے	
دل نہ دینی ہیں مگر شام و سحر کوئی ملی	جی نہ تڑپے گا مرا پھر نہ مری چھاتی جلی
آئی چلنی کہیں سے بول لگ میری گلی	شکوہ ناک کی سوزبان شہر میں زرنار ملی
زور سے باز و پرا پئے تیری سر کو رکھا	
دست گستاخ پر لے تیری کمر کو رکھا	
لسبکہ راتوں کو رات شہرہ ا یام ہوا	بہن کی شوق سے مل کے تو بدنام ہوا
شوق و شلتاقی و بد وضع ہر آشام ہوا	کاسر یو یو مگر تکب جہاں ہوا
ظہور پر میری محبت کوئی دن اچھو ہے	
ایسے بدکار سے محبت کوئی دن اچھو ہے	
میر بھی حرف درشتانہ سے شرمنا ہر	ایا اگر غیر کے ملنے کی قسم کھانا ہے
دل کو وازو سے سنہر پر یہ سخن لاتا ہے	دوق و لیا ہی ہر اسکا تو او کی بھاتا ہے
ورنہ مشتاق ہی سو جی سے جگر خستہ ترا	
کشتہ و مردہ ترارفتہ و دل سبتہ ترا	
س	

دل کا بیتی کا نام ہے
 دل کا بیتی کا نام ہے
 دل کا بیتی کا نام ہے
 دل کا بیتی کا نام ہے

[illegible]

تاکہ وان نالہ و فریاد کنا کرتے ہسم
اک طرف بیٹھتے تھے یا وکیا کرتے ہسم

کلب تلک تا تهری خوابان نه جفا کاریدین	اس وفاداری بدو ایمین خواری وین
تم کو کتب این یہ داد وفاداری دین	عشق محرم جو چہ ہو تو گنہ گاری دین

قصه فریادگر یار ملک الضاف کرین
پردی کو سنگ کدورت سی همایین یارین

دست بر رخا کشت عشاق کو ہم کیا کم تھے
 حرف و دیروزہ ہی یہ دیکھ ہمارے عجم تھے
 سوج سید ابوب آفسور گئے عالم تھے
 یعنی اسی ابر کسی عسدین ہم بھی ہم تھے

عزم گردنیکا آبادی گراٹھنے تھے
بیشمار کردشت بین طوفان ہی گراٹھنے تھے

یامری سر پر نصیحت سی قیامت رکھے	ہوں تمھایان کہ مجھے دیکھ نہ امت رکھے
تو نہ ہوے نہ مجھ کر کے ملامت رکھے	سیر صد سال خدا تجھ کو سلامت رکھے

ورنه ابتک مری خاک بھی ہو جانی ہوا
لیگی ہوئی تیرک کی طرح باد صبا

			مسدود		
--	--	--	-------	--	--

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

چیم ی

جی نہ نکلا اگر اس میں تو کر دھا کر لے گا
 مریہ اپنا کھین بیٹھے کہ کر لے گا

مسدس

جاتی ہے شب رسی گنتی دن کو پھر تیرا خواب
 دل تیرا ہر جہاں کو جدا ہے خطر اب
 کبتک اس غلام نہیں چون بگو لا پھر دوسرا
 ہر گھڑی تازہ لقب ہر دم نیا ہے اک عمر

یا غلی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
 حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

اب گرجا تہوں چشم خلق سے ایک سنبھال
 صحت کر کمریت کریںج سے مجھ کو نکال
 دیکھ مست اس کی زیادہ نور زادہ حسہ حال
 کبتک محزون رہو نہیں تاکہ کھینچو لال

یا غلی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
 حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

کیا لکھے انجائیر و خامہ جادو و شہار
 وقت جب ہوتا ہے تنگ کی قدرت پروردگار
 تو وہی ہے ایک لیکن نام تیری ہن ہزار
 نام لے لے کر ترے کستا ہی ہر اک یونگار

یا غلی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
 حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یا غلی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
 حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب
 ۵۱۴
 انسان بن بزرگ دھلائی نہیں دینا گاہ
 جانے جا بھی نہیں انارکین اور گاہ
 کتب بن اکھن چھپا گئے چھپا لیا گاہ
 حوت زن ہوتا ہے وہ نہیں اچال سے
 لطف بن بزرگ پھر ڈاؤس کون ان چال سے
 آئی ہے سرور قیامت شامت اجمال سے
 یا غلی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
 حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب
 انسان بن بزرگ دھلائی نہیں دینا گاہ
 جانے جا بھی نہیں انارکین اور گاہ
 کتب بن اکھن چھپا گئے چھپا لیا گاہ
 حوت زن ہوتا ہے وہ نہیں اچال سے
 لطف بن بزرگ پھر ڈاؤس کون ان چال سے
 آئی ہے سرور قیامت شامت اجمال سے
 یا غلی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
 حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب
 انسان بن بزرگ دھلائی نہیں دینا گاہ
 جانے جا بھی نہیں انارکین اور گاہ
 کتب بن اکھن چھپا گئے چھپا لیا گاہ
 حوت زن ہوتا ہے وہ نہیں اچال سے
 لطف بن بزرگ پھر ڈاؤس کون ان چال سے
 آئی ہے سرور قیامت شامت اجمال سے
 یا غلی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
 حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یا غلی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
 حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب
 یا غلی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
 حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب
 یا غلی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب
 حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

کیا معجہ ہیں وہی لوگ جو تختہ ہسم شاہ کھین ہیں
 اس کا سکہ عا بن بنین سب کا گاہ کا
 پوٹ ب نے جب کہ کیا معجہ کے تری پچین اٹھا
 قدرت نے کیا حق کے تری پچین اٹھا
 عورت سے شفا کی تو ہوا اس کے نمودار
 کیا معجہ ہیں وہی لوگ جو تختہ ہسم شاہ کھین ہیں
 آدم کی انابت فی شب روزی اور

کیا معجہ ہیں وہی لوگ جو تختہ ہسم شاہ کھین ہیں
 اس کا سکہ عا بن بنین سب کا گاہ کا
 پوٹ ب نے جب کہ کیا معجہ کے تری پچین اٹھا
 قدرت نے کیا حق کے تری پچین اٹھا
 عورت سے شفا کی تو ہوا اس کے نمودار
 کیا معجہ ہیں وہی لوگ جو تختہ ہسم شاہ کھین ہیں
 آدم کی انابت فی شب روزی اور

کیا معجہ ہیں وہی لوگ جو تختہ ہسم شاہ کھین ہیں
 اس کا سکہ عا بن بنین سب کا گاہ کا
 پوٹ ب نے جب کہ کیا معجہ کے تری پچین اٹھا
 قدرت نے کیا حق کے تری پچین اٹھا
 عورت سے شفا کی تو ہوا اس کے نمودار
 کیا معجہ ہیں وہی لوگ جو تختہ ہسم شاہ کھین ہیں
 آدم کی انابت فی شب روزی اور

کیا معجہ ہیں وہی لوگ جو تختہ ہسم شاہ کھین ہیں
 اس کا سکہ عا بن بنین سب کا گاہ کا
 پوٹ ب نے جب کہ کیا معجہ کے تری پچین اٹھا
 قدرت نے کیا حق کے تری پچین اٹھا
 عورت سے شفا کی تو ہوا اس کے نمودار
 کیا معجہ ہیں وہی لوگ جو تختہ ہسم شاہ کھین ہیں
 آدم کی انابت فی شب روزی اور

کیا معجہ ہیں وہی لوگ جو تختہ ہسم شاہ کھین ہیں
 اس کا سکہ عا بن بنین سب کا گاہ کا
 پوٹ ب نے جب کہ کیا معجہ کے تری پچین اٹھا
 قدرت نے کیا حق کے تری پچین اٹھا
 عورت سے شفا کی تو ہوا اس کے نمودار
 کیا معجہ ہیں وہی لوگ جو تختہ ہسم شاہ کھین ہیں
 آدم کی انابت فی شب روزی اور

یا علی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب	حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب
قال کیا پہنچو ہسم اب میر کو بھی بڑا سا	آلبہ یک بن گیا ہر تملہ تن ہو کر گداز
شام کتا ہی بھی رکھتہ خاک پر و نیاز	صبح ٹپھتا ہی بھی جائے دعا بعد از نماز
یا علی یا ایلیا یا بو الحسن یا بو تراب	حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب
مسدس منقبت	
دویش جو بن قصد و نواہ کھین ہیں	ساکد جو بن ویرا سہر راہ کھین ہیں
اک واقف سرار دل آگاہ کھین ہیں	اک چرخ حقیقت کا تھوڑا کھین ہیں
کیا معجہ ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کھین ہیں	سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کھین ہیں
ان کو کہیں نام ترا کام روا ہے	مشہور لقب یک جگہ راہنما ہے
ہر ایک کو کچھ حسب رو اپنی کہا ہے	سمجھانہ کوئی یہ کہ حقیقت میں تو کیا ہے
کیا معجہ ہے یہ جو تجھے ہم شاہ کھین ہیں	سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کھین ہیں

کیا معجہ ہیں وہی لوگ جو تختہ ہسم شاہ کھین ہیں
 اس کا سکہ عا بن بنین سب کا گاہ کا
 پوٹ ب نے جب کہ کیا معجہ کے تری پچین اٹھا
 قدرت نے کیا حق کے تری پچین اٹھا
 عورت سے شفا کی تو ہوا اس کے نمودار
 کیا معجہ ہیں وہی لوگ جو تختہ ہسم شاہ کھین ہیں
 آدم کی انابت فی شب روزی اور

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
الذي كنا لنهتدي لہ
لو ان اولی الامر
فہم الیہ راجعون
الحمد لله الذي هدانا لهذا
الذي كنا لنهتدي لہ
لو ان اولی الامر
فہم الیہ راجعون

کتاب بی بی رکوسن رقم اسم الی باب الف
دو قات خوش آن بود که اسباب الف
از رده دس داشتیم آنم در سوهنت
کیا کیون من عاشق و معشوق کار از هزار
ناقد را میراند ییاسوسه و لونگاه باز
ساریان در ره صدی میخواند و چون
هر جا و آن کسی گفتمین غم است بر سر
تخلیسی بی بی کن سر تابوت

یوسف کا تھا کاپڑ ابراہیمین تو غنچوار	یوسف کا ملک ہو کے ہوا چہ میں بدوکار
جنت کا فرشتہ ہو تر و لطف نے پرمار	کی آتش فرود براہم یہ گلزار

کیا بیچ ہی یہ جو پنجویں ہسم شاہ کنین ہیں
پچھے ہیں وہی لوگ جو اللہ کنین ہیں

الٹا ہے دو انگشت سے دروازہ خیر
 کیا مانعہ تھا جس سے کہ گیا جانے غنیمت
 چیرا ہے کس انداز سے گوار میں اثر
 ظاہر ہو کہ یان تھا وہی ظاہر وہی مظہر

کیا مدح ہے یہ جو کچھ مجھ پر ہوا کہ میں ہوں
سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

تانی ترا پا تو نہیں تسلیم رضا میں
ایوب کے ہو صبر ترا سانسہ بلا میں ۶

لیا مسیح و یہ جو تجھے ہم شاہ کہیں ہیں
 سچے ہیں وہی لوگ جو اللہ کہیں ہیں

<p>ایک دل میں رونا کر دے تو ان کے لب ہم عاجز و عاجزین تو ہی غالب غالب</p>	<p>ایک دل میں رونا کر دے تو ان کے لب ہم عاجز و عاجزین تو ہی غالب غالب</p>
--	--

کیا ماح ہر یجو تجھے ہضم شاہ کہین بہن

سمیج سر نسیم کہ چون غریب
نالہ بلبل غنچ پیچم کشتار آہ لعلکار

ست رہوں گمان تک میں
خیزا زہ وین افغان

کے

ہر کسے چیز کی بیاد در گھستان میکشد

آئی تھی ملاقات کی راہ اسکی و لے سود
تا چشم کخم باز شب وصل سحر سود

عمد گذران بر سر الفضا فنیامد

جہان آئی کہ جانا ہی تجھ کو محبت سے سن
یکے بگور غریبان شہر سبیری کن

ہر بین کہ نقش بلا ماچہ باطل افتادہ است

اگرچہ اب ہم آخر ہے لیکن ای غمخوار
بہر زندہ ام آئینہ پیش من گذار

جد از یار بخود درو بردن ستم است

ہر بھی جو کوئی یاں نہ نہیں کرے جو مانند
تیکٹ عالم ہمہ عتقا صفت مانند

یعنی خبہ از ہر کہ گرفتہ خمری

تمام شدہ مثلث میر

عبدیتر اعلیٰ ہے سب ملک بہر اہم دور
بہر شاہ صاحب استقلال اب
ملک ملک و لای



بهفت بند

السلام اسی را زدار و اور جان آفرین
ذات تیری چون خدا کنی ات هر والا صفات
به شرافت به سیادت به تقدس به کمال
تو دئی هر تو وصی هر تو علی هر تو دهری
کیا تو قل کیا تمس کیا بختر کیا وقار
سید برحق شریف النفس فخر روزگار

[illegible][illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 ہر کسب و کار میں اللہ کا نام لے کر کرنا چاہیے
 اللہ تعالیٰ ہر کام کو آسان کرے اور ہر دشمن کو ہار دے
 آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 ہر کسب و کار میں اللہ کا نام لے کر کرنا چاہیے
 اللہ تعالیٰ ہر کام کو آسان کرے اور ہر دشمن کو ہار دے
 آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 ہر کسب و کار میں اللہ کا نام لے کر کرنا چاہیے
 اللہ تعالیٰ ہر کام کو آسان کرے اور ہر دشمن کو ہار دے
 آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 ہر کسب و کار میں اللہ کا نام لے کر کرنا چاہیے
 اللہ تعالیٰ ہر کام کو آسان کرے اور ہر دشمن کو ہار دے
 آمین

باری برگران ہوں ناتوان	اگر شہ خوبی نسبت لایعالی تبار
بزم سووم	
<p>جملہ تن عزت سراپا و قور و کیر اعتبار رکھنی کی جاؤ حشمت سیر قابل اقتدار نوع انسان کا تمامی تیری اور پر افتخار ہن فسانے زور کے تیری تہاں دگا لا فتا لا علی لاسیف الا فوالفقار جسکے کل زخمت و خاشاک ز گرد و غبار تو ہو ہی اوس دشت سب دہیا کا گذر پھر کھلے پرانکھ کے رہ جائے ہن حیران کار روز میدان سب شمشیر ہن ہنسنا شعار پر ترے اوصا سے ہن قریب و شہر و دیار ہر کف بہت کے آگے تیری دریا کی کنار دیکھت مت میرا طوف اپنی کرم کی اور کچھ</p>	<p>اللہ اللہ باز و قدر و قدرت و مدنی قدس کے باشندگان کا ناز تیر ذات پر قلع خیر مرگ از دور کھینچنا خورشید کا چمکے گئے گرد کشو کے سر جہان میں لے کما تو کی جاوے تھی میدان کہن کی تیری تیغ تو نے چھیرا اگر مرکب ابی کے لکے مان جون کوئی بجلی چمک جاتی ہو گا ہی چشم گوشت و خراب میں تو کو تیرین نے سے کام کیا چھپے ہی کچھ شخصیت سے من ظاہر کر دن اگر تختی سے تیری انبیاں کی طوف ہر بان یک نظر اس چشم نم کی اور دیکھ</p>

[illegible]

بجز ہر ہووے ملا دیوے زمین و آسمان
پر نہیں ہے انکو مطلق یا کئی محبت کا بیان
چتری خورشید تیرا چرخ تیرا اسبابان
قشوری میں سدا رہتا ہی یان بر بیان
حاصل کون و مکان نعم و واقف راز نہان
حلم تیرا کوہ تیرا علم بحسب سبب کران
تو جہان ہوا ایک دن گویا کہ میں دونوں جہان

یہ طرح پاتے ہیں تجھ میں رسول اللہ کے
شبہ ہو نام خدا تو اب رسول اللہ کے

منه

اکی چہ راغ حبلہ نوز خاندان مصطفیٰ
 ہی تو تو مخلوق لیکن عقل میں آتا نہیں
 تو جہاں اُس جگہ کیا آسمان کی قدر ہے
 گاہ ائمہ گمہ احد گاہے علی پایا تجھے
 غرط عشق اپنی سے کیا حرف سخن اکام جہاں
 اکی مرے والی مری محبوبہ ہم نام خدا
 دیکھ کر اندیشہ تجھ کو عرض پر جاتا نہیں
 قدر تیری ہی جہاں ان گفتگو کو قدر کیا
 ہزار نہیں ہر کام میں شان تھی تیری جہاں
 تو ہماری آرزو ہے تو ہمارا مدد

سماع کریم بپوشا ہے کوئی کہ ہم ہے کلام
 سوا جو فلاں کا کسی سے تو توڑی ہے مقام
 توئی اننا بدیو اسے توئی ایسا بیکلام
 کہ تیار کر زبان ہندوین میں مقیم
 کہ کھانے کے گھنگھارے میں چھو بیٹا نام
 کہ فصاحت و عبارت اس طرح سخن چلائے
 کہ بین متاع نیک یاران اشعار مولانا حسن
 کہ تھوڑی توڑی مر رہا ہے عالم ج

قلم

ضمیمہ ہوئے یان یہ مضمنا میں چست
دیکھے ہیں استادوں کو دیوان
سب کے زالی ہے یہ شیرین زبان
نسخہ ہے یہ جائے زیادہ عذیر

میر کی تصنیف ہے نامور کلام
پر یہ ہے مقبول خواص و عوام
کرتی ہے بس قند و شکر کا یہ کام
پیش نظر رکھتے ہیں سب معین


حق سے دعا ہے یہی اسکی لیے
ہووے یہ مقبول خواطر مدام

تمام شد

محبت سے ہر چیز کی زندگی ہے
 محبت سے ہر چیز کی موت ہے
 محبت سے ہر چیز کی زندگی ہے
 محبت سے ہر چیز کی موت ہے

محبت سے ہر چیز کی زندگی ہے
 محبت سے ہر چیز کی موت ہے
 محبت سے ہر چیز کی زندگی ہے
 محبت سے ہر چیز کی موت ہے

محبت سے ہر چیز کی زندگی ہے
 محبت سے ہر چیز کی موت ہے
 محبت سے ہر چیز کی زندگی ہے
 محبت سے ہر چیز کی موت ہے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز مثنوی مسمیٰ بشعۃ شوق

محبت نے ظلمت سے کار مہا ہے نور محبت سے آتے ہیں کار عجیب محبت سے خالی نپایا کوئے محبت سے سب کچھ زما فی بین ہے محبت نے کیا کیا دکھائی ہیں غ ولوں کے تین سوز سے ساز ہو	محبت سے آتے ہیں کار عجیب محبت سے خالی نپایا کوئے محبت سے سب کچھ زما فی بین ہے محبت نے کیا کیا دکھائی ہیں غ ولوں کے تین سوز سے ساز ہو
--	--

محبت سے ہر چیز کی زندگی ہے
 محبت سے ہر چیز کی موت ہے
 محبت سے ہر چیز کی زندگی ہے
 محبت سے ہر چیز کی موت ہے

کوئی دل ستم شدہ اک نگاہ
 کو پرنون گردش چشم کا
 کوئی دست بردل کوئی بقیہ
 بھون میں سے اک عاشق زار تھا
 محبت میں تھا جذبہ کامل او سے
 شب روز ہم بسر کام دل
 ہم اسکے میں بیان تک تاثیر تھی
 ہم رابطہ چپان ہسم اختلاط
 کوئی غمے کوئی ہو ہلاک
 گمان حسن میں تھا وفا کا یہ پاس
 بہت سے بہت اسکا موقوف تھا
 کہ ناگہ وہ دلبر ہو اک حسد
 دن و شوہن اخلاص باہم ہوا
 گامین ہسم دلہین کاوش کرن
 ہوا رابطہ چپان ہسم اس قدر

کوئی جان ہونٹھون پر موقوف آہ
 کسو پر غضب غمزہ و خشم کا
 کوئی بخیہ کوئی بے اختیار
 اس آفت کو او سے سروکار تھا
 ہر ادل اپنی تھی حاصل او سے
 ہمیشہ ہسم آغوش آرام دل
 کہ صحبت اس آتش سے درگیر تھی
 نہ کم ہوتی گرمی نہ کم اختلاط
 وہ شہداء و سے خس سے کھتا شپاک
 یہ سننے کہ ہیگا خلاف قیاس
 ایسی تسلی سے مصروف تھا
 رہا اپنے عاشق سے چندے جوا
 اس آشفہ سے رابطہ کم ہوا
 سخن سے وفا میں تراوش کرین
 کہ دشوار اٹھے ہمہ گیر یک نظر

۵۲۷

کوئی دل ستم شدہ اک نگاہ
 کو پرنون گردش چشم کا
 کوئی دست بردل کوئی بقیہ
 بھون میں سے اک عاشق زار تھا
 محبت میں تھا جذبہ کامل او سے
 شب روز ہم بسر کام دل
 ہم اسکے میں بیان تک تاثیر تھی
 ہم رابطہ چپان ہسم اختلاط
 کوئی غمے کوئی ہو ہلاک
 گمان حسن میں تھا وفا کا یہ پاس
 بہت سے بہت اسکا موقوف تھا
 کہ ناگہ وہ دلبر ہو اک حسد
 دن و شوہن اخلاص باہم ہوا
 گامین ہسم دلہین کاوش کرن
 ہوا رابطہ چپان ہسم اس قدر

کوئی دل ستم شدہ اک نگاہ

کوئی دل ستم شدہ اک نگاہ
 کو پرنون گردش چشم کا
 کوئی دست بردل کوئی بقیہ
 بھون میں سے اک عاشق زار تھا
 محبت میں تھا جذبہ کامل او سے
 شب روز ہم بسر کام دل
 ہم اسکے میں بیان تک تاثیر تھی
 ہم رابطہ چپان ہسم اختلاط
 کوئی غمے کوئی ہو ہلاک
 گمان حسن میں تھا وفا کا یہ پاس
 بہت سے بہت اسکا موقوف تھا
 کہ ناگہ وہ دلبر ہو اک حسد
 دن و شوہن اخلاص باہم ہوا
 گامین ہسم دلہین کاوش کرن
 ہوا رابطہ چپان ہسم اس قدر

کوئی دل ستم شدہ اک نگاہ
 کو پرنون گردش چشم کا
 کوئی دست بردل کوئی بقیہ
 بھون میں سے اک عاشق زار تھا
 محبت میں تھا جذبہ کامل او سے
 شب روز ہم بسر کام دل
 ہم اسکے میں بیان تک تاثیر تھی
 ہم رابطہ چپان ہسم اختلاط
 کوئی غمے کوئی ہو ہلاک
 گمان حسن میں تھا وفا کا یہ پاس
 بہت سے بہت اسکا موقوف تھا
 کہ ناگہ وہ دلبر ہو اک حسد
 دن و شوہن اخلاص باہم ہوا
 گامین ہسم دلہین کاوش کرن
 ہوا رابطہ چپان ہسم اس قدر

نہا بچہ دو ہر خرد بے واس
 لاکھنے اے مائے ز ندگی
 کیا جلد رخت سفر تو نے بار
 نہیری سنی کچھ نہ اپنی کمی
 بن پر سے آخر اٹھایا او سے
 جب آگ او سے پکیر چھا گئی
 پر گرم فدا دوزارے ہوا
 جگر قسم میں یک لخت خون ہو گیا
 گئے ہوش و صبر اس کے یکبارگی
 ہر سہمی سے بگو لا ہوا
 بیکو کوتلی نہ دلو قرار
 بھو یاد کراو سکو نالان رہے
 کہو بان کہو وان بجال خراب
 نہ گھر تو آشوبکہ وہ گلی
 کچھ فصل موٹھے پر آو کرد

گرا آ کے اس پیکر مردہ پاس
 مجھے منہ سے تیرے ہی شرسنگی
 نہ میرا کیا آہ ٹک انظار
 میرے تیرے دونوں کچے من بھی
 لب آب جا کر جلایا او سے
 محبت عجب داغ دکھلا گئی
 لہو او کی آنکھوں نے جاری ہوا
 رکا دل کہ آخر جنون ہو گیا
 طبیعت میں آئی اک آوارگی
 پھر اس طرح جیسے بھولا ہوا
 کف غم میں سر رشتہ اختیار
 کھوٹا ک جو بھولے تو حیران رہا
 وہی بقراری وہی اضطراب
 چن تین جولیا میں تو بیگلی
 کھو دست پر دل کہ دلیر ہے درد

529

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے

رہے ہے مجھے رات دن خون جان
 دھوان ایک ٹٹھا جان ناشادے
 رٹا ٹٹا آگ میں جون سپند
 زیادہ ہوئی عشق کی تاب نہ
 سر اسیر آیا چلا اس جگہ
 بھرا سکے جگر کو لگی گھر کو لگ
 کہ کلفت میں غم کی بہت میں رہا
 لب آب خالی کرین دلوں سب
 جہان سوز الفت کی تاثیر مٹی
 نہوتی یہ آتش کبھو مشعل
 وہ عاشق جو تھا درپے اسخان
 کہ اک روز ہشیار دیکھوں تجھے
 سخن تیرے منہ کا سنا یا مجھے
 گرفتار ہوں میں بجال عجب
 نہ قدرت اجل پر کہ مر بھی رہوں

کہا وہ یہ کسک سو کے آسمان
 سنا حال شعلہ کا صبادے
 ہوا شعلہ شوق دل سے بلند
 لگی رات جون توں ہوئی صبح جب
 محبت نے کی اشتعال کہ وہ
 جہان سے اٹھی مٹی یہ آتش سلگ
 تبسم کنان وان پہ ان نے کہا
 چلو سیل گشتی کو ہنگام شب
 ہوا سو ہوا یونہی تقدیر بھی
 نہوتے جو دلگیر بان متصل
 کیاں عقل کی اونچے باتیں جوں
 لگا کہنے یہ آرزو بھی مجھے
 سو یہ دن خدائے دکھا یا مجھے
 تداست سے ہونگ شاہد میں سب
 نہ محبت سے رو ہے جو کچھ میں کہوں

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے

۵۳

وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے
 وہ کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے

کہ ہو کر فوٹو اک سو سے آسمان
 کوئی دم میں دریا پہ آبا فرود
 لب آب وہ شعلہ جان گلزار
 پکارا کہان ہے پر سرام تو
 کہ میں جہلہ تن آتش تیز ہوں
 بھڑکتی ہے جب آگ و لگی مری
 لکڑیوں دل ہو کم آب سے
 سو یہ آب رکھتا ہے روغن کا کام
 یہ بیتاب سنگر ہو بقیہ راز
 ہوا ہمدام اس آتش انگیز سے
 کہ میں ہوں پر سرام خانہ خراب
 مرے بھی جگر میں ہی سوز ہے
 محبت نری برق خد میں ہوئی
 سخن مختصر کچھ وہ شعلہ چلا
 بہر گرم جوشی سے تکیہ جاہوئے

ترپنے لگا جیسے آتش کجبان
 ہوا نیرہ بالاسجھون کا منود
 تڑپ کر بہت بازبان دراز
 محبت کا ٹکڑا دیکھو انجنام تو
 دل گرم سے شعلہ انگیز ہوں
 لب آب اتروں ہوں غم میں ترے
 بچھو جی مرا اس تپ تپ سے
 کیا عشق نے آہ دشمن کا کام
 سفینے سے اترا البعد اضطراب
 کہا اس بلا سے دل آویز سے
 مراد دل بھی اس آگ سے ہے کیاب
 یہی محکو جلتا شب و روز ہے
 تری دشمنی جی کی دشمن ہوئی
 کچھ اک اپنی جاگہ سے یہ دل جلا
 کہ گزری تھی مدت بھی تنہا ہوئے

ہر ایک کی جان میں علم
 ہر ایک کی جان میں علم
 ہر ایک کی جان میں علم
 ہر ایک کی جان میں علم

سنار سے پتھر کی طرح
 پتھر کی طرح پتھر کی طرح
 پتھر کی طرح پتھر کی طرح
 پتھر کی طرح پتھر کی طرح

پتھر کی طرح پتھر کی طرح
 پتھر کی طرح پتھر کی طرح
 پتھر کی طرح پتھر کی طرح
 پتھر کی طرح پتھر کی طرح

پتھر کی طرح پتھر کی طرح
 پتھر کی طرح پتھر کی طرح
 پتھر کی طرح پتھر کی طرح
 پتھر کی طرح پتھر کی طرح

ندامت ہوئی یہ جسے متصل ہوا دوسرا ماجرا سے شگون کنارے پہ بیٹھا تھا روتا ہوا تو یہ واقعہ کیا کرونگا بیان کفِ خاک ہو خاک میں مل گیا ہوئی شہر میں روسیا ہی مری لے ساتھ جاتا مجھے کاشکے	خصوصاً وہ عاشق ہوا پر خجیل تھا اگلی خجیل ہی سے روک حریف تفکر کے دریا میں ڈوبا ہوا کہ پوچھینگے جو اسکے دامندگان کہوں کیونکہ یکبار وہ جیل گیا کھینچی جبرم کو بیگنا ہی مری وہ حملہ چلاتا مجھے کاشکے
--	--

مقولہ شاعر

ولے میر یہ عشق ہے بد ہلا بہت گھر لٹائے ہیں اس عشق نے جلائے ہیں اس زندا نش نے شہر	اگر ہے یہ قصہ بھی حیرت فزا بہت جی چلائے ہیں اس عشق نے فسانوں سے اسکے لبالب ہر دہر
--	---

محبت نہو کاش مخلوق کو
پنچوڑے یہ عاشق نہ معشوق کو

تمنا شد

۵۳۲

کلام

کونکے دل میں سے یہ سب کچھ نکلا
 کونکے دل میں سے یہ سب کچھ نکلا
 کونکے دل میں سے یہ سب کچھ نکلا
 کونکے دل میں سے یہ سب کچھ نکلا

<p>آرزو تھا امید واروں کی نمک خشم سینہ ریشاں ہے حسرت آلودہ آہ تھا یہ کہیں کشش اسکی ہے ایک رعبو با کون محروم وصل یان سے گیا کام میں اپنے عشق پکا ہے حبس ہو اسکی التفات نصیب ایسی قریب ڈھونڈھ لاتا ہے</p>	<p>درومند ہی حشر فگاروں کی نگہ یاس مہر کیشیاں ہے شوق کی ایک نگاہ تھا یہ کہیں ڈوبنا عاشق تو یار بھی ڈوبا کہ نہ یار او سکا بھج رہا گیا مان یہ نیزنگ ساز پکا ہے ہے وہ مہمان چند روزہ غریب کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہے</p>
--	---

آغاز قصہ جانکد از

<p>ایک جاں جوان رعنا تھا عشق رکھتا تھا اسکی چھاتی گرم شوق تھا اسکو صورت خوش سے خاطر حسد ار آپ بھی لمبی کن کوئی ترکیب اگر نظر آتی دیکھتا گروہ کوئی خوش پر کار</p>	<p>لالہ خسار سرو بالا تھا دل وہ رکھتا تھا موم سے بھی نرم آنس رکھتا تھا وضع دلکش سے رہ نہ سکتا تھا اچھی صورت بن صورت حال اور ہو جاتی رہتا خمیازہ کش ہی لیل مندا</p>
---	---

کونکے دل میں سے یہ سب کچھ نکلا
 کونکے دل میں سے یہ سب کچھ نکلا
 کونکے دل میں سے یہ سب کچھ نکلا
 کونکے دل میں سے یہ سب کچھ نکلا

کونکے دل میں سے یہ سب کچھ نکلا
 کونکے دل میں سے یہ سب کچھ نکلا
 کونکے دل میں سے یہ سب کچھ نکلا
 کونکے دل میں سے یہ سب کچھ نکلا

وہ تو لکھتی نہ تھی خیال اوں کا
 چار دامن کے تئیں وہ مسہ پارہ
 وہ گئی اوں کے سر ہلا آئی
 دل پہ کرنے لگا طہ پیرن ناز
 مانجہ جانے لگا اگر بیان تک
 طبع نے اک جنون کیا پیدا
 سوزش دل نے حبیبین جاگہ کی
 بستر خاک پر گر اوہ زار
 خاطر افکار خار خار ہوئی
 اوں کے منہ پر پڑی جو اسکی نگاہ
 تو ہوئی نالہ حنین کے ساتھ
 ہونٹھ سوکھے تو خون تاب ملا
 خلق اوں کی ہوئی متا شامی
 کچھ کہا اگر کسوں نے شفقت سے
 جانے اوں کے قریب در بیٹھا

بی طرح ہو وی گو کہ سال اوں کا
 اٹھ گئی سامنے سے یکبارہ
 خاک میں مل گئی وہ رعنائی
 رنگ چہرے سے کر چلا پرواز
 جاگ کے پھیلے پافون دامن تک
 اشک نے رنگ خون کیا پیدا
 داغ نے اس بگر کو آتش دی
 درد کا گھر ہوا دل بیمار
 جان تنناکش نگار ہوئی
 ماں مہدی کے سانھی سر کی آہ
 رابطہ آہ آتشین کے ساتھ
 خواب و خور و ولون کو جواب ملا
 پر وہ دیکھنے کبھو آئی
 رو دیا اون نے اک حسرت سے
 قصہ مرنے کا اپنے کر بیٹھا

۵۳۵

وہ تو لکھتی نہ تھی خیال اوں کا
 چار دامن کے تئیں وہ مسہ پارہ
 وہ گئی اوں کے سر ہلا آئی
 دل پہ کرنے لگا طہ پیرن ناز
 مانجہ جانے لگا اگر بیان تک
 طبع نے اک جنون کیا پیدا
 سوزش دل نے حبیبین جاگہ کی
 بستر خاک پر گر اوہ زار
 خاطر افکار خار خار ہوئی
 اوں کے منہ پر پڑی جو اسکی نگاہ
 تو ہوئی نالہ حنین کے ساتھ
 ہونٹھ سوکھے تو خون تاب ملا
 خلق اوں کی ہوئی متا شامی
 کچھ کہا اگر کسوں نے شفقت سے
 جانے اوں کے قریب در بیٹھا

ایک دم آہ سر و جگر اٹھتا
 جی میں کہتا کہ آہ مشکل ہے
 دوست کو میرے نام سے دینا
 چشم تر سے لہو بہا کر تا
 کاویں سیم سحر یہ اوس سے کہہ
 اون بلاؤں میں کوئی کیونکی جیے
 جان دون تیرے واسطے سو تو
 رفتہ رفتہ ہوا ہون سودا کی
 نام کو بھی ترے خبا نا آہ
 نا امید اندہ گر کروں ہوں نگاہ
 سخت مشکل ہے سخت ہے بیدار
 کوئی شفق نہیں کہ ہو در شفیق
 نالہ ہوتا ہے کہ کسے دل جو
 آہ جو ہمدی سے کرتی ہے
 چشم رکھتا ہے وصل کی پل

نالہ گرم گاہ کر اٹھتا
 اس طرف ایک نگاہ مشکل ہے
 دشمنوں سے ہے جی پر عرصہ تنگ
 بیج کے باد سے کسا کرتا
 مست نفاخل کر اور عاقل رہ
 جان پر آہنی ہے تیرے لیے
 آنکھ اٹھا کر ادھر نہ کیجے کھجور
 دور پہونچی ہے میری رسوائی
 تجھ سے کیونکر سخن کی نکلی راہ
 دیکھتا ہوں ہزار رور سیاہ
 ایک میں خون گرفتہ سو جلاہ
 ہیکسی بن نہیں ہے کوئی رفیق
 گرہ آنسو سے پونچتا ہے کھجور
 اب تو وہ بھی کمی سی کرتی ہے
 جی ہے اس اسیر آب و گل

ایک دم آہ سر و جگر اٹھتا
 جی میں کہتا کہ آہ مشکل ہے
 دوست کو میرے نام سے دینا
 چشم تر سے لہو بہا کر تا
 کاویں سیم سحر یہ اوس سے کہہ
 اون بلاؤں میں کوئی کیونکی جیے
 جان دون تیرے واسطے سو تو
 رفتہ رفتہ ہوا ہون سودا کی
 نام کو بھی ترے خبا نا آہ
 نا امید اندہ گر کروں ہوں نگاہ
 سخت مشکل ہے سخت ہے بیدار
 کوئی شفق نہیں کہ ہو در شفیق
 نالہ ہوتا ہے کہ کسے دل جو
 آہ جو ہمدی سے کرتی ہے
 چشم رکھتا ہے وصل کی پل

ایک دم آہ سر و جگر اٹھتا
 جی میں کہتا کہ آہ مشکل ہے
 دوست کو میرے نام سے دینا
 چشم تر سے لہو بہا کر تا
 کاویں سیم سحر یہ اوس سے کہہ
 اون بلاؤں میں کوئی کیونکی جیے
 جان دون تیرے واسطے سو تو
 رفتہ رفتہ ہوا ہون سودا کی
 نام کو بھی ترے خبا نا آہ
 نا امید اندہ گر کروں ہوں نگاہ
 سخت مشکل ہے سخت ہے بیدار
 کوئی شفق نہیں کہ ہو در شفیق
 نالہ ہوتا ہے کہ کسے دل جو
 آہ جو ہمدی سے کرتی ہے
 چشم رکھتا ہے وصل کی پل

ایک دم آہ سر و جگر اٹھتا
 جی میں کہتا کہ آہ مشکل ہے
 دوست کو میرے نام سے دینا
 چشم تر سے لہو بہا کر تا
 کاویں سیم سحر یہ اوس سے کہہ
 اون بلاؤں میں کوئی کیونکی جیے
 جان دون تیرے واسطے سو تو
 رفتہ رفتہ ہوا ہون سودا کی
 نام کو بھی ترے خبا نا آہ
 نا امید اندہ گر کروں ہوں نگاہ
 سخت مشکل ہے سخت ہے بیدار
 کوئی شفق نہیں کہ ہو در شفیق
 نالہ ہوتا ہے کہ کسے دل جو
 آہ جو ہمدی سے کرتی ہے
 چشم رکھتا ہے وصل کی پل

شب محافی میں اُسکو کر کے سوار
 پار دریا کے جلد رخصت کی
 گھر تھا اک آشنا کا مد نگاہ
 ہووے جب اس بلا سے خاطر جمع
 گھر سے باہر محافہ جب نکلا
 غیش دل سے ہو کے یہ آگاہ
 وان کے رہنے سے اوسکو کام تھا
 جس سے جی کو کمال ہوا الفت
 جنبش اوسکی پلک کو گردان ہو
 وان اگر ہو شکست کا سوباب
 وان اگر پاؤں میں لگے ہے خار
 یار کو در چشم گر ہو وے
 چاک دامن ہیں وان پئے نیست
 وان دہن تنگ یان ہے دلتنگی
 دست افشان وہ یار کو بان یہ

ساتھ دی ایک دایہ عند ار
 اس طرح فکر رفع ہمت کی
 وان ہو رو پوش تابیہ غیرت ماہ
 نور افزا سے خانہ ہو چون شمع
 اس جوان پاس ہو کتب نکلا
 ہولیا ساتھ اوس کے بھر کر آہ
 وہ گلے اوس کا کچھ مقام تھا
 جس سے دل کی درست ہو نسبت
 دلیں یان کاوش نمایان ہو
 یان رگ جان کو ہو وی بیچ و تار
 دل سے یان سر نکالی ہے یکبار
 چشم عاشق ہو میں تر ہو وے
 یان گریبان ہے چاک گل کی
 حسن اور عشق میں ہے یک رنگی
 تھا محافے کے ساتھ گرم رہ

قطر زلف اشک سادہ راہ تمام
 رازِ نجاتِ جان بجا رہی
 رازِ نجاتِ جان بجا رہی
 رازِ نجاتِ جان بجا رہی

ان نے سب سے زبانی
 سرِ غم کو زبان پر لایا
 رشتہ نازہ جان شیریں
 کھائے جفا پیش و قضا
 کھائے جفا پیش و قضا
 کھائے جفا پیش و قضا

بجاء اس کی بلاست کو گذرون
 منزل و مسکن دور میں کم گذرون
 بسا دور زد بلکہ دل سے اس کو
 نازدیکہ بلکہ دل سے اس کو
 نازدیکہ بلکہ دل سے اس کو

جان بیاں
 جان بیاں
 جان بیاں
 جان بیاں

کئی کئی بار اس کے پاس سے گزرا ہوا تھا
 لیکن اس نے اس کو نہ دیکھا نہ پہچان لیا
 اس کی طرف سے اس کا ہر حال غیب میں تھا
 اس کی زندگی میں اس کا ہر حال غیب میں تھا

جسم سے آشنا کیا نہ مجھے
 حال پر میرے ملک تارف کر
 تھے وہ استاد کار حلیہ و فن
 وعدہ وصل تھی وی
 ہو چکا اب زمانہ صبور سی
 عشق کا راز تانہ رسوا ہو
 چل کوئی دم کو داؤ خواہش
 قطع تجھ بن نو کے تھی راہ
 اوسکی بھی جذب اشتیاق ہے
 نشہ دوستی زیادہ ہوا
 ہو جو اب اپنے دوست کا دوسرا
 دل عاشق کو اپنے ہاتھ لیا
 کیجیے اس سے خصمی جانی
 سخت وارفستہ محبت تھا
 تاسر آب پاپا پہونچا

تار و خولی نے دل دیا نہ تجھے
 اب تقاضا نہ کر تملطف کر
 گوش زد دایہ کے ہو یہ سخن
 پاس اوسکو پہلا تسلی کی
 کایسے ستم دیدہ غم دوری
 زار نالے نہ کر شکیبا ہو
 دل قوی رکھ نہ جی کو کاہش
 سخت دل تنگ تھی بغیر ماہ
 گرچہ یہ حسن اتفاق سے ہے
 تر آنے سے دل کشادہ ہوا
 بزم عشرت کرینگے باہم ساز
 دیکر اس کا فریب ساتھ لیا
 لیک در پردہ اون نے یہ ٹھالی
 یہ تو دل تفتہ محبت تھا
 وقت نزدیک تھا جو آہو نچا

۵۳۸
 کیا تیرا
 عجب تیری نگاہ کی پوچھو
 موج دیا سے پوچھو
 عجب عشق ہے تیرا
 عجب دوست یوں ہے تیرا
 عجب محبت ہے تیرا
 عجب کرم ہے تیرا
 عجب کرم ہے تیرا

اس وقت اس کے پاس سے گزرا ہوا تھا
 لیکن اس نے اس کو نہ دیکھا نہ پہچان لیا
 اس کی طرف سے اس کا ہر حال غیب میں تھا
 اس کی زندگی میں اس کا ہر حال غیب میں تھا

بے خبر کار عشق کی تہ سے
 تھامنے میں یا کہ دریا میں
 کھج گیا قمر گو یہ گو ہر ناب
 کہتے ہیں ڈوبتے اچھلتے ہیں
 ڈوبے جو یان کہیں وہ جا بکھے
 عشق نے آکھو دیا اوسکو
 جبکہ دریا میں ڈوب کر وہ جوان
 دایہ سیدہ گر ہوئی دلشاد
 خار خار دلی سے فارغ ہو
 بے بھی کہ عشق آفت ہے
 خاک ہو کیوں نہ عاشق پیل
 وصل جیتے نہوسید اگر
 بان سے عاشق اگر گئے ناشاد
 نصہ کوتاہ بعد ایک ہفتہ
 کہنے لگی کہ اب تو اسے دایہ

محبت کی ادن لئے اپنی جاگہ سے
 موج زنجیر ہو گئی پامین
 تھی کشش عشق کی مگر نہ آب
 ڈوبے ایسے کوئی نکلتے ہیں
 غرق دریا عشق کیا سیکھے
 آخر آخر ڈوب دیا اوسکو
 کھو گیا گوہر گر اسی جان
 وان سے کشتی چلی برنگ باد
 لیگی پار اوس گل نو کو
 نقشہ ساز میں اک قیامت ہے
 کام سے اپنی یہ نہیں غافل
 لاوے معشوق کو یہ تربت پر
 خاک خوبان بھی ان کی دوی برباد
 آئی وہ رشک مدد ز خود رفت
 ہو گیا غرق وہ فروما یہ

دریا میں جان سے بے خبر
 تھامنے میں یا کہ دریا میں
 کھج گیا قمر گو یہ گو ہر ناب
 کہتے ہیں ڈوبتے اچھلتے ہیں
 ڈوبے جو یان کہیں وہ جا بکھے
 عشق نے آکھو دیا اوسکو
 جبکہ دریا میں ڈوب کر وہ جوان
 دایہ سیدہ گر ہوئی دلشاد
 خار خار دلی سے فارغ ہو
 بے بھی کہ عشق آفت ہے
 خاک ہو کیوں نہ عاشق پیل
 وصل جیتے نہوسید اگر
 بان سے عاشق اگر گئے ناشاد
 نصہ کوتاہ بعد ایک ہفتہ
 کہنے لگی کہ اب تو اسے دایہ

ایک دو دم
 گلاب شہزاد
 دریا کی جا
 دایہ بوسے
 حسن کا دیر
 اب تو میں
 اس بے خبر
 دل میں
 کھج گیا
 کہتے ہیں
 ڈوبے جو
 عشق نے
 جبکہ دریا
 دایہ سیدہ
 خار خار
 بے بھی کہ
 خاک ہو
 وصل جیتے
 بان سے
 نصہ کوتاہ
 کہنے لگی

دل میں
 کھج گیا
 کہتے ہیں
 ڈوبے جو
 عشق نے
 جبکہ دریا
 دایہ سیدہ
 خار خار
 بے بھی کہ
 خاک ہو
 وصل جیتے
 بان سے
 نصہ کوتاہ
 کہنے لگی

ہوا حائل راہ بحر عمیق
 تزیل کراتری پہ خالف تھی نعرج
 صیبت را لودہ خاک آب
 غضب کجہ خیرے بلا جوش پر
 چلے بس تو کچھ کوئی چار اکری
 ترددین ہراک کہ ہون کیونکہ پار
 روان آب ایسی روانی کے ساتھ
 لگے پاؤ چلنے جہان شور رتھا
 تال سے اقبال نواب دیکھ
 ہر اس پار جا کر اشار اکیا
 شبشب اترنے لگے لشکری
 وہ سوتا جگاتا تھا جس کا خطر
 نشہ اسکے سر سے اتر سا گیا
 کچھ اکنا دین لے کچھ شجر کاٹ کر
 اترنے لگا لشکر سیکر ان

کہ ہو وہ ہم ساحلِ حبی کے غریق
 کہ بیڑِ دل اٹھتی تھی بہر ایک موج
 بعینہ پھٹی آنکھ تھا ہر حجاب
 تلاطم قیامت لیے دوش پر
 مگر دیکھ ہی کر کنار اکرے
 کنارے پس گشتہ گرداب وار
 کہ جون رفتگی ہو جوانی کے ساتھ
 کہ کم آب میں بھی بڑا زور تھا
 توقف کیا پہلے تو آب دیکھ
 کہ لشکر نے دوہین گزارا کیا
 نہ خوش آب کا وہ نہ ویسی تری
 اٹھا شور سے فوج کے چونک کر
 بیڑِ حالی سے لشکر کے ڈر سا گیا
 شتابی سے دریا کتین پاٹ کر
 کران نا کران تھا یہ محشر عیان

کیا میرا اس گلشن میں بے اعتبار ہے
 اس راہ عشق کی شکل گنہگار ہے
 بان دو قدمی چلی چلتا بن لے کر و نوب
 اس گل دم بزم بیاں و بیاں ہے
 کی صبح جلوہ گر ہو بونی کے آئینہ
 اس آئینہ بیاں و بیاں ہے
 عمر البور کی اس آئینہ بیاں و بیاں ہے
 اس آئینہ بیاں و بیاں ہے

حیاتِ آگیرِ دن کے تھے مزد کار
 بہت دامنِ پانی کے جانب چھٹکے
 ٹھنک سوس گھرِ بلال رہ رہ گئے
 نہ نقل نہ سلی نہ سرِ خواب ہے
 عجب روغنِ قاز ملتے تھے یار
 ننگاتے تھے بطح کی چربیِ ظریف
 ہوئے کتنے اقسامِ ماہی شکار
 کمرِ گماہی تھے جاذون کے پیچ
 نہ ازب ہے جنگلِ مین نے موسمار
 گنگو کی الٹی گئی صف کی صف
 نہ جیسے گئے سبزہ کہا کہا کے چیت
 بیڑ اور تیر کا ہے کیا شمار
 ہوا زرد سہرک بہت ولیمین ڈر
 خطرِ ناک تھا دشت کیا کیسے مور
 نہ پارِ خانہ نیلا نہ چیتل کوئی

ہوئے مالک الحزن چندین ہزار
 کھڑے رہ گئے رو د کیا کیا رکے
 مگر مجھ بنانے کہ ہر بہ گئے
 تمام آنکے او ہوئے سرخ آب ہے
 کہ قازون کو لیتے ہوا میں سے مار
 سو وہ چربی اب پھنکدین ہیں لبت
 نہ آوی قسم کھائے بن اعتبار
 کہ یوں پھلیاں صبا نکالیں اُلج
 کوئی بدوی کیا کھامے پروردگار
 ہوئی پیچ میں فر قری بھی تلف
 بزی دینے ہے آئے گیسو تنہا بیت
 کہ باز آگئے جسے کرتے شکار
 مندو ہوا اگر دسے شانہ سر
 دبا یوں پھرے جیسے دتا ہے چور
 ہون میں جو دون تھے گیا جل کوئی

کلیات سیر

فانات اور تہنوں پر سب کے گئے
 بھر اپانی لشکر میں پھیلا ہو ا
 ہوا سرد از بس ہوئی ایکبار
 پھر سے باد سے لوگ منہ ڈھانپتے
 بالی سرد میں کیدھر شکار
 بہت پر جب جی کو تھنے لگے
 بیخ خورشید پہنان ہو ا
 بہت اسپ اشتر کو پانوں پر
 نزال میریان کوئی موزوں کرو

کھڑے تھے جو کندے اتر سب گئے
 اگر فشرش سب تر تھا تھیلا ہوا
 کیلجوں کے ہوتی تھی برجھی سے پار
 جگر چھاپتو نہیں رہے کا پتے
 ہوئے لوگ خمیوں کے اندر شکار
 جواڑے کے بھی دانت بچنے لگے
 ند کھا مگر روئے جانان ہوا
 نکالا انھیں خمیر گہ سے گھسیٹ
 تال کر وول جگر خون کر و

غزل

وہ دل شکار آن جو نکلا شکار کو
 جلتا پڑے ہے رکھ کے قدم تیغ تیز
 اڑنے لگے ہے باد میں تو جان گزرا پھر
 سو بار منہ چراتے ہو کچھ بولتے نہیں
 آئینہ نظر کہ حصول اسب ہو

انداز یک نگاہ سے مارا ہزار کو
کس قہر سے کاٹیں اس مشکل گزار کو
خجالت ہوا اسکے زلف میں ہی تیر مار کو
یہ بات کیا چڑو ہو کرے اپنی بار کو
کیا تھام تھام رکھیے دل بقیار کو

[illegible]

اگر فریب خاں کوئی اسکے
 غضب خدا کا کوئی اولوٹ
 اگر اس پر شہر پہ فوٹ
 اس کے چکل میں سمجھ رہا
 نکل اس کے جانب کرے
 پیشہ اس کے
 بڑی دیر چکل میں دوڑا
 بدوق اخر

[illegible]

اے ہمارے خداوند! ہمیں اپنے بندوں کو سزا دے اور ان کو
 جہنم بھیج دے۔ اے ہمارے خداوند! ہمیں اپنے بندوں کو
 جہنم بھیج دے اور ان کو سزا دے۔ اے ہمارے خداوند! ہمیں
 اپنے بندوں کو سزا دے اور ان کو جہنم بھیج دے۔ اے ہمارے
 خداوند! ہمیں اپنے بندوں کو سزا دے اور ان کو جہنم بھیج دے۔

مٹھلنا ہوا کہینچ کر یہ غذا سب
 روان ہفت اگسو کی طرف تند و تیز
 حباب اسکا چٹکٹ نہان موعج پر
 طلبگار کرتے نہیں سدا و گے
 کنارے پر اسکے اترنا ہوا
 نہ کہتے تھے چون رند مفلس لباس
 غزل کہنے کی یہ بھی جا خوب ہے

ملا پیشتر ایک تہ دار آب
 ہوا اسکے چلنے کی تھیں پیش خیز
 کہ یوں گر جاتے ہیں اہل نظر
 نہو یوں گہرا ایسے استاد گے
 دو بالاسہو لئے ٹھنڈے مرنا ہو
 نہ ان سے ہوا اپنے جامی کا پاس
 جو اچھی ہو موزون تو کیا خوب

غزل

حیف اس شکار پیشہ کو جسے خبر نہیں
ہم خاک منہ سے ملے پھر حبیبہ آر سے
آنکھیں نکال اسکی قدم کے تلے رکھیں
کیا کہجئے جو نہ کیجئے انداز دامن کا
مکلی ٹپری ہے مبالغے کا سیکو ہر گھڑی
سر رکھ کے اُسکے تیغ تلے مر چکا شتاب
آنکھیں ہیں اسکی راہ پر چون نقش پائے ہزار

ہم ہیں تنہا خستہ ہماری حکمت پر نہیں
 افسوس ہے کہ ہوی دل پارا دھڑ نہیں
 تو بھی ہمارا حال پراد کو نظر نہیں
 گلزار کے تو قابل پر داز پر نہیں
 لاک اسکی تیغ تیز کو ہمسے اگر نہیں
 یان ماؤن پیٹ پیٹ کے اگر نہیں
 پیر اسکو کچھ سر سیر و سفر نہیں

کھلنا ہوا کہینچ کر یہ عذاب
 روان ہفت اسو کی طرف تند و تیز
 حباب اسکا چشمت نان موج پر
 طلبگار کرتے نہیں ساد گے
 کنارے پر اسکے اترنا ہوا
 نہ کہتے تھے جون رند فلس لباس
 غزل کہنے کی یہ بھی جا خوب ہے
 ملا پیشتر ایک تہ دار آب
 ہوا اسکے چلنے کی تھے پیش خیز
 کہ یوں گر جاتے ہیں اہل نظر
 نہو جون گہرا ایسے استاد گے
 دو بالاسو لے ٹھنڈ مرنا ہو
 نہ ان سے ہوا اپنے جامی کا پاس
 جو اچھی ہو موزون تو کیا خوب

روان کجی
بهر فتنه هر طاعت
۵۴۹
پیدایان فرنی ستم بکن ای کیو نگردد
کوئی تشبه یافا اگر در مسبان
بنده دی دوشی غنی اتنی که غضب
که لاسما زمین گنگلک باغ خبر
کوئی ناله که کو لا اگر بر سر
آن رستمین بیله جلال

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

روستو
میرزا بیگم عاشق ابی ہیں کروہ
بہار راجے لشکر چلا سوئے
پلے بس نہ کر کے سپہ روئے
کرسین ادیبین سوتلی بیتی
بریلے لکھنؤ کتب خانہ
کرمچند جی پور احمد نیت گڑھی
کشمکشانی جی پور احمد نیت گڑھی
کشمکشانی جی پور احمد نیت گڑھی

مین بید کے برگِ نخبِ گزار
 ناکِ دودِ رختون کے اووھر ہو
 لبِ بید آئے تو بن بید باف
 اگر بانس تھے وان تو تھے دشتِ دشت
 بہین چار نالے اترتے پڑے
 باہر قدم کرنے ہی کا خطر
 بہت لوگ دشتِ قلم کو گئے
 لگے ماتہ فیضانِ بستی کی راہ
 نہ انہی ملا کوئی بارے نہ شیر
 خبرِ کشیدہ بہت کیا کمون
 بخارِ آنِ دِ رختون کے تھی پامال
 گر کوئی دریاچہ آتا ہے پتھ
 کیا کہ رفتِ نمودار ہو
 لی گئی زمین ایسے آئے نظر
 سینِ سبز ترسے جی جا لگے

کہیں پانز کھنہ دین سرتیز غار
 نیستان پھرتی ہی پھرتی موسے
 نہ آئی نظر دور تک راہ صاف
 کہ دشوار تھا دوقدم کا بھی گشت
 کنارے پہ دو رو کھڑی تھی کھڑے
 چلے دو قدم راہ پائے اگر
 بہت اسبہ و اشتر عدم کو گئے
 ولے ڈر نہ فیل کوئی سیاہ
 ہوئی خیر گو طے ہوئی راہ دیر
 جو دیکھیں تو پگڑی منجالی سون
 سفیدار کہتے تھے حکم نہال
 تو لوگوں کے روندوں سے ہوتا ہی کیج
 گیا آمد و شد میں مہوار ہو
 کہ عالم نے او دھڑ لگائے نظر
 کہیں سے سون بھوہا دلونکو ٹھہرا

نہ واسن مین اسے
 دکھائی نہ دنیا تھا خوش دلت
 سپاہی کپڑے تھے شبنم زلی
 وہی جھلک دو طرف پہ نمود
 مقام اس طرف کے بھی مین باد بود
 نہ چو لی تھی سرسوں کی چو تھی بار
 نہ تھا مین اس کے کہ مین لالہ زار
 ۵۵
 کلیمات

ایک زمان دور نزدیک ہوں
 نرنگی سے آتی تھی بادِ فو
 جے باوا یے کہ ہر
 ہوا اور پائین پھر
 باد کا شور ادھر اب
 شب و روز نہ گور کی
 ادھر کے نہیں ایک
 وہ البتہ شایان
 ایک دم تھا دل کا
 واسوں کو باو

کوه خورشید جایگاه
 سراسر منور به
 قمر که در کوه
 زبان و تنه اوگون
 بهشت نشوید که
 که حال اینها چو
 سواست زمین
 و زمین

ہر آدمی کو اپنے دل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے دل کے راز کو اپنے دل سے چھپا کر رکھے۔
 ہر آدمی کو اپنے دل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے دل کے راز کو اپنے دل سے چھپا کر رکھے۔
 ہر آدمی کو اپنے دل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے دل کے راز کو اپنے دل سے چھپا کر رکھے۔

کہ آئے لے لے دیر واسے نگہ
 کہ دل کا لیے جاوے سب نگہ
 ہو اموج زن کو، کے تاکہ
 گرفتہ دل اس جاے کہلنے لگے
 روان گرم ترسو سے صحر ا ہوا
 کیا سنگر نیر و نکو بھی رنگ
 جواہر کے رنگوں پر کہنے لگے
 برادر کھڑے تھے وہ کوہ گران
 وہیں بھیر رہتی تھی احباب کی
 سفر کی بھی بیت ہو شاہد مقام
 بھونکے ہے معلوم پھر خبر ہے
 نظر آوے یا کوئی پیل دمان
 وہ انھی بند ہے کیسے گایا وہ خبر
 کہ جھاڑا ہوا دشت گسار کا
 ٹلے چھاتی پر سے کہیں پر پہاڑ

ہوا جیسے استوا ایسی جگہ
 روان دو طرف اس کے ایک ایک
 جہاں تک نظر کیجیے مد نظر
 نظر و انوکھے جی بھی ڈھلنے لگے
 وہ پانی چلا واسے دریا ہوا
 بنادامن کوہ میں سنگ پر
 کہ لوگ اوکوٹاؤ نہیں کہنے لگے
 کراروں کا کیا عظم کیجیے بیان
 انھیں میں کھنی راہ اس آب کی
 ہوئے دامن کوہ میں کچھ مقام
 کوئی روزگھاتی کی بھی سیر ہے
 جو حسین کسیر کا دین نشان
 نواور ایک دوون کی ہوتی ہے
 شکارا لیا دیکھا ہے اس بار کا
 کوئی دیکھ کر کب تک پہاڑ اور جھاڑ

ہر آدمی کو اپنے دل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے دل کے راز کو اپنے دل سے چھپا کر رکھے۔
 ہر آدمی کو اپنے دل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے دل کے راز کو اپنے دل سے چھپا کر رکھے۔
 ہر آدمی کو اپنے دل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے دل کے راز کو اپنے دل سے چھپا کر رکھے۔

ہر آدمی کو اپنے دل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے دل کے راز کو اپنے دل سے چھپا کر رکھے۔
 ہر آدمی کو اپنے دل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے دل کے راز کو اپنے دل سے چھپا کر رکھے۔
 ہر آدمی کو اپنے دل میں لکھا ہوا ہے کہ وہ اپنے دل کے راز کو اپنے دل سے چھپا کر رکھے۔

کرمین اسن ہو کو کون دان
بجھ کر شکر ہے پریشان
سینہ زخمی زینہ زنگار
جہان کے نمان بے زلف

میرا دل ہی بندوں کے سب
میرا دل ہی بندوں کے سب
میرا دل ہی بندوں کے سب
میرا دل ہی بندوں کے سب

میرا دل ہی بندوں کے سب
میرا دل ہی بندوں کے سب
میرا دل ہی بندوں کے سب
میرا دل ہی بندوں کے سب

ہمیں کیا وہ جادو گر نبو لے
نہیں بھتا ہے اب پلوٹے رونا
ہمیں منظور ہر صورت میں ہے دید
نہیں کام آتی اتنی تیز گامی
زیر مستو کی کشتی ہو گئی پاک

کو دشمن کے اسکاٹھ کیا بند
بہت خاشاک سے دریا رہا بند
کھلی ہو چشم چون آئینہ پابند
سمندِ عمر ہوتا کاش جابند
نکا لا عشق زور آورے کیا بند

یہی انداز باندھے ہیں یہی ناز
قیامت میر صاحب ہیں ادا بند

شکار نامہ

مکر ہے نواب کو قصد صید
روان بھر شکر ہوا موج موج
بحار و صاری پر ہے عرصہ تنگ
پس بیٹھے ہیں شیر بری لباس
چکارے ہرن دو لون اندیشہ مند
کبیر گڑ وادی کو فکر گر بر
بنوین ہے آشوب کو ہونین ڈر

بیابان پہنا در آب ہونے قید
کئی چشم خورشید تک گرد فوج
مگر باریں سراسیمہ ہیں جان بلیگ
کرمین لوگ شاد فقیری کا پاس
دلونہیں ہر اس کمان و کست
نظر ابد ہر او دھر کرے شیر تیز
بیابان وطن ساری گرم سفر

۵۵۳

کرمین

کرمین میں چلی دھوم سے اسے دھوم
کرمین میں چلی دھوم سے اسے دھوم
کرمین میں چلی دھوم سے اسے دھوم
کرمین میں چلی دھوم سے اسے دھوم

کرمین میں چلی دھوم سے اسے دھوم
کرمین میں چلی دھوم سے اسے دھوم
کرمین میں چلی دھوم سے اسے دھوم
کرمین میں چلی دھوم سے اسے دھوم

زین راہ بر ۲۱
 منزل مہر بان کہ لگ ہو دین
 ز کی دل ہمارا بھی ہون بیانیہ
 مٹی باد بھی آئیں جن نہ لداوار
 پر بیچے کی لگی صبا بھی ہے ہواوار
 ۵۵
 تائب شدہ دیدن ہے مہر کی محبت
 زہ صاحب خواہ ہے بندہ ہے وفادار
 کیا خوب ہو کیا زشت ہو اور کیو
 اس عرصے میں آنے کو دیکھا ہے عیاوار
 کس طرح سے کیڑا بنے بے گناوار
 ہا گل کہنے از بیل بے برگ ہوناوار
 کیا کیجی سے مہر نے رطبت کی جہاوار
 رو یا نہ کوئی اوسو نہ کوئی ہین ہینوار
 ہونہین بھرا کہنے ہین ہینوار

بہت رہ گئے زینت شیر و تیر
 لڑتے تھیو نہیر جو ہو کر شکار
 کئے گم جو گھبڑے لئے اپنے حوٹ
 کہیں کو بھی جان کر لشکری
 بھڑا ہے طیر ایک عصفور تک
 لگی جا کے شاہین و ستور یوں
 کنگ ایسے بازو لئے آئے ستوہ
 ہین فوج سرزن نہ ایل ز رنگ
 غضب کر گئے حبس سے جواب کے
 لگ لگت شیر راوشت میں
 سہول میں جو تھے قاز و سارس
 حاصل کو ہوتا اگر حوصلہ
 کہیں سارے طاؤس مرتے گئے
 کہیں جی اوٹھے تھے زمین لہر مرگ
 رہتی سے صحرانک سبز تھے

بہت آئے لشکر میں ہو کر امیر
 ہوئیں بوجھ سے پشت فیضان نگار
 لکڑا ہوا آ کے بھیسوں کے پاس
 چلے جائیں صرصر منظر سری
 نہ وحشی گئے اور لشکر تک
 پیرے بکریوں میں کہیں گرگ جویں
 کہ کابل سے آگے گئے سد کردہ
 ہوئے قید یا صید کیا بید رنگ
 اڑا کھا گئے خیل سرخاب کے
 غمخوارک آیا نظر کشت میں
 ہوئے صید یوں جن پہ آبا ترس
 تو گر تانہ کھیتوں میں ہو وہ دل
 اوھر لوگ افسوس کرتے رہے
 ہمال اسکے خوش قد بسیار برگ
 نظر جاے جس جانک سبز تھے

۵۵۵

سر مار سے تو پیری کواری اوش ز نالی
 کس ناز سے زمین پر پڑا ہے اسکا پایا
 یہ جانتا تو مرگ بازار میں بنی
 دوسرے کے طور میں بھی ستا بت کیا
 غارت سے عاشقی کے جاننہیں ہوئے
 وہ ہونہوی آوے کاس اسطون غدا
 لڑن دھو دھو بدوہ ہو باش کردش ہا
 لکڑا ہوا آ کے بھیسوں کے پاس
 چلے جائیں صرصر منظر سری
 نہ وحشی گئے اور لشکر تک
 پیرے بکریوں میں کہیں گرگ جویں
 کہ کابل سے آگے گئے سد کردہ
 ہوئے قید یا صید کیا بید رنگ
 اڑا کھا گئے خیل سرخاب کے
 غمخوارک آیا نظر کشت میں
 ہوئے صید یوں جن پہ آبا ترس
 تو گر تانہ کھیتوں میں ہو وہ دل
 اوھر لوگ افسوس کرتے رہے
 ہمال اسکے خوش قد بسیار برگ
 نظر جاے جس جانک سبز تھے

لطف سخن بھی پیری میں رہتا نہیں دیکھ
اب شعر ہم پڑھیں تو وہ شد و مد نہیں

کسو الیون سے نکلنا ہوا	کہ کوسون تلک و سمین جلنا ہوا
کشیدہ قداس بن سارخوشت	چمن کو کونو باوگان سب کجست
برابر برابر کمرے سر بسر	پھر دیر او دھر کو جا کر نظر
پری چل کہ آیا ترا کم بہت	حراس و سمین جا کر ہو ذرا کم بہت
کہین راہ کئے تو چلتے پڑے	رہے پال پر تل بہت وان کمرے
کہ شاخون و جھک جھک ملا تھو سر	بہت آگوا جا کا آؤ تھے پھر
وہی راہ درپیش و کثرت ہوئی	قیامت کے اوپر قیامت ہوئی
سرون پر او دھر نوپا نی چلی	پڑی تھی او دھر لوگوں میں کھل ملی
کہیں اسپ اشتر کہیں فیل مست	زمین ہر سرگام بالا و پست
گزر حسب طرح اس طرح سے کیا	روندون تو خون جگر سی پیا
دہین پیچ آیا میا نامرا	کوئی دیکھتا سبچ اٹھتا نامرا
سواری کو جھک نہا مت ہوئی	کہ چارون طرف سے ملامت ہوئی
لگے کہنے آیا فرنگی کسان	کہ چوپانی کی رسم چھوڑی ہریان

میا نون میں کر کے اب اس حال سے کہ پتہ اب دور
میا نون میں کر کے اب اس حال سے کہ پتہ اب دور

نوجہ نہ غن کہ اب اہل کار
مگر نہ ہو غن کہ اب اہل کار
نوجہ نہ غن کہ اب اہل کار
مگر نہ ہو غن کہ اب اہل کار

۵۵۷

وہ تو ظلم کونین متو سو بومنا اوٹھا زمین
وہ تو ظلم کونین متو سو بومنا اوٹھا زمین
وہ تو ظلم کونین متو سو بومنا اوٹھا زمین
وہ تو ظلم کونین متو سو بومنا اوٹھا زمین

لطف ہم مغان بیک کی بڑی گھر کی ہے
لطف ہم مغان بیک کی بڑی گھر کی ہے
لطف ہم مغان بیک کی بڑی گھر کی ہے
لطف ہم مغان بیک کی بڑی گھر کی ہے

نور

جون ابر میری دل پیتم عشق چھا گیا
 صورت پذیر پھر نہیں ہوتا مٹا گیا
 اس شرم سوندان زمین میں سما گیا

کرطیف عارض مت چھپا عارض
 یک جان پر عارض کر لکو افکار اسقدر
 جو کچھ سودل کا سبب غم غصہ رنج و غب
 تلخ چلنے کی شمشیر کا میکو بیمار اسقدر
 مریں جو او سکے ابرو ان جنبش میں میں پر
 یعنی میں ایسا مہین پیمان جلی تلو اسقدر

تماشا کنان فوج و انبوه کو
 و در راستہ بھی قدم دار تھا
 پیشے پہ ہنگامہ آرا تھی اوس
 اگر ہو تو وہ ان شیر کا ہو شکار
 نہ ہا تھی کو یا ون کا پائیا نشان
 پھر اگر وہین یہ جو ونگل ملا
 بہیر اک بلا تھی جہاں آگئی
 سرون پر کھڑی سب فیل سیاہ
 گئے شیر کے ہر قدم پر قدم
 ہو ذرا مین کوہ مین کچھ مقام

ای باب کار و رشتی یان بست نام
 که در شکار و دشت لیل و نهار
 به عهدی با حق و زمین و کعبین بهار
 که قدر انی چون قدر یافت ناب
 بهما سنگ ریزه و نون بوس از نیک آب
 آدم زمین و نور کسین و نیک آب
 که یکنه بین مهمی که جبر
 اب یک بین یکنه بین

تفالی غزل اک رباعی کہو
بہت کچھ کہا ہی کرو پھر بس
جو اہر تو کیا کیا دکھایا گیا
متاع مہر پیر لب کر چلو

سخن آگے موقوف چکے رہو
کہ اللہ میں اور باقی ہوس
خریدار لیکن نہ پایا گیا
بہت لکھنؤ میں رہ کر چلو

عزل

کرد تا آنکه حلال هم من رها نمیشد غم و نار
 بود این غایب قیامت ایگو جو حکایت کرد و این
 بهاری انگبین تعین من اتنی که اب هو دریا محط عالم
 کین تحمل سوگواری هم دلم بخود همیشه غمش
 بهر سو روای تیر تیغ ناله که بیسوسان فتان جلیر
 بمری نهی آتش که نای یارب انج جگر من نصف شکو
 بول عشق محبت آنکه موکرا ای همیر سیر قابل

جو کہ پھر و ساجد و بیہوش و تائبان
 چونکہ بچی و کھو و غور تو جرات او سکنو کھاوین
 کیسین کہین برین برین نام شہرین و کونار
 کنی ہر طاقت دلو سہ شاید سین و آیا کجہر
 کسو و کسو کا کچھ بھی حاصل گویا ہین تو کوفت
 لگا جو رہ تو جای انسو می مری گری و شہر
 مدام جانی و کھانی دون ہین کچھ ہاں لگا آہ

رباعی

چلے کو پہونچا باور سے ہم جو کڑے
نہنوں کو کما تھا سین بھی آتا ہوں میر

مل چلنے کے اتفاق بہتر سے بڑے
آیانہ رہی راوین ہم دیر کھڑے

تمام شد متفقاً مستحق حیدرنامه

۵۶۳ طایفه

میں جو کچھ کہتا ہوں وہ سب سچ ہے
 میں جو کچھ کہتا ہوں وہ سب سچ ہے
 میں جو کچھ کہتا ہوں وہ سب سچ ہے
 میں جو کچھ کہتا ہوں وہ سب سچ ہے

ہاں کہے جیسے وہ ہم جالاکے
 تو بھی اب طبیعتوں کو خوب بجاؤ
 چلی سواری کا تک اصول بجاؤ
 چوب نقارے پر لگا اس کو جب

یاد دی تک سرود مستون کو	وجد میں لا تو مری پرستون کو
محو آرائش آج میں محبوب	آو ساقی کہ رشتی ہو خوب
پھول کتر اگر گل ترا شاہ ہے	کاغذین باغ کیا تماشا ہے
نور کا ماہ نے کیا چندا	بکئی سے مشعلوں کا ہون بندا
صحبت عیش کو چھپکا یکساں	شیشہ شیشہ شراب ہو درکار
مایہ ناز خوب رویان کو	لالہ رنگ رخ نکویان کو
رنگ مجلس میں ڈال شیشے سے	اوس بری کو نکال شیشے سے
حکم کش ہو سپر مینا فی	بولی سرست ہو تماشا فی
میر کر لے ترک سواری کا	چھوڑ آئین بر و باری کا
ایک دم جام منحل دھو لے	چل گھڑی کو ماتم میں لڑ لڑ
جیسے ابر مبار آوے جہوم	ہو سواری کی فیل کی وہ دہوم
لعل ناب و گہر میں صرف تثار	آئی دولت سراسر ہو کر سوار
آگے مانند کوہ زر کے روان	اک مہابت کو ساتھ فیل نشان
جیسے آوین جوان مدد مائے	اور باتھی میں جھومتی جاتے
روکش نجم فلک میں سب	جل زلفیت کی ہو ساری شب

۵۶۵

ایک دوم بجا بجاؤ یونین
 دلکش آواز گل بجاؤ یونین
 پھینکے یونین جو دہرے دہرے
 رہنما زمین میں رہتے رہتے
 وہ جو دیوے کو کیا لیا جاوے
 خوش خوش لہر دیا جاوے
 ساقی دے دے جو باقی ہے

ادنیٰ غزل
 دوز گردون بکام غزل
 شادی ایسی بھی الفا فی ہے
 شادی ایسی بھی الفا فی ہے
 شادی ایسی بھی الفا فی ہے
 شادی ایسی بھی الفا فی ہے

ایک کتا چاہیے
ایک کو تیرا پیار ہے
تجلی کے ہیں آپ کو تیرا پیار ہے
لاٹین گویا کہ یہ بھی کھائے ہیں
ایک کے منہ میں مرغ کی سفار
ایک کے لب پہ ناز اگر تھا
ایک کے سو بچے لگے
منہ آیا جو پھر سو بچے لگے
نظرون کو بکھوڑنے لگے

گلیو نمین روز شکر کا ہجوم

منتهی در بیان این امر
مستحق عقل

[illegible]

کھڑے ہوں تو تھراؤ ران و راق
 بویون پانوں چلتے بچتے رہے
 اگر ضعف سی چپ ہی رہتی ہیں ہم
 کے پن نہیں اپنی ٹک پادوست
 جو بازو ہیں اپنے سو بازو نہیں
 بدن کی ہوئی میری صورت ہی اور
 جس نہ اتوان جام و سمان تنگ
 لبون پر نہایت ضعیف ایک آہ
 شکن جلد میں دل کو پڑ مردگی
 ہر دت بہت جسم میں آگئی
 چھڑکتا رہوں منہ پرین آبکاش
 وگرنہ دیا سا بجھا جائے ہے
 سیدروسے شیب اک ستم کر گیا

حسین بیٹھے کیونکر کہ جینا ہر شاق
 تو دیکھو گے ہم پائے چلتے رہے
 یہ سوچو تو کیا کیا نہ کہتے ہیں ہم
 کیا خاک میں محکوبیری کی تخت
 اگر منہ کو دیکھو تو وہ زونہین
 دی آنکھیں نہیں و نہ چٹو نکلے طور
 سخن منہ پر آوے دوائی کو رنگ
 در دیا م پر حسرتوں سے نگاہ
 غریزی حرات میں افسردگی
 مزاجی تھی گرمی سو ٹھہرا گئی
 کہ ہوتا رہے روح کا انتعاش
 پھر اوٹھ سہیون تو جی جلا جائے
 لکھوں کیا کہ میں جیتے جی مر گیا

قلم رکھ دے کر میسر ختم کلام
 تمام اپنی صحبت ہوئی والسلام

تمام شد

دوزخ کی آگ سے بڑھ کر اور بھی بڑھ کر
 دوزخ کی آگ سے بڑھ کر اور بھی بڑھ کر
 دوزخ کی آگ سے بڑھ کر اور بھی بڑھ کر
 دوزخ کی آگ سے بڑھ کر اور بھی بڑھ کر

غزل
 غزل

آئینے کی سطح کی رکھتا تھا تاب
 پانی میں شعلوں کو ریلے ہی چلے
 آب کی وسعت تھی برنجم فلک
 ذو ذنب جیسے ستاری ہوں عیان
 روشن خان ذو ذو انب تھے نمود
 دو طرف جسطرح سے جھڑتی ہو باڑ
 ناگمان جو ہو دین تار می ٹوٹتے
 شعلے تھے لہردن کے سچ و تاب میں
 گلفشانی سے اونہو کی تھی بہار
 چاند سا نکلا ہونے حیران بھی
 کیا رگایا باغ اگر کاغذین
 رنگ تازے کاغذ و نمین بھر دیے
 لوگوں کی آنکھیں فلک سے جا لگین
 تھیں ہوا میں سے ستارہ ریزان
 لیکے آتش بازی آنے رنگ رنگ

اون دیوون کے عکس سے دلیکا آب
 کشیو نمین جو دیے بھر کر جلے
 منعکس تھے جو چراغان تہ تلک
 کیا ہوائی چھوٹے کا ہی بیان
 جا ہی جو ہی چھوڑنا ہے یاد بود
 گنج چھوٹے ایک سے روشن تھی جھاڑ
 اس روش سے تھے ستاری چھوٹے
 دیکھے جاتے تھے چراغان آب میں
 ہر دو جانب چن گئے ناری انار
 ہاتھانی اک طرف سے جو دغی
 آفرین صنایع لوگوں آفرین
 گل کتر کر پھول گل ہی کر دیے
 متصل تو بین ستاروں کی دغین
 دیکھیاں کیا کیا نہ شعلہ خیزان
 نذر کو نواب کی اہل فرنگ

لاکھ لاکھ دریا نکلا ہے کیا زمین سے
 اون تھیں نمین میں آنکھیں دیکھو
 بالیدگی سے ہو چکی کل آدمی کو سرب
 ہوا ان تو رنگ پیکے جیب اور تین

۵۷۱

تھیں رنگ تھیں رنگ تھیں رنگ
 صبر رنگ تھیں رنگ تھیں رنگ
 منہ پر عیسوی عیش اصرار سے
 کب ہاتھ لکھتے ہیں معشوق کی ایند سے
 صندل بھر دیں دیکھیں چہرہ ہوس
 اس قطعہ زمین کی محبوب فوش تھیں
 یکسو گلال منہ پر نوبان دیکھیں
 اون تھیں زمین ہاتھ لکھتے ہیں
 ہر ہر چیز کی پیشین گوئی ہیں
 ہر ہر چیز کی پیشین گوئی ہیں

مثنوی دیوان

دزدی بزدلی بزدلی بزدلی
 دزدی بزدلی بزدلی بزدلی
 دزدی بزدلی بزدلی بزدلی
 دزدی بزدلی بزدلی بزدلی

ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں

ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں



بہمن سے غنایت کے باوام دار صفت عشق کی تاکر و نمین بیان عجب عشق ہے مرد کار آمدہ جہان جنگ صف کی یہ ظالم لڑا اگر لوگ مارے گئے سر بسر کوئی کشتنی جو طرف ہو گیا جہان جس کسو سے چاہ رہے	الہی زبان دے مجھے مغز دار رہوں عشق کہنے سے میں تر زبان جہان دونوں اسکے میں ہر ہمزہ صف اولیٰ جہان ایک مارا پڑا ہوئی فتح او سکی ہر یہ طرفہ تر تیرے تیغ او سکے تلف ہو گیا وہیں او سکے تا قتل ہمراہ ہے
---	--

غرض عشق کا ہر طرف شور ہے
 نئی روز شہر و یمن ادا کی ہے
 بہت جان ناکام دیکھتے ہیں
 تمنا سے دل ساتھ لیتے ہیں
 بہت اہل اسلام کا فرہوسہ
 بہت اول عشق آخر ہوسہ
 بہت ہرم الفت یہ مار سارے
 جو عشق تباہی کا گیارے

ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں
 ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں ہر کسب و کار میں

یہی عشق جس سے کہ حاصل ہو کام
یہی عشق جس سے نکلا ہے نام
اکیں عشق سے رویم رو سفید
یہی عشق جو عقدہ دل ہے یہ
کین اسکو لڑائی مشکل ہے یہ
کین ان سے میدان مار

محبت ہے نیزنگ سازِ عجیب
 کوئی عشق کرنا دھرا تھا ورے
 نہ دان مکروں نے شید و طامات ہے
 کہیں عشق نے آرزو کش کئے
 کہیں سہل تر یار مرنے لگے
 کہیں کام ان نے کیے ہیں عجب
 کہیں یاد شد اس سے درویش ہیں
 لبیا کاہ کا کوہ سے کین کہیں
 کہیں پڑ گئے اس سے فتنے فساد
 یہ عالم کا آشوب ہے دہرے
 ہوئے عشق میں زہر کیشان خراب
 آٹھا عشق کا شور عزت گرین
 ہوا عشق سے مجلس حال دہر
 کیا عشق میں ترک صوم و صلوات
 مسلمان ہوئے عشق میں برہمن

۵۶
 سو مشاء کے درود میں
 کہیں کہیں ہو جائے
 کہیں کہیں ہو جائے
 کہیں کہیں ہو جائے
 کہیں کہیں ہو جائے

کہ انتقام کی خاطر جس شخص کی جان بچا دے
 تو ان فوجی شخصوں کو دیکھ کر کہیں
 نہیں کہیں کہ اس کے دل میں کتنا
 درد امن و طاقت یہ دامن پاک
 کہ وہ دوسرے کو بلوے کی
 دیکھ کر اس کی آنکھوں میں
 ہلے نہ آئے جو بدی کا جو
 اسے چاہیے کہ اس کے
 متواری ہو جائے کی وصلات
 شہر

<p>تاسب بہت اسکے اعضا سو خوب زبان نرم طالع و رمی و صلاح خوش اندام خوش رو و پاکیزہ خو جوانی کا ہنگام طاعت کا صرف جیا کو سیای ہے پلکوں کی راہ بہت پاک دامن معیشت ہوئی کہ ناگاہ اس راہ یک زن گئی جوان کی نظر شرمین جا لڑھی یہ دل مستقل تا شکیبیا ہوا جادار تھی زن گئی اپنے گھر کیا چند شرم و وفا ہی کا پاس کئی دن میں ہندو زن آنے لگی بھائیوں ہونین ہمد گر آشنا بھی مدنون دیکھا دیکھی رہی جیون میں شب روز مرنے رہی</p>	<p>سراپا میں دیکھو تو ہر جاسی خوب نہ طعنے و کتابہ نہ رمی و مزاج کسو وقت رہتا نہ تھا بے وضو لب سبز پر دلبروں کا نہ صرف کھنٹی تھی باہر نہ گاہے نگاہ نظافت نرا بہت من بیت ہوئی جیون پر خدا جلنے کیا بن گئی وہ شہرائی آگاہ اسکے اوپر پڑی دل طرقت تھا ہی بھی بھلا وفا دار تھا یہ رہا دیکھا دیکھا گے رہنے دونوں گھر و میں آو اس لے پانی اس راہ جانے لگی محبت کا دونوں نے پانی سرا دونوں کی کسو سے نہ ہرگز کسی وے پاس ظاہر کا کرنے رہیں</p>
---	--

یہ سب باتیں سن کر وہ بڑا خوش ہوا اور اس کی تعریف کرتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ تو ایک بہت ہی نیک اور صالح انسان ہے۔

یہ سب باتیں سن کر وہ بڑا خوش ہوا اور اس کی تعریف کرتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ تو ایک بہت ہی نیک اور صالح انسان ہے۔

یہ سب باتیں سن کر وہ بڑا خوش ہوا اور اس کی تعریف کرتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ تو ایک بہت ہی نیک اور صالح انسان ہے۔

یہ سب باتیں سن کر وہ بڑا خوش ہوا اور اس کی تعریف کرتے ہوئے کہنے لگا کہ یہ تو ایک بہت ہی نیک اور صالح انسان ہے۔

ہوانا گمان شوہر زن مریض
 نشت ہو تب کا دل کو تین
 زاری سے دل ہو گیا زار تر
 بدن کا دسارنگ کا ہی ہوا
 دھون پر بھی وہ رفتنی کم رہا
 نالین لاری ہوئی ہو چکا
 جلانے کی طیارہ کرنے چلے
 کھلی دعویٰ سوختن میں زبان
 لگی جلنے چھوڑا نہ اصرار کو
 ادھادان سے بیتاب آیا چلا
 جھکاگ کی اور کرا اضطراب
 کہا ہمو کیا کہتے ہوا سگھڑی
 کہا ائے ہونو چلے آؤ تم
 یہ بیتاب تھا آگ پر پھر پڑا
 لگے آئے تھے کتنے انفار ساتھ

نہایت ہونی تپ طویل و غریب
 کھینچے رفتہ رفتہ وق و سل کو تین
 ہوا خشک ہو کر وہ ہمیں رتر
 بہت حال او سکا تباہی ہوا
 ٹھہر کر گئے دم ہوا ہو گیا
 اسے دار و دستہ بہت رو چکا
 چلی زن بھی تا ساندہ اسکے جلے
 کیا پاس ظاہر سے نقصان جان
 خبر پہونچی اس نو گرفتار کو
 اسے دیکھ جلتے بہت جی جلا
 کہ جی میں نہ طاقت تھی مطلق نہ تاب
 نظر او سکی جلتے جوا و سپر شری
 شتابی کرو جو ہمیں پاؤ تم
 پتنگا سا اس آگ پر گر پڑا
 وہیں کھینچ لائے اسے ہاتھوں ہاتھ

ہوا ناگمان شوہر زن مریض
 نشست ہوا تب کا دل کو تین
 زاری سے دل ہو گیا زار تر
 بدن کا دسارنگ کا ہی ہوا
 دھون پر بھی وہ رفتنی کم رہا
 غالبی طاری ہوئی ہو چکا
 جلانے کی طیاری کرنے چلے
 کلی دعویٰ سوختن میں زبان
 لگی جلنے چھوڑا نہ اصرار کو
 اونٹھا دان سے بیتاب آیا چلا
 جھکا آگ کی اور کر اضطراب
 کہا ہمو کو کیا کہتے ہوا سگھڑی
 کہا آئے ہونو چلے آؤ تم
 یہ بیتاب تھا آگ پر چر پڑا
 لگے آئے تھے کتنے انفار ساتھ

نہایت ہوئی تپ طویل و عریض
 کھینچے رفتہ رفتہ وق و سل کو تین
 ہوا خشک ہو کر وہ ہمیں رتر
 بہت حال اوسکا تباہی ہوا
 ٹھہر کر گئے دم ہوا ہو گیا
 اسے دار و دستہ بہت رو چکا
 چلی زن بھی تاسا تھ اسکے جلے
 کیا پاس ظاہر سے لفصلان جان
 خبر پہونچی اس نو گرفتار کو
 اسے دیکھ جلے بہت جی جلا
 کہ جی میں نہ طاقت تھی مطلق نہ تاب
 نظر اوسکی جلے جوا و سپر پڑی
 شتابی کرو جو ہمیں پاؤ تم
 چنگا سا اس آگ پر گر پڑا
 دھین کھینچ لائے اسے ہاتھوں ہاتھ

ہر ہون بھر کے میں ٹھہرے
 کہیں مجھ کو تو آگے بجا ہے
 جو دم ٹھہرے انتظار
 کوئی دم کھینچے انتظار
 کہ کر مایہ سے ہون بخود و بیقرار
 توقف کیا ہے کھینچا ہو غفلت
 کہا واقعی سب کھینچا ہو غفلت

نہ جانا کہ ہے مانع راہ عشق
 رکھتے ہیں عجب جذب ہوا عشق
 نہ آتش نہ گرمی نہ بیضا فتنی
 بہلنے میں سب جذب ہوا عشق
 عجب تر نظر آئے ہیں کار عشق
 نہیں سمجھ جاسے ہیں اسرار عشق
 اوٹھا بنو کہنے تو کھلائے عشق
 دل اسکا ادھر ہی جلا جاتا تھا

اگر ہمیں کھینچے تو ادھر نظر
 کی نظر اسکا وہ دن تمام
 نہاں کیا ہو گیا وہ دن تمام
 دی ناز و عشق دی دلی دلی
 دی ناز و عشق دی دلی دلی
 دی ناز و عشق دی دلی دلی
 دی ناز و عشق دی دلی دلی
 دی ناز و عشق دی دلی دلی

گئے اس طرف لے جدھر تھی چلی	نظر کرنے تھے واقعی یہی
وے مانعیت کا کسکو جگر	کہ حیران سب رہ گئے دیکھ کر
ہوئی جاتے جاتے نظر سے نہاں	کیا عشق کیا جانیں لیکر کہاں
بہت سے ہوئے لوگ گرم سراغ	کنھون نے نہ پایا نشان بغیر سراغ

نکر میرا اب عشق کی گفتگو
قلم اور کاغذ کو رکھ دو بھی تو

فسانے میں ادا کے ہزاروں ہزار	یہی کشت و خون کا ہر یہ گرم کار
بہت خاک جل جل کر بیان ہو گئے	رہ عشق میں جی بہت کھو گئے

غرض ایک ہی عشق بڑخون و باک
کئے دونوں معشوق و عاشق ہلاک

تمام شد

maablib.com

۵۷۸

کتاب خانہ

ہر کسب و کار میں جو کچھ ہو
 ہر کسب و کار میں جو کچھ ہو
 ہر کسب و کار میں جو کچھ ہو
 ہر کسب و کار میں جو کچھ ہو

جین میں اس در سیدہ بہت
 مہر و نواز اس در سیدہ بہت
 شہب نشاد کی کوئی کہ جو ہوا
 کین صغیب و کبیر ہر شمار
 تخت ہزاران رقص کنان
 تخت ہزاران رقص کنان

۵۷۹
 طہات

گل کاغذ شہر ہے گلزار
 نوت کے آئی ہے بہار
 ساقیا عیش کا ہو بزم آرا
 سارے لوگوں میں جام ای کو بھرا
 جسمین پیادے اس پوری کو دے
 درہ شیشے کے شیشے میں رکھے
 ہوگی مجلس جو مست آسائش
 کون دیکھے گا لطف آسائش
 کوئی نہ دیکھے گا لطف آسائش



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی

شور سب ہے جہان میں نوش کریں ہولی میں کتنی شادیاں لائی کوچے سو شہر کے برابر ہیں پھر جہان کمن ہوا ہے جوان تازہ کاری و شہر دکش ہے سارے رنگین ستون لگائے ہیں	آؤ ساقی شراب نوش کریں آؤ ساقی ہمارے چہرے آئی شادیاں بے شگون سراپہ ہیں دست دستور ہو جو زرافشان دو نور سے عمارت خوش ہے اور بازار می رنگ لائے ہیں
---	---

کہ تاش کنان بزمین
 زن رقص بزمین
 کوئی نہ دیکھے گا لطف آسائش
 کوئی نہ دیکھے گا لطف آسائش
 کوئی نہ دیکھے گا لطف آسائش
 کوئی نہ دیکھے گا لطف آسائش

انہیں پلو کوئی انگلی انگلی سے ابر
تو لے لالہ رنگ سب کی شراب
سیدگی ہوئی ہے ہر یکاری
ایک ہے لگی زمین زمین ساری
درمیان یک جگہ بہتین بد بزرگ
ہے ہزار ہا کہ لالہ صد بزرگ

۵۸.

جوش لالہ سے نالہ و گنج و شکر
شغفی ہو گیا ہوا کا رنگ
مختن کیو نہ ہو دماغ خاک
دشت در دشت ہے شکر
پھر باب بین آب شکر
اور اوڑھے گلشن چوں
کوس آنے بین مرغ کیسے پیو
نہے دے دگر گلاب تھے سب
زعفرانی باب تھے

ہر کسب و کار میں جو کچھ ہو
 وہ سب کچھ ہی ہے جو کچھ ہو
 ہر کسب و کار میں جو کچھ ہو
 وہ سب کچھ ہی ہے جو کچھ ہو

بے گل رہی نہ یکدم بلبل کو آہ و نالے گل تک ہنسنا نہ مجھ سے بلبل نہ بولی ہرگز ہم بھی رہی ہوا وہ جب تک جوان جاہل اخوان زمانہ کی طو کیا جانیں لگی کو ہے دامگاہ دنیا ہر جا فریب اس میں	محبوب سے کسو کو یارب ہنوجدا فی کس کس کی بید ماغی بڑیا میں اوٹھانی کی عمر رفتنی تو بارے نہ بیو فانی لگتی ہر جیکے دل کو وہ جانتا ہو بھائی دیتی نہیں دکھانی اپنی مجھو رہائی
---	--

گزری جو کچھ سو گزری یار ہمیں دلبر فکی میرا اب کسو سے تم تو کر یونہ آشنا فی

تمام شد ساقی نامہ

مثنوی دیگر

امی جھوٹے آج شہر میں تیرا ہی دور ہے امی جھوٹے تو شعار ہوا ساری خلق کا امی جھوٹے تجھ سے ایک خرابی میں شہر ہے امی جھوٹے رفتہ رفتہ ترا ہو گیا رواج امی جھوٹے کیا کہوں کہ بلا زیر سر ہے تو	شیوہ یہی سمجھو گا یہی سب کا طور ہے کیا شبہ کا کیا وزیر کا کیا اہل حق کا امی جھوٹے تو غضب ہو قیامت ہو قہر ہے تیرے متاع باب ہر جا برسو میں آج امی جھوٹے سچ یہ ہے کہ عجیب فتنہ گر ہے تو
--	--

حسن ظاہر جاوے بھائی بھائی
 پاپان کا زبیر سے سبب چاک بڑا رہن
 زندان میں جا کر برسوں رہا جھوٹے
 اسے جھوٹے تو تو ایک دلا دنیہ ہے
 آشوب گاہ تجھ سے زمانہ سدا رہا
 کس جانکشی کو کہنی کو کہنی نہ کی
 نعوذ بکرم و شہرت کی پیش نظر رکھی

۵۸۴
 نزدیک جب ہوا کہ وہ مطلوب ہوئے
 اس میں دھام فتنہ مقصود دل لکھ
 دلالہ کے نو پر دس میں اکام کر گیا
 دو باتوں میں وہ عاشق دل فتنہ مری گیا
 امی جھوٹے فتنہ ہزاروں اوٹھانے
 ہنگامہ و فساد ہی ہر سو رہا ہے
 امی جھوٹے راستی کو نہیں گفتگو کہیں
 کہنے کو ہاں کہیں ہیں حقیقت میں وہ نہیں

درخت کی شاخوں پر پھول لگے
 درخت کی شاخوں پر پھول لگے
 درخت کی شاخوں پر پھول لگے
 درخت کی شاخوں پر پھول لگے

ان کا جو وہ لطفہ یعنی اب اس کے گھر
 اب خود بخود ہوا حال کے بارے میں
 ہوا وہ لطفہ یعنی اب اس کے گھر
 ان کا جو وہ لطفہ یعنی اب اس کے گھر

باتوں ہی باتوں کام ہوا خلق کا تمام
 ان کا ذہن کی صبح منط حبیب چاک ہر
 دیکھا جو خوب اوسکو تو مطلق نہیں پاس
 اتنے لیے کہ رتبہ عزت مرا ہے دور
 حرکت نہوتی مجھے کوئی غیر ضابطہ
 پھر شعر و شاعری بھی نہیں ہر تیز کی
 کیا بات او مینج میں بڑی تکی ہر شاق
 کہنے لگا زبان سے ہونو ہی وہ دوچار
 صاحب کہیں خموشی کو نہیں یہ کیا حال
 انداز سے یہ لوگ سخن کرتے ہیں زیاد
 رکھتے ہیں یونہیں لوگوں کو برسوں میں
 میں کہا فقیر کو کس طرح ہے
 پھر دیکھے کہ پردے ہوتا ہی کیا ظہور
 دل اس خبر کو سننے کی میرا دھڑک گیا
 دستخط جو ہو کر آؤ کوئی سو اسی کے نام

مشکل حصول کام یہ بیان حاصل کلام
 اسی جو ٹھہر دل مرا بھی بہت دردناک ہر
 یک فرد تخطی تھی میری ایک شخص پر
 تھا میں فقیر پر نہ گیا شاہ کے حضور
 آداب سلطنت سے نہیں مجھ کو رابطہ
 مرزائی مجھے کچھ نہیں ہر عزت کی
 صحبت خدا ہی جانی پڑی کیسے اتفاق
 میں مضطرب گھر اوسکے گیا اوٹھ کر پانچ یار
 تفصیر میری اسمیں نہ کر کے گا کچھ خیال
 لیکن یہ حرف اس بھی سیہ دکا رکھو یاد
 بہتری ایسی فردین یہ کہتے ہیں حبیب میں
 دکھلاؤ گا چلا ہوں سوال آپ کا لیے
 بولا نہو گا سعی میں ایدھر سے کچھ تصور
 ایک آدھ ایسی بات بنا کر کھسک گیا
 یہ عرضیاں حضور کو پہنچیں میں صبح شام

گھر ایک بھائی کو بھیجا پیام دے
 آئے وہ اس کے پاس دیکھ کر جواب دے
 حضرت کی کہیں پہلے بہت بندگی مری
 پھر کہیو اب اتنی بے شرمندگی مری
 دو چار دن میں بھیجی گا پھر ہاں را

حکایت نمبر ۵۰

در پہ نہ لگتے ہو جی میرے ملاپ
 نب سے دے بھائی جانی ہر روز صبح شام
 ایک آدھ تو ہی بڑا زار روی کا کام
 ایک آدھ تو ہی بڑا زار روی کا کام
 ایک آدھ تو ہی بڑا زار روی کا کام

شام شام شام شام شام شام
 شام شام شام شام شام شام
 شام شام شام شام شام شام

بہارِ حیات میں ہر لمحہ کی خوشی
 ہر لمحہ کی خوشی میں ہر لمحہ کی خوشی
 ہر لمحہ کی خوشی میں ہر لمحہ کی خوشی
 ہر لمحہ کی خوشی میں ہر لمحہ کی خوشی

پنج میں ہوتے کچھ اگر اسباب
 سو تو کس نہ پٹو نہ لونی
 ابر ہی بیکسی پہ روتا تھا
 کچ پانی میں کپڑے خوار ہونے
 رہ روی کا کیا جو ہم نے میل
 آسمان آب سب زمین سب کچ
 شب کے دریا پہ ہو کے راہ پری
 لہجی لٹھی کا کیا کہوں میں اوج
 دامن ابر پاٹ دریا کا
 ہوش جاتا تھا دیکھ جوش آب
 آب تہ دار اور تیرہ بہت
 پانی پانی تھا شور سے طوفان
 ہمدرد موج سیکڑوں گرداب
 ناز میں پاؤں بہنے بارے رکھا
 جذر و مدب حواس کھوتا تھا

منہ اوٹھانے کی جی میں ہوتی تاب
 سایہ گستر نہ ابرین کوئی
 ابر ہی سر کا سایہ ہوتا تھا
 دوہین گاڑی میں جا سوار ہونے
 پھینس چپٹے کی تھی بہل کے بیل
 خاک ہے ایسی زندگی کے بیچ
 پانی کی سطح پر نگاہ پڑی
 باتیں کرتی ہے آسمان موج
 دی گرہ تو کے کہ باندھا تھا
 گوش کرتا تھا کر خروش آب
 لہر اوٹھتی جو تھی سو خیر بہت
 دیکھ دریا کو سو کشتی تھی جان
 ساتھ تھے صد تری کر چشم حباب
 خوف کو جان کے کنارے رکھا
 خضر کا رنگ سبز ہوتا تھا

بہارِ حیات میں ہر لمحہ کی خوشی
 ہر لمحہ کی خوشی میں ہر لمحہ کی خوشی
 ہر لمحہ کی خوشی میں ہر لمحہ کی خوشی
 ہر لمحہ کی خوشی میں ہر لمحہ کی خوشی

۵۵
 دریا میں ہر لمحہ کی خوشی
 ہر لمحہ کی خوشی میں ہر لمحہ کی خوشی
 ہر لمحہ کی خوشی میں ہر لمحہ کی خوشی
 ہر لمحہ کی خوشی میں ہر لمحہ کی خوشی

بہارِ حیات میں ہر لمحہ کی خوشی
 ہر لمحہ کی خوشی میں ہر لمحہ کی خوشی
 ہر لمحہ کی خوشی میں ہر لمحہ کی خوشی
 ہر لمحہ کی خوشی میں ہر لمحہ کی خوشی

[illegible]

جیسے مالوت تھے وہیں رہتے
 کیا نہ کت مزاج کی کہیے
 خال جون پھول گل کترنے ہین
 جو ہے چڑ پاپ یہ ان ٹکب کی نظر
 موہنی بھی تو تھی بہن اسکی
 پاوے جو کچھ سو مار کھاوے
 جانور مارنا تو ہے یک سو
 یہ نزاکت اسی کو بن آوے
 ان نے مارو ہین ایسے کتنے ڈھونس
 پیچھو ندر کے بوئے بھاگی
 ہیکلی سے یہ پھیر منہ کو لے
 یہ پری سی تھی جو خرام کرے
 بلک اسکی خرام کے عاشق
 غرض افسوس کی جگہ بلی
 ایسی بیگم مزاج بلی کو

ادلتے کچھ کچھ نگاہوں میں کہتے
 ستھرے اتنے کہ دیکھ ہی رہے
 یا کہ نقشون میں رنگ بھرتے ہیں
 جج کا کرنا نہ فرض تھا اس پر
 نسبت اسکی تھی وہ بہت گھسکی
 ایک کیا چار چار کھاوے ہے
 تیز پنجہ کیا نہ ان نے کھو
 موش دشتی کو دیکھ ڈر جاوے
 گھونس دیکھی تو ہوڈ کوئی گھونس
 وہ پڑمی سوتی بھی ہو تو جاگی
 وہ جفا کار حیفہ پر جی دے
 وہ جواو چھلے تو دھوم دھام کرے
 جانور اسکے نام کے عاشق
 اب کہاں گو کہ چھانے دئی
 بیگم آباد ہم گئے یارو

ہر قدم ایک غار و پتھر
 گھنڈے سے اس میں تین چار سکان
 گھنڈے پہ سخت ہے میلان
 جنگا گرنے پہ کہتی ناز کی تھی
 وہ گڑھی سارے ناز کی تھی
 برسوں سے تھی پڑی ناز کی تھی
 خاک تھی اسے ان گریبون کو بھرا

حاکم شریعت ان کو فرمایا
 کہ وہ اپنے گناہوں سے
 باز رہے اور اللہ سے
 دعا کرے کہ وہ اس کی
 عیب دہی سے محفوظ رہے
 اور اس کی عیب دہی سے
 محفوظ رہے اور اس کی
 عیب دہی سے محفوظ رہے

وہ رہے جو رکھے بہت دیر
دل میں ال بول ہی رہی مدم
بازوی دنیا میں سائین کرکس
رات ہو دو گھنٹیں بلجائن کرکس
کہ شکستہ ہوئی کہین دیوار
بس ازدی سے بنانا درونوار
گفتہ نہ گفتہ نکل پڑی دیوار
بلور کا بیلا جھم بجائی بغیر

دہلی کی طرف سے ہونے والی فوجی تحریکوں کی وجہ سے
 ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف فسادات
 ہونے لگے۔ ان فسادات کے دوران مسلمانوں کی
 جان و مال کا نقصان ہوا۔ ان فسادات کے
 نتیجے میں مسلمانوں کی حالت خراب ہو گئی۔

کار پر وارزون کو تعید ہے دے پچارے براتے کرتے ہیں کہتے ان سے تو یہ ملے ہے جواب ہم کو کھانے ہی کا ترود ہے مینا مسخ کو چھپانے جاتا ہے حال کب یو چھپنے کے ہے قابل سے چین میں رہتے تو جمبول جاتے ہیں تم کو دیوار پالکے پیٹکے یا د کسکو موسین کمان کو کچھ لاوین تم کو دال ماش کی ہے زبون تم کو آٹا کسکسا کھا یا د اور دو چار روز یہ بھی ہے فصل ہونے ابھی نہیں پانی جس سے جوئے ہوئی ہیں ہم دس بار ماش کی دال کا نکرے گھلا	شور ہے گالی ہے تشدد ہے رات دن لوگ جو کی پھرتے ہیں کسکے گھر سے بناوین لا کر شتاب صبح بقال کا تشدد ہے روٹی کا فکر کھانے جاتا ہے ہم فقیر دن کے رنگ ہیں سایل بات کہتے ہیں بھول جاتے ہیں ہم کو کرنا نہیں خدا آزاد دال آٹا جو تم کو پہونچا دین یاں ہم پہونچی ہے جگر ہے خون یاں کیجیا اپسا تو ہاتھ آیا ایک غم سینہ سوز یہ بھی ہے پیشگی سب سے قرض لے کھانی چوٹا وہ کسے سے سا ہو کار گوشت یاں ہے کبھو کو کولا
--	--

جو گدھی میں تھوٹے ٹیون گوز
 بکیتی رہتی بڑک کھان سے دور
 لکھاسی لکھاس اس مکان میں تمام
 نس میں سل جالوز اقام
 جیسے نہ بنو زردی کے وائیں
 کات کماوین تو اچھلو دو دو بالی

۵۸۸
 کھانا پکانا

بڑا ایک اور کچھ بھی
 کھانے اچھلتی بھی
 کھانے کھانے کھانے
 کھانے کھانے کھانے
 کھانے کھانے کھانے
 کھانے کھانے کھانے

ایک دو دن جلانے کا
 ایک دو دن جلانے کا
 ایک دو دن جلانے کا
 ایک دو دن جلانے کا
 ایک دو دن جلانے کا
 ایک دو دن جلانے کا

[illegible]

حشفہ خفہ بھی شور سے چونکے
 شور عاف عاف سے آفت آئی ایک
 روٹی ٹکڑے کی بوچہ گرنے لگی
 ایک آیا سوکھا گیا آٹا
 پھر پیا آکے تیل اگر چھوڑا
 ایک نے اور ایک پھیرا کر
 ہانڈھی باسن گرا کے پھوڑ دیے
 لڑتے ہیں دوڑتے ہیں گرتے ہیں
 گوشت پر بھیڑیے سے دوڑتے ہیں
 لینڈ سے وان نہ بند رہی تھی کب
 دوڑ گئے بھی تو چار رہتے ہیں
 سو کر اوتھو تو رو برو کتے
 کتا ایک آدھ گھر میں جا ہی رہا
 حال ہی حال شور کرنے سے
 باؤ لے گئے نے اسے کاٹا

[illegible]

مہنوی دہلا

ایک بلی بونی تھا اور کلام
 ایک آدمی اس کے آگے گئے
 ایک آدمی اس کے آگے گئے
 ایک آدمی اس کے آگے گئے

کدہ زرد غلک سے باس
 یعنی وقت گرگ و میش کی باس
 پھر مرا پھر دن کیا دن کی باس
 پھر میرا دیکھ کر کیا کرکس
 بکثرت سے ٹوٹا ہے جھینکا اگر
 آن سے اور دھڑکی نہیں مطلق نظر
 دخل کی ہے جھینکا پھینکا کی اور
 گوسا کو دیکھ کر گویا ہو روز

۵۹۲

اس مروت پیشہ سے کیا ہے
 فون سے آج کے جو ہے
 ایک بلی کی گئی تھی آگے کچھ
 یہ تھی تو منہ پر جب اپنے
 برسوں یاد آوے گی یہ کیا ہے
 آگے آئی ہے نہیں کچھ

اب تو چھوٹا اب تو چھوٹا سب کہیں
 بندرون سے ناپتے پھر تو میں لوگ
 آدم و حیوان میں یہ برزخ میں بد
 جو کرے انسان تو بوزینہ بھی
 سارے اسکے آدمی کو ہی میں ڈول
 عکس سے اپنے اسے ہے گفتگو
 آرسی بندر کا ہی مشہور ربط
 گاؤں آنکھیں موندنا کہ کھولنا
 چال سے اسکے نکلتا امتیاز
 یہ اسی فتنان کا داماد ہے
 رہتے ہیں چانول پڑی اسکے کئے
 ہے یہ اپنی نوع کا فخر و شرف
 نام اس دلکش کا منوایا ہے
 ورنہ آدم ہے جوانی میں بھی پر
 جسکا منوایا اسے میمون رہے

جب وہ چھوٹے شور و ہنگام میں
 چھوٹا ہے گر پڑے کوئی بھوک
 ہو تو میں اس عین میں بھی فی خرو
 طعنے یہ بات اگر چہ ہے کہی
 لیکن اس جاگہ تو صادق ہے یہ قول
 ہے تماشا آئینہ کے روبرو
 دیکھنا جھک جھک کر اسکا ہونہ
 گاہ بوسہ گاہ غرغر بولنا
 آگے تھا اک بوزہ شطرنج باز
 کہنے قرادون کی ہکویا دے
 جان دین بندر اگر دیکھیں چنے
 آنکھ کب دوڑی ہو اسکی ہر طرف
 الغرض منوایا عبارت جانے ہے
 خوش رہی منوایا خوش احوال میر
 دہر میں یارب نہ یہ محزون رہے

جانی چھوٹا ہے کچھ
 جانی چھوٹا ہے کچھ
 جانی چھوٹا ہے کچھ
 جانی چھوٹا ہے کچھ

جو کہ دیکھ کر ہر شخص کو حیرت میں ڈالتا ہے
 جو کہ دیکھ کر ہر شخص کو حیرت میں ڈالتا ہے
 جو کہ دیکھ کر ہر شخص کو حیرت میں ڈالتا ہے
 جو کہ دیکھ کر ہر شخص کو حیرت میں ڈالتا ہے

چار دیواری سو جگہ ہے خم
 لونی لگ لگ کے جھرتی ہو مائی
 کیا تھے مینہ سقف چیلانی تمام
 اس چکش کا علاج کیا کرے
 جانہیں بیٹھنے کو مینہ کے پنج
 آنکھیں بھر لاکے یہ کہیں ہیں سب
 جھاڑ باندھا ہے مینہ نے دن رات
 باد میں کا پتے ہیں جو تھر تھر
 کچلے لے کے مارے چھو پاپے
 شکو پھر پر جھتی بھی ہی نہیں
 ڈھانکو دیوار یا اوٹھا رکھو
 ایک حجرہ جو گھر میں ہے عاشق
 کہیں سوراخ ہو کہیں ہو چاک
 کہیں گھوسون ڈکھو ڈالا ہے
 کہیں گھر ہے کسٹو چھو ندر کا

تر تنک ہو تو سو کھتے ہیں ہم
 آہ کیا عمر بے مزہ کاٹی
 جھت سے آنکھیں لگی رہیں مدام
 راکھ کے کب تلک گھر ہی بھرے
 ہے چکش سے تمام ایوان کیچ
 کیونکہ پر دار ہے گایا رب اب
 گھر کی دیواریں ہیں گئی بس پات
 آنپہ رڈا رکھے کوئی کیون کر
 چھو پنا کا ہے کا ہے تھو پاپا ہے
 ٹوٹا اک بوریسا ڈالو کہیں
 یا ہمارے لیے بچھا رکھو
 سو شکستہ تراز دل عاشق
 کہیں جھڑ جھڑ کر ڈھیر سی ہو خاک
 کہیں چوہے نے سر نکالا ہے
 شور ہر کونے میں ہے مچھر کا

جگہ بیان سے رہے رکھی ہے
 پیکر اپنی خدا نے رکھی ہے
 وائس ایک ایک جیسے رکھی ہے
 آگے اس جگہ کے ہے اک ایوان
 وہی اس تنگ خلق کا ہے مکان
 کڑی تھیں سبھی دھوین و سیاہ
 اسکی چھت کی طرف ہمیشہ لگا

۵۹۵

کچھ کوئی پنویا ہے پھر
 کچھ چھت سے ہزار پانی گر
 کوئی لختہ کہیں سے ٹوٹا ہے
 کوئی واسا کہیں سے چھوٹا ہے
 دیکھ کر مرنا ہمیشہ مد نظر
 گھر کمان صاف موت ہی کا گھر
 مٹی تو وہ ہو ڈالے چھت پر ہم
 لختہ جو شہیتہ جوں کمان میں خم
 مضطرب ہو کر جو کمان میں خم
 لختہ جو شہیتہ جوں کمان میں خم

دیکھ کر ہر شخص کو حیرت میں ڈالتا ہے
 دیکھ کر ہر شخص کو حیرت میں ڈالتا ہے
 دیکھ کر ہر شخص کو حیرت میں ڈالتا ہے
 دیکھ کر ہر شخص کو حیرت میں ڈالتا ہے

کون کا سا لہان کی لادون
 اوسے اتر ایک سب لاسا
 کھانا پھل ہو اسی پھر
 کدی طاقہ بر ایک چھوٹ پڑا
 نالسان آسمان کوٹ پڑا
 مین

تن پہ پٹر یون کے جنگ ہو باہم
 ایک لکڑی پہ کر رہی ہے شور
 ایسے چھپر کی ایسی تیسی ہے
 چار پائی ہمیشہ سر پر رہی
 کونے ہی میں کھڑا رہا یکسو
 چھپر اس چوچلے کا گھر ایسا
 پائے پٹی رہی ہن جنکے بھاٹ
 جین پڑتا نہیں ہے شکو بھی
 سر پر روز سیاہ لاتا ہون
 سانجھ سے کھانے ہی کو دوڑے
 ایک انکوٹھا دکھاوے انگلی پر
 پر مجھے کھٹ ملون نے مل مارا
 ناخنوں کی ہن لال سب پورین
 کبھو چادر کے کونے کونے پر
 دھین مسلا کر ایٹر یون کا روز

تکے جاندار ہیں جو بیش و کم
ایک کہینے ہے جو پنج سو کروڑ
پوچھ مت زندگانی کیسی ہے
کیا کمون جو حفا چکش سے سہی
بوریا پھیل کر بچھا نہ کہو
ڈیوڈ ہی کی ہے یہ خوبی گھڑیا
جنس اعلیٰ کوئی کھولا کھاٹ
کھملوں سے سیاہ ہے سو بھی
شب بچھونا جو مین بچھاتا ہوں
کیڑا ایک ایک پھر مکوڑا ہے
ایک چکی مین ایک جھنگلے پر
گرچہ بہتوں کو مین مسل مارا
ملے راتوں کو کھس گئیں پورین
ہاتھ تکتے پہ گہ بچھونے پر
سلسلا یا جو پانیتی کے اور

مثنوی فی بحال عشق
 گری کا یہ نام نہ لکھا
 داتا گنج بخش
 داتا گنج بخش

عشق بنام کو کین ہے
 عشق بنام کو کین ہے
 عشق بنام کو کین ہے

کوئی اسدم نہ یار تھا اپنا
 خاک میں مل گیا تھا گھر کا گھر
 پر خدا میرا مجھے سیدھا تھا
 یا ملک آسمان سے آئے
 کام نے شکل پکڑی باتوں میں
 ہم جو مردے تھے جان سی پائی
 اس خرابے کو بھر نظر دیکھا
 یعنی نکلا درست وہ گوہر
 گھر کا عم لاق پر اوٹھا رکھا
 فرصت اسکو خدا نے دی جلدی
 پھر بندھا یہ خیال یاروں کو
 گو تصرف میں یہ مکان نہ رہے
 چار ناچار پھر رہا میں وہیں
 اور میں ہوں وہی فردا یہ
 خواب راحت ہو یاں ہو سو کوں

میں تو حیران کار تھا اپنا
 انیٹ پتھر تھے مٹی تھی یکسر
 چرخ کی کجروی نے پیسا تھا
 کتنے اک لوگ اس طرف دھائے
 مٹی لے لے گئے دو ہاتھوں میں
 صورت اوس لڑکے کی نظر آئی
 آنکھ کوئی ادھر او دھر دیکھا
 قدرت حق دکھائی دی اگر
 داشت کی کوٹھری میں لار رکھا
 مومیا فی کھلائی کچھ ہمدی
 غم ہوا شکے دوستداروں کو
 کہ مری بود باش یاں نہ رہے
 شہر میں جا بہم نہ پہونچے کہیں
 اب وہی گھر ہے بے سرو سا یہ
 دن کو ہے و صوب رات کو ہوا اس

ان سب پیغام عشق پہونچا یا
 عشق حق کو کین بنی ہو کین
 عشق کین علی ہے کین
 عشق عالی جناب رکھتا ہے
 جبریل و کت بر رکھتا ہے
 عشق حاضر ہے عشق غائب ہے
 ۵۹۸
 عشق ہی منظر عجائب ہے
 عشق کیا کیا مصیبتیں لایا ہے
 عشق کیا کیا مصیبتیں لایا ہے
 عشق کیا کیا مصیبتیں لایا ہے

عشق ہی منظر عجائب ہے
 عشق کیا کیا مصیبتیں لایا ہے
 عشق کیا کیا مصیبتیں لایا ہے
 عشق کیا کیا مصیبتیں لایا ہے

معاملہ دوم

ایک مدت تک یہ صحبت تھی
کچھ وقت کچھ نہ الفت تھی
رفتہ رفتہ سلوک پہنچا

ماں بیاؤن کو اپنے لگوایا
گاہ بیگاہ بیاؤن پھیلائے
میری آنکھوں نے تلک ملوانے
چلکر آئے تھے جب کبھی ملوانے
بیاؤن رکھتے تھے میری آنکھوں پر
دیکھنے میں تو پامالی تھی

۶۰۰

سن سے چال یہ خالی تھی
جلتی جھاتی تو ہوتا میں سائل
کہ ملک اسے سر و ہو ادھر مائل
کف پا رکھیے بان تو احسان ہے
نیرے پاؤں تلے میری جان ہے
نیلے سینے پہ پاؤں رکھ دیتے

دل مرا یوں بھی مائل ہے
کیا کہوں کیسا فدا ہے
قالب آرزو میں ایک جا ہے
ایک جا ہے ایک جا ہے

دل دودن بن بعد از فدا
لطف سب کو پہنچا
دلی لڑائی تھی
دلی لڑائی تھی
دلی لڑائی تھی
دلی لڑائی تھی

قصہ میرا بھی سانچہ عجیب
کس پہ گزرا ہریہ ستم یہ غضب

معاملہ اول

ایک صاحب سے جی لگا میرا ابتدا میں تو یہ رہی صحبت خوبی انکی جو سب کہا کرتے بخت برگشتہ پھر جو یار ہوئے کیا کمون طرز دیکھنے کے آہ چپکے منہ اون کا دیکھ رہتا ہوں وے تو ہر چند اپنے طور کے تھے کرتے ظاہر میں احتیاط بہت بات کی طرز میری ہی بھاتی پیار چیتوں سے پھر نکلنے لگا کہیں دیکھوں تو بات دیر کہیں کچھ کچھ آزار مجھ کو دینے لگے میں جو کھاتا قسم تو ہو برہم	اونکے عشق و دودن نے دل ٹھکا میرا نام سے انکے تھی مجھے الفت گوش میرے ادھر رہا کرتے اک طرح مجھ سے دو چار ہوئے دل جگر سے گزر گئی وہ نگاہ جی میں کیا کیا یہ کچھ نہ کہتا ہوں پر تصرف میں ایک اور کے تھے مجھ سے بھی رکھتے احتیاط بہت میری آرزو کی نہ خوش آن دیکھنا دلو میرے ملنے لگا بید ماغ اور بیگمان رہیں قسم اقسام مجھ سے لینے لگے لے لگتے کہ کیا گدا کی قسم
--	--

ایک جا ہے ایک جا ہے
ایک جا ہے ایک جا ہے
ایک جا ہے ایک جا ہے
ایک جا ہے ایک جا ہے

رہے سنبھل کے سچ پانچ دھڑے
 صبح صادق کی دعوائی ہو کاؤب
 یہ کمانیں کسو سے کھینچتی نہیں
 چشم پر میری تیری چشم سیاہ
 اس قیامت پہ وہ قیامت اور
 جو نہ ٹھہرے نگہ تو رکھے معاف
 ایک بار ایک بنی ہے درکار
 جلیے مکھڑا گلاب کا سا پھول
 کچھ نکلتی نہیں سخن کی راہ
 غنچہ نا شگفتہ سے بھی کم
 پھول چھترتے ہیں بات بات اوپر
 وہ زبان کاش میرے منہ میں ہو
 گوہر گوش یا ستارہ صبح
 صبح کا سا سماں نظر آیا
 تسکے اوپر ہمارا بھی ہودنت

20

وہابی میں تمام ایک جہلویہ
نظر میں اور یہی نہیں سمجھتا
کیا نظر گاہ کی کہ وہ غیبی
ایسا معلوم دل جو یوں چرخ
دیکھ کر جسی برادر پیسنے
لونی دیر کا کہ ہے جھٹلنے
مدعا افلا جا پیمان
اسمین ہر چند بی کا نقصان ہے
سینے پھر جد اکرمین تو ہون
لکھائی لہون

ایک رنگ گر فلک لانا
سجے سے رنگ میں جھجک پانا

منقبت ایک جہم
سجے کا عین نور صبح میں

سجے کا عین نور صبح میں
منقبت ایک جہم

ایک دن فرش پر تھا میرا ہاتھ
پانوں سے ایک اونگلی مل ڈالی
درو سے کی جو میں نے بیٹابی
یاد آتے ہیں ایسے لطف جواب
تن بدن دیکھ جی نہ رہتا تھا
کہ یہ جاگہ تم اس فقیر کو دو
یہ بھی کیا کیا خیال رکھتے ہیں
پھر گھر می بھر میں کہتے ہو ملول
جب سلوک اٹکا یا د آتا ہے

باتیں کر سکتے تھے وہ بھی میرے ساتھ
لطف سے درویدہ نہ تھا خالی
دست نازک سے دیر تک دالی
گزر رہا ہے جان غم زدہ پر غضب
میں جو گسٹلخ بنو کے کوتاہ تھا
متہبسم ہو کے کہتے وہ یہ لو
آرزو سے محال رکھتے ہیں
مار کھانے کی باتیں سب میں قبول
کیا کمون جی سے بھول جاتا ہے

معاملہ چارم

ایک دن پان دیو چیتا تھے
کہ اوٹھائیں کہ اوگال مجھے
بولو نہیں ہے میں کہا پان بچ
ہنسکے او سوقت مجھ کو ٹال دیا
ایسی صدر رنگ مہربانی تھی

صرخ لب اذکے مجھ کو بھاؤ تھے
منہ سے دو تو کر و نہال مجھے
جھوٹا کھاتے ہیں میٹھے کو لایج
پھر اسی رنگ سے اوگال دیا
تب سیر رو کی زندگانی تھی

منقبت ایک جہم
سجے کا عین نور صبح میں
منقبت ایک جہم
سجے کا عین نور صبح میں

۶۰۳
جلد نہایت کم ہشتاد و دو

سید خستہ خاک افتادہ
دیکھتے تھے کچھ کو جو پریشان دل
کہتے اسے میرے چہ نہیں حاصل
دیکھ ٹل تو ہی پتر احوال ہے کیا
آفت جان ہے دوستی کرنا
لب تلک لکھٹ کے اس طرح مرنا

معاملہ ششم
ایک دن پان دیو چیتا تھے
کہ اوٹھائیں کہ اوگال مجھے
بولو نہیں ہے میں کہا پان بچ
ہنسکے او سوقت مجھ کو ٹال دیا
ایسی صدر رنگ مہربانی تھی

[illegible]

جہاں پہلوان موش رہتا تھا کھانا کھاتا
 کچھ کھاتا کچھ پیتا کچھ کھاتا کچھ پیتا
 کچھ کھاتا کچھ پیتا کچھ کھاتا کچھ پیتا
 کچھ کھاتا کچھ پیتا کچھ کھاتا کچھ پیتا

پہونچتا تھا گرد و خاک تلک شور شر
 رہا کرتی کو سون تلک و سکی دھوم
 ہوئے ساکنان بیابان تینگ
 گئے جان لے لے وحوش و طہور
 گئی لوٹری ایک سوکھی ہوئی
 گلی میں جو یانکے کھلے اسکے لب
 خراطین و خر موش موش و شغال
 روان ساتھ اسکے شیانہ ہونے
 رعونت مینڈک اوچھلتے چلے
 قریب اوس بیابان کو جسم گئے
 قضا را وہ آفت تھی سرگرم سیر
 اوس آشوب سے دست پاگم کیے
 لڑاؤ کے خر موش سا پہلوان
 وہ گرگٹ کہ جسکو تھی گردن کشی
 قدم غوک سے گرد کا جل گیا

ہوا صاف ہوئی نہ دود و دپر
 نہ اوس راہ آتا کوئی جز موم
 اوٹھے کوہ و وادی کو شیر و ہلنگ
 کوئی رہ گیا موش مینڈک سا دور
 کسوا اور جنگل میں بھوکھی ہوئی
 ہوئی وان کی احمیان گرم غضب
 اوس اژدر کو کر جنس اپنی خیال
 گئی گرگٹ آگے روانہ ہوئے
 بلون میں سے چوہے نکلتے چلے
 اونہوں میں سے آگ بہت کم گئے
 چلے آتے تھے بھاگتے وحش و طیر
 فراموش سب نے سر و دم کیے
 ہوا مضطرب کیچوئے سا جوان
 ہوئی خوف سے اوس پہ طار غشی
 بھروسہ تھا گیدڑ پر سوئل گیا

بہت بڑا ہوا ہونے کا امیب
 ہونے سے مدعی جان سے واکردمان
 بھرا ایک دم اوس کو نیم جان
 کہ پایا اوس اس انبوہ کو نیم جان
 دم دیگر اوس سے نہ کوئی رہا
 وہی وشت خالی وہی اژدر
 زبانہ وای آگ کا چار اور

۶۰۷
 ہوا گرم دیسی دیسی شور
 دی دم کٹی شام سے تاحی
 اوس بیون کی سے وہ دشت دور
 گئی یہ خبر جس بیابان میں
 ہی سدہ نہ کہ دانے کا مین
 کہنوں نے کچھو کچھ نہ ایدم کی
 پھر نام اوس اژدر کا کیا
 مری اوس گزند و غی صحت پر
 طر ہون مری اونی طاقت پر
 کہنوں نے کچھو کچھ نہ ایدم کی
 کہنوں نے کچھو کچھ نہ ایدم کی
 کہنوں نے کچھو کچھ نہ ایدم کی
 کہنوں نے کچھو کچھ نہ ایدم کی

مثنوی کو میری ہر سطر پر
 ہر سطر پر ہر سطر پر
 ہر سطر پر ہر سطر پر
 ہر سطر پر ہر سطر پر

جوئے سو خود سری سے باز آئے	ترسیت ہو نیکو استاد و نکی جلائے
ورنہ کرتا پوچ گوئی ہر دنگ	رفتہ رفتہ شاعری ہو جاتی ننگ
تب جو میں شلاق کی یہ خام تھا	اب جو آیا لایق انعام تھا
قصہ کو تہ تھی تمیز در میان	ننگ ہے کرم مزاہل پر بھی بیان
بے تمیزی سے ہے رائج ابتری	جسکو دیکھو خود نہائی خود سری
نے بیان کا ہے سلیقہ و زبان	اسپہ ہے ہر ایک سبحان بیان
بس قلم وقت زبان بازی نہیں	چپ کہ دوران سخن سازی نہیں
کون حرف خوب کو کرتا ہی گوش	بات کی فہمید کا ہے کسکو ہوش
بے تمیز و ن سے بھرا ہے سب جہان	ہے دماغ حرف ہمکو بھی کمان

مقام شد

مثنوی و ہجو نا اہل مسمی بزرگان و عالم

سینو اہل سخن بعد از سلام	چھڑتا ہے مجھکو ایک تخم حرام
پر نہیں مرغی کا گرم طیر ہے	وہم میں شہباز کا ہم سیر ہے
کام مجھکو کچھ نہیں ہے اور سے	بلکہ اس بھی طرز سے اسطور سے

مثنوی کو میری ہر سطر پر
 ہر سطر پر ہر سطر پر
 ہر سطر پر ہر سطر پر
 ہر سطر پر ہر سطر پر

۶۱۰
 ایک نے دیوان کی میر نے عقل کی
 اس دوانے کی کہنوں نے عقل کی
 ایک میر سے طرز پر کہنے لگا
 دو سرا پیر و سرا پے لگا
 سارے عالم میں ہوں میں چھایا ہوا
 سنندھ سے میر کی وید

مثنوی کو میری ہر سطر پر
 ہر سطر پر ہر سطر پر
 ہر سطر پر ہر سطر پر
 ہر سطر پر ہر سطر پر

ہر ایک کو جو کچھ کہتا ہے وہ سچا ہے
 ہر ایک کو جو کچھ کہتا ہے وہ سچا ہے
 ہر ایک کو جو کچھ کہتا ہے وہ سچا ہے
 ہر ایک کو جو کچھ کہتا ہے وہ سچا ہے

کب جو کرتے تھے یہ فن شریف
 کتنے اک نوشق تھے گرم سخن
 مدعی میرا ہوا یہ بے ہنر
 کاسہ لیس مایہ خشت و حسود
 آتے اچھا ہی جوا و سکورو کو
 باپ اوسکا سخت نادان ناو دست
 ایک جا آیا شتر قد گھر گیا
 رہ گیا میں پی کے لوہو کا سا کھوٹ
 اس تحمل پر نکی مطلق نظر
 جب لگا ہے ناچنے مستی سو خوب
 مستی اسکی ساری اب جھڑ جائیگی
 جب بڑوں سے مارنا ہموار کھائیں
 راہ سیدھا ہو کے چلنا ہر بلے
 اونٹ کی خلقت پہ ہو قدرت کو ناز
 بیت اسکی مضحکہ ہے سوانگ ہے

او نہیں سے کوئی تھا میرا حریف
 سو بچارے آپہی نا اگاہ فن
 مردہ صد سال ساسے نور تر
 قلیہ وہ روز سے بھی بد نمود
 ورنہ منہ دیکھو تو وہین او کو
 کوڑی کی سی گندی بلی فاق دست
 وان شتر غمزہ سا مجھ سے کر گیا
 یعنی دیکھو نہ بیٹھے ہے کس کل اونٹ
 خار پہلو کا ہوا ہر جا لچر
 تب لیا میں ز قلم کے زیر چوب
 دھوم ساری گلیو نہیں پڑ جائیگی
 کج خرامی سے تب اپنی باز آئیں
 اونٹ جب آیا پہاڑوں کے تلے
 اسکی خلقت کم ہو کیا اسے بے نیاز
 جید اوج بن عشق کی ٹانگ ہے

وار و ادوس دن بیٹھے تھے بان و ان شریف
 ایک بولا دیکھ کر حیران ہو
 یہ جناب یہ کون سی حیوان ہو
 بان تو ایسا جانور دیکھا نہیں
 سر میں ہے پانوں کے پین کہیں

۶۱۱
 ایک

ایک کے آیا ٹکڑا وہ ہسمین
 ایک کے مور سواری فرسمین
 ایک سے ہنسن کر دیا اوسکو ڈھکیل
 اور بولا اس بتری قدرت کا کیل
 کیسا اچھو یہ پناہ پناہ ہے یان
 چون ہا ہو تو ہے شتر میں نکلیں
 ایک بولا کر کے جھٹک میری اور

ایک دن باہر تو ہو گیا
 ایک دن باہر تو ہو گیا
 ایک دن باہر تو ہو گیا
 ایک دن باہر تو ہو گیا

تو دل انشا میں ہوں
 دیکھتی ہوں اپنے
 ادا رہے کاغذ
 موتی ہوں اپنے
 بنی ہوئی ہوں اپنے
 ادا رہے کاغذ
 موتی ہوں اپنے
 بنی ہوئی ہوں اپنے

تو دل انشا میں ہوں
 دیکھتی ہوں اپنے
 ادا رہے کاغذ
 موتی ہوں اپنے
 بنی ہوئی ہوں اپنے
 ادا رہے کاغذ
 موتی ہوں اپنے
 بنی ہوئی ہوں اپنے

چل قلم اب ہے ارادہ جنگ کا	پاس کبتاک کیجے نام ونگ کا
یان زبردستوں کو دعوائی کھا گیا	یہ چھپا رستم کہاں سے آگیا
تاقیامت فہم کو دعویٰ بڑا	ہو کے تنکا سا پہاڑوں کے اوٹرا
ہاتھی کی ٹکر کو ہاتھی ہی اوٹھائے	چیونٹی کا کیا جگر جو منہ پر آئے
جنگ ہاتھی کی ہو گواؤ سکو ہوس	پراوے ہے موت کا ریلہ ہی بس
ایک ٹھکے میں کہاں وہ کا منی	پودنی کی سی ہے اوسکی ضامنی
میں نے پاس اوسکا کیا حد زیاد	پرکھی کرتا ہے یہ ابن زیاد
قبیلہ کہتے کہتے حاجی ہو گیا	پاس ظاہر چھوڑ پا جی ہو گیا
رشک شہرت سے مری مرنے لگا	میری غرت کا حسد کرنے لگا
لگ گئی چپاؤ سکو میری شور سے	یہ نہ سمجھا ہے خدا کی اور سے
یہ قبول خاطر لطف سخن	دعویٰ ہے کب سب کو خدا کے ذوالمنن
ایک دو ہی ہو تو ہیں خوش طرز و طو	اب چنا پنچہ میرد مرزا کا ہے زور
خضمی وہ کرے کہ ہو معقول خلق	نے انہوں سے جو کہ ہو مقبول خلق
دشمنی تھی اوسکو مجھ سے کیا ضرور	حیف ایسی عقل لعنت یہ شعور
ہوں جو میں پر تو فگن تو یہ کیا	خور کے آگے ذرہ کب ٹھہرا رہا

۶۱۲

جیسے آبا قدم اپنا پیو
 نب سے ویران ہو گئی ہر زبیر
 ایک بڑی ہی بڑی بوم بین
 لطف وہ پائے بین ہم اس شور میں
 ویرانی ہے قدرت رب وود
 ایسی اجسنت کہ ہر کمر کے

تو دل انشا میں ہوں
 دیکھتی ہوں اپنے
 ادا رہے کاغذ
 موتی ہوں اپنے
 بنی ہوئی ہوں اپنے
 ادا رہے کاغذ
 موتی ہوں اپنے
 بنی ہوئی ہوں اپنے

جس کا جب تک کہ ایک ایک کی طرح سے
 چلے گا وہ بھی ایک ایک کی طرح سے
 چلے گا وہ بھی ایک ایک کی طرح سے
 چلے گا وہ بھی ایک ایک کی طرح سے

جس کا جب تک کہ ایک ایک کی طرح سے
 چلے گا وہ بھی ایک ایک کی طرح سے
 چلے گا وہ بھی ایک ایک کی طرح سے
 چلے گا وہ بھی ایک ایک کی طرح سے

جس کا گیا ہو وہ دماغ اس کا تمام
 وہ صرف جو رو سے جایک جا ہوا
 دیکھ کر انکی خرامی پائے سرو
 کو دکر چلنے لگا آخر کو راہ
 کاشکے ہو وین محذر شیخ و شاب
 بدنامی اسکی ہے بے ساختہ
 دیکھ اسے یاد آوی قدرت کاملہ
 گر گردن خوگ جتہ غوک سر
 چار سکھیاں کہکے شاعر ہو گیا
 باپ کو ان نے بنا رکھا ہے اوت
 کم ہوا ہے گا جو اسکا زور پا
 کچھ نہیں معلوم اسکو ستر کار
 اس زنازاوے نے جولبا کیا
 ایک شب کو تین جلو اوئے
 پھر حقیقی باپ سے جا کر ملا

پر ہے پر ہے شور سی بر صبح و شام
 ایسا الو ناخبر را پیدا ہوا
 ایک کوئے نے کی تقلید تدر و
 اپنی بھی رفتار بھولا رو سیاہ
 چھوٹی سا منہ جو پکار رہی کا ہی باب
 کیا ہے بیان پیش پچہ انداختہ
 کیا بلا ہے ماوہ خوگ حاملہ
 غول صحرائی کا بچہ ہے مگر
 اس فن مشکل کا ماہر ہو گیا
 مین کمان ایسے سعادت مند پوت
 جانتا ہے اسکو پیری کا عصا
 تب کو ٹھہرا یا ہر اسکو راز دار
 پہلے ماکا راز ہی رسوا کیا
 یار ماکے باپ کو دکھلا دیئے
 اس مجازی کا کیا اس سے گلا

جس کا جب تک کہ ایک ایک کی طرح سے
 چلے گا وہ بھی ایک ایک کی طرح سے
 چلے گا وہ بھی ایک ایک کی طرح سے
 چلے گا وہ بھی ایک ایک کی طرح سے

۶۱۳
 در نیون یہودہ کب نکلا ہے دم
 دیکھ موندی مین نے کتے بے شہور
 سہ جانت اس بطی فرشتہ کی ضرور
 یان نہ سید کا دے نانی پر شرط
 ہو کو کسوت مین دانانی پر شرط
 سلگ کو کلم الدین دسرداری ہوئی
 نوحی کے بیٹے کی وہ خواری ہوئی
 مرد مرزا مین کا ہوا فرد
 سلائی نانی کو مرزا کویم
 دذہر کی زبان کویم
 مین مرزا مین کا ہوا فرد
 دذہر کی زبان کویم
 مین مرزا مین کا ہوا فرد
 دذہر کی زبان کویم

انہیں ہر روز صبح و شام دینے کے لئے
 دیکھنا کہ کون سا دوا کون سے مرض کے لئے
 ہے اور کون سا دوا کون سے مرض کے لئے
 ہے اور کون سا دوا کون سے مرض کے لئے

ایسے دس پیدا ہون گئے لیجئے
 ہون تو ہون تا پاک کیا پاکی ہے یہ
 خط بنا دین ایسا کر لے کف قائم
 ایک انکا منہ نہ دیکھیں کاش یار
 گر نہ مواسمین پھر ہو جاوے
 آگے ہی آویگے جتنے ہونگے بال
 ہوتے ہیں دشمن یہ کاڈ بال تک
 کیجئے اصطلاح عاید ہو و شر
 سید بیان جب شلین تب لین اوٹو بال
 بندین وہ تیرہ روشامی ہن اب
 چلو چلو پانی پر دستے ہن جی
 غسل ہن فرصت تشہد کی کہان
 حبیب شاگردوں ذوان رکھی کتر
 لات ہے گانی ہو پھر سر جنگ ہے
 اسکی فی الجملہ طبیعت تھی نہ لہینا

ان کمینوں کا گلہ کیا کیجئے
 کہتے ہیں سرگرم بیباکی ہے یہ
 لکھئے اس فرق کی اب تا چند دم
 گرچہ انکو کہتے ہیں آئینہ دار
 صاف قلعی پر اسہنیں چڑھو ایسے
 چاہو ہو اس قوم کی کیا شرح حال
 ایک سفید انکو نہیں چنے کی تک
 کیا کمون کیسے ہن اوندر صو یہ لجر
 کھڑچیں ایسا سر کہ کر دین پاجمال
 معتبر انکے جو حجامی ہن اب
 کوئی لیجائے جو حاجت غسل کی
 لغتین کرتے ہی گزری اسکو ان
 بیٹھے جامی خانے میں کیا غسل کر
 ایک پھر اجرت کے اوپر جنگ ہو
 اوس سعادہ میں گیا تھا اک حرف

بعض بعض ان میں کٹر پیار ہے
 کمر خون و ریم کا دلچسپ ہیں
 زرد و زنگاری کوئی ڈیوار سا
 جیف کے سے ایک دو کوئی سا
 موم ڈالیں تیل میں مربع کریں
 پھر میحانی کا دم ایسر بھریں
 ۶۱۳
 کچھ کچھ سے بیچیں ایسی شان سے
 کچھ کچھ گویا ابھی ایران سے
 آئے ہیں اپنے اگر ایسے نہیں
 باپ سے اپنے جرات کو دکھائیں
 داغ کو اوڑھ کے جرات میں اگر
 داغ کو اوڑھ کے جرات میں اگر
 بعض بعض ان میں جگت کے پیش
 پیش چلی ہیں اسکا منہ دکھائیں

ہندو گت ناچے ہیں جاتیں
 ہندو گت ناچے ہیں جاتیں
 ہندو گت ناچے ہیں جاتیں
 ہندو گت ناچے ہیں جاتیں

[illegible]

چاک اس دول سے ہے
 منہل چھاتی ہو عاشقوں کی فگار
 کہ وہ نہ زار نہ آزاران ہے
 گھر کی جو صورت گواران ہے
 چھت بلجی ہے اختیار ہوئی ہے
 میٹھ لیا کی جو خوش ہے
 کڑی کٹھن کا ایک چھوٹا پورا
 داس پیمان کار جوٹ پورا
 حلقہ بھرے کھجور کے
 بننے کوئی کٹے کھجور کے
 غنہ اجڑا نصف غنہ کے
 مچ

موجِ مستی ستونِ مین بیٹھی
 لے گیا بیچ و تاب پانی کا
 یوں ڈھما گھر کہ بارِ خاطر تھا
 اکٹھے دہلیزِ سب منڈیرِ گرمی
 ساری بنیادِ پانی نے کاٹی
 جھک گئے سب ستون درِ بیٹھا
 جبا جا رہے پہ آکے چھت ٹھہری
 آؤ اب چھوڑ کر یہ گھر نکلیں
 دیکے مرنے سے ڈوب مرنا خوب
 نکلے ہر ایک کے جی مین ڈر آیا
 لٹھری کپڑ و نکی مین اوٹھالی تھی
 بوجھ کپڑ و نکا جسے باندھا تھا
 ساتھ کوئی چسراغ لے نکلا
 مچھاج کی کر کے کوئی اوٹ چلا
 منہ پہ جھلنے کو ایک نے روپا

جان غمناک خون میں بیٹھی
کوٹھری تھی حساب پانی کا
آہ کس کا غبار خاطر تھا
لہر پانی کی جھاڑو دیتی پھری
ایسٹ کے گھر کو کر دیا مائی
وہی چھپ رہا ہے گھر بیٹھا
ہم سبھو نہیں یہ مصلحت ٹھہری
کسوٹھی پہ بیٹھ کر نکلیں
ہے کنارایہاں سے مرنا خوب
خاطر و نین یہ حرف ٹھہرایا
سر پہ بھائی کے چارپائی تھی
اُس کا سارا فگار کا ندھا تھا
کوئی سر پہ اجلا غلے نکلا
مینہ کے مارے کوئی لوٹ چلا
ایک نے سر کی کا کیا گھوپا

جن کے بے اختیار
ہنکے اس بات کو نہ آئے ہم
ہنکے اس بات کو نہ آئے ہم
بارے اک بجائی کے گھر آئے ہم
نب رہنے کو اب ملک میں خراب
مٹا ہے گھر بقدر حباب
نہیں مٹا ہے گھر بقدر حباب
جسمین خوش کیفیں معاش کین
طور پر اپنے بود و باش کریں

و گوی که در تعریف به
و با هم ربط داشتند

دوین قلب اور انکی ایک ہر جان
رنگ گریہ و شہ زہے داغ
انکسین اوکی اندھیر و گھر کا چہان
بہو ہنودہ مادہ سگر

[illegible]

کوئی چھوڑ کر اب اسے روٹی ہوتی ہے
 کوئی لاش خواہ ہو تو ہے
 کوئی کھوٹا ملک بازاری ہو تو ہے
 کوئی کھوٹا ملک بازاری ہو تو ہے
 کوئی کھوٹا ملک بازاری ہو تو ہے
 کوئی کھوٹا ملک بازاری ہو تو ہے

موش دشتی پہ کیا گذرتی ہو
 سودہ چو ہون کی مرثیہ خوان ہو
 اپنے پاؤں اجل اسے لائی
 طاق ہے جسکے آگے طاقت سونس
 یا کسو کچھوے کی برا درزن
 پائے دیوار بیٹھی سر کو نکال
 پھیرتا منہ پہنچے آتا تھا
 نیلا پیلا ہوتا دکھا ہون دو دو
 بارے کچھ گھونس نے اسے جانا
 غالب آیا نہ اسکا سایا کچھ
 کیونکہ تھا یہ توشیر کا خالو
 چوٹ ہوتی ہے داؤ پا پا کر
 اتفاق اس جگہ تھا ایک گڑھا
 کیچ کو گاہتے پھرے اس میں
 شور محشر گڑھی کے پنج پڑا

گھونس جب فکر ہی میں مرتی ہو
 کوئی چھوڑ کر اب اسے روٹی ہوتی ہے
 ایک دن گھر میں ایک گھونس آئی
 گھونس کیسی بتاؤں غیرت سونس
 یا کوئی مادہ خوک ابستن
 پھرتی پھرتی جو میں خوشحال
 کہیں او دھری شیر جاتا تھا
 پڑ گئی اسکی اسپہ چشم کبود
 پنجہ جھجھلا کے ان نے گذرانا
 پر اسے خوف جان نہ آیا کچھ
 ٹھٹھکا یا پھر ان نے جاتا لو
 پھر تو گہری ہے دونوں میں اگر
 غصہ خر موش کو بھی آن چڑھا
 دونوں لڑتے ہوئے گرے اسمیں
 ناخن اس شیر کا کچھ ایک گڑھا

سوا دھلیاؤ زخم دامن دار
 ہم بہت غم میں یہ تر دو دین سا
 بل کے بل اب تراب ہو دین سا
 جن سے گھونس نے لکایا یہ
 ۶۱۸
 سنا ہے موش گر کا قصہ
 وہ جو ہے گھیب کا حصہ
 جسکو باندھ عیب ز کافی
 گئی تھی اسکی وہ گئی کافی
 قطعہ

میداد و بیدی ببالا نہ سیکرنا
 این زمان پنج من و سیکرنا
 کسے نابود و فاسق و فاجب
 کسے نابود و فاسق و فاجب
 کسے نابود و فاسق و فاجب
 کسے نابود و فاسق و فاجب

[illegible]

دے ہرن کو بھی جلدی میں بُٹا
اُٹنی چڑیا انہیں نے ماری ہے
بچو غصے میں آدمی تو ہے غضب
سُندھ میں دیتے ہیں اسکے جب مشعل
سُندھ میں اپنے لیے فیتلے سے
باہم اس بلی کتے کا یہ ربط
کبھو جاتا جو ہے یہ کوٹھے پر
اور سر دشمنی جانی ہے
دولوں شوخی سے مار سستے میں

مثنوی در خدمت برشگال که باران
در آن سال بسیار شده بود

کیا کمون اب کی کیسی ہے برسات
 بوند تھمتی نہیں ہے اب کی سال
 وہی یکسان اندھیرا ہے

جوش باران و بہہ گئی ہر بات
چرخ گویا ہے آب و درغبال
آسمان چشم واکو ترے ہے

عقل مینہون نے سب کی کوئی بات باران نے بیان ڈھونی ہے
کیسا طوفان مینہ چھڑھایا ہے
زخمِ دل نے بھی اب ادا ٹھہرایا ہے
بیٹھے اٹھے مینہ ہے بامِ دور
یہ تیرا ہی ہے شہر کے اندر
سقفِ آماجِ بوندِ پرکان ہے
مینہ ہے یا کہ تیرا باران ہے
دریا اے دیکھ پن
اے دیکھ پن

[illegible]

در تعریف اغار شید که خطاط بود و بفرمایش میان
اعزال دین که فقیه و خوشنویس بودند

بہ خطاط ایک قلم دیکھے
 یعنی عبد الرشید تھا اوستا و
 خط کی خوبی کا اسکی ایک ٹھنگ
 وہ صرف کہیں جو کرتا ہے
 جبرت افزا ہے حسن ہر تحریر
 خوشنویس جو اسکا پاتے ہیں
 لگ گئی ہے قلم تو جا دو ہے
 سطر لکھتا نہیں خفی کی وہ
 ایسا لکھنا کسو کی طاقت ہے
 خط میں کیسا ہی کوئی کامل ہو
 درن کس کس او اسے لکھتا ہے
 ہے الف قامت مکرر بیان

لیکن آقا سے لوگ کم دیکھے
خوشنویسی کی جتنے دی ہو واو
صفحہ روزگار پر ہے رنگ
شکل نقاش رنگ بھرتا ہے
مشقی اسکی ہر قطعہ تصویر
ہم حلاوت بہت اٹھاتے ہیں
مدجہان ہے کسو کی ابرو ہے
خط ہے خوبان کی پشت لبکا وہ
ہے جلی بھی تو ایک بابت ہے
اسکا کب نقطہ مقابل ہو
کون ایسی صفا سے لکھتا ہے
لام ہے زلف سلسلہ مویان

مثنوی
 ہے قابلِ جہد و ہمداندار
 جو سب بین ہوا ہے جلوہ بروار
 اسکو ہے حسن نے جو کھایا
 ہستی کا کاشہ اوی سے پیا
 پیا ان نے شہرِ اب خود پرستی
 طاری ہوئی اسچند روزی

۴۲۴

خوارشید ہے ان کا جام ہر درد
ہے گروہش چیم اس سے اخسوں
پھر جا رہے ہیں صلہ ساتھ گردون
ظلمت ہے دون کی بجائے کول
آخر ہے دی دی ہے اول
عالم ہے قسرت

[illegible]

ہندسایہ نازاد ہے گلی
 اسے لکھتے بھول گیا ہے
 غریب بیاں لال ہو کر
 لکھا جو پامال ہو سابر
 دشت تھک کی اسوان
 قدم ساخاں فزادہ
 بامالی میں دشت

یہ مدت تک یاد رہے گا
 جتنا اوس سے کسان کنارا
 جیسے جہان غ و قف بیکارا
 تو ہو پٹا آہ کمر سے
 ناکہ گھٹو ان لٹ جگر سے
 رکھتا ہفت سدا وہ دیوانہ
 درد زبان یہ شعر بردانہ
 صار فواد ی شفق شفق
 ۶۲۸
 حقیقت حقیقت حقیقت
 ہوش خود ناشاد گئے سب
 دین و دل برباد گئے سب
 وار و دل کے کچھ رہے وہ
 ہر اک کا منہ دیکھ رہے وہ
 شاد او کی اک عجوبہ
 حکم کی موج میں بجائے

گوشہ دامن وقت مرگان ساحل خشک لبی کے سائل خون باری سے سیل بہاری لب جن جسکا ہووے نہ دریا شور قیامت نوحہ گری سے داغ جنون دی جسکو چراغی جاے میں اک تار نہیں تھا صحرا صحرا خاک اڑاوے اشک کی جاگہ ریگ روان ہو پھولوں کی چھڑیاں ہاتھ بنائے شہر میں گویا اندھی آئی جی پر عرصہ تنگ ہمیشہ بید سا کا پنہ موی پریشان دامن صحرا جس کا دامن دامن قمر ب جوار گریبان	جدول جاری چاک گریبان ویدہ ترکے دریا قباہل ہر دم ہو ہر سمت کو جاری تشنہ لبی اک منہ پر پیدا خاک بسر آشفہ سری سے سرتاپا آشفہ دماغی غم سے گرچہ دم بھی کہیں تھا واوے پر جب اپنے آوے کلفت دل جب خاک نشان ہو گل آن نے از بسکہ کھائے دل کے غبار نے راہ جو پائی سر پر آکے سنگ ہمیشہ آہ سرد کرے وہ عریان گرد کے نہ اوسکا پیراہن یار دامن تار گریبان
--	---

اب دین کی بارون بجائے
 بولے نہ بارون کی
 کہے تو اشاروں کی
 کہے تو اشاروں کی
 کہے تو اشاروں کی
 کہے تو اشاروں کی
 کہے تو اشاروں کی
 کہے تو اشاروں کی

فخر رسته نذر و بنایا
 لیلی است او سلاسم و بنایا
 زلفون سلیب تار پریشان
 الم دوست تار پریشان
 نازکی سست است لاله ده
 انشاسی سر سوزنی

سوزش که از سبزه و به بیان
جگر که چون شمع زان پیر
بدار علی ایست چون جگر است آتش
بنواختست بر بید خفته
راه رفتن را که غمناک
را که می بیند راه غمناک
که در راه کعبه عجم رسید
و تازه و طاعت بود تا رسید

رخصت کو اس پاس بھی آیا
 وقت وداع قیامت گذرا
 ایک دم بخود ہو کے رہا وہ
 آنکھیں لگیں نامور میں بہنے
 ظلم ہے لو ہو پتے رہے
 عمر عزیز چلی یوں جادے
 آخر کر کے خدا کے حوالا
 تاکے وہ منہ دکھلاوے شتابی

جلتے کے تیل اور جلا یا
 سر سے آبِ حسرت گذرا
 اوس سے آگے آپ گیا وہ
 دیکھ کر اوس کو لگایا کہنے
 جان گئے پر جیتے رہے
 اور فلک آنکھوں سے دکھاوے
 آئینے پر پانی ڈالا
 راہ دور سے آوے شتابی

یار گئے پر میسر جواب ہے

جان سے خالی اک قالب ہے

راغم غم ہے وہ دل تفتہ
 غم سے فرصت او سکو کمان ہر
 خط لکھتا ہے اس مضمون سے
 خط سے اک آتش پر ہووے
 جب درد دل آن فی لکھا ہے

نام براؤسکا رنگ رفت
قاصد اشک ہمیشہ رولان ہی
تر ہو بال کبوتر خون سے
جس سے کباب کبوتر ہو دے
شعلہ خط مین لپیٹ دیا ہے

ایں کاغذ میں لکھی گئی اب اس کاغذ میں لکھی گئی

ان کو کہ زبان کو جی بے

کیا کیا ہے
آرام جانتے ہو
حال عجیب ہے رختور ہائے
میں نے قریب ہے وہ دور ہے
جب وہ در و دل کو خیاوے
باتوں بیاوے رونا آوے
دستہ دستہ داغ بستر ہے

۱۲۱
 پر کالہ پر کالہ جس کے
 اشک بین انکھوں سے پٹکتے
 ہے یہ گروہ الی کی تفت
 دن دروہے گلشن گلشن
 لی یہ بہتے وہ دامن دامن
 چوڑے نہ راہ درم دفاتر
 دس پیغام ہمیشہ میں
 پاس اوسکا بوی ترا کر ج
 لون ہوؤں کو یاد دلانا
 بات یی ہے

نہایت

وہ بیت پیون سے بہت گراں گزرا ہے
 سب کو بھونک کر کھنکھاتا ہے
 وہ بیت پیون سے بہت گراں گزرا ہے
 سب کو بھونک کر کھنکھاتا ہے

ایک سے مقدم ورتک سب کین
 وہ اک دو دمان کا تھا روشن چراغ
 دے اسکے ولین اک آتش نہان
 سب آرام چاہین اسو اضطرار
 نہ کچھ ہوش گھر جانیکا اسکو تھا
 نہ طاقت تھی تمین نہ کچھ جمین تاب
 سر راہ دل قیمہ قیمہ لیے
 سن اس نوگل عشق کی بیکلی
 دل و جبر و ہوش تو ان و حواس
 نہ ناموس کا ننگ نے نام کا
 شب و روز فریاد کرنا اسے
 تماشے کا دیوانہ پیدا ہوا
 جو دم لے طیش تو شتابی کرے
 کرے طرح داغون سودہ بانغ کو
 دل غمزہ سے مجت اسے

سدا اسکا منہ دیکھتے ہی رہین
 چلانے تھے سارے اسی پرو مانع
 کہ دیکھے جلا اسے سارا جہان
 سراپا تلک ایک دل بیقرار
 تشمت نہ مر جانے کا اسکو تھا
 نہ دل پاس نہ صبر و آرام و خواب
 یہ کہتا تھا مرجائیے بس جیسے
 رہا کرتی ماتم سدا وہ گلی
 رہین اسکی دشت و سارا و اس
 مراد و ست دشمن تھا آرام کا
 کئی بار اک دم میں مرنا اسے
 زمانے کو چندے تماشا ہوا
 تسلی دل کی خرابی کرے
 روانی اسی سے زرداغ کو
 قیامت خوشی سے عداوت ہے

سدا دیدہ اشک رونے کی کچھ نیاز
 بی بی سخت دل رونے کے نہیں
 وہ کاندھے پر نشیمن کے نہیں
 کہ تغریب خانہ دنیا کے نہیں
 نہ کسی کو کی نہ اپنی کسی
 نہ کسی کو جو عمارت
 بیان اسکا کچھ شوق ہے
 لے آسانی گرا باوہ شوق ہے

۶۳۵

یہ مسنی کا ہیکو بلجی ذوق ہے
 کھلا جانا ہے گی راز عشق
 کہ ہر دسین کی بکسل ہمارا عشق
 رفتن در ویش پیش بکولان رفتہ
 از تویش لہری کن اویش از پیش

نظر الہی کا ہیکو بلجی
 کہ ہر دسین کی بکسل ہمارا عشق
 رفتن در ویش پیش بکولان رفتہ
 از تویش لہری کن اویش از پیش

زن

زار و در پنهان ہو کوا شکار
 کین دل لگا ہو تو یہ مجھ کو کھ
 جان کو تو بھیجے دیان جاو نہیں
 ہو رہشتی بھی ہو تیری یار
 خدا جاز کیا جی میں بات آگئی
 پسنگو ان رخو درختہ نے
 کاسو ز دل کو لبون پر نمود
 یہ مجھے بیان کر کہ ہون رازدار
 کہون اس سو جا کر عین تو نہرہ
 کے کام جو تو بجا لاؤن میں
 کروں میں ملک کی طرح و ان گزرا
 کہ میری ہی دجھوئی ہی بھاگئی
 جگر سوختہ اور دل تفتہ نے
 زبان تاب کیا ز لگی جیسے دود

یہ مجھے بیان کر کہ ہوں رازدار
کہوں اس سوجا کر عین تو نہ
کے کام جو تو بجا لاؤں میں
کروں میں ملک کی طرح وہاں گدا
کہ میری ہی دیکھو ہی بھاگتی
جگر سوختہ اور دل تفتہ نے
زبان تاب کھا لگی جیسے دود
لگا کرنے پیچیدہ گفتار کچھ
کہ اسے غمگسار دل نامراد
تو یان ایک محلہ شوک قصد کر
سر ایک ترساکی ہو قبلہ رو
کہ احوال سے میری غافل نہ
مرے سر پہ ہنگامہ برپا ہوا
پر اب تاب تنہائی مطلق نہیں
اٹھایا تحمل کا بار گراں

[illegible]

حققت بیان کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ
 دنیا کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ
 دنیا کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ
 دنیا کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ

ہمارا اور ادھر تک دانگی خاک
 کئی نعرہ کش وان کئی نعرہ زن
 کئی بیوٹن وان سفر کئے
 ہر اک جان ہر شخص ناکام کی
 چرون گرد ساقی نشوین ترے
 مجھے مست آب یہ دیکھے کر
 سنا دہ جگر سوز پیغام جب
 پر ہی اک رہا گی نہ کر اعتبار
 کہ ہجران میں جو بقراری کرے
 نہ سوز دے نالوں کی ہمسایہ کو
 محبت کی رہ میں یہ پھیلا کر کام
 نہیں شرط الفت میں جس میں
 جو چوتھا ہی ٹیڑھا ہوں چون آبلہ
 نہ جو ہو سکے چسپاں پامال
 کیا میں جواب اوس سے لیکر ادھر

تو نکلی زمین سے دل چاک چاک
 کئی خون گرفتہ کئے بے کفن
 سسکتے ہیں کتنے کئی مر گئے
 ہوا دار اسکے لب بام کی
 گلانی ہی منہ کو لگا دی مرے
 چلون جون فلم بھر بھی مطلب پر
 کئی آشنا حوت سے نعل لب
 کہ مضمون جسکا یہ موزون ہر بار
 سر راہ فریاد وزاری کرے
 بھلی مرگ ایسی خسرو مانیہ کو
 کہ سر سے گنہ جانیے شاد کام
 اگر پیش آئے دم و اسپین
 وہ ہے غم میں دامندہ قافلہ
 تو بہتری ہوتا ہی اوسکا وصال
 سر نہ تھا یا مال غم وہ جدھر

میں قصہ سن کر اس
 کہ یوں بھی اور بھی ہے جا
 نہ سوچا جان طرف جان
 کہ یہ بیلک میں اس جان
 ملاست کروں اسکو میں اس جان
 راہ بے خفیت سر کیسے
 کہ نہ آئیں میں مارا گیا

۶۳۹
 کج

ہی کہ میں فون پر ہوں
 کف دھاک اسکی ہاتھ میں
 تری اسکی ہاتھ میں
 یہ چہرہ انسان بن پر ہوں
 اوس سر میں سر میں
 یہ لڑا سر میں سر میں
 کیا کا سر میں سر میں
 کسان سر میں سر میں
 کسان سر میں سر میں
 کسان سر میں سر میں
 کسان سر میں سر میں

کون کون کون کون کون کون
 کون کون کون کون کون کون
 کون کون کون کون کون کون
 کون کون کون کون کون کون

اوڑا دیوین سب گھر کی ہباب کو
 سر اسیمہ کوئی قیمت سے ہو
 گریبان کسو کا مر غم ہے چاکر
 نڈکھون توجی پر قیاست رہی
 دسے منزل دلیں اس کی سیر
 تصور مرید جان کو ساتھ تھا
 وہ صورت رہی میری پیش نظر
 وہی ایک صورت ہزاروں
 مزہ آفت روزگار دراز
 مگر تھا وہ آئینہ گلزار کا
 دم تیغ پر راہ چلے پڑی
 بقسم سبب کا ہش جان کا
 سخن کی نکلتی تھی شکل سہ راہ
 جو سیب ذقن اسکا بو کر جیے
 خجل اسکے مشکناں کیوسے ہو

پڑی فکر جان میرے اجباب کو
ہوئی پاس کوئی اتناوت سے ہو
کوئی فرط اندوہ سے گریہ ناگ
جو دیکھوں تو آنکھوں سے لو ہو
کے چشم بندی کو ہر بار غیر
وہی جلوہ میرا ان کے ساتھ تھا
اگر پیش میں ہوں و گر خیمہ
اسی دیکھوں جیدھر کر و نہیں منگھ
نگھ کر دیش چشم سے فتنہ ساز
عجب رنگ پر سلیج رنساں کا
جو آنکھوں کی پی سی جاکر لڑی
سکان کینج لب خواہش جان کا
دہن دیکھ کر چہ نہ کہے کہ آہ
سزا ہے جگر اس کو کر لے
گل تازہ شرمندہ اس رو سے ہو

[illegible][illegible]

غرض نا ایدانہ کراک نگاہ
 نہ آیا کبھو پھر نظر اوس طرح
 مگر گاہ سایہ ساہتاب میں
 دل خو پذیر وصال و دام
 اگر وصل خواب فراموش تھا
 پلکے پلک آشنا ہے وہی
 کھڑا ہوں تو سوتا ہوں اک ذوقمیز
 جو بیٹھا ہوں خواب گراں مجھ
 خیال اوسکا آدے کہ سن ہو رہوں
 مجھے آپ کو یونہی کھوتے گئی
 دکھایا نہ اوس مہ نوز خوابین
 بہت بخیر دو بے خبر ہو چکا

وہ نقش تو نیم گیا سو مہ ماہ
 نہ دیکھا اوسے جلوہ گرا اوس طرح
 کبھو وہم سا عالم خواب میں
 رہے خوابین روز و شب صبح و شام
 لیکن وہی خواب کا جوش تھا
 نہ خود رنگی کی ادا ہے وہی
 رگ خواب دل ہے کہ شوقمیز
 وہ غفلت جہان در جہان ہے مجھ
 تلے سر کے پتھر نہ کھون سورہوں
 جوانی تمام اپنی سوتے گئی
 نہ دیکھا پھر اوسکو کبھو خوابین
 ہم آغوش طالع بہت ہو چکا

نہ دیکھا کبھو میر پھر وہ جہاں

وہ محبت تھی گویا کہ خواب خیال

تمام شد

خاتمہ الطبع

الحمد للہ کہ کلیات سر آمد شاعران
 جناب میر تقی میر طبع فیض بخشی

کلیات

۱۲۵

کلید شوق صافی - انی - ای واقع
 کلید شوق صافی - انی - ای واقع
 کلید شوق صافی - انی - ای واقع

دیوان سحر طغی سحر سامی	ترجمه شرح یوسف زلیخا -	واسوخت سیر -
دیوان نیت اور	مثنوی گلزار نسیم بالقصور -	واسوخت مهر -
مجمع الاشعار -	مثنوی میرین دیوی بالقصور -	واسوخت بحر -
چین سبیل نظیر -	مثنوی دلاویز -	واسوخت صفیر -
گلرسته امانت	مثنوی رموز العاشقین برون -	واسوخت لوانی -
دیوان حیرت	بیرود -	واسوخت همت -
گلرسته حیند اندکان سحر	مثنوی گلشن عشق -	واسوخت فغان حیدر -
اشعار ردی پسند -	مثنوی دریا ست عشق -	واسوخت ثانی ناک -
شرح مترجم تصاییر فانی -	مثنوی بلبل چتر -	نظم سزار داسوخت بجل -
دیوان مناجات هندی -	مثنوی گلرسته معنی -	فقه حیات شر
توسعه آخرت جدید -	مثنوی فرحت افزا -	الف لیله بالقصور بر مرتبه ابوناظم
مثنویات آرو و	مسدس اوج -	مولوی محمد حامد علیخان عماد خلف
مثنوی شمس نین موسوم بلبل	باره ماسه بره بارلین -	حافظ غلام علیخان رئیس شاه آباد
مثنوی طلسم بهمان -	باره ماسه سند رکلی -	صانع پردی -
مثنوی بهارستان نادان ترجمه	مجموعه باره ماسه و باب	ایضا تقطیع حزو -
مثنوی غنیمت -	بنی مار حوضیر شاه و مقصود -	فسانه عیایب جلی قلم بالقصور
مثنوی موجه غم مثنوی تالاف	باره ماسه دین سنگه جدید -	کاغذ سفید گنده -
مثنوی زینت انجمن -	اندر سپه امانت مدار بیال -	ایضا کاغذ خنای -
مثنوی سعدین -	واسوخت	ایضا متوسط قلم بالقصور -
مثنوی صیرت اذاع غزلیات بحسن	مجموعه واسوخت کامل -	ایضا باریکه قلم بغیر بالقصور -
مثنوی در صفت کشته	واسوخت مزد امانت	سروش سخن بجا پنهان
مسدس کریمیا -	واسوخت حکیم -	ایضا مطبوعه غیر -
مثنوی یوسف زلیخا منظوم از اشعار	واسوخت نظام رعنا	طلسم حیرت
ایضا - از غنشی نند کشور -	واسوخت لاوری -	طلسم فصاحت

باغ و بہار قصہ چارہ رویش
 بالقصور یقظیح حزد
 ایضاً بالقصور یقظیح کلان
 آرایش محفل عاتق طائی بالقصور
 ریاض تحقیق تادرس شیخ عبید
 سکنہ رتانا بری
 داستان امیر حمزہ ہر چارہ دفتر
 فسانہ سوزن عشق ناول عبید
 طلسم ہوشیار بادستان امیر حمزہ
 جلد اول بہار رنگین
 ایضاً جلد دوم
 ایضاً جلد سوم
 ایضاً جلد چارم
 ایضاً جلد پنجم
 ایضاً حصہ اول جلد پنجم
 یہ کتاب سات جلدوں میں لکھا
 ہوگی باقی جلدیں تیار ہو رہی ہیں
 فی الحال حصہ دوم تیار ہو چکا
 مجموعہ افسانہ دلپذیر مہینہ بسین
 فسانہ دلچپ اور ایک ہر ایک حصہ
 بھی علیحدہ علیحدہ فروخت ہوتے ہیں
 سیراب باغ
 جام سرشار بالقصور یقظیح ناول
 مقتول حفا فسانہ غم آمود

نور مریم
 بستان چکیت حجازی نواز سہیل
 قصہ سیاہ پوش
 فسانہ معقول
 فسانہ آرزو کامل ہر چارہ جلد
 ایضاً جلد اول
 ایضاً جلد دوم
 ایضاً جلد سوم
 ایضاً جلد چارم
 فسانہ و امینہ پرازنشی اعظمی
 فسانہ جیل نو سوم ہر فسانہ دلپذیر
 بھول بھولیاں ترجمہ کتاب
 رام محبت
 سیر کسار کامل در دو جلد
 ایضاً جلد اول
 ایضاً جلد دوم
 قصہ چار گلزار
 قصہ زاپہ شمس
 جاوہ تسخیر
 سنگ گاسن بیتیسی نشر
 طوطا کمانی بالقصور
 قصہ گل و سنوبر
 ایک روسی زمیندار کا قصہ
 نور تن

قصہ اگر گل
 بیتا ال بیتیسی
 گل بکاؤلی نشر
 سیر معقول
 قصہ گوپی چند تھری
 لطیف ہندی
 قصہ سور چور
 قصہ موتی بولہ
 قصہ جات نظم
 انوار سہیل حجازی نواز سہیل
 کاغذ سفید حکایت منظوم
 قصہ شاہ روم
 قصہ مجسمہ
 قصہ ماہی گیر
 قصہ سوراگر بک
 سنگ گاسن بیتیسی منظوم
 گلزار ابراہیم قصہ ابراہیم اول
 چشمہ شیریں قصہ شیریں بادل
 جو گن نامہ
 قصہ عاتق طائی منظوم
 بہار و آتش منظوم
 قصہ حضرت یونس علیہ السلام
 قصہ قاضی حجازی ہر چارہ
 بکٹ کمانی